مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

حسب فرمائش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۵۰)

سرور غزنی

جلد اول

المعروف

فتاوی غزنی

باہتمام نیازمند محمد شفیع ابن علیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفرلہ اللہ الوہاب

مطبع مجتبائی دہلی میں پہلی مرتبہ مطبوعہ

Marfat.com

ملنے کا پتہ جزنگ کے کارخانے سے ہر قسم کی کتابیں بنرخ تاجرانہ بکفایت و جلد دستیاب ہوتی ہیں المشتہر حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ

والدین حضور کا بیان ص ۲۴۳ استاد اور پیر کی شفاعت ص ۲۵

مسئلہ تکفیر ص ۸۲ ص ۲۰۱ ص ۲۰۳ ص ۲۰۵ و ص ۲۰۶ و ص ۲۰۷

سرود و غنا ص ۷۸ / ۱۳۹ ص ۱۱۶ حضرت معاویہ کا حضرت علی کو برا کہنے کی تحقیق ص ۹۰
رسالہ غنا

شیاطین سے متعلق تیسیر خدا کا ارشاد ص ۲۰۱ تا ترک تسمیہ کی ایک صورت ص ۷۹ ج اول
شیاطین صحابہ ص ۲۵ رحضا من جہاد اللہ کبرا الخ کا حکم اور مطلب ص ۵۵

ص ۳۶۸ ص ۳۷۸ / ۱۱۶ سرود و غنا ص ۷۸ / ۱۳۹ مخنثوں کے نیچے تک ازار و غیرہ لٹکانے کا حکم ص ۸۷

نوحہ اور ہزامیر و غنا پر اجرت لینا حرام ص ۱۵۲

انگریزوں کی نوکری سے نفرت ص ۱۸۲

شہادت کے جلسہ کا طریقہ ص ۲۱۸

لہو و لعب اور غنا والی دعوت کا حکم ص ۲۷۵ جلد ۲

اللہ کی نافرمانی کی نذر کا کفارہ لازم ہے حرام ص ۸۵ جلد اول

Marfat.com

فہرست مضامین فتاوی عزیزی جلد اول

مضمون	صفحہ
سالہ اس بیان کہ نمازمین التحیات پڑھنے کے	
قت اشہدان لا الہ الا اللہ پر کلمہ کی انگلی اٹھانا	
ستحب ہے۔	۲
ستفتا۔ صحیح مسلم وغیرہ مین جن بارہ خلیفونکا ذکر	
ہے وہ کون کون ہین اور حضور سرور عالم	
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو مفصل	
کیون نہ فرمایا کہ اختلاف نہ پڑتا۔	۸
حفاظ کا قرآن شریف کے پڑھنے کی اجرت لینے کی	
تشریح پر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث	
دہلوی کی تقریر۔	۱۳
حافظ شیرازی کے اس شعر کی تشریح ؎	
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند	۱۶
رسالہ نماز کے اُن احکام کے بیان مین جو خاص کر کے عورتون	
کے لیے ہین۔	۱۶
استفتا۔ ہر مسلمان کے لیے یہ سنت ہی یا نہین کہ	
کفن کے واسطے کپڑا اپنے پاس رکھے۔	۱۷
کسی شخص نے رشوت وغیرہ لیکر مکان بنایا اور	
ایک مدت تک اسپر قابض رہکر اسکو فروخت	
کرنا چاہتا ہو اسکی قیمت اسکے لیے حلال ہی یا نہین	۱۸

مضمون	صفحہ
استفتا۔ اگر کوئی شخص شرعی مدرسے قرض لیکر	
اس سے کوئی مسجد بنا کے اور پھر وہ روپیہ	
رشوت کے پیسے سے ادا کرے تو ایسی مسجد	
بنانا ہے شرعاً درست ہے یا نہین	۱۹
نکاح کرنیوالا اہل سنت ہو اور منکوحہ	
کا مذہب امامیہ ہو تو اہل سنت کے موافق	
یہ نکاح جائز ہی یا نہین۔	۱۹
جب لوگ نماز کے واسطے کھڑے ہون	
تو وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ	
مُصَلًّى وغیرہ اور استغفار پڑھین یا نہین	۱۹
مطالب دنیوی کے حصول کیلیے کیا پڑھنا چاہیے	۲۰
جب کوئی عورت بے حکم شوہر گھر سے باہر نکلے تو	
اسکا نفقہ دہرا اور کپڑا اور رہنے کے	
لیے مکان پانے کا حق باطل ہو جاتا ہی یا نہین	۲۱
آسیب اور جادو کے دفعیہ کی ترکیب	۲۲
بیعت اصل مین کیا ہے اور بیعت قرآن شریف	
سے ثابت ہے یا حدیث نبوی سے	۲۳
نکاح کے وقت زوجین کو کلمہ اور ایمان	
مجمل و مفصل کی تعلیم کرنا چاہیے یا	
نہین۔	۲۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ
استفتا ۱ امت کی شفاعت صرف حضور سرور عالم صلعم فرمائینگے یا صحابہ بھی اور صحابہ کی تابعداری سے کیا فائدہ اور عدم سے کیا نقصان ہے	۲۴
〃 اس امر کا کیا سبب ہوا کہ مفتیون یعنے امام اعظم وغیرہ علیہ الرحمہ مین اختلاف ہوا۔	۲۵
〃 اُس شخص کے بارہ مین کیا حکم ہے جو حدیث شریف سے انکار کرے۔	۲۵
〃 جس شخص کو فقہ کی کتاب سے انکار ہو اسکے بارے مین شرعاً کیا حکم ہے۔	۲۶
〃 جو شخص بلا سمجھے کہ یہ کفر کا کلمہ ہے کوئی کلمہ کفر کہے وہ کافر ہو جاتا ہے یا نہین۔	۲۶
〃 جو شخص علم اور علما کی اہانت کرے اُسکے بارے مین کیا حکم ہے۔	۲۷
〃 جسکو اُسکے ماں باپ عاق کر دین اُسکی بخشائش ہوگی یا نہین۔	۲۷
〃 دارالاسلام دارالحرب ہو سکتا ہی یا نہین	۲۷
〃 ایسے سید کے بارے مین کیا حکم ہے جو بدعتی ہو یا فسق و فجور مین مبتلا ہو اور کفر کا کلمہ کہتا ہو	۳۰
〃 تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہی کہ دین کے جو امور ظاہر مین اُنکا منکر کافر ہے تو خارجی اور شیعہ	۳۰

مضمون	صفحہ
کیون نہ کافر سمجھے جائین	۳۰
استفتا ۱ یہ نہین کہا جا سکتا کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز واجب تھی کیونکہ واجب وہ ہی جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس قاعدے سے سجدۂ سہو کا آنحضرتؐ کو حکم نہ رہا ہوگا حالانکہ آپنے دو تین مرتبہ سجدہ سہو کا کیا۔	۳۱
〃 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے جو خلافت کو نص سے ثابت کیا ہی اور نص یہ ہے کہ الائمۃ من قریش تو پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نص ہوتے ہوے خلافت کو اسلام کی رائے پر کیون موقوف رکھا اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے حضرت امیرؓ کی خلافت کے وقت طوعاً و کرہاً کیون بیعت کی اور اگر یہ کہا جاوے کہ خلافت اجماع سے ثابت ہوئی تو حضرت امیرؓ کی خلافت مین مخالفین کے اشبہات کو اہل حق نے جو رد کیا ہی وہ جواب ضعیف ہو جاتا ہے۔	۳۱
〃 قوم لواصب مین ایک شخص کا دعوی ہے کہ حضرت امیرؓ نے حکومت خراسان	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
(نعوذ باللہ منہا) مغرور ہوکر خدائی کا دعوی کیا اور فرعون ملعون نے بھی دعوی خدائی	
کیا ان دونون دعوون مین کیا فرق ہی۔	
استفتا۔ خلافت کے بارے مین جبکہ یہ حدیث	
صحیح ہے کہ اَلْخِلَافَۃُ بَعْدِیْ	
ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً تو حضرت امام حسینؓ	
مکہ معظمہ سے کیون تشریف لے گئے	
اور یزید سے کیون مقابلہ کیا۔	۳۶
〃 کسی شخص نے یہ نیت کی فلان کام میرا پورا	
ہوجائیگا تو شیخ سدو یا سید احمد کبیر	
کا بکرا دونگا تو مراد حاصل ہونے پر اُسنے	
خدا کا نام لیکر گائے ذبح کی دل مین	
سید احمد و شیخ سدو کے ساتھ گائے کی	
نسبت کی تو اُسکا گوشت کھانا درست	
ہی یا نہین۔	۳۷
〃 حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جو	
فرمایا ہی کہ میری امت کے تہتر فرقے	
ہونگے اور ایک فرقے کے سوا سب	
دوزخی ہونگے اس سے کیا مراد ہی۔	۴۷
〃 دارالحرب کے کفار کو سود دینا درست	
ہی یا نہین ایک حویلی فروخت کیجاتی	
ہے جسمین چند مکانات ہین اور چند لوگونکا	

مضمون	صفحہ
حق شفعہ ہے منجملہ اُنکے ایک شخص	
اپنا حق شفعہ چاہتا ہے تو کیا شفیع اس	
امر کا مستحق ہے کہ کل حویلی نہ خریدے	
بلکہ وہی مکان خریدے جو اُس کی	
زمین کے متصل ہے	۵۳
شفعہ۔ حضرت ابوبکرؓ کیطرف سے ایک کاغذ	
حضرت علیؓ کو دیا گیا اور کہا گیا کہ اسمین جسکا نام	
ہے آپ اسکی بیعت فرمالین تو حضرت	
علیؓ نے فرمایا اِنْ کَانَ عُمَرَ یعنے	
اگرچہ اسمین حضرت عمرؓ کا نام ہو تب بھی	
امین نے اُنکی بیعت قبول کی اس سے	
ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمرؓ خلافت کیلیے	
زیادہ قابل نہ تھے جو آپکی بیعت	
قبول کیجاتی۔	۵۴
〃 رَجَعْنَا مِنَ الْجِہَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی	
الْجِہَادِ الْاَکْبَرِ سے کیا مراد ہے	
ایک شخص کسی فاضل معتبر کا قول	
نقل کرتا ہے کہ حضرت جب اوطاس	
سے تشریف لائے تو یہ فرمایا لہذا جہاد	
اصغر سے مراد اوطاس سے سفر کرنا ہی	۵۵
〃 مسئلہ وحدت وجود مین علما کیا فرماتے ہین	۵۶
تاویل قصیدہ بانت سعاد۔	۵۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
استفتا۔ ہنڈوی کرانا جائز ہے یا مکروہ	۶۴
〃 تمام ملک نصاری کا دارالحرب ہے یا نہین	۶۵
〃 اہل اسلام کا کفار سے سود لینا اور انکو سود دینا جائز ہے یا نہین۔	۶۶
〃 اہل قبور سے استمداد جائز ہے یا نہین اگر جائز ہے تو بعض مسلمان ضعیف الاعتقاد ستیلا وغیرہ کی پرستش سے کیون باز آوینگے اور بت پرستون کی بتون سے مدد چاہنا کیون شرک ہے۔	۶۸
〃 کسی مرد صالح کے انتقال کے بعد اسکو ولی کہنا جائز ہے یا نہین	۷۱
〃 حدیث شریف مین ہے اِنْ تَعْمَرُوْا عَلِیًّا وَلَا اَرَالُمْ فَاعِلِیْنَ اسمین جو اَرَالُمْ فَاعِلِیْنَ کا لفظ ہے اسکا جواب بخوبی دلمین نہین گزرتا سوائے اسکے کہ یہ مقدر نہین ہے کہ علیؓ کو بلافصل یعنی لوگ خلیفۂ اول مقرر کرینگے۔	۷۲
〃 مقابر اولیاء اللہ جو ہندوستان مین ہین اُنکی متعلقہ آراضی ومواضع اور نذر ا نہ آمدنی نذر ونیاز وسجادہ نشینی کی بابتہ کیا حکم ہے۔	۷۳

مضمون	صفحہ
استفتا۔ رہن اراضی اور اُسکی آمدنی جو راہن نے بخوشی مرتہن کو بخشی ہو پھر راہن مرتہن سے بعد انفکاک رہن پاسکتا ہے یا نہین۔	۷۶
〃 سرو دیہے زراگ کا شغل قبر پر جائز ہے یا نہین۔	۷۸
〃 سال مین کوئی دن زیارت قبر بزرگان کیلیے مقرر کرنا جائز ہے یا نہین۔	〃
〃 بزرگان اور خواجگان کی غلامی کا اقرار کرنا حالانکہ اُنکا زر خرید نہو جائز ہے یا نہین۔	۷۹
〃 گاے یا بکرا کسی شہید کے نام پر ذبح کیا ہوا یا مالیدہ وشیرینی جسپر کسی بزرگ کی نیاز ہوئی ہو کھانا جائز ہے یا نہین اور نیاز کا کھانا صرف غریب اور محتاج کو جائز ہے یا اغنیا کو بھی۔	〃
〃 آدمی کو بیچنا جائز ہے یا نہین۔	۸۰
مسئلہ۔ مرد کو پائجامہ یا لنگی اور ازار ٹخنے کے نیچے تک پہننا ناجائز ہے۔	۸۱
〃 مونچھ کے بال کاٹنے کی بابت۔	〃
〃 غلام وکنیز کے حلال شرعاً تین قسم کے ہین	۸۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
استفتا۔ کن صورتون مین کسی مسلمان کو کافر کہنا جائز ہے	۸۲
〃 معاویہ امت انساب اور معاویہ بن حدیج کا حضرت علیؓ کو برا کہنے کی تحقیق	۹۰
〃 ہندوستان کی زمین اور اسکی زمینداری کے متعلق کیا حکم ہے	
〃 کسی شخص کا شیخ سدو یا احمد کبیر کی نذر ماننا اور بعد بر آنے کام کے اسکو اللہ کا نام لیکر حلال کرنا لیکن دلمین وہی سابقہ نیت رکھنا جائز ہے یا نہین اور اسکا گوشت کھانا کیسا ہے۔	۹۴
جواب نامہ مولوی محمد نور محمد صاحب مسئلہ توحید وجودی اور توحید شہودی مین۔	۱۰۹
جواب نامہ حافظ مصری صاحب مسئلہ توحید وجودی اور توحید شہودی مین	۱۱۲
استفتا۔ در بارۂ اولاد شیخین اور در بارۂ اولاد اعمام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۱۱۳
مسئلہ در بارۂ سرود و غنا۔	۱۱۶
استفتا۔ معنیٰ آیۂ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا اور مصداق اس آیت کا۔	۱۱۸
رسالۂ فوائد تسمیہ و حمد مین۔	۱۲۱
رسالۂ معاد جسمانی۔	۱۲۴

مضمون	صفحہ
مسئلہ تفضیل حضرت علیؓ۔	۱۲۷
رسالۂ قواعد جناب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جنمین جملہ اعتراضات رد ہو جاتے ہین	۱۳۲
رسالۂ غنا۔	۱۳۹
رسالۂ بیع کنیزان	۱۴۴
استفتا۔ در بارۂ تعزیہ داری عشرۂ محرم اور بنانے ضریح و صورت قبور و علم وغیرہ مین۔	۱۴۸
〃 اس بیان مین کہ جس مکان مین موے مبارک رکھا ہو یا نہ رکھا ہو مجلس عزا جناب سید الشہداؑ ترتیب دیجاوے اور گریہ کیا جاوے اور کلام اللہ پڑھا جاوے اور پنج آیت پڑھے اور ثواب رسانی کیجاوے یہ جائز ہے یا نہین جبکہ ضرائح وغیرہ نہون۔	۱۵۱
〃 محرم مین ترک زینت وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہین	۱۵۲
〃 کوشش اور مدد کرنا امور تعزیہ داری مین جائز ہے یا نہین	〃
〃 کیا حکم ہے اس شخص کے بارے مین جو مرثیہ و کتاب پڑھتا ہے اور نوحہ خوانی کرتا ہے خواہ اجرت لیتا ہو یا بلا اجرت	〃

Marfat.com

مضمون	صفحہ
استفتا۔ شب یازدہم ربیع الآخر مین مہندی روشن کرنا اور اسکو منسوب سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کرنا اور نذر و نیاز و فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہین	۱۵۲
〃 اوپر کے بیان کیے ہوے امور بدعت حسنہ ہین یا بدعت سیئہ	۱۵۳
〃 تعزیہ کے آگے رکھی ہوئی چیز اور نیز اس حلوے کا جو ایک قاب مین شب عاشور کو ضریح یا تعزیہ کے نیچے رکھتے ہین کھانا جائز ہے یا نہین	۱۵۴
〃 رسالۂ مذہب ائمہ اربعہ کے ماخذ ہین حکایت طاہر قمی کی ساتھ برہان شاہ کے اور اسکے جوابات۔	۱۵۵ تا ۱۵۷
شرح رویاے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ اللہ	۱۶۳
رسالہ درود و سلام کے بارے مین جو یازدہ امام کے حق مین تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہے۔	۱۷۷
مکتوب جلال مین ان صاحبون کے جو ہمراہ حضرت امام حسینؓ واقعۂ کربلا مین تھے۔	۱۷۹
نقل خط شاہ غلام علی و جواب حضرت عبد العزیز صاحب۔	۱۸۲
رقعہ شاہ غلام علی صاحب بنام جناب شاہ مولانا عبد العزیز صاحب	۱۸۴

مضمون	صفحہ
استفتا۔ بیان مین اسکے کہ ادراک و شعور بعد موت بھی وہی باقی رہتا ہے جو زمانۂ حیات مین ہوتا ہے یا کم و بیش ہو جاتا ہے	۱۸۶
〃 کوئی صاحب باطن یا کشف کسی باطن یا صاحب کشف کی قبر کے پاس مراقبہ کرکے باطن سے کچھ حاصل کر سکتا ہے یا نہین۔	۱۸۸
〃 بزرگون کی زیارت کے لیے کوئی دن مقرر کرنا یا انکے عرس کا دن مقرر کرنا درست ہے یا نہین۔	〃
〃 قبر پر چادر چڑھانا یا پھول وغیرہ رکھنا یا پانی چھڑکنا درست ہے یا نہین اور اس سے میت کو سرور ہوتا ہے یا نہین۔	۱۸۹
〃 میت کی نذر ماننا اور قبر کو چادر سے چھپانے مین کیا حکم ہے۔	〃
〃 مسئلہ وحدت وجود کی تشریح مین	۱۹۰
〃 قبور اولیاء اللہ کے مصارف اور انکی قبر پر چڑھاے ہوے روپیے سے خادمان قبر کا منتفع ہونا جائز ہے یا نہین۔	۱۹۳
〃 اراضی کا رہن رکھنا اور اسکی آمدنی سے	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
منتفع ہونا جائز ہے یا نہین	
جبکہ راہن اسکی آمدنی مرتھن کو ہبہ کردے	۱۹۳
استفتا ربیع الاول مین کھانا پکوا کر اسکا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور محرم مین سید الشہدا کو اور دیگر آل اطہار کو پہونچانا درست ہے یا نہین	۱۹۵
〃 جسکے گھر کی عورتین پردہ نہ کرتی ہون اسکا امام ہونا جائز ہے یا نہین	〃
〃 عورت کو طلاق دینا نا فرمانی مین جائز ہے یا جب چاہے جب دیدے	۱۹۶
〃 خلود نار دائمی صرف کافرون کے لیے ہے یا مشرکون اور منافقون اور اہل کتاب اور اہل بدعت کے لیے بھی۔	۱۹۷
〃 حضرت معاویہ کی شان مین طعن کرنا جائز ہے یا نہین	۲۰۰
〃 مروان کا حضرت علیؓ کو برا کہنا اور اسپر تکفیر کا حکم صحابہ موصوفین کے نہ لگانے کا کیا سبب ہے۔	۲۰۲
〃 افشاے راز آنحضرت و تحریم ماریہ قبطیہ اور حضرت عائشہ پر طعن ہونیکے	

مضمون	صفحہ
بارے مین۔	۲۰۹
استفتا منسوخی حکم متعہ کے بارے مین۔	۲۱۰
〃 حنفیہ کا بعض مسائل مین صاحبین کی اقتدا کرنا اور امام شافعی کی تقلید کو ممنوع جاننے کا کیا سبب ہے،	۲۱۱
بیان اسکا یہ قیامت کے روز تین فرقے شفاعت کرینگے۔	۲۱۴
بیان نماز تراویح کا	۲۱۶
بیان کفار کی مشابہت کرنا کس چیز مین منع ہے۔	۲۱۸
〃 مرثیہ خوانی اور مجلس کا بیان	〃
استفتا بزرگون کو سجدہ کرنے مین جیسا کہ 〃 سلطان المشائخ اور شیخ فریدالدین قدس سرہم کے حضور مین لوگ کرتے تھے کیا حکم ہے	۲۲۱
〃 دارالحرب مین کافر سے سود لینا جائز ہے یا نہین اور عملداری انگریز اور انکے دوسرے لوگونکی دارالحرب ہے، یا نہین	۲۲۶
〃 پورپ کے بعض علمانے جو انگریزون سے سود لینا جائز کر رکھا ہے درست ہے یا نہین۔	۲۲۸
بیان مین ایسی بیع کے جسمین خریدار کو کچھ مہلت دی گئی ہو کہ وہ قیمت کچھ دنون بعد	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
دیو اور اس وجہ سے قیمت زیادہ قرار دیجانے اور اسکا جواز	۲۴۰
رقعہ جن اور شیاطین کے جسم انسان مین تصرف کرنے کے بیان مین	״
رسالہ اس بیان مین کہ زمانۂ بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قبل زمانہ فترۃ نہ تھا بلکہ زمانۂ جاہلیت تھا۔	۲۴۳
قول اِذ تحیّرتم فی الامورِ فاستعینوا فی القبور کی تشریح اور اسکے حدیث نہ ہونے کی توضیح	۲۵۱
بیان حکم حیلہ۔	۲۵۴
بیان اصحاب کہف	۲۵۵
استفتا۔ معاویہ بن ابی سفیان کا سعد بن وقاص سے یہ کہنا کہ کس امر نے تمکو باز رکھا جو کہتے سنے ابو تراب کے بیانمین۔	۲۵۶
مسئلہ وحدت وجود کی تحقیق	۲۵۷
استفتا۔ احوال جناب شیخ سرہندی رح در مسئلہ وحدت شہود۔	۲۵۹
״ قول باطل باطل کی تشریح مین	۲۶۰
״ انبیا و رسول و ملائکہ کے سوا دوسرے کو معصوم سمجھنا درست ہے یا نہین	۲۶۳
״ دربارۂ تحفۂ اثنا عشریہ و کتاب صواعق موبقہ۔	۲۶۸
استفتا دربارۂ قرآن پاک عربی زبان مین ہونیکے دوسری زبان والون کو تبلیغ نہونیکے	۲۷۱
״ اس بارے مین کہ ہندوستان مین اہل ہنود کی تبلیغ کو کون پیغمبر پیدا ہوا اور کیون نہین آیا ہے۔	۲۷۴
״ جبکہ قبر اور تصویر کی طرف منھ کرکے نماز پڑھنا ممنوع ہوا تو کعبہ شریف وحجر اسود کی طرف کیون خصوصیت ہے	۲۷۶
״ باغ فدک کے معاملہ کی تحقیق	۲۷۹
״ اصول دین مین درمیان مجتہدین اربعہ مذہب اہلسنت والجماعت کے کیا فرق ہے اور کیون۔	۲۸۶
سوالات مسٹر فریجہ اور اسکے جوابات شافی	۲۹۰
ایک دختر صغیرہ کا نکاح کرکے اسکے شوہر کو دینا ماں باپ کے لیے جائز ہے یا نہین۔	۲۹۰
۲۔ اگر لڑکی چاہے کہ غیر کفو سے نکاح کرے تو اسکے ماں باپ کے لیے یہ حق ثابت ہے یا نہین کہ اسکو منع کرین	۲۹۱
۳۔ اگر کسی شخص نے نکاح کے قبل عورت کے باپ ماں سے یہ شرط کی کہ مین تمھارے گھر رہونگا اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کردو پھر بعد نکاح	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اگر وہ عورت کے ماں باپ گھر نہ رہے تو نکاح باطل ہوگا یا نہین۔	۲۹۲
۴۔ جس جگہ قطب سر پر ہو اور آسمان کی گردش رجوی ہو اور رات دن سے ہر ایک چھ ماہ یا کم ہو وہان روزہ نماز کے بارے مین کیا حکم ہے	۲۹۳
سوالات مولوی جمیل علی اور اُسکے جوابات	
۱۔ جس مچھلی کو کافر نے پکڑا ہو اُسکے کھانے کے بارے مین کیا حکم ہے۔	۲۹۸
۲۔ نماز جنازہ کے لیے جو وضو کیا گیا ہو اُس سے نماز فریضہ پڑھنا جائز ہے یا نہین۔	۱۹۹
۳۔ مکمل اور تمدہ پر نماز پڑھنا اور سجدۂ تلاوت کرنا جائز ہے یا نہین۔	〃
۴۔ زید ریاح کے مرض مین گرفتار ہے یہانتک کہ ایک گھنٹہ بھی پیچ کو ضبط نہین کر سکتا ہے تو اسکو ہر نماز کیلیے تازہ وضو کرنا کافی ہے یا نہین اور اُسی وضو سے وظائف وغیرہ پڑھ سکتا ہے یا نہین	۲۹۹
۵۔ جبکہ حدیث نبوی سے ماں باپ کی قبر پر ہونے ایک خط کھینچکر اسکی زیارت کرنا آیا ہے تو غالبًا تعزیہ بنانا بھی جائز ہوگا۔	۱۰۰
۶۔ تعزیہ بنانا اور ماتم کرنا و مرثیہ پڑھنا وغیرہ ان سب امور کے بارے مین کیا حکم ہے	
جواب خط مولوی محمد زاید خان بابت تحقیق حق دائرہ وحق متعین	۳۰۱
سوالات مولوی نجم الحق صاحب مع شرح	۳۰۳
(جوابات حسب ذیل)	۳۰۳
۱۔ حنفی کے لیے شافعی اور مالکی اور حنبلی امام کے پیچھے نماز مین اقتدا جائز ہے یا نہین	۳۰۳
۲۔ جو شخص حلال کو حرام اور حرام حلال جانے اسکے بارے مین کیا حکم ہے	〃
۳۔ جو شخص حدیث نبوی صلعم کے معنی مین توجیہات واہیہ ورکیکہ کرے اسکی بابت شرعًا کیا حکم ہے	〃
۴۔ اگر کوئی شخص کسیکی کسی غرض سے دعوت کرے اور وہ قبول نہ کرے تو کیا وہ گنہگار ہوگا نیز اگر کوئی بطور حیلہ سازی کے دعوت کرے اور اس سے اُسکا قصد مرید ہونے یا عملیات سیکھنے کا ہو تو ایسے شخص کی دعوت قبول کرنے مین شرعًا کیا حکم ہے	۳۰۶
۵۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کے دھوکے مین اپنی ساس کے پانون کو عین شہوت کی حالتمین پکڑ لیا تو آیا اسکی عورت اسپر حلال ہی یا نہین	۳۰۷
فائدہ بیان مین مخارج حروف اور ضروریات قرأت کے	۳۰۸
خط بنام امام شاہ خانصاحب اور اُنکے بارہ سوالونکے جوابات	۳۰۹
۱۔ جبکہ چوتھائی داڑھی کا منڈانا حرام ہے	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
توھڈی کے نیچے تر کرنیکی کیا ضرورت ہے۔	۳۰۹
۲۔ خدائے تعالی کا دیدار قیامت کو کس طرح نصیب ہوگا۔ تجلی ذات ہوگی یا تجلی صفات	۳۱۰
۳۔ باوجود اسقدر مخلوق کی پیدائش کے ذات حق ایک ہی حالت پر کیون ہے۔	۳۱۳
۴۔ کفار کا قبضہ کسی ملک پر کتنی مدت مین شرعاً کامل ہو جاتا ہے اور اُسکے کیا شرائط ہین اور اگر وہ ملک پھر وہ کسیکو ہبہ کردین تو اسکا لینا حلال ہوگا یا نہین اور اگر اہل اسلام اسپر قابض ہو کر کسی دوسرے کو دیدین تو وہ اُسکے حق مین حلال ہوگا یا نہین	۳۱۴
۵۔ اگر کفار اشیاء منقولہ پر قابض ہو کر کسی کو دیدین تو وہ اسکو لینا چاہئے یا نہین	〃
۶۔ صلوۃ الوسطی کون نماز ہے اور درصورت ایک قرار پانیکے باقی چار نمازونکی کامل تصدیق باقی رہی یا نہین	۳۱۵
۷۔ طریقت اور حقیقت و معرفت کیا چیز ہے جبکہ شریعت احکام ظاہری کو کہتے ہین	۳۱۶
۸۔ ہر چیز کے کمال کی معرفت کسطرح ہوتی ہے۔	۳۱۷
۹۔ ابلیس کا جو قصہ کلام پاک مین موجود ہے آیا کلام بطور الہام ہوا تھا یا اور طرح	〃
۱۰۔ مشہور ہے کہ ارواح نے روز الست سجدہ کیا تھا یہ صحیح ہے یا نہین اور کسنے ایک سجدہ کیا اور کسنے دو حالانکہ قرآن پاک مین صرف الست بربکم قالوا بلی ہے	۳۱۸

مضمون	صفحہ
۱۱۔ بربنہ ہونیکی حالت مین کلام حرام ہے تو جب عورت و شوہر جمع ہون تو ذکر اسکا کیونکر کرین اور ان دونون امر مین منافات کیون ہے	۳۱۹
۱۲۔ جبکہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت شیعہ و سنی دونونکو خواب مین میسر ہوتی ہے اور خطرات شیطانی کو اسمین دخل نہین تو اس خواب کے بارے مین کیا حکم ہے	۳۲۰
جواب شبہات مشرکین در باب مشیت الٰہی	۳۳۱
جواب مسئلہ مس مصحف	۳۲۵
استفتا۔ رنگ نو روز کے کیا معنے ہین	۳۳۰
〃 ترکون نے جو بارہ سال کو جانورونکے نام سے قرار دیا ہے اسکی کیا وجہ ہے	〃
〃 بارہ برج کی تقسیم اجزاء سطح فلک مین ہوئی ہے یہ تقسیم باعتبار کواکب ہے یا باعتبار اجزاء سطح فلک	۳۳۱
〃 در بیان فضیلت شہر رمضان	〃
〃 کسی مجتہد کا کوئی قول جبکہ سنت کے خلاف ہو تو مقلد کو اسکو ماننا چاہئے یا نہین۔	۳۳۵
〃 در بارۂ سیر قمر مع سیر نظری اور اسکی تشریح	۳۴۱
جواب تین مطالب کا۔	۳۴۲
۱۔ طریقۂ سہروردیہ حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی	۳۴۲
۲۔ شغل ہم اوست	۳۴۳
۳۔ حقیقت ذکر جہر	۳۴۴
رسالہ فیض عام	۳۴۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سوال۔ کن چیزکی برکت سے گناہون سے نفرت اور اطاعت کی رغبت ہوتی ہے۔	۳۴۶
〃 علاوہ نماز پنجوقتہ کی سنت کے اور کون کون نماز کس کس وقت پڑھنا ضروری ہے۔	۳۴۷
〃 بعد نماز پنجوقتہ تسبیح اور مناجات پڑھنے کے بارے مین کیا ارشاد ہے۔	〃
〃 علاوہ مناجات کلام اللہ و احادیث کوئی مناجات عربی یا فارسی اور ارشاد ہو۔	۳۴۸
〃 عفو گناہ اور خاتمہ بالخیر ہونیکے لیے کیا پڑھا کرون	〃
〃 عذاب قبر سے بچنے کے لیے کیا پڑھون	〃
〃 نفس امارہ اور ابلیس لعین کے فریب سے بچنے کیلئے کیا پڑھنا چاہئیے۔	〃
〃 علاوہ روزۂ رمضان اور کون روزے رکھنا چاہئے	〃
〃 کوئی درود یا استغفار ہمیشہ پڑھنے کیلئے ارشاد ہو	۳۴۹
〃 آداب تلاوت قرآن پاک شریف کیا ہے	۳۵۰
〃 عذاب موت کے دفع ہونیکے لیے کچھ ارشاد ہو	〃
〃 تبرمن جو سوال و جواب ہوتا ہے وہ بتحفظ حضور عنایت ہو	〃
〃 ایک کپڑا استعمال کفن کے لیے عنایت ہو	۳۵۱
〃 اگر شجرۂ پیر و مرشد بزبان عربی یا فارسی منظوم ہو تو بہت بہتر ہوگا	۳۵۲
〃 قبر پر شجرہ رکھنے کا کیا حکم ہے۔	〃

مضمون	صفحہ
سوال رویت جناب امیر علیہ السلام کیوقت جو طریقہ آنجناب کو رحمت ہوا ہے اسکا خلاصہ عنایت ہو	〃
〃 حضرت خضر کی زیارت اور انسے استمداد کرنیکے لیے کوئی طریقہ ارشاد ہو	۳۵۳
〃 نزع کے وقت یا زندگی سے مایوسی کے وقت مریض کو اور اسکے ورثہ کو کیا کرنا چاہئے	〃
〃 نماز استسقا اور نماز کسوف و خسوف کا طریقہ عنایت ہو	۳۵۴
〃 اس زمانے مین حلال روزی کسطرح میسر ہو سکتی ہے	۳۵۵
〃 زیارت قبور کی ترکیب ارشاد ہو	۳۵۶
〃 یہ دریافت کرنے کی ترکیب ارشاد ہو کہ صاحب قبر کا ولی ہے یا نہین اور اس سے استمداد کیونکر کرنا چاہئے یا نہین۔	۳۵۶
آیندہ حالات کے دریافت کرنے کے لیے استخارہ وغیرہ کی ترکیب ارشاد ہو	۳۵۷
〃 دنیا کی مشکلات اور سختی کے دفع کی ترکیب ارشاد ہو	۳۵۸
〃 آبرو و حریت محفوظ رہنے کے لیے کیا پڑھون	〃
〃 فراغت رزق کیلئے کوئی ترکیب ارشاد ہو۔	۳۵۹
〃 ادائے قرض کے لیے کوئی دعا ارشاد ہو۔	〃
〃 آفات و بلیات و مکروہات دنیاوی سے محفوظ رہنے کی ترکیب ارشاد ہو۔	۳۶۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سوال - جن تینتیس آیتون کے پڑھنے کا برائے دفع آفات وبلیات حکم ہوا ہے وہ کون آیتین ہین ارشاد ہو	۳۶۰
〃 تسخیر حکام کی ترکیب ارشاد ہو	۳۶۱
〃 سفر کرنے کی ترکیب ارشاد ہو	۳۶۲
〃 دنیاوی دشمنون کے شر سے محفوظ	
〃 رہنے کی ترکیب ارشاد ہو۔	۳۶۳
〃 حسب ونسب وشرافت ونجابت کیا ہے۔	۳۶۴
ارشادات مولانا جواب وسوال سائل متعلق مسئلۂ وحدت وجود	۳۶۵
سوالات عشرۂ شاہ بخارا مع جوابات	۳۶۷
سوال - فرقۂ امامیہ کے ایمان واسلام کے بارے مین کیا حکم ہے اور انکو بوقت ملاقات سلام کرنا چاہیے یا نہین۔	۳۶۷
〃 قذف حضرت عائشہ رضؓ یا صحابہ کبار کے مرتکب کو قتل کرنے اور اسکے قاتل کے بارے مین قصاص کا کیا حکم ہے علے ہذا خوارج اور نواصب کے بارے مین کیا حکم ہے	〃
〃 حضرت علیؓ پر شیخین کی تفضیل ثابت ہے یا نہین	〃
〃 تفضیلیہ کی امامت اور اسکی اقتدا	〃

مضمون	صفحہ
اہلسنت کو جائز ہے یا نہین	
سوال - بڑا کہنے حضرت معاویہ اور مروان	
مین کیا حکم ہے۔	۳۶۸
〃 حنفی مذہب والے کا شافعی کے مذہب	
پر بعض مرتبہ عمل کرنا کیسا ہے	〃
〃 منطق اور انگریزی پڑھنے کے بارے	
مین کیا حکم ہے	〃
〃 غنا یعنے راگ کے بارے مین کیا حکم۔	〃
〃 خنثیٰ مشکل کے بارے مین کیا حکم ہے	〃
〃 کل دخان حرام جبکہ ثابت ہے تو حقہ کے بارے مین کیا حکم ہے	〃
تتمۂ دلائل شیعہ وبیان حدیث ثقلین	۳۸۱
فائدہ جلیلہ	۳۸۷
رسالۂ وسیلۃ النجاۃ وتحقیق مذہب اہلسنت ومذہب امامیہ	۴۰۱
دفع اعتراضات بر بعض عبارت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ	۴۳۴
۱- مقام محبت ارفع ہے یا مقام خلت	۴۳۴
۲- مقام خلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا یا نہین۔	۴۴۵

Marfat.com

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵)

فتاوی غزنوی

جلد اول

المعروف

فتاوی غزنوی

باہتمام نیازمند محمد شفیع ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفرلہ اللہ الوہاب

مطبع مجتبائی واقع پٹوہ کٹڑہ دلاور

عاجز کے کارخانے سے ہر قسم کی کتابیں بنرخ تاجرانہ بکفایت و جلد و سلیقے اعلیٰ دانہ ہوتی ہیں المشتہر حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ

Marfat.com

رسالہ

اس بیان مین کہ نماز مین التحیات پڑھنے کے وقت اشہد ان لا الہ الا اللہ پر کلمہ کی اُنگلی کو اُٹھانا مستحب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اور احسان کی جملہ صفتین اللہ تعالے کے واسطے ہین اور رحمت کاملہ اور سلام صاحب شریعت یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحاب پر نازل ہو آپ کی آل و اصحاب سے امر حق ظاہر ہوا اور رحمت کاملہ اور سلام ائمہ پر نازل ہو جاننا چاہیئے کہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ کسی کے واسطے یہ حلال نہین کہ ہمارے قول کو کسی مسئلہ مین دلیل قرار دیوے جب تک اُسکو یہ نہ معلوم ہو جاوے کہ اُس قول کا ماخذ کتاب یعنی قرآن شریف اور سنت یعنی حدیث شریف اور اجماع اور قیاس جلی مین سے کیا ہے اور حضرت امام اعظم رح کا یہ اصول ہے کہ فقہ چار اصل سے ماخوذ ہوتا ہے پہلی اصل کتاب اللہ تعالیٰ کی یعنی قرآن شریف دوسری اصل سُنّت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یعنی حدیث شریف تیسری اصل ایک وقت کے مجتہدین کا اجماع چوتھی اصل قیاس نظری اُس مسئلہ مین جس مین نص نہو اور قیاس نظری اُس مسئلہ پر قیاس کرنے سے ثابت ہوتا ہے جس مین نص ہو اور جو حکم کتاب اور سنت سے ثابت ہو وہ کتاب اور سنت کے سوا دوسری چیز سے منسوخ نہین ہو سکتا اور وہ اجماع اور قیاس باطل ہے جو کتاب یعنی قرآن شریف اور سنت کے خلاف ہو اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جو حکم ثابت ہوا وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منسوخ نہین ہو سکتا اور مجتہد سے کبھی خطا ہوتی ہے اور کبھی اُسکا حکم صحیح ہوتا ہے اور جب مجتہد کی خطا کسی مسئلہ مین ظاہر

Marfat.com

ہوجاوے تو اُس مسئلہ مین اس مجتہد کی تقلید حرام ہے - امام اعظم کا یہ اصول ہے اب خیال کرنا چاہیئے کہ امام اعظم رضؓ اور صاحبین رضؓ اور امام مالک رضؓ اور امام شافعی رضؓ اور امام احمد وغیرہم رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح حدیثون سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین جب التحیات پڑہتے تھے تو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پر اشارہ فرماتے تھے اور یہ اشارہ خداوند تعالیٰ کی توحید کی جانب تھا محققین اور متبعین آثار و اخبار نبویہ علیہ السلام نے یہ تصریح کی ہے کہ ایسی کوئی آیت اور حدیث نہین جس سے اشارہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہو بعض لوگون کو اماموں کے اقوال کی سند مین حدیث نہ ملی تو اُن لوگون نے اشارہ کو صرف قیاس سے منع کیا کتاب اور سُنت سے منع نہ کیا اور وہ اجماع اور قیاس باطل ہے جو نص کے خلاف ہو تو اس بارہ مین اُن لوگون سے خطا ہوئی اور اس مسئلہ مین اُن لوگون کی تقلید حرام ہے جس مین اُن لوگون کی خطا ظاہر ہوجاوے اور اس رسالہ مین ایک مقدمہ اور تین فصلین ہین **مقدمہ** اس بیان مین کہ امت محمدی مین جب مسائل مین اختلاف ہو تو حدیث پر عمل کرنا چاہیئے۔ **پہلی فصل** صحیح حدیثونکے بیان مین جو اشارہ کے بارہ مین وارد ہوئین **دوسری فصل** فقہ کی روایتون کے بیان مین جو اشارہ کے بارہ مین ہین **تیسری فصل** اُن لوگون کی دلیلون کے بیان مین جو اشارہ کو منع کرتے ہین اور اُنکے جواب مین **مقدمہ** - اس بیان مین کہ امت محمدی مین جب مسائل مین اختلاف ہو تو سنت یعنی حدیث پر عمل کرنا چاہیئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگون کو جو حکم فرمایا وہ کرو اور جو منع فرمایا اُس سے باز رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالےٰ سخت عذاب کرنے والا ہے یعنی جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر سخت عذاب کرتا ہے

وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یعش منکم بعدی فسیری اختلافًا کثیرًا فعلیکم بسنتی تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ رواہ احمد والترمذی یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم لوگون سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ لوگون مین بہت اختلاف دیکھے گا اس وقت تم لوگون پر لازم ہوگا کہ میری سنت کو ہاتھون اور دانتون

Marfat.com

سے پکڑ لینا یعنی سنت کو مضبوط پکڑ لینا اور اُس پر تم لوگ عمل کرنا۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم من احب سنتی فقد احبّنی ومن احبّنی کان معی فِی الْجَنَّۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِی یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سُنّت کی محبت کی اُس نے بیشک میری محبت کی اور جس نے میری محبت کی وہ بیشک میرے ساتھ بہشت مین ہوگا۔ **فصل پہلی** صحیح حدیثون کے بیان مین جو اشارہ کے بارہ مین وارد ہوئین روایت کی امام ربّانی محمد بن شیبانی نے اپنے مُوطا یعنی مُوطا امام محمدؒ مین امام مالک سے اور اونھون نے روایت کی مسلم بن ابی مریم سے اور اونھون نے روایت کی علی بن عبدالرحمٰن معاوی سے کہ علی بن عبدالرحمٰن معاوی نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے مجھکو دیکھا اور مین نماز مین سنگریزون سے کھیل رہا تھا جب مین نماز سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن عمرؓ نے مجکو منع کیا اور یہ کہا کہ تم نماز مین وہ فعل کرو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے مین نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین بیٹھتے تھے تو داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو داہنی ران پر رکھتے تھے اور سب اُنگلیون کو بند کرتے تھے اور انگوٹھے کے نزدیک جو اُنگلی ہے اُس سے اشارہ کرتے تھے اور بائین ہاتھ کی ہتھیلی کو بائین ران پر رکھتے تھے امام محمدؒ نے یہ کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اختیار کیا۔ مُوطا امام محمدؒ کی عبارت کا یہ ترجمہ ہے اور بدائع اور نہایہ مین یہ لکھا ہے کہ امام محمدؒ نے کتاب مشیخہ مین اشارہ کرنے کے لیے تصریح کی ہے اور وہ اس بارہ مین حدیث لائے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتے تھے امام محمدؒ نے پھر یہ کہا کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہمنے بھی وہی اختیار کیا اور امام ابو حنیفہؒ کا اور ہمارا یہی قول ہے اور ذخیرہ اور شرح زاہدی مین لکھا ہے کہ امام محمدؒ نے یہ حدیث بیان کی پھر یہ کہا کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہمنے بھی وہی کیا اور امام ابو حنیفہؒ کا اور میرا یہی قول ہے اور کفایہ اور تاتارخانی مین امام محمدؒ کی روایت سے یہ حدیث ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے اشارہ کیا ہے امام محمدؒ نے یہ حدیث بیان کی پھر یہ کہا کہ میرا اور امام ابو حنیفہؒ کا یہی قول ہے اور عنایہ مین لکھا ہے کہ امام محمدؒ نے کتاب مشیخہ مین اس مسئلہ کی تصریح کی ہے اور وہ اس بارہ مین حدیث لائے ہین

Marfat.com

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین اشارہ کرتے تھے اور امام محمدؒ اور ابن السکیتؒ نے بھی اپنے صحاح مین عبداللہ بن عمر سے یہ روایت کی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم الاشارۃ بالاصبع اشد علی الشیطان من الحدید یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُنگلی سے اشارہ کرنا لوہے سے زیادہ شیطان پر سخت گذرتا ہے اور حدیث کی کتابون مین شافعی مذہب کے امامون کی جو روایتین ہین وہ قریب متواتر ہونے کے ہین چنانچہ صحیح مسلم مین عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین بیٹھتے تھے تو داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر رکھتے تھے اور بائین ہاتھ کو بائین ران پر رکھتے تھے اور کلمہ کی اُنگلی سے اشارہ کرتے تھے اور انگوٹھے کو درمیان کی اُنگلی پر رکھتے تھے اور عبدالرزاق نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبری کے ستر جز ہین ایک جز سحری کھانے مین دیر کرنا ہے اور دوسرا جزو افطار کرنے مین جلدی کرنا ہے اور یہ بھی ایک جز ہے اُنگلی سے نماز مین اشارہ کرنا اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز مین اشارہ کرتا ہے تو ہر اشارہ کے عوض مین دس نیکیان لکھی جاتی ہین - ہر ایک اُنگلی کے مقابلہ مین ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اشارہ کی بہت فضیلتین ہین اس مختصر مین اُن کی گنجایش نہین اُس کے حال پر افسوس ہے جو اشارہ نہین کرتا اور ان فضیلتون سے محروم رہتا ہے **دوسری فصل** فقہ کی روایتون کے بیان مین جو اشارہ کے بارہ مین ہین یہان وہ روایتین حنفی مذہب کی معتبر کتابون سے لکھی جاتی ہین - ابن ہمامؒ نے شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ اشارہ کو منع کرنا عقل اور نقل کے خلاف ہے اور ملتقط مین لکھا ہے کہ اشارہ کرنے کے بارہ مین علماء کا اختلاف نہین اور خانیہ مین لکھا ہے کہ یہ بلا اختلاف علماء کے ثابت ہے کہ التحیات مین لآ الٰہ الا اللہ پڑھنے کے وقت اشارہ کرنا چاہیئے اور کفایہ مین مذکور ہے کہ علامہ نجم الدین زاہدی کا یہ قول ہے کہ بالاتفاق اس بارہ مین ہمارے اصحاب سے روایتین ثابت ہین کہ اشارہ کرنا سنت ہے اور علمائے کوفہ اور علمائے مدینہ کا بھی یہی قول ہے اور اشارہ کرنے کے بارہ مین بہت اخبار و آثار ہین تو اُن پر عمل کرنا بہتر ہے یعنی اشارہ کرنا چاہیئے امام ابن ہمامؒ نے شرح ہدایہ مین لکھا ہے

Marfat.com

اور صاحب کفایہ کا بھی یہ قول ہے اور محقق چلپی نے خفیۃ المہتدی مین لکھا ہے
اور شیخ شمنی نے شرح نقایہ مین لکھا ہے کہ لآالہ الااللہ پڑھنے کے وقت اُنگلیون کو بند کرے
اور اشارہ کرے تا دونون طریق پر عمل ہوجاوے اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اپنی امالی
مین لکھا ہے کہ چھوٹی اُنگلی اور اُس کے بعد کی اُنگلی کو بند کردے اور درمیان کی اُنگلی اور
انگوٹھے سے حلقہ کرے اور کلمہ کی اُنگلی سے اشارہ کرے اور شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ ہمارے
علماء کے نزدیک اسی طور پر اشارہ کرنا ثابت ہے اور صاحب ہدایہ نے مختار النوازل مین
لکھا ہے کہ لاالہ الااللہ پڑھنے کے وقت اشارہ کرنا بہتر ہے اور منیۃ المصلی مین یہ لکھا ہے کہ
جب پڑھے اشہد ان لاالہ الااللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ تو کلمہ کی اُنگلی سے اشارہ کرے
تیسری فصل اُن لوگون کے دلیلون کے بیان مین جو اشارہ کرنے کو منع کرتے ہین
اور یہ فصل اُن لوگون کی دلیلون کے جواب مین بھی ہے بعض علماء نے جو کہا ہے کہ اشارہ
نہ کرنا بہتر ہے اور اُنکا یہ قول ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اسواسطے کہ نماز کی بناء سکون اور
وقار پر ہے اور اشارہ کرنے مین سکون اور وقار نہین رہتا اس بات کا جواب یہ ہے کہ یہ
دلیل کوئی آیت نہین اور نہ حدیث اور نہ اجماع ہے بلکہ قیاس ہے اور جب کسی مسئلہ مین
حدیث موجود ہو تو اُس مسئلہ مین اُس حدیث کے خلاف قیاس اور اجماع باطل ہے یہ
ظاہر ہے کہ جس نے اشارہ کو منع کیا اُس کو صحیح حدیثین نہ پہونچین اور اُس نے حنفی مذہب
کے فقہ کی روایتون کو نہ جانا ورنہ جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے بارہ مین
یہ کہے کہ یہ فعل سکون اور وقار کے خلاف ہے خصوصًا وہ نماز کے کسی فعل کے بارہ
مین ایسا کہے تو وہ شخص بلا اتفاق تمام مسلمانون کے نزدیک کافر ہوجاویگا اور صلوۃ
مسعودی مین لکھا ہے کہ اشارہ کرنا علماء متقدمین کی سنت ہے علماء متاخرین نے
آخر مین اشارہ کرنے سے منع کیا اسواسطے اشارہ کرنیکا حکم منسوخ ہوگیا اور علمائے
متاخرین نے اشارہ کرنے کو اسواسطے منع کیا ہے کہ علمائے متقدمین نے رافضیون کا
یہ قول اختیار کیا ہے کہ اشارہ کرنا چاہیئے پہلی بات جو یہ ہے کہ علماء متاخرین نے
اشارہ کرنے کو منع کیا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلیل امام اعظم رح کے اصول کے

Marfat.com

خلاف ہی اسواسطے کہ یہ دلیل قیاس ہی اور جب حدیث صحیح موجود ہو تو اُس کے خلاف قیاس اور اجماع باطل ہی دوسری بات یعنی یہ کہ علمار متقدمین کا قول منسوخ ہوگیا اُسکا جواب یہ ہے کہ یہ جائز نہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی حکم منسوخ ہو تیسری بات یعنی یہ کہ علمار متقدمین نے رافضیون کا یہ قول اختیار کیا تھا کہ اشارہ کرنا چاہیئے اسواسطے علمار متاخرین نے اشارہ کرنے کو منع کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ رافضیون کی مخالفت اُن کی بدعتون مین چاہیئے رافضیون کا جو فعل فی الواقع سنت ہے اُسمین رافضیون کی مخالفت نکرنا چاہیئے اسواسطے کہ جب رافضیون کی مخالفت کے لحاظ سے کوئی سنت ادا نہ کیجاوے گی تو اس مین مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوجاویگی یہ ظاہر ہے کہ رافضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہین اور بسم اللہ سے کام کو شروع کرتے ہین اور داہنے ہاتھ سے کھاتے ہین اور بائین ہاتھ سے استنجا کرتے ہین تو رافضیون کے یہ افعال ہین درود بھیجنا بسم اللہ کہنا حمد و ثنا کرنا وضو مین پے در پے بدن کو دھونا اور ناخن کٹوانا اور بغل کے بال منڈوانا اور زیر ناف کے بال مونڈنا اگر اس غرض سے کہ رافضیون کی مخالفت ہو سنتون کو چھوڑنا ضروری ہو تو سنیونکو چاہیئے کہ اس خیال سے کہ رافضیون کی مخالفت ہو اکثر سنتون کو ترک کرین جو عادت اور عبادت کے متعلق ہین اور اس بارہ مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو جائز سمجھین اور پھر اپنے کو سُنی کہین یہ صرف شیطان کا فریب اور تعصب ہے اور محیط مین یہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمدؒ کے قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اشارہ کرنا سنت ہے اور ایسا ہی دوسری کتابون مین بھی مذکور ہے اگر وہ سب ہم یہان ذکر کرین تو بات طویل ہوجاویگی حاصل کلام یہ ہے کہ یہ صرف اُن لوگون کی جہالت اور تعصب نفسانی ہے جو دلیل یا کسی کے گمان کی بنا پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرین اور امام کے خلاف مذہب کوئی مسئلہ اختیار کرین اور باوجود اُسکے اپنے کو سنی سمجھین سنی وہ ہے جو سنت پر عمل کرتا ہے اور رافضی وہ ہے جو سنت کو ترک کرتا ہے اور امام کے خلاف مذہب اُسکا عمل ہے فقط یہ رسالہ عبد العزیز عفا اللہ عنہ نے لکھا تمام ہوا رسالہ جو اس بارہ مین ہے کہ نماز مین جب التحیات پڑھے تو لا الہ الا اللہ پڑھنے کے وقت کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا چاہیئے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال صحیح مسلم وغیرہ صحاح مین بارہ خلیفون کا ذکر ہے وہ کون کون شخص ہین اور اہل سنت نے بالاتفاق اس حدیث کا ایک معنے کیون نہ کہا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کا مفصل معنے کسواسطے نہ فرمایا کہ امت کے لوگون مین اس امر مین اختلاف ہوا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہین اور ہر ایک فرقہ یہ سمجھا کہ دوسرا فرقہ گمراہ ہے **جواب** اس سوال کی عبارت اضطراب اور خلل سے خالی نہین اس امر کا بیان یہ ہے کہ اس سوال کے پہلے جملہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سائل کو یہ خبر نہین کہ وہ کون شخص ہین کہ جن کو علمار اہل سنت نے بارہ خلیفہ سمجھا ہے جن خلفار کے بارہ مین صحیح حدیثون مین یہ وارد ہے کہ وہ لوگ احکام کو جاری کرینگے اسوجہ سے یہ بات سائل پوچھتا ہے اس تقدیر پر سوال کی بنا اس پر ہے کہ علما کے نزدیک بارہ خلیفہ کون کون شخص ہین اور اس سوال کا دوسرا جملہ یہ ہے کہ علمار اہلسنت نے بالاتفاق اس حدیث کا ایک معنی کیون نہ کہا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سائل کو یہ مفصل معلوم ہے کہ علما کے نزدیک وہ بارہ خلیفہ کون کون شخص ہین سائل صرف اس امر کا سبب دریافت کرتا ہے کہ علما مین اس بارہ مین اختلاف کیون ہوا کہ وہ خلفا کون کون شخص ہین تو اس تقدیر پر سوال کی بنا اس پر ہے کہ اس اختلاف کا سبب کیا ہے جو علما مین اس بارہ مین اختلاف ہوا کہ اُن خلفا سے مراد کون کون شخص ہین اور یہ کسی امر مین صرف پس و پیش کرنا ہے حاصل کلام اگر سائل کی یہ غرض ہے کہ علمار اہلسنت کے نزدیک وہ خلفا کون کون شخص ہین جیسا کہ سائل کے شروع سوال سے معلوم ہوتا ہے تو مین اسکی ایک مثال دیتا ہون هٰذَا الْاِخْتِيَارُ بِمَا اَرَادَ بِهَا الرَّسُوْلُ الْمُخْتَارُ یعنی یہ اس امر کو اختیار کرنا ہے جو رسول مختار کا ارادہ ہوا اس بارہ مین جو احتمالات ہین اُنمین سے ظاہر نظر مین زیادہ مشہور ایک احتمال معلوم ہوتا ہے اور فن حدیث شریف کے ائمہ مثل تورپشتی اور قاضی عیاض اور اُن کے تابعین مثلاً شیخ محقق مولانا عبدالحق دہلوی وغیرہ جلمار کبار رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس احتمال کو اختیار کیا ہے اور امام نوویؒ کا بھی

Marfat.com

میسلان شرح صحیح مسلم مین اسی جانب معلوم ہوتا ہے وہ احتمال یہ ہے کہ خلفا سے مراد وہ بارہ خلیفہ منصف مزاج ہین جن لوگون کے ذریعہ سے اُن مقامات مین کہ وہان جہالت شایع ہو دین اسلام رواج پاوے اور قائم ہو اور شریعت روشن کے احکام جاری کیے جاوین اور وہ لوگ صاحب بسط تام ہون اور بہ اتفاق اسلام نبوت کی خلافت کے والی اپنے استحقاق کے ذریعہ سے ہوئے ہون ایسا نہین کہ بطریق تغلب باوجود اختلاف اہل اسلام کے خود اپنے کو وہ لوگ خلیفہ قرار دیوین اور یہ ضرور نہین کہ وہ سب خلفا پے در پے ہون اور یکے بعد دیگرے احکام کو جاری کرین بلکہ خلفاء راشدین کے زمانۂ خلافت سے قریب قیامت تک یہ سب بارہ خلیفہ ہو جاوین گے منجملہ اُنکے بعض خلفا مثلاً چار خلیفہ اور حضرت امام حسنؓ اور عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہو گئے اور ان صاحبون نے خلافت کے کام کو انجام کیا اور جملہ بارہ خلفا کی تعداد قریب قیامت تک کامل ہو گی اور اس حدیث کے اکثر طریقون سے اور بعض دوسری حدیثون سے اسی بیان کی تائید ہوتی ہے منجملہ اُنکے صحیح مسلم کی یہ حدیث ہے لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ وَیَکُوْنُ عَلَیْہِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَۃً یعنے دین اسلام ہمیشہ اُس وقت تک قائم رہے گا کہ قیامت ہو گی اور اہل اسلام مین بارہ خلیفہ ہو جاوین گے اور صحیح مسلم کی یہ حدیث بھی ہے لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا مُّنِیْعًا یعنے اسلام ہمیشہ غالب رہے گا اور اُسکی پیروی کی جاوے گی اور منجملہ اُنکے حجیفہ کی یہ حدیث ہے جو بزار اور طبرانی کے نزدیک ثابت ہوئی لَا یَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِیْ صَالِحًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کی حالت ہمیشہ بہتر رہے گی اِس حدیث کو ابن حجر نے فتح الباری مین نقل کیا ہے اور منجملہ اُنکے سنن ابی داؤد کی یہ حدیث ہے کُلُّھُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْہِ النَّاسُ یعنے وہ سب خلفا ایسے ہونگے کہ اُنکی تابعداری پر لوگونکا اتفاق ہو گا اور منجملہ اُنکے طبرانی کی یہ حدیث ہے لَا یَضُرُّھُمْ عَدَاوَۃُ مَنْ عَادَاھُمْ یعنی جو لوگ اُن خلیفون سے عداوت رکھین گے اُن لوگونکی عداوت سے اُن خلفا کا نقصان نہو گا اور منجملہ اُنکے یہ حدیث ہے جسکو احمد اور بزار نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے بیان کیا اَنَّہٗ سُئِلَ کَمْ یَمْلِکُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ مِنَ الْخَلِیْفَۃِ فَقَالَ سَاَلْنَا عَنْھَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِثْنَا عَشَرَ بِعَدَدِ نُقَبَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

Marfat.com

یعنے ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کسقدر خلفا اس امت کے سردار ہونگے تو ابن مسعود نے کہا کہ ہم نے اس بات کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل مین جس قدر نقیب ہوے اُسی قدر اس امت مین بارہ خلیفہ ہونگے اور منجملہ اُنکے یہ حدیث ہے جسکو شیخ ابن حجر مکی نے فتح الباری مین ابن جوزی سے نقل کی ہے کہ ابن جوزی نے اپنی سند سے اپنی مسند کبیر مین ابی بحران کے طریقہ سے کہا لَا تَهْلِكُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ حَتّٰى يَكُوْنَ فِيْهَا اِثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ يَعْمَلُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ الخ یعنی یہ اُمت ہلاک نہوگی جب تک اُس امت مین بارہ خلیفہ نہ ہوجاوین گے اور وہ سب خلیفہ سیدھی راہ اور دین حق کے مطابق عمل کرین گے اور منجملہ اُنکے وہ حدیث ہے جسکو ابو داؤد نے اسود بن سعید کے طریق سے جابر بن حمزہ کی روایت سے بیان کی ہے اور ابو داؤد کی روایت مین اُس حدیث مین اسقدر زیادہ ہے فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ اَتَتْهُ قُرَيْشٌ فَقَالُوْا ثُمَّ يَكُوْنُ مَاذَا قَالَ الْهَرْجُ اُخْرُجَ الْبَزَّارُ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ مِنْ وَّجْهٍ فَقَالَ فِيْهَا ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ اَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ ثُمَّ يَكُوْنُ مَاذَا قَالَ الْهَرْجُ كَذَا فِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ یعنی جب آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مقام مین تشریف لائے تو آپ کی خدمت مین قریش حاضر ہوئے اور یہ کہا پھر کیا ہوگا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرج یعنے قتل ہوگا ایسا ہی فتح الباری مین ہے اور قتل کا زمانہ قیامت کے قریب ہوگا چنانچہ امام بخاری نے صحیح بخاری مین شقیق بن سلمہ سے روایت کی ہے کہ شقیق بن سلمہ نے کہا کُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَيَّامًا يَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ اَلْقَتْلُ یعنی شقیق بن سلمہ نے کہا کہ مین عبداللہ اور ابو موسی کے ساتھ تھا کہ اُن دونون صاحبون نے کہا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قیامت کے قریب ایسے دن ہونگے کہ اُن دنون مین جہالت شائع ہوگی اور علم اُٹھالیا جاوے گا اور ہرج یعنے قتل زیادہ ہوگا ابن جوزی کے نزدیک اس قتل سے وہی قتل مراد ہے جو قیامت کے قریب ہوگا حَيْثُ قَالَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ ثُمَّ يَكُوْنُ الْهَرْجُ اَيِ الْقَتْلُ لِلْوُدِيَّةِ هُنَا قِيَامُ السَّاعَةِ یعنی ابن جوزی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو یہ قول ہے ثُمَّ يَكُوْنُ الْهَرْجُ اس سے وہ قتل مراد ہے جسکے

Marfat.com

ذریعہ سے قیامت قائم ہوگی یہ جواب اُسکے مطابق ہے جو اس سوال کے شروع مقام سے سمجھا جاتا ہے اگر سائل کے دل مین ان صاف بیانات مین کچھ خدشہ بطور وہم فاسد کے گذرے تو سائل کو چاہیے کہ اُس خدشہ کو بیان کرے اور اُسوقت ہمپر لازم ہوگا کہ اُس خدشہ کو ہم دلیل سے رد کرین اور اگر سائل کی غرض یہ ہے کہ جو حدیث خلفا کے بارہ مین وارد ہوئی اُسکی مراد کے بیان مین علما مین اختلاف ہوا اسکا سبب کیا ہے تو مین اس سوال کا جواب دیتا ہون کہ جن لوگون کو عقل اور علم سے کچھ بہرہ ہے اُن لوگون پر یہ امر پوشیدہ نہین لیکن چونکہ ظاہر مین سائل کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سائل کو علم نہین اسواسطے اختلاف کا سبب اجمالی طور پر بیان کیا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ اس حدیث مین اکثر احتمالات ہین اور جس حدیث مین زیادہ احتمالات ہوتے ہین اُسمین علما کا اتفاق نہین ہوتا بلکہ جس عالم کے نزدیک جو احتمال باعتبار قرائن و امارت کے قوی ہوتا ہے اُس عالم کی رائے اُسی احتمال کیجانب ہوتی ہے ایسا کوئی مذہب نہین جس مین اس قسم کی حدیثین نہین اور اُس مذہب کے علما مین اُن حدیثون مین اختلاف نہوا اگرچہ یہ دعویٰ نہایت ظاہر ہے اُسکو بیان کرنے کی ضرورت نہین لیکن اس خیال سے کہ متعصبین کے اوہام دفع ہون بطور شہادت کے ایک امر ذکر کیا جاتا ہے کہ شریف مرتضیٰ نے نہج البلاغت مین حضرت امیر المومنین کے کلام سے نقل کیا ہے لھذا بلاء فلان فلقد قوم الاود الخ اور ابن ابوالحدید نے اُسکی شرح مین یہ کہا ہے المکنی عنہ عمر بن الخطاب وقد وجدت النسخۃ التی بخط طاہری ویحسب فلان عمر حدثنی بذلک مختار بن معد الموسوی الاودی الشاعر وقال الراوندی فی شرحہ انہ مدح بعض اصحابہ بحسن المسیرۃ وان الفتنۃ ھی التی وقعت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاختیار والاثرۃ وقال الجارودیۃ انہ کلام فی امر عثمان کما یمدح الآن امیرا لحی فی ایام الامیر الحی بعدہ فیکون [illegible] معترض کے خیال کے موافق کہتا ہون کہ علماء شیعہ نے بالاتفاق اس حدیث کا ایک معنی کیون نہ کہا حاصل کلام بہر تقدیر معترض نے جو یہ سوال کیا ہے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ معترض کو علم دینیہ سے خبر نہین اور اہل سنت اور امامیہ کے مذہب سے وہ آگاہ نہین اور سائل کا یہ کلام ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث کا معنے بیان

Marfat.com

نہ فرمایا اور اسی وجہ سے اُمت کے لوگون مین اس بارہ مین اختلاف ہوا کہ اس حدیث کی خاص مراد کیا ہے تو مین یہ کہتا ہون کہ سائل کا یہ کلام خلل سے مالا مال ہے وہ سب خلل اگر بیان کیے جاوین تو بیفائدہ کلام طویل ہوجاویگا اور ناظرین کو تکلیف ہوگی لیکن بہ نشانی کہ جو چیز کامل طور پر حاصل نہین کیجاتی وہ قطعاً چھوڑ بھی نہین دیجاتی اس جگہ سائل کے کلام مین صرف تین خلل بیان کرتا ہون اوّل یہ کہ اس کلام سے یہ لازم آتا ہے کہ خفی اور مشکل اور مجمل اور متشابہ جو مقابلہ مین ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم کے ہے یہ قسمین شارع کے کلام مین نہون حالانکہ اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ شارع کے کلام مین یہ قسمین موجود ہین دوسرے یہ کہ یہ قسمین خفی اور مشکل اور مجمل اور متشابہ اللہ تعالےٰ کے کلام مین موجود ہین۔ اور جناب رسالت پناہ کی یہ شان تھی کہ آپ امر حق کو ظاہر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے معنی بیان فرماتے تھے تو سائل کے خیال کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ لازم تھا کہ آپ ایسے کلام کی توضیح فرما دیتے اور ایسے کلام کے خفا اور اشکال اور اجمال اور تشابہ کو زائل فرماتے حالانکہ خفی اور مشکل اور مجمل کی بعض قسمین اور متشابہ کی کل قسمین اللہ تعالےٰ کے کلام مین موجود ہین تیسرے یہ کہ یہ شبہہ دوسری حدیثون مین بھی ہوسکتا ہے اسواسطے کہ مخالفین کو یہ موقع مل سکتا ہے کہ اس سوال کی بے ربط تقریر کو اکثر حدیثون مین جاری کرین مثلاً نہج البلاغت کی حدیث جو اوپر مذکور ہوئی اُسمین یہ کہین کہ یہ حدیث ہذا بلا ر فلان بن فلان سے جو حضرت امیر کنی عنہ مراد ہین اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف کیون نہ بیان فرما دیا کہ ظاہر طور پر بیان نفرمانے سے اُمت کے لوگون مین فلان کی تعیین مین اختلاف ہوا اور ہر ایک فرقہ کے لوگون نے سمجھا کہ دوسرے فرقہ کے لوگ گمراہ ہین ایسا ہی اللہ تعالےٰ کا یہ کلام پاک ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یعنے پس نکاح کرو تم لوگ اُن عورتون سے جو بہتر معلوم ہون تم لوگون کو دو دو تین تین چار چار اس سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہین کہ یہ جائز ہے کہ اٹھارہ عورتین ایک شخص کے نکاح مین رہین اور دوسرے لوگون کا یہ خیال ہے کہ صرف چار عورتون کو ایک ساتھ نکاح مین رکھنا جائز ہے اور ہر ایک فرقہ یہ سمجھتا ہے کہ دوسرا فرقہ گمراہ ہے ایسا ہی حدیثون مین بھی بعض لوگون نے غلط فہمی سے اختلاف کیا تو اس مین کیا قباحت

ہے اور اگر سائل کی غرض یہ ہے کہ علماء اہل سنت مین جو باہم اختلاف ہے اُن لوگون مین سے
ہر ایک فرقہ یہ سمجھتا ہے کہ دوسرا فرقہ گمراہ ہے تو یہ بات قابل تسلیم نہین اسواسطے کہ جب کسی حدیث
مین چند احتمالات ہون اور اُنہین سے کسی احتمال کو بعض علما کے نزدیک ترجیح ہو اور اسواسطے
وہ علما اُس احتمال کو اختیار کرین اور دوسرے علما کے نزدیک دوسرے احتمال کو ترجیح ہو تو اُن
علما مین سے کوئی فرقہ یہ نہین سمجھتا کہ دوسرا فرقہ گمراہ ہے اور اگر سائل کی غرض یہ ہے کہ اس اختلاف
کی وجہ سے علماء اہلسنت مین سے ایک فرقہ نے یہ سمجھا کہ دوسرا فرقہ گمراہ ہے مثلاً شیعہ اور سنی کہ انمین
سے ہر ایک فرقہ کے لوگ یہ سمجھتے ہین کہ دوسرے فرقہ کے لوگ گمراہ ہین اسکا یہ جواب دیتا ہون
کہ ہم لوگ فرقہ شیعہ کو اسوجہ سے گمراہ نہین جانتے ہین کہ ان احادیث کی تعیین مراد مین اُن لوگون
سے غلطی ہوئی بلکہ اس وجہ سے اُن لوگون کو گمراہ سمجھتے ہین کہ جن حضرات کے بارہ مین شیعہ یہ
کہتے ہین کہ حدیثین اُن صاحبون کی شان مین نہین ہین اُن حضرات مین وہ صفتین موجود تھین
جو ان احادیث مین مذکور ہین مثلاً اُن صاحبون کے وقت مین اسلام کو قوت اور عزت ہونا
اور اُن صاحبون کی پیروی پر لوگون کا متفق ہونا علاوہ ان کے اور صفتین جو ان حدیثون کے
طریقون مین مذکور ہین وہ سب صفتین اُن حضرات مین موجود تھین اور اکثر شیعہ بھی اس امر
کے قائل ہوے کہ یہ صفتین ائمہ اطہار مین موجود تھین تو جس فرقہ شیعہ کا ایسا خیال ہو وہ گمراہ
نہین فقط تمام ہوئی **تقریر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی**
علیہ الرحمۃ کی **مسئلہ** حافظان قرآن شریف جو اُجرت قرآن شریف کے پڑھنے پر لیتے ہین
اسکی چند صورتین ہین اُن سب کو علیحدہ علیحدہ سمجھنا چاہیے خلط نکرنا چاہیے پہلی صورت
یہ ہے کہ جو قرآن شریف پڑھے اُسکا ثواب کچھ روپے کے عوض کسی کے ہاتھ بیچڈالے اہل سنت
کا اسپر اجماع ہے کہ یہ صورت محض باطل ہے البتہ امامیہ مین اسکا رواج ہو بلکہ روزہ اور
حج وغیرہما کے ثواب کو بھی وہ لوگ بیچتے ہین اِس امر کے باطل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بیع
کی حقیقت ہے مبادلہ مال کا ساتھ مال کے اور عبادت کا ثواب مال نہین بلکہ وہ حق ہے جو اس
شخص کو موافق وعدہ اللہ تعالے کے ثابت ہوتا ہے اور اس وعدہ کو خدا تعالے آخرت مین
پورا کریگا اور حقوق کی بیع خواہ وہ حق دنیاوی ہو خواہ اُخروی جائز نہین جیسے حق ولا اور

Marfat.com

حق وراثت اور حق راستہ گذرنے کا اور حق چھت پر رہنے کا اور مثل اُنکے عام حقوق کی بیع
ناجائز ہے دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو قرآن شریف ختم کرنے کے لیے اُجرت پر مقرر کرین
اور اس سے مقصود یہ ہو کہ ختم کا ثواب اُجرت دینے والے کو ہو یہ صورت حنفی مذہب مین ناجائز
ہے اور شافعی کے نزدیک اس حکم مین طول اور تفصیل ہے اور اس صورت کے ناجائز ہونے
کی دلیل یہ ہے کہ حنفی مذہب مین یہ قاعدہ کلیہ ہے جیسا کہ شرح وقایہ وغیرہ مین لکھا ہے اَلْاَصْلُ عِنْدَنَا
اَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ الْاِجَارَةُ عَلَی الطَّاعَاتِ وَعَلَی الْمَعَاصِیْ لٰکِنْ لَمَّا وَقَعَ الْفُتُوْرُ فِی الْاُمُوْرِ الدِّیْنِیَّةِ
یُفْتٰی بِصِحَّتِهَا لِتَعْلِیْمِ الْقُرْاٰنِ وَالْفِقْهِ تَحَرُّزًا عَنِ الْاِنْدِرَاسِ یعنی اصل مذہب
ہمارا یہ ہے نہین جائز ہے اُجرت طاعات پر اور نہ گناہون پر لیکن چونکہ اُمور دینیہ مین فتور
واقع ہوا اس لیے اُجرت کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا جاتا ہے واسطے سیکھنے قرآن شریف اور
فقہ کے تا یہ علوم مٹ نہ جاوین اور طاعات پر خواہ نفل ہون یا فرض اُجرت کے ناجواز کا
سر یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی بندگی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے حکم کے موافق آخرت
مین اجر پانے کا مستحق ہوتا ہے اگر وہ شخص دنیا کے اجر کو مخلوق سے چاہے تو دو عوض اور
دو اجر ایک آدمی کو ایک کام پر ملنا لازم آتا ہے جیسے کہ کوئی شخص ایک آدمی کا خاص نوکر
ہو گیا تو یہ نہین ہو سکتا کہ اُسی زمانہ مین وہ آدمی دوسرے شخص کا بھی خاص نوکر ہو ایسا ہی
ہدایہ مین لکھا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تَاْكُلُوْا بِهٖ یعنی
پڑھو تم لوگ قرآن شریف کو اور مت کھاؤ اُسپر اُجرت جیسے کوئی شخص کسی آدمی کو اسواسطے نوکر
رکھے کہ وہ آدمی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرے کہ فقہا نے کہا ہے اس پڑھنے سے کوئی ثواب کا مستحق
نہ مردہ ہوگا اور نہ پڑھنے والا انتہیٰ تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص خالصًا للہ اپنے پڑھے
ہوے کا ثواب کسی دوسرے کو بخشدے یا اُس دوسرے شخص کو ثواب پہونچانیکی غرض سے
پڑھے اور عوض لینے کا خیال اُسکے دل مین بالکل نہ گذرے اور وہ دوسرا آدمی اس پڑھنے کے
عوض مین بعد پڑھنے کے یا درمیان پڑھنے کے پڑھنے والے کو کچھ دیوے یا اور کوئی احسان
اُس کے ساتھ کرے یا کوئی ایسا شخص ہو کہ برسون کسی دوسرے شخص پر انعام
اور احسان کرتا ہو اور وہ دوسرا شخص اُسکے عوض مین قرآن شریف اور

Marfat.com

کلمہ لاالٰہ الااللہ اور مانند اُسکے پڑھے اور اُسکا ثواب اُس شخص کو بخشدیوے یہ صورت بلاشبہہ جائز ہے بلکہ یہ مستحب ہے اسواسطے کہ احسان کے صلہ مین احسان کرنا جائز ہے اور حدیث شریف مین ہے مَنْ صَنَعَ اِلَیْکُمْ مَعْرُوْفًا فَکَافِئُوْہُ الخ یعنی جو شخص تم لوگون کے ساتھ احسان کرے تو تم لوگ بھی اُسکے صلہ مین اُسکے ساتھ احسان کرو لیکن اس امر مین بھی غور کرنا چاہیے کہ اگر پڑھنے والے کی یہ نیت ہے کہ احسان کے صلہ مین احسان کرے تو یہ جائز مستحب ہے اور اگر اس نیت سے پڑھتا ہے کہ اس پڑھنے کے عوض مین آئندہ کچھ ملے تو فی الواقع یہ اجارہ ہے البتہ احسان کا صلہ جاننے مین حرج نہین لیکن دونون صورتون مین جو فرق ہے اُسکو خوب سمجھ لینا چاہیے چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کی یہ خواہش ہے کہ علم دین حاصل کرے یا قرآن شریف یاد کرے یا کسی دوسری عبادت مین مشغول ہووے لیکن وہ تنگدست ہو اور کوئی صورت بسر اوقات کی اُسکے لیے نہو اور اسوجہ سے وہ ان اُمور مین فراغت کے ساتھ مشغول نہوسکے اور کوئی دولتمند شخص مالدار اُسکی بسر اوقات کا ذمہ دار ہوجاوے تا وہ شخص فارغ البال ہوکر عبادتون مین مشغول ہووے تو اُسکی ہر عبادت پر دونون شخص کو کامل اجر حاصل ہوگا فرمایا اللہ تعالےٰ نے لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا الخ اور عبادت مین مدد کرنے سے یہی مراد ہے جسکی فضیلت جابجا حدیثون مین مذکور ہے لیکن اسپر اُجرت کا اطلاق مجازاً ہوتا ہے پانچوین صورت یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن شریف پڑھے اور اُسکی نیت عبادت کی نہو بلکہ صرف اِس خیال سے پڑھے کہ قرآن شریف پڑھنا مباح ہے اور اُسپر اُجرت لیوے مثلاً دم کرے یا لکھکر تعویذ دیوے یا قرآن شریف کی بعض صورتون کو اس غرض سے پڑھے کہ کوئی خاص دنیوی مطلب حاصل ہو یا قبر کا عذاب نہو یا خوش الحانی کے ساتھ پڑھے اس غرض سے کہ زندہ یا مُردہ کو سرور ہو یہ سب بھی بلاکراہت جائز ہے اور یہی اِس حدیث سے مراد ہے اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ یعنے جن چیزون پر تم لوگ اُجرت لیتے ہو اُن مین سے زیادہ بہتر اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے کہ اُسپر تملوگ اُجرت لو اور یہ جو واقعہ ہوا کہ کسی شخص کو بچھو یا سانپ نے کاٹا تھا اور کسی صحابی نے سورۂ فاتحہ پڑھکر اُسکو دم کیا اور اُسپر اُنھون نے اُجرت لی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اُجرت کو جائز فرمایا یہ اُجرت لینا بھی اسی قسم سے ہے جسکے صورتون اور اُنکے احکام کو علیحدہ علیحدہ یاد رکھنا چاہیے

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مختلف حدیثون مین کچھ تعارض نہین مثلاً عبادہ بن صامت رضؓ کی حدیث مین یہ ہے کہ عبادہ بن صامت نے کہا کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص نے مجکو کمان تحفہ بھیجا مین اُس شخص کو کتاب اور قرآن شریف پڑھاتا تھا اور یہ مال نہین مین اُس کمان سے جہاد مین تیر چلاتا ہون تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اگر تمکو یہ منظور ہے کہ تمھاری گردن مین آگ کا طوق ڈالا جاوے تو تم اُس کمان کو لینا منظور کرو اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ تعلیم کے وقت اُجرت لینے کا خیال رہا ہو اور اسی نیت سے تعلیم کی ہو اور اسی قیاس پر دوسری حدیثون کو بھی سمجھنا چاہیے واللہ اعلم بالصواب

سوال۔ حافظ شیرازی رح کے اس شعر کے کیا معنے ہین۔

؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	چون نمیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

جواب۔ اس شعر سے اُسکی شرح واضح ہے۔

ہفتاد و دو فرقہ در رہت می پویند۔ اے بے ناند	گم کردہ ترا ہر طرف می جویند۔ سرگردانند
بہتر فرقے تیری راہ مین دوڑتے ہین۔ اے بے نشل	تجکو بھولے ہوئے ہر طرف ڈھونڈتے ہین۔ پریشان ہین
سررشتۂ حق بدست یک طائفہ ایست درویشانند	باقی بہ تکلف سخنے می گویند۔ ایشانند
حق پر ایک گروہ ہے۔ وہ عارفین ہین	اور باقی سب لوگ تکلف سے بات کہتے ہین یہ بھولے ہوئے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ نماز کے اُن احکام کے بیان مین جو خاص کر کے عورتون کیلیے ہین

نماز کے احکام جو مردون کے لیے ہین وہی عورتون کے واسطے بھی ہین صرف چند اُمور مین فرق ہے اوّل یہ کہ عورتون کو چاہیے کہ اپنا تمام بدن ایسے کپڑے سے چھپاوین کہ بدن یا بال کا رنگ معلوم نہو اگر عورتین ایسے باریک کپڑے سے بدن چھپاوین کہ بدن یا بال کا رنگ معلوم ہو تو بدن کا چھپانا ثابت نہوگا اور نماز صحیح نہوگی اور جسقدر کامل طور سے بدن چھپایا جاوے بہتر ہے یہانتک ہاتھون اور پاؤن کو بھی چھپانا بہتر ہے اور احتیاطاً یہ چاہیے کہ تا امکان عورت اپنے دونون قدم اور دونون ہاتھون کو چھپائے رکھے لیکن منھ ایسا نہ چھپاوے کہ نگاہ سجدہ کی جگہ پر نہ پڑے

کہ سجدہ کی جگہ نظر نہ آوے دوسرے یہ کہ عورتون کو چاہیے کہ اذان اور تکبیر نہ کہین عورتون کے حق مین یہی سنت ہے کہ بغیر اذان اور تکبیر کے نماز پڑھین تیسرے یہ کہ نماز شروع کرنے کے وقت عورتین جب اللہ اکبر کہین تو ہاتھون کو کانون تک نہ اُٹھاوین بلکہ دونون کاندھون تک ہاتھونکو اُٹھادین زیادہ بلند نکرین چوتھے یہ کہ دونون ہاتھون کو ناف کے نیچے نہ باندھین بلکہ پستان کے نیچے رکھین پانچوین یہ کہ بلند آواز سے کسی وقت کی نماز مین قرارت نہ پڑھین اور نہ تکبیرات کو بلند آواز سے کہین یہ سب آہستہ آہستہ کہین کسی جگہ آواز بلند نکرین سلام بھی آہستہ کہین چھٹے یہ کہ جب نماز مین بیٹھین خواہ سجدہ کے واسطے خواہ التحیات پڑھنے کے لیے تو مردون کی طرح بائین پانوٗن پر نہ بیٹھین بلکہ عورتون کیلیے یہ حکم ہے کہ دونون پانوٗن کو داہنی طرف نکالدیوین اور بائین سُرین پر بیٹھین ساتوین یہ کہ سجدہ مین سرین کو بلند نکرین بلکہ شکم رانون سے سجدہ مین ملا رہنا چاہیے اور ایسی حالت مین یہ ضرور ہے کہ زانو سے سر ملا رہے گا مردون کی طرح زانو سے سر جدا نہ رہے گا فقط۔

سوال۔ ہر مسلمان کے حق مین یہ سنت ہے یا نہین کہ کفن کے واسطے کپڑا اپنے پاس رکھے بعض کا یہ قول ہے کہ ایک برس سے زیادہ کفن کا کپڑا نرکھنا چاہیئے جب ایک برس گذر جاوے تو وہ کپڑا کسی دوسرے کو دے دیوے اور دوسرا کپڑا کفن کے واسطے اپنے پاس رکھے۔

جواب۔ اس مین کچھ مضائقہ نہین کہ مسلمان اپنے کفن کے واسطے کپڑا خرید کرے یا کسی سے لیوے اور اُسکو اپنے پاس رکھے یہ صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور اسمین بھی کچھ مضائقہ نہین کہ ایک ہی کپڑا برسون رہجاوے مگر ایسا پُرانا نہو جاوے کہ مُردہ کو اُسمین لپیٹنے سے اُسکے پھٹ جانے کا خوف ہو جب ایسا پُرانا ہو جاوے تو اُسکو فقیر کو دے دیوے یا اپنے مصرف مین لے آوے اسمین کچھ مضائقہ نہین صحیح بخاری مین سہل سے روایت ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک چادر بنی ہوئی لے آئی اُسمین حاشیہ بھی تھا اُس عورت نے یہ کہا کہ مین نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بُنی ہے اس اُمید سے یہ چادر لے آئی ہون کہ آپ اسکو اپنے مصرف مین مشرف فرماوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر لے لی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسکی ضرورت بھی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس چادر کو بطور لنگی کے پہنے ہوے اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے آئے حاضرین مجلس مین سے ایک صحابی نے اُس

Marfat.com

چادر کی بڑی تعریف کی اور یہ کہا کہ مجکو اسے دیدیجیے یہ چادر بہت بہتر ہے لوگون نے اُن سے کہا کہ آپ نے یہ اچھا نہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چادر مانگی اور آپ یہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کو رد نہین فرماتے اُنھون نے کہا خدا کی قسم مین نے یہ چادر اس غرض سے نہین مانگی ہے کہ بالفعل اِسکو مین اپنے مصرف مین لے آؤن اِس غرض سے مانگی ہے کہ میرے کفن مین یہ چادر کام مین آوے سہیل نے کہا کہ وہ چادر اُن کے کفن کے کام آئی۔

سوال۔ کسی شخص نے رشوت وغیرہ ناجائز اُمور سے کوئی مکان بنایا یا کوئی موضع خرید کیا اور ایک مدت تک اُس مکان اور موضع پر وہ قابض رہا وہ شخص چاہتا ہے کہ اُس مکان اور موضع کو فروخت کرے تو اُس مکان اور موضع کی قیمت اُس شخص کے واسطے حلال ہے یا نہین۔

جواب رشوتکا مال بلاشبہہ حرام اور خبیث ہے لیکن جب اُس شخص نے اُس مال کو بدل ڈالا اور اُس مال سے مکان بنایا تو اُس مکان کا وہ مالک ہوگیا اُس کے لیے یہ جائز ہے کہ اُس مکان کو فروخت کرے لیکن اُس مال مین خبث ہے اسواسطے کہ وہ مال کسب حرام سے حاصل ہوا حاصل کلام جو چیز خرید کیجاوے وہ اس شرط سے خریدار کی ملکیت مین آوے گی کہ وہ چیز بیچنے والے کی ملکیت مین رہی ہو اور یہ امر یہان ثابت ہے اور مال کا حلال اور حرام ہونا کسب کے حلال اور حرام ہونے پر موقوف ہے جب کسب حرام ہوا تو مال بھی حرام ہوا اگرچہ اس شخص کی ملکیت مین تغیر واقع ہوا رشوت کا یہ مال بھی اُس مال کے مانند ہے جو زنا کے عوض ملا ہو یا کاہن یعنے نجومی اور برہمن کو بطور نذر کے دیا گیا ہو اس غرض سے کہ وہ غیب کی باتین بتلا دے البتہ اگر وہ شخص وہ مال قرضخواہ کو دیوے تو قرض خواہ کے حق مین وہ مال حلال ہوجاویگا ایسا ہی اگر کسی دوسرے معاملہ مین کسیکو کچھ دینا ضرور ہو اور وہ مال دیا جاوے تو وہ مال لینے والے کے حق مین حلال ہوجاتا ہے اور کسب حرام کرنیوالے کے حق مین اُس مال کا خبث باقی رہتا ہے لیکن احیاء العلوم کی روایت کے موافق یہ حکم ہے کہ اگر وہ شخص اُس فعل سے توبہ کرے تو وہ مال اُس شخص کے حق مین بھی حلال ہوجاویگا بشرطیکہ اُس شخص نے اُس مال کو اُسکے مالک کی رضامندی سے لیا ہے اور کسی کی حق تلفی نہ کی ہو ورنہ جو چیز غصب سے لی ہو اُسکے حلال ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اُس چیز کا مالک اُسپر راضی ہوجاوے کہ جس نے غصب کیا وہ اس مال کو بطور

Marfat.com

ملکیت اپنے مصرف مین لے آوے۔

سوال۔ اگر کوئی شخص شرعی طور پر قرض لیوے اور اُس سے مسجد بناوے پھر رشوت وغیرہ ناجائز ذریعہ سے مال حاصل کرے اور اُس مال سے اُس قرض کو ادا کرے تو ایسی مسجد بنانا شرعًا درست ہے یا نہین۔

جواب۔ ایسی مسجد بنانا درست ہے شرعًا اسکے بارہ مین مسجد کا حکم ہوگا ایسی مسجد بنانے مین ثواب کی اُمید ہے اسواسطے کہ قرض کے مال سے وہ شخص اِس مسجد کو بناوے گا اگرچہ اس قرض کو خبیث مال سے ادا کرے لیکن جب وہ شخص قرض ادا کرے گا اُسوقت اس مال کے خبث کا اثر اُس پہلے مال مین نہ ہوگا جو قرض لیا گیا تھا واللہ اعلم۔

سوال۔ اگر نکاح کرنیوالا اہل سنت وجماعت سے ہو اور منکوحہ کا مذہب امامیہ ہو تو ایسے مرد اور عورت مین مذہب اہل سنت وجماعت کے موافق نکاح جائز ہے یا نہین۔

جواب۔ مرد سنی اور مرد شیعہ مین نکاح کا حکم اسپر موقوف ہے کہ شیعہ کافر ہین یا نہین مذہب حنفی مین اسپر فتویٰ ہے کہ فرقہ شیعہ کے بارہ مین مرتد کا حکم ہے ایسا ہی فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے تو اہل سنت وجماعت کے لیے یہ درست نہین کہ شیعہ عورت سے نکاح کرین اور مذہب شافعی مین دو قول ہین ایک قول کی بنا پر شیعہ کافر ہین اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ لوگ فاسق ہین ایسا ہی صواعق محرقہ مین مذکور ہے لیکن قطع نظر اس سے اس فرقہ کے ساتھ نکاح کرنے مین طرح طرح کا بہت فساد ہوتا ہے مثلاً بد مذہب ہونا اہل خانہ اور اولاد کا اور ایک ساتھ بسر کرنے وغیرہ مین باہمی اتفاق نہ ہونا تو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے واللہ اعلم۔

سوال۔ جب لوگ نماز کے واسطے کھڑے ہون تو یہ جائز ہے یا نہین کہ وہ لوگ پہلے قرآن شریف کی آیتین وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وغیرہ اور استغفار پڑھین۔

جواب۔ یہ ثابت ہے کہ یہ آیتین اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ آخر تک دوسری دعا کے ضمن مین پڑھی جاوین اور اُس دعا مین استغفار بھی ہے بعض روایتون مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتون اور دعا کو تحریمہ کے بعد پڑھتے تھے اور بعض روایتون مین یہ ہے کہ جب لوگ نماز

نہ اور اختیار کرو تم لوگ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ ۱۲

Marfat.com

کے واسطے کھڑے ہون تو اسکو پڑہین اور وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى کو پڑہنا ان دو رکعتون کے پہلے ثابت ہے جو بعد طواف کعبہ کے پڑہی جاتی ہین مشکوٰۃ شریف مین یہ دونون روایتین موجود ہین وہ آیت اور دعا یہ ہے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ج وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ كُلُّهٗ فِیْ یَدَیْكَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَیْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ یعنی مین نے متوجہ کیا اپنا مُنھ اُس ذات پاک کیطرف جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا درانحالیکہ مین توحید کرنے والا ہون اور مین مشرکین مین سے نہین بیشک میری نماز اور میری عبادتین اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالےٰ کے واسطے ہے جو سب جہان کا پروردگار ہے اُسکا کوئی شریک نہین اور مجکو اس توحید کا حکم کیا گیا اور مین اول مسلمانون مین سے ہون اے پروردگار تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی دوسرا معبود نہین اور مین تیرا بندہ ہون مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہ کا اقرار کیا تو میرے سب گناہونکو بخشدے گناہون کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی دوسرا نہین اور بہترین خصلتون کے لیے مجکو تو ہدایت کر بہترین اخلاق کے لیے تیرے سوا کوئی دوسرا ہدایت نہین کرتا مین حاضر ہون تیرے حکم کی تعمیل کے واسطے اور تیرے حکم کی تعمیل مین مدد کرنے کے لیے سب بہتر اُمور تیرے اختیار مین ہین اور برائی تجھ مین نہین مین تیرے حکم سے ہوا اور تیری طرف متوجہ ہون تو صاحب برکت ہے اور تو برتر ہے تجھسے بخشش چاہتا ہون اور تیری طرف رجوع کرتا ہون۔

سوال۔ مطالب دنیوی کے حصول کے لیے کیا پڑھنا چاہیے۔

جواب حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ بانچسو مرتبہ اول و آخر درود شریف دس مرتبہ پڑھنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوجاویگا اور حکام کے دلون کو اپنی طرف مائل کرنا منظور ہو تو یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ بِالْخَیْرِ دوسو مرتبہ نماز عشا کے بعد پڑھنا چاہیے اور

کافی ہی تمکو اللہ اور بہتر ہے وہ تعمیل کرنیوالا ۱۲

اے پھیرنے والے دلون کے ساتھ خیر کے ۱۲

Marfat.com

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ بھی ایک سو مرتبہ پڑھنا اس غرض کے لیئے مجرب ہے اور اگر ختم خواجگان حصول مطلب کے لیے پڑھے تو بہتر ہے اور یا قاضی الحاجات بھی پڑھنا چاہیے۔

سوال اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف اپنے شوہر کے گھر سے باہر نکلے اور شوہر کی ممانعت کا کچھ خیال نکرے اور اُس نافرمانی سے اُسکو اذیت پہونچاوے تو اُس عورت کا مہر اور نفقہ اور کپڑا اور رہنے کے لیے مکان پانے کا حق باطل ہوجاتا ہے یا شوہر کے ذمہ باقی رہتا ہے علمائے بنارس نے یہ لکھا ہے کہ جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے نکلے تو اُس کا مہر اور نفقہ اور کپڑا اور رہنے کے لیے مکان ملنے کا حق باطل ہوجاتا ہے کَمَا فِی تُحْفَۃِ الْفُقَہَآءِ اَلْمَرْأَۃُ اِذَا خَرَجَتْ عَنِ الْبَیْتِ بِغَیْرِ اِذْنِ زَوْجِھَا یَبْطُلُ مَھْرُھَا وَنَفَقَتُھَا وَکِسْوَتُھَا وَفِی الذَّخِیْرَۃِ اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَۃُ مَعَ الْمَحَارِمِ بِغَیْرِ اِذْنِ الزَّوْجِ وَدَخَلَتْ فِی بَیْتِ الْوَالِدَیْنِ وَغَیْرِھِمْ یَبْطُلُ مَھْرُھَا وَنَفَقَتُھَا وَکِسْوَتُھَا وَسُکْنَاھَا وَعَنِ الطَّحَاوِیِّ فِی قَوْلِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الشَّیْبَانِی الْفَتْوٰی عَلَیْہِ کَذَا فِی فَتَاوَی الصَّدْرِ الشَّہِیْدِ وَفِی النِّہَایَۃِ شَرْحِ الْھِدَایَۃِ اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَۃُ مِنْ بَیْتِ زَوْجِھَا بَاغِیَۃً بِلَا اِذْنِ زَوْجِھَا وَصَاحِبِھَا وَذَھَبَ مِنْ قَرْیَۃٍ اِلٰی قَرْیَۃٍ اُخْرٰی سَقَطَتْ نَفَقَتُھَا وَمَھْرُھَا مِنْ ذِمَّۃِ زَوْجِھَا ھٰذَا النَّقْلُ مِنَ التَّجْنِیْسِ فِی شَرْحِ الْھِدَایَۃِ مِنَ الذَّخِیْرَۃِ اَلْمَرْأَۃُ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِ زَوْجِھَا مَعَ غَیْرِ الْمَحْرَمِ وَبِغَیْرِ اِذْنِ الزَّوْجِ وَدَخَلَتْ بَیْتَ الْوَالِدَیْنِ اَوْ غَیْرِھِمَا بَطَلَ مَھْرُھَا وَنَفَقَتُھَا وَکِسْوَتُھَا وَسُکْنَاھَا فِی الْمُحِیْطِ وَعَلَیْہِ الْفَتْوٰی ھٰکَذَا فِی الْمُضْمَرَاتِ یعنی تحفۃ الفقہا مین لکھا ہے کہ جب عورت بلا اجازت شوہر کی گھر سے نکلی تو اُسکا مہر اور نفقہ اور کپڑا اور رہنے کے لیے مکان پانے کا حق باطل ہوگیا اور ذخیرہ مین لکھا ہے کہ جب عورت بغیر محرم کے بلا اجازت شوہر کے باہر نکلی اور اپنے والدین یا کسی دوسرے کے گھر مین گئی تو اُسکا مہر اور نفقہ اور کپڑا اور رہنے کے لیے مکان پانے کا حق باطل ہوگیا خانیہ مین لکھا ہے کہ جب عورت گھر سے بغیر محرم کے بلا اجازت شوہر کے باہر نکلی تو اُسکا مہر اور نفقہ اور کپڑا اور رہنے کے لیے مکان پانے کا حق باطل ہوگیا اور طحاوی سے روایت ہے محمد بن شیبانی رح کے قول مین کہ اسی پر فتوی ہے ایسا ہی فتاوی صدر الشہید مین ہے اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ جب عورت بغاوت سے بلا اجازت اپنے شوہر اور اپنے مالک کے باہر نکلی اور ایک موضع سے دوسرے موضع

Marfat.com

ہین گئی تو اُسکا نفقہ اور مہر اُسکے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوگیا یہ نقل تجنیس سے ہے شرح ہدایہ مین ذخیرہ سے منقول ہے کہ جب عورت بغیر محرم کے شوہر کے گھر سے بلا اجازت شوہر کے نکلی اور اپنے والدین یا کسی دوسرے کے گھر ہین گئی تو اُس عورت کا مہر اور نفقہ اور کپڑا اور رہنے کے لیے مکان پانے کا حق باطل ہوگیا محیط مین لکھا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے ایسا ہی مضمرات مین ہے۔

جواب۔ فقہ کی روایتین ملاحظہ سے گذرین جو اس بارہ مین ہین کہ جب عورت شوہر کے گھر سے بلا اجازت شوہر کے باہر نکلی تو اُسکا مہر ساقط ہوگیا مہربان میرے ان روایتون پر فتویٰ نہین یہ روایتین قواعد شرح ومتون کے خلاف ہین اسواسطے کہ عورت کے مہر کو فقہانے دَین صحیح لکھا ہے اور فقہا کا یہ قول کَسَائِرِ الدُّیُونِ لَا یَسْقُطُ اِلَّا بِالْاَدَاءِ اَوْ بِالْاِبْرَاءِ یعنی دین مہر بھی اور سب دیون کے مانند ہے وہ ساقط نہین ہوسکتا سوا اسکے کہ شوہر ادا کردیوے یا عورت معاف کردے اور اس امر کا سبب فقہانے یہ لکھا ہے کہ کل مہر پہلے مرتبہ کے جماع کے عوض مین ہوتا ہے جب ایک مرتبہ شوہر نے جماع کیا تو عورت سے اُسکو کامل فائدہ حاصل ہوگیا اور مہر کہ بمنزلہ قیمت کے ہے وہ واجب الادا ہوگیا پھر اگر دوسری مرتبہ جماع کا اتفاق نہو یا دوسری خدمتین عورت سے نہ لیجاوین یا عورت شوہر کے گھر مین نرہے تو ان وجوہ سے مہر کے وجوب مین کچھ نقصان نہین لازم آتا بلکہ زنا اور لعان سے بھی مہر نہین ساقط ہوتا البتہ نان ونفقہ اسوجہ سے شوہر پر لازم ہوتا ہے کہ عورت شوہر کے گھر مین پابند رہتی ہے تو اگر عورت گھر سے بلا اجازت شوہر کے نکلے تو نفقہ اور کپڑا پانیکا اُسکا حق شوہر پر واجب نہین رہتا فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ نفقہ پابندی کے عوض مین لازم ہوتا ہے اگر کسی شخص کو کسی کام مین مشغول کرین تو اُس شخص کو اُس کام سے یا اُس کام کے مالک سے نفقہ ملنا چاہیئے چنانچہ جو شخص زکوٰۃ تحصیل کرنے پر مقرر ہوتا ہے اُسکو نفقہ مال زکوٰۃ سے دیا جاتا ہے اور قاضی اور مفتی اور محتسب کو مسلمانون کے بیت المال سے نفقہ ملتا ہے علی ہذا القیاس اور بھی لوگون کے نفقہ کا یہی حکم ہے۔

سوال آسیب اور جادو کے دفع ہونیکی ترکیب عنایت ہو۔

جواب۔ آسیب زدہ کے لیے یہ عمل مفید ہے کہ کڑوا تیل یعنے سرسون کا تیل تانبے کے برتن مین رکھے اور چودہ ۱۴ مرتبہ آیت قطب پڑھے اور ہر مرتبہ اُس تیل پر دم کرے اور آیت قطب

Marfat.com

یہ ہے ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ یہ آیت پارہ لن تنالوا البر سورۂ آل عمران مین ہے پھر وہ تیل آسیب زدہ کے تمام بدن مین اسطرح مالش کیا جاوے کہ ایک بال کی جگہ بھی باقی نہ رہ جاوے اور یہ خیال رکھا جاوے کہ وہ تیل زمین پر نہ رکھا جاوے اور اُس تیل مین ہاتھ نہ ڈالا جاوے یعنی برتن مین سے وہ تیل مثلاً چمچہ سے نکال کر ہاتھ مین مالش کیواسطے لیوے یا برتن سے ہاتھ پر گرالیا جاوے اور جو شخص پہلے دن تیل لگاوے وہی ہر روز مالش کرے اور کوئی ایک وقت مقرر کرلیا جاوے اُسی وقت ہر روز مالش کیجاوے انشاء اللہ تعالیٰ آسیب دفع ہوجاویگا اور جادو کو دفع کرنیکی یہ ترکیب ہے کہ دریا کا پانی یا کوئی دوسرا جاری پانی گھڑے مین منگایا جاوے اور سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور سورۂ قل اعوذ برب الناس اور جادو دفع کرنے کی آیتین لکھکر گھڑے مین ڈالدیا جاوے اور جادو دفع کرنے کی آیتین ہین فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صَاغِرِيْنَ ۝ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى پھر جسپر جادو کا اثر ہو اُس پانی مین سے کچھ اُسکو پلایا جاوے اور اُس پانی سے اُسکا ہاتھ پانون دھلوایا جاوے اور یہ بہتر ہے کہ اُس پانی سے وہ غسل کرایا جاوے یہ عمل یکشنبہ یعنے اتوار کے دن کرے ایسا ہی چند مرتبہ اتوار کے دن یہ عمل کیا جاوے انشاء اللہ تعالیٰ جادو کا اثر دفع ہوجاویگا

سوال بیعت اصل مین کیا ہے اور بیعت قرآن شریف سے ثابت ہے یا حدیث شریف سے۔

جواب۔ بیعت کا معنی لغت مین معاہدہ اور معاقدہ ہے اور متکلمین کی اصطلاح مین عہد کرنا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین بیعت اُسکو کہتے ہین کہ عقیدت کا ہاتھ مرشد کے ارشاد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کیا جاوے تو اگر اس سوال سے یہ مقصود ہے کہ متکلمین کے نزدیک بیعت کیا ہے تو پیغمبر صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے بعد جو بیعت صحابۂ کبار نے کی تھی اور وہ بیعت خلفاء راشدین کی خلافت کے بارہ مین ہوئی تھی اُس سے یہ مقصود تھا کہ صحابۂ کبار نے یہ عہد کیا کہ ہم لوگ خلافت کے احکام کو جاری کرینگے اور یہ بیعت آیۂ کریمہ یُبَایِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ سے ثابت ہے اور اگر اس سوال سے یہ مراد ہے کہ بیعت صوفیہ کے نزدیک کیا ہے تو اُس بیعت سے یہ مراد ہے کہ مرید اپنا عقیدت کا ہاتھ مرشد کے ارشاد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کرتا ہے اور یہ انعقاد مرشد کے واسطہ سے مرشد کے مرشد کے ساتھ ہوتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس یکے بعد دیگرے یہ انعقاد حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے ساتھ ہو جاتا ہے اور بواسطۂ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے اس بیعت کا انعقاد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو جاتا ہے اور یہ بیعت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے۔

سوال عقدِ نکاح کے وقت زوجین کو کلمہ اور ایمان مجمل اور ایمان مفصل کی تعلیم کرتے ہین اس سے کیا فائدہ ہے آیا یہ منظور ہوتا ہے کہ زوجین کو یہ چیزین معلوم ہو جاوین یا یہ غرض ہوتی ہے کہ ان چیزون کی تعلیم پانے سے عقد نکاح مستحکم ہو جاوے۔

جواب۔ شرعاً مؤمن اور کافر کے درمیان نکاح منعقد نہین ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ لاعلمی سے یا سہواً کفر کا کلمہ اکثر صادر ہو جاتا ہے اور لوگون کو اس امر کی خبر نہین ہوتی اسوجہ سے علماء متاخرین جو محتاط ہین احتیاطاً یہ کرتے ہین کہ ایمان مجمل اور مفصل کی صفت زوجین کے سامنے کہتے ہین اور اُن سے کہلاتے ہین تا نکاح حالتِ اسلام مین منعقد ہو علماے متاخرین نے جو احتیاطاً یہ امر عقد نکاح مین بڑھا دیا ہے یہ فی الواقع برکت اسلامی سے خالی نہین جن لوگون کو اسلام سے بہرہ نہین اُن لوگون کو اسکا کیا لطف ملے گا یہ معلوم نہین کہ ہوات کی تلقین اکثر فرقۂ خلافیہ کے نزدیک جائز ہے اس امر کا سبب اُن لوگون کے نزدیک کیا ہے کیونکہ کل فرقۂ اسلامیہ کا اسپر اتفاق ہے کہ ایمان بعد البعث درست نہین اور بعث سے مراد انتقال روحانی ہے۔

سوال۔ اُمت کی شفاعت صرف حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماوین گے یا اصحاب رضؓ کبار بھی شفاعت کر سکین گے اور صحابۂ کبار رضؓ کی تابعداری مین کیا فائدہ ہے اور ان صاحبون کی عداوت مین کیا نقصان ہے۔

جواب امور دنیا اور آخرت مین شفاعت سے یہ مراد ہے کہ گناہون اور فعل حرام کی معافی

کیلیے سوال کیا جاوے اور از روئے لغت کے شفاعت کا لفظ عام ہے شفاعت جرمی اور شفاعت ذنوبی دونون کو شامل ہے شفاعت جرمی ایک شخص دوسرے کے بارہ مین اور تابع متبوع کے حق مین کر سکتا ہے اور شفاعت ذنوبی بواسطہ کسی وسیلے کے اور بلا واسطہ بھی حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرماوین گے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے لیے مرید کے واسطے مرشد واسطہ ہو سکے گا اور متعلم کے واسطے اُستاد شفاعت کا واسطہ ہو سکے گا اور صحابۂ کرام کی تابعداری نص سے ثابت ہے چنانچہ اس آیۂ کریمہ سے وہ ثابت ہوتی ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنے تابعداری کرو اللہ کی اور تابعداری کرو رسول کی اور اُن لوگون کی تابعداری کرو جو تم لوگون مین سے صاحبان امر ہون اور یہ حکم اس حدیث صحیح سے بھی ثابت ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین اِنمین سے جنکی پیروی تم لوگ کروگے سیدھی راہ پاؤگے تو جو لوگ صحابۂ کبار رضؓ کی تابعداری کرین گے وہ لوگ سیدھی راہ پادینگے اور جو لوگ صحابۂ کبار سے عداوت رکھین گے اُن کے بارہ مین یہ ثابت ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے۔

سوال۔ اس امر کا کیا سبب ہوا کہ مفتیون یعنی امام اعظم وغیرہ علیہم الرحمۃ کے اقوال مین اختلاف ہوا

جواب۔ علما مین اسوجہ سے اختلاف ہوتا ہے کہ بعض علما کا عمل ظاہر آیت اور حدیث پر ہوتا ہے اور بعض علما آیت اور حدیث مین تاویل کرتے ہین تو یہ اختلاف فی الواقع اصول مین اختلاف نہین ہوتا بلکہ سلف کا یہ قول ہے اِخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ رَحْمَۃٌ یعنے علما کے اختلاف مین رحمت ہے اس کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب علما باخود ہا حق پر ہوئے بخلاف فرقۂ خلافیہ کے کہ اُن کے علما مین اصول مین اختلاف ہے کیونکہ فرقۂ خلافیہ کے علما مین سے کوئی اس امر کا قائل ہے کہ ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو پیغمبری ملی اور بعضے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہتے ہین ؎ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

سوال۔ اُس شخص کے بارہ مین کیا حکم ہے جو حدیث شریف سے انکار کرے۔

جواب اِس مسئلہ مین چند احتمالات ہین اوّل یہ کہ تمام حدیثون سے انکار کرے یہ بعینہ کفر ہے

Marfat.com

دوسرے یہ کہ حدیث متواتر سے انکار کرے اور اُسمین کچھ تاویل نکرے یہ بھی کفر ہی تیسرے یہ کہ حدیث صحیح سے جو قسم احاد سے ہے انکار کرے اور یہ انکار خواہش نفسانی سے ہو اسوجہ سے کہ وہ حدیث طبیعت کے موافق نہو یا دنیوی مصلحت کے خلاف ہو یہ انکار گناہ کبیرہ ہے اور ایسا منکر بدعتی ہی یعنی بدعت سیئہ کرتا ہے چوتھے یہ کہ اسوجہ سے کسی حدیث سے انکار کرے کہ اُسکے خلاف کوئی دوسری قوی حدیث ہووے یا یہ کہ ناقل کے قول پر اُسکو اعتماد نہو اسوجہ سے وہ شخص یہ سمجھتا ہو کہ فی الواقع یہ حدیث نہین ہے اور اس خیال سے اُسکو اُس حدیث سے انکار ہو اور یہ انکار خواہش نفسانی سے نہو اور نہ کسی دنیوی غرض سے ہو اور اپنے کلام کی سرسبزی بھی منظور نہو اور نہ کوئی دوسری غرض فاسد مقصود ہو بلکہ اسوجہ سے اُسکو انکار ہو کہ وہ حدیث اُس کے گمان مین علم اصول حدیث کے قواعد کے خلاف ہو یا کسی آیت قرآنی کے خلاف ہو یا ایسی ہی کوئی اور مناسب وجہ انکار کی اُسکے نزدیک ہو تو ایسے انکار مین کچھ حرج نہین۔

سوال جس شخص کو فقہ کی کتاب سے انکار ہو اُسکے بارہ مین شرعًا کیا حکم ہے۔

جواب اس مسئلہ مین بھی چند احتمال ہین اوّل یہ کہ وہ شخص اگر مثلاً شافعی مذہب ہو اور اُسکو حنفی کی کتاب سے انکار ہو تو اسمین کچھ حرج نہین دوسرے یہ کہ جس کتاب سے اُسکو انکار ہو وہ کتاب معتبر اور مشہور نہو اس انکار مین بھی کچھ قباحت نہین تیسرے یہ کہ اسوجہ سے اُسکو انکار ہو کہ یہ کتاب علم دین کی کتاب ہے یہ لعینہ کفر ہے چوتھے یہ کہ اسوجہ سے انکار ہو کہ اہلسنت کی یہ کتاب ہے تو وہ شخص بدعتی ہے کیونکہ اُسکو اسوجہ سے انکار ہے کہ اُسکا یہ اعتقاد ہے کہ یہ کتاب صحیح نہین اگرچہ یہ کتاب اہلسنت کی احادیث صحیحہ کے مطابق ہے بخلاف اُس صورت کے کہ شافعی مذہب کو حنفی کی کتاب سے انکار ہو کہ شافعی کے نزدیک اُسکے مذہب کو حنفی کے مذہب پر ترجیح ہوتی ہی اُس کا یہ اعتقاد نہین ہوتا کہ حنفیہ کے اصول و فروع باطل ہین۔

سوال جو شخص کفر کا کلمہ کہتا ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ یہ کفر کا کلمہ ہے یا نہین تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے یا نہین۔

جواب ایسے شخص کے کفر مین فقہا مین اختلاف ہے اور اس مسئلہ کی روایتین خزانۃ الروایات وغیرہ مین مذکور ہین بہرحال ایسے شخص کو اس قول سے توبہ و استغفار کرنا چاہئیے۔

Marfat.com

سوال جو شخص علم اور علما کی اہانت کرے اُسکے بارہ مین کیا حکم ہے۔

جواب جو شخص دین اور علما کی اہانت کرتا ہے اس خیال سے کہ اس علم اور علما کے سبب سے امر باطل اختیار کیا جاتا ہے اور حق کی اہانت ہوتی ہے اور اُسکا یہ خیال ہو کہ یہ علم محض نزاع اور حق تلفی کے لیے موضوع ہے تو ایسا شخص کافر ہے اور اگر کوئی شخص علم نجوم یا اُسکے مانند دوسرے علم کی اہانت کرے تو اسمین کوئی حرج نہین اور جو علم ان علوم کے مانند نہین اور وہ علم دین بھی نہو تو اُسکی اہانت سے کفر نہین لازم آتا البتہ اُسکی اہانت بھی منع ہے اور اُسکی ممانعت اُس علم کے مرتبہ کے موافق ہے اگر وہ ایسا علم ہے کہ اُسکی زیادہ فضیلت ہے مثلاً صرف و نحو تو جسقدر اُس علم کی اہانت منع ہے اُس قدر دوسرے علم کی اہانت منع نہین جس کی فضیلت کم ہے۔

سوال جس شخص کو اُسکے باپ مان نے عاق کر دیا ہو اُسکی بخشائش ہوگی یا نہین۔

جواب عوام مین یہ مشہور ہے کہ عاق کرنا اُسکے کہتے ہین کہ لڑکے کو اپنے نسب سے خارج کر دیا جاوے یہ بے اصل ہے اور اس سے لڑکے کے احکام سے لڑکا خارج نہین ہو جاتا مثلاً ایسا نہین کہ وہ لڑکا اپنے باپ کی وراثت سے محروم ہو جاوے اور شرع مین حقوق والدین سے یہ مراد ہے کہ والدین کو اذیت دیجاوے یہ گناہ کبیرہ ہے اور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ مین نہ رہیگا تو جس نے اپنے والدین کو اذیت دی ہو وہ اُن حالتون مین بخشدیا جاویگا کہ اُسکے مان باپ نے پہلے ہی معاف کر دیا ہو یا اُسوقت معاف کر دین گے جب اللہ تعالیٰ اُس شخص کی دوسری عبادتون سے راضی ہو جاویگا اور اُسکے باپ مان کو حکم فرماویگا کہ تم لوگ اُسکا قصور معاف کر دو یا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معاف کر دینے کے لیے فرما دین گے یا جب وہ شخص حقوق والدین کے عوض مین دوزخ کے عذاب کی سزا پا چکے گا واللہ اعلم بالصواب۔

سوال دارالاسلام دارالحرب ہو سکتا ہے یا نہین۔

جواب معتبر کتابون مین اکثر یہی روایت مختار ہے کہ جب تین شرطین پائی جاوین تو دارالاسلام دارالحرب ہو جاتا ہے درمختار مین لکھا ہے۔ لَا تَصِیْرُ دَارُ الْاِسْلَامِ دَارَ الْحَرْبِ اِلَّا بِاُمُوْرٍ ثَلٰثَةٍ بِاِجْرَآءِ اَحْکَامِ اَهْلِ الشِّرْكِ وَبِاتِّصَالِهَا بِدَارِ الْحَرْبِ وَبِاَنْ لَّا یَبْقٰی فِیْهَا مُسْلِمٌ اَوْ ذِمِّیٌّ اٰمِنًا بِالْاَمَانِ الْاَوَّلِ عَلٰی نَفْسِهٖ وَدَارُ الْحَرْبِ تَصِیْرُ دَارَ الْاِسْلَامِ بِاِجْرَآءِ

Marfat.com

اَحکَامِ الْاِسْلَامِ فِیْھَا اِنْتَھٰی یعنے دارالاسلام دارالحرب نہین ہوسکتا مگر جب تین اُمور پائے جاوین وہان مشرکین کے احکام جاری ہوجاوین اور وہ دارالاسلام دارالحرب سے ملجاوے اور وہان کوئی مسلمان باقی نرہے اور نہ وہان کوئی ایسا کافر ذمی رہجاوے جو پہلے مسلمانون سے پناہ لیکر رہا ہو اور اب بھی اُسی پناہ کی وجہ سے ہو اور دارالحرب اُس حالت مین دارالاسلام ہوجاتا ہے کہ اہل اسلام کے احکام اُسمین جاری ہوجاوین اور کافی مین لکھا ہے اِنَّ الْمُرَادَ بِدَارِ الْاِسْلَامِ بِلَادٌ یَجْرِیْ فِیْھَا حُکْمُ اِمَامِ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَکُوْنُ تَحْتَ قَھْرِہٖ وَبِدَارِ الْحَرْبِ بِلَادٌ یَجْرِیْ فِیْھَا اَمْرُ عَظِیْمِھَا وَتَکُوْنُ تَحْتَ قَھْرِہٖ اِنْتَھٰی یعنی دارالاسلام سے مراد وہ شہر ہین جن مین مسلمانون کے امام کا حکم جاری ہو اور وہ شہر اُسکے زیر حکومت ہو اور دارالحرب سے وہ شہر مراد ہین جن مین اُن شہر کے سردار کا حکم جاری ہو اور اُسکے زیر حکومت ہو یہ کافی کی عبارت کا ترجمہ ہے اُس شہر مین مسلمانون کے امام کا حکم ہرگز جاری نہین نصاریٰ کے حکام کا حکم بے دغدغہ جاری ہے اور احکام کفر کے جاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ مقدمات انتظام سلطنت و بندوبست رعایا و تحصیل خراج و باج و عشر اموال تجارت مین حکام بطور خود حاکم ہون اور ڈاکوؤن اور چورونکی سزا اور رعایا کے باہمی معاملات اور جرمون کی سزا کے مقدمات مین کفار کا حکم جاری ہو اگرچہ بعض احکام اسلام مثلاً جمعہ و عیدین و اذان و گاؤکشی مین کفار تعرض نکرین لیکن ان چیزون کا اصل اصول انکے نزدیک بیفائدہ ہے کیونکہ مسجدون کو بے تکلف منہدم کرتے ہین جبتک یہ اجازت ندیوین کوئی مسلمان اور کافر ذمی ان اطراف مین نہین آسکتا مصلحتاً واردین اور مسافرین اور تاجرون سے مخالفت نہین کرتے دوسرے امرا مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم بلا اجازت ان کے ان شہرون مین نہین آسکتے اور اُس شہر سے کلکتہ تک ہر جگہ نصاریٰ کا عمل ہے البتہ داہنے بائین مثلاً حیدرآباد اور لکھنؤ اور رام پور مین انکا حکم جاری نہین کیونکہ ان مقامات کے والیان ملک نے انسے صلح کرلی اور ان کی فرمانبرداری منظور کرلی اور احادیث اور صحابۂ کرام اور خلفاء عظام کی رائے سے ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ مین یہ حکم دیا گیا تھا کہ بنی یربوع دارالحرب ہے حالانکہ جمعہ اور عیدین اور اذان اُسجگہ جاری تھا مگر وہان کے لوگون کو حکم زکوٰۃ سے انکار تھا اور ایسا ہی سماوہ اور اُسکے اطراف و جوانب کے بارہ مین یہ حکم تھا کہ دارالحرب ہے حالانکہ اُن شہرون مین

Marfat.com

مسلمان بھی تھے علی ہذا القیاس خلفاء کرام کے زمانہ مین بھی یہی طریقہ جاری رہا بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے زمانہ مین یہ حکم فرمایا تھا کہ فدک اور خیبر دار الحرب ہے حالانکہ اُن مقامات مین اہل اسلام کے تجار بلکہ دہان کے بعض باشندے بھی وادی قرے مین مسلمان تھے اور فدک اور خیبر مدینۂ منورہ سے نہایت متصل تھا باقی یہ مسئلہ کہ کفار حرب کے بارہ مین کیا حکم ہے آیا وہ آزاد ہین یا غلام ہین تو اس مسئلہ مین بھی روایتین نہایت مختلف ہین اکثر فقہا یہ لکھتے ہین کہ کفار حربی کے غلام ہونیکی یہ صورت ہے کہ وہ مغلوب ہوجاوین اور زیر نگرانی دار الاسلام ہوجاوین تو وہ مسلمانونکی مِلک مین داخل ہوجاتے ہین یعنے غلام ہوجاتے ہین اور بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کفار حربی اپنی خوشی سے یا مجبور ہوکر اپنی اولاد و اقارب کو فروخت کرین اور اس معاملہ کا اُنلوگونمین رواج بھی ہو تو اُن کی اولاد اور اقارب غلام ہوجاوین گے اور حدیث شریف سے یہی مذہب قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اکثر غلامون اور لونڈیون کی خرید و فروخت اسی طور ہوئی مثلاً زید بن حارث اور سلمان فارسیؓ وغیرہ بعضون کی بیع اسی طور پر ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی مملوکیت تسلیم فرمائی تھی اور جامع الرموز مین لکھا ہے وَيُمْلَكُ بِهِمَا أَيْ بِالْاِسْتِيلَاءِ وَالْإِحْرَازِ حُرُّهُمْ لِلِاسْتِيلَاءِ عَلَى مُبَاحٍ فَلَوْ اهْدَى مِلْكٌ مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ اِلَى مُسْلِمٍ هَدِيَّةً مِنْ اَحْرَارِهِمْ مَلَكَهُ اِلَّا اِذَا كَانَ ذَا قَرَابَةٍ لَهُ وَلَوْ دَخَلَ دَارَهُمْ مُسْلِمٌ بِاَمَانٍ ثُمَّ اشْتَرَى مِنْ اَحَدِهِمْ ابْنَهُ ثُمَّ اَخْرَجَهُ اِلَى دَارِنَا قَهْرًا مَلَكَهُ وَاَكْثَرُ الْمَشَائِخِ عَلَى اَنَّهُ لَا يَمْلِكُهُ فِي دَارِهِمْ وَهُوَ الصَّحِيحُ وَعَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ يَمْلِكُهُ حَتَّى يُجْبَرَ عَلَى اِخْرَاجِهِ وَعَنْ اَبِي يُوسُفَ لَا يُجْبَرُ وَقَالَ الْكَرْخِيُّ اِنْ كَانُوا يَبِيعُونَ جَوَارِيَ بَيْعَ الْمَمْلُوكِ فَالْبَيْعُ جَائِزٌ وَاِلَّا فَلَا كَمَا فِي الْمُحِيطِ وَفِيهِ اِشْعَارٌ بِاَنَّ الْكُفَّارَ فِي دَارِهِمْ اَحْرَارٌ وَلَيْسَ كَذَلِكَ اِذْ لَهُمْ اَرِقَّاءُ فِيهَا وَاِنْ لَمْ يَكُنْ مِلْكٌ لِاَحَدٍ عَلَيْهِمْ عَلَى مَا فِي عِتَاقِ الْمُسْتَصْفَى وَغَيْرِهِ یعنے کفار کے آزاد جب مغلوب ہوجاوین یا زیر حراست ہوجاوین تو وہ مملوک یعنی غلام ہوجانے مین کیونکہ یہ مباح چیز پر قبضہ کرلینا ہے تو اگر دار الحرب کے کسی بادشاہ نے کسی مسلمان کے پاس بطور تحفہ کے بھیجا اپنے آزادونمین سے کسی آزاد کو تو وہ مسلمان اُس کافر کا مالک ہوجاویگا مگر جب اُس مسلمان اور اُس کافر مین کوئی قرابت ہو تو وہ مسلمان اُس کافر کا مالک نہوگا اور اگر دار الحرب مین

کوئی مسلمان داخل ہوا کفار سے پناہ لیکر کے پھر اُس مسلمان نے وہان کسی کافر سے اُسکا لڑکا خرید لیا
پھر اُس لڑکے کو دارالاسلام مین جبرًا لے آیا تو وہ مسلمان اُس لڑکے کا مالک ہوجاویگا اور اکثر مشائخ
کے نزدیک یہ ہے کہ دارالحرب مین اُس لڑکے کا وہ مسلمان مالک نہوسکے گا اور یہی صحیح ہے اور امام محمدؒ
سے روایت ہے کہ وہ مالک ہوجاویگا حتی کہ وہ مسلمان مجبور کیا جاویگا کہ اُس لڑکے کو دارالاسلام مین
لے آوے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اس امر پر وہ مجبور نکیا جاویگا اور امام کرخیؒ کا یہ قول
ہے کہ اگر وہان کے کفار کے نزدیک ایسی خرید و فروخت جائز ہو تو وہ بیع جائز ہوجاویگی ورنہ
وہ بیع جائز نہوگی ایسا ہی محیط مین ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار دارالحرب مین آزاد
ہین حالانکہ ایسا نہین وہ لوگ دارالحراب مین غلام ہین اگرچہ وہ کسی کی ملک مین نہین یہ مسئلہ مستصفی اور غیرہ کے آزاد کے بیان احکام مین مذکور ہی

سوال - ایسے سید کے بارہ مین کیا حکم ہی جو بدعتی ہو یا فسق و فجور مین مبتلا ہو کفر کا کلمہ کہتا ہو -

جواب - اس مسئلہ کے جواب کی ضرورت نہین کیونکہ نص قرآنی اس بارہ مین کافی و شافی ہی فرمایا اللہ تعالیٰ
نے قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے اُنکے لڑکے
کے بارہ مین فرمایا کہ یہ تمھاری آل مین سے نہین اسکے بارہ مین سفارش کرنا اچھا کام نہین اور یہ صحیح روایت
مشکوٰۃ شریف مین موجود ہی اِنَّ اٰلَ اَبِیْ فُلَانٍ لَیْسُوْا بِاَوْلِیَائِیْ اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰہُ الخ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ابو فلان کی آل میرے ولی نہین میرا ولی صرف اللہ ہے الخ اور دوسری
روایت مین ہے اِنْ اَوْلِیَائِیَ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنے میرے ولی صرف پرہیزگار لوگ ہین -

سوال تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ دین کے جو اُمور ظاہر ہین اُنکا منکر کافر ہے یہ امر احادیث سے
ثابت ہے بلکہ آیات قطعیہ متواتر سے اسکا ثبوت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایمان کا بڑا
درجہ ہوا اور آپ بہشتی ہوئے اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے قابل ہوئے تو جو شخص
ان باتون کا منکر ہو وہ کافر ہے چنانچہ خوارج احکام اُخروی مین کافر ہین اُنکے حقین دعائے مغفرت
نکیجاوے اور نہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے تو اس صورت مین شیعہ کے بارہ مین بھی یہ حکم
ہونا چاہیئے کہ وہ کافر ہین کیونکہ جسقدر نصوص قطعیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق مین ہین اُن سے
کہین زیادہ نصوص قطعیہ حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ اعظم کے حق مین ہین اور ایک شخص کو حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ سے عداوت تھی اُسکے جنازہ کی نماز خود حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پڑھی

Marfat.com

تواہل سنت کے نزدیک شیعہ کے کفرمین کیون اختلاف ہے۔

جواب خوارج کا ایک ہی مذہب ہے اسوجہ سے اُنکے بارہ مین علما کا اختلاف نہین کیونکہ باوجودیکہ خوارج کے چند فرقے ہین مگر اُن سب فرقہ کا ان مسائل مین اتفاق ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایمان کے وہ سب منکر ہین اور آپ کے بہشتی ہونے سے اُن سب کو انکار ہے اور اُن سب کا یہ قول ہی کہ آپ مین خلافت کی لیاقت نہ تھی نعوذ باللہ من ذلک بخلاف شیعہ کے کہ اُنکے مذاہب مین اختلاف ہے بعض کا صرف یہی قول ہے کہ شیخین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت تھی اور بعض شیعہ نے اسپر زیادتی کی وہ لوگ یہ کہتے ہین کہ شیخین اور آپ کے اعوان خطا پر تھے اور بعض شیعہ ان صاحبون کے بارہ مین فسق اور بدعت کی تہمت لگاتے ہین حتیٰ کہ امامیہ کی ایک جماعت ان صاحبون کے کفر کی قائل ہوگئی اِس لئے شیعہ کے بارہ مین علما مین اختلاف ہوا شیعہ کے ان گروہ مین سے پہلے گروہ کو بعض علمانے شیعہ قرار دیا ہی اور بعض علمانے یہ کہا ہی کہ دوسرے فرقے کے لوگ شیعہ ہین اور بعض علمانے تیسرے فرقہ کو شیعہ کہا ہے اب اسپر فتوے ہے اور اسی کو ترجیح ہے کہ یہ شیعہ بھی خوارج کے مانند احکام اُخروی مین کافر ہین اور تحفۂ اثنا عشریہ کی عبارت کی یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ خوارج بالاتفاق احکام اُخروی مین کافر ہین اور دنیوی احکام مین یہ احتمال ہے کہ خوارج بعض علما کے نزدیک مسلمان ہین حتیٰ کہ خوارج اور اہل حق مین باہم نکاح جائز ہے اور انمین ایک فرقے کے لوگ دوسرے فرقے کے وارث ہوسکتے ہین ایسا ہی شیعہ کے بارہ مین بھی احکام اُخروی مین اختلاف نہین صرف احکام دنیوی مین اختلاف ہے تو فی الواقع شیعہ اور خوارج مین کچھ فرق نہین۔

سوال۔ یہ نہین کہا جاسکتا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز واجب تھی کیونکہ واجب وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اور سجدۂ سہو محض ترک واجب سے لازم آتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سجدۂ سہو کا حکم نہ رہا ہوگا اور حدیثون سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین مرتبہ سجدہ سہو کا کیا۔

جواب مسلم کی شرح مین مذکور ہے کہ بعض اُمور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بھی واجب تھے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ اجتہاد کا بھی حاصل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مین بھی بعض احکام اجتہادیہ ظنی تھے اسکی یہ صورت

Marfat.com

ہوئی کہ کسی آیت کے بارہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ظن غالب ہوا کہ اس آیت کا یہ معنے ہے اور کسی وجہ سے یہ بھی احتمال آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا کہ اُس معنی کے سوا کوئی دوسرا معنی اُس آیت کا ہو اور اسکی یہ بھی صورت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ظن غالب ہوا کہ فلان فرد اس آیت کے مفہوم مین داخل ہے کیونکہ جو اُمور اس آیت مین مذکور ہین اُنمین سے اکثر اُس فرد مین موجود ہین اور کچھ خفیف فرق کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی احتمال ہوا کہ وہ فرد اُس آیت مین داخل نہین تو ممکن تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی کوئی حکم واجب رہا ہو علاوہ اسکے نفس الامر مین سجدۂ سہو اُسوقت واجب ہوتا ہے جب کوئی فرض یا سنت ترک ہو جاوے تو یہ احتمال ہے کہ جس کو ہم لوگ واجب جانتے ہین وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مین مین سنت یا فرض رہا ہو اور وہ کبھی ترک ہو گیا ہو اور اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سہو کا کیا اور یہ جو ہم لوگون کا قول ہے کہ سجدہ سہو کا اسلیے کیا جاتا ہے کہ ترک واجب کا نقصان دفع ہو جاوے تو یہ ہم لوگ اپنے علم کے اعتبار سے کہتے ہین نہ باعتبار علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل کلام یہ کہ حنفیہ کا یہ قول ہے کہ واجب کے ترک سے نماز مین نقصان ہو جاتا ہے تو اُس واجب کے عوض مین دو سجدے سہو کے کر لیتے ہین کہ نماز مین جو نقصان ہوا ہے وہ دفع ہو جاوے یعنی نماز کامل ہو جاوے حنفیہ کا یہ قول باعتبار علم اُمت کے ہے بلکہ یہ قول خاص باعتبار عقیدہ حنفیہ کے ہے اور شافعیہ کے نزدیک سجدہ سہو کا اُس صورت مین واجب ہوتا ہے کہ کوئی فرض یا سنت ترک ہو جاوے تو جیسا کہ شافعیہ کا علم حنفیہ کے اس قاعدے کے موافق نہین ویسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اس قاعدے مین شامل نہین۔

سوال حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدثؒ نے خلافت کو نص سے ثابت کیا ہے یہ نص ہے اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَیْشٍ یعنی ائمہ قریش مین سے ہون گے تو جب بوقت خلافت سقیفہ بنی ساعدہ مین خلافت کے بارہ مین نزاع ہوئی تو صحابہ کبار نے اس نص سے سب انصار کو تسکین دی اسوقت حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ بن خطاب اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ مین سے جو صاحب خلافت کے قابل ہون انکو اہل اسلام خلیفہ قرار دے دین وہی خلیفہ ہو جاوینگے پس اگر خلافت کے بارہ مین نص ہے تو حضرت صدیقؓ نے ایسا کیون فرمایا یعنے نص کے ہوتے ہوئے کسی کی رائے

Marfat.com

کو دخل نہین تو حضرت صدیقؓ نے خلافت کو اہل اسلام کی رائے پر کیون موقوف رکھا اور حضرت فاروقؓ نے بھی ایسا کیون کیا کہ ہر وقت چھ صاحبون کو خلافت کے قابل تجویز فرمایا اور یہ کہا کہ انمین سے کوئی ایک صاحب خلیفہ کیے جاوین اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے حضرت امیرؓ کی خلافت کے وقت طوعاً وکرہاً کیون بیعت کی اور اگر یہ کہا جاوے کہ خلافت اجماع سے ثابت ہوئی تو یہ ظاہر ہے کہ حضرت امیرؓ کی خلافت مین مخالفین کو جو شبہہ ہے اور اُس شبہہ کا جواب اہل حق نے دیا ہے وہ جواب ضعیف ہو جاتا ہے کیونکہ حضرت ابانؓ مجتہد تھے اور باوجود اسکے آپنے تمام عمر حضرت امیرؓ کی بیعت قبول نہ کی اور اکثر صحابہؓ حضرت امیرؓ سے آزردہ خاطر ہوئے اور حضرت معاویہ کے پاس چلے گئے اور حضرت سعد وقاص وغیرہ صحابہ کبار حضرت امیرؓ کی لڑائی مین شریک نہوئے۔

جواب۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ خلافت نص سے ثابت ہے تو اُس سے آپ کی یہ مراد ہے کہ نفس الامر مین نصوص متواترہ سے یہ خلافت علی الترتیب ثابت ہے یہ مراد نہین کہ خلافت بوقت انعقاد نص سے ثابت ہوئی کیونکہ بوقت انعقاد خلافت جسکو جو دلیل معلوم تھی اُسنے اُسی دلیل کی بنا پر اپنی رائے ظاہر کی اور اُسکو بوجہ ضیق وقت فرصت نہ ملی کہ نصوص کو اُنکے معادن سے تلاش کرے اور حضرت صدیقؓ نے یہ جو فرمایا کہ فلان فلان دو صاحبون مین سے جسکو اہل اسلام خلیفہ مقرر کر دیوین وہی خلیفہ ہو جاوے تو اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ اہل اسلام پر آپ کا انصاف ظاہر ہو جاوے اور آپ اپنی خلافت کے لیے نص کا دعویٰ نہ کرین کیونکہ آپ کو یہ حدیث معلوم تھی یَابَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ یعنے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے سوا دوسرے کی خلافت سے اللہ تعالیٰ اور مسلمانون کو انکار ہوگا اور حضرت ابوبکرؓ کو یقین تھا کہ آپ کو خلافت ہوگی آپنے لیے نص کے دعوی کی ضرورت نہین یہ امر خود بخود ہو جاویگا اور حضرت فاروقؓ نے بوقت شہادت چھ صاحبون کو نامزد کیا اور یہ فرمایا کہ اسلامیون کے مشورہ سے ان صاحبون مین سے کوئی صاحب خلیفہ مقرر کیے جاوین تا خلیفہ کے تقرری کے آپ ذمہ دار نہون ورنہ حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ آپ کا بارہا یہ اشارہ تھا کہ آپ کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفہ ہون اور حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلافت ہو اور بوقت خلافت حضرت امیرؓ جو حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے ناخوشی کا کلمہ کہا تو ایسا اسوجہ سے ہوا کہ قاتلان حضرت عثمانؓ کے زور

Marfat.com

سے بیعت ہوتی تھی مگر نفس الامر مین ان دونون صاحبون کا یہ اعتقاد تھا کہ خلافت کے مستحق حضرت امیر ہین اور یہ جو قرار پایا ہے کہ خلافت اجماع سے ثابت ہوئی تو اس سے یہ مراد ہے کہ اکثر اہل حل وعقد کا اجماع خلافت پر ہوا اگر ایک آدمی کا خلاف ہوا تو اسمین مضائقہ نہین کیونکہ اکثر کے لیے حکم کل کا ہوتا ہی چنانچہ بوقت انعقاد خلافت حضرت ابو بکرؓ اجماع مین سعد بن عبادہ شریک نہوئے اور ابان بن عثمان مجتہد نہ تھے کہ اُن کا خلاف مضر ہو اور دو تین صحابہ مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ جو مجتہد نہ تھے صرف وہی حضرت امیرؓ سے صرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آزردہ خاطر ہوے اور حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے ان صحابہ کی آزردگی بھی صرف بوجہ شکایت اخلاق تھی ایسا نہین کہ حضرت امیرؓ کی لیاقت خلافت سے ان صحابہ کو انکار تھا کیونکہ خاص ان صحابہ سے حضرت امیرؓ کے مناقب مین اکثر روایتین ہین البتہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور محمد بن مسلمہؓ اور اسامہ بن زیدؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور دوسرے اکثر صحابہ پرہیزگار تھے وہ اہل اسلام کی لڑائی مین حضرت امیرؓ کے ساتھ شریک نہوئے یہ عدم شرکت کمال احتیاط کی وجہ سے ہوئی اور حضرت امیرؓ نے بھی اُن صحابہ کو معذور سمجھا اور آپنے اُن کے حق مین یہ فرمایا هٰؤُلَاءِ قَعَدُوْا عَنِ الْبَاطِلِ وَلَمْ يَقُوْمُوْا مَعَ الْحَقِّ یعنے یہ صحابہ امر ناحق مین مدد کرنے سے بیٹھے اور امر حق مین مدد کرنے کے لیے بھی مستعد نہوئے لیکن یہ سب صحابہ حضرت امیرؓ کے مناقب کو مشتہر کرتے رہے اور آپ کے فضائل کو شائع کرنے مین دریغ نہ کیا اور ہر ایک شخص کی معیت ضرور نہین اگر اکثر لوگ کسی خلیفہ کی بیعت قبول کرلیوین اور دوسرے بعض لوگ اِس امر کو تسلیم کرلین تو اُس خلیفہ کی خلافت منعقد ہو جاتی ہے حاصل کلام اب جو نصوص جمع ہین اُنکی بنا پر چارون خلیفہ کی خلافت بلاشبہہ نص سے ثابت ہے اگرچہ بوقت انعقاد نصوص کی بنا پر خلافت ثابت نہوئی کیونکہ فرصت کم تھی حادثہ ہو جانے کا خوف تھا لوگ پریشان خاطر تھے ان وجوہ سے نصوص کی تلاش نہوئی اور ایسے اکثر مسائل ہین کہ وہ صرف قیاس اور اجتہاد سے ثابت ہوے پھر ان مسائل کے موافق نصوص مل گئے اور وہی احکام اُن نصوص سے ثابت ہوئے اُن ہی مسائل مین سے یہ مسئلہ خلافت کا بھی ہے۔

سوال - قوم نواصب مین سے ایک شخص کا یہ مقولہ ہے کہ جب حضرت امیرؓ کی حکومت خراسان اور فارس مین ہوئی تو آپ دنیاے ناچیز کی حکومت پر ایسے مغرور ہوے کہ آپنے خدائی کا دعویٰ

Marfat.com

کیا اور فرعون ملعون وغیرہ بعض دیگر حکام نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا تو ان دونون دعوے مین کیا فرق ہی

جواب یہ امر کہ جناب حضرت امیرؓ نے خدائی کا دعویٰ کیا سراسر جھوٹھا اور بہتان ہے اُس شخص کو چاہیے کہ پہلے یہ ثابت کرے کہ یہ دعویٰ کرنا صحیح نص سے ثابت ہے پھر اُسکے جواب کا خواستگار رہو اور اگر اُس شخص کی یہ مراد ہے کہ اولیا راللہ سے بحالت وجد کلمات صادر ہوتے ہین اُن کلمات کا صدور آپ کی زبان مبارک سے بھی ہوا مثلاً اَنَا مُنْشِئُ الْاَرْوَاحِ اَنَا بَاعِثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ اَنَا یَدُ اللّٰہِ اَنَا وَجْہُ اللّٰہِ اَنَا الْقُرْاٰنُ النَّاطِقُ یعنے مین ارواح کا پیدا کرنے والا ہون مین اُن لوگون کا اٹھانے والا ہون جو قبرون مین ہین مین اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہون مین اللہ تعالےٰ کا منھ ہون مین قرآن ناطق ہون تو اس امر کو اس شخص کے مدعا سے کچھ واسطہ نہین یہ حماقت ہے کہ ان کلمات سے خدائی کا دعویٰ سمجھا جاوے ان کلمات سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظہور جناب الٰہی آپکو بدرجۂ کمال حاصل ہوا اور صوفیہ کے اقوال کا یہی حاصل ہے اور پھر یہ قائل ان اُمور مین کیا کہے گا جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے یہ سمجھا کہ آگ ہے اور وہ آگ یہ کہتی ہے اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ یعنے مین خدا ہون سب جہان کا پروردگار اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ آپکی بیعت قبول کرتے ہین فی الواقع وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بیعت قبول کرتے ہین اللہ تعالےٰ کا ہاتھ اُن لوگون کے ہاتھون پر ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنے جب آپ نے تیر چلایا تو فی الواقع آپنے تیر نہ چلایا بلکہ اللہ تعالےٰ نے تیر چلایا ایسے ہی اور بھی نصوص ہین حاصل کلام فرعون کا یہ مقولہ تھا مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ وَاَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی یعنی فرعون نے یہ کہا مین اپنے سوا تم لوگون کا کوئی دوسرا خدا نہین جانتا اور مین تم لوگونکا بڑا پروردگار ہون اور فرعون اپنے سوا دوسرے کے خدا ہونے کا ہرگز قائل نہ تھا اور صوفیہ کے اقوال مذکورہ کا یہ مفہوم ہی کہ ان کلمات کے قائل کو حضرت جناب رب العزت سے ایسی نسبت حاصل ہوئی کہ بعض وجوہ مین احکام کا مدار اتحاد پر ہوا یا صوفیہ کے اقوال مذکورہ اور فرعون کے کلام مین بہت فرق ہے۔

سوال۔ خلافت کے بارہ مین یہ حدیث صحیح ہے اَلْخِلَافَۃُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً یعنی آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہے گی اور اسی حدیث کی بنا پر
حضرت امام حسنؓ نے خلافت کو ترک فرمایا تو حضرت امام حسینؓ کا کیا دعوے تھا کہ آپ مکہ معظمہ سے
باہر تشریف لے گئے اور کربلا مین شہادت کی فضیلت سے مشرف ہوئے اور حدیث متواتر کے علاوہ
مشکوٰۃ شریف وغیرہ مین موجود ہے کہ اکثر بادشاہ ظالم ہون گے اور بہت ظلم کرین گے صحابہؓ نے عرض
کیا اُسوقت کیا مسلمان بادشاہون سے تعرض نہ کرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانونکو
مناسب نہین کہ ایسے بادشاہ وقت سے تعرض کرین جسکو تسلط کے ذریعہ سے سلطنت ملی ہو ورنہ خود
وہ مسلمان ظالم اور باغی قرار دیے جاوینگے تو حضرت امام حسینؓ نے مخالف
کے ساتھ کیون مقابلہ کیا اور یہ ظاہر ہے کہ تسلط کے ذریعہ سے یزید کی سلطنت
ہوگئی تھی۔

جواب حضرت امام حسینؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت راشدہ کا دعویٰ نہ تھا اور اس غرض سے نہ نکلے تھے
کہ خلافت کا دعویٰ کرین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس برس گذر جانے سے خلافت کا زمانہ
گذر گیا تھا بلکہ حضرت امام حسینؓ کی یہ غرض تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جاوے اور مظلوم
کی مدد کرنا واجب ہے مشکوٰۃ شریف مین جو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ وقت
کی بغاوت اور اُسکے ساتھ مقابلہ کرنے سے منع فرمایا اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو تو یہ حکم اُسوقت مین ہے کہ
بادشاہ ظالم کا کامل تسلط ہوگیا ہو اُسکے تسلط مین کسی کو نزاع نہو کوئی اُسکا مزاحم نہو اور ابھی مدینہ
منورہ اور مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت
عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ صحابہؓ نے یزید کی
کی بیعت قبول نہ کی تھی حاصل کلام حضرت امام حسینؓ اس غرض سے نکلے تھے کہ یزید کا تسلط دفع کرین
یعنی اُس کا تسلط نہونے پاوے یہ غرض نہ تھی کہ اُسکا تسلط رفع کرین یعنی یہ امر نہ تھا کہ یزید کا کامل تسلط
ہوگیا تھا اور آپ کا یہ مقصود تھا کہ اُسکا تسلط اُٹھا دیوین اور مسائل فقہیہ مین دفع و رفع مین فرق
ظاہر مشہور ہے۔

سوال کسی شخص نے یہ نیت کی کہ اگر فلان کام کا انجام میرے حسب خواہ ہو جاوے تو سید احمد کبیر
کی گائے یا شیخ سدو وغیرہ کا بکرا مین دونگا پھر جب مراد اُسکی حاصل ہوئی تو اُسنے خدا کا نام لیکر

Marfat.com

گائے ذبح کی مگر اُس نے دل مین سیّد احمد اور شیخ سدو کے ساتھ گائے کی نسبت کی اور یہ حدیث شریف
مین ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی عمل کا دار و مدار نیّت پر ہے اور یہ بھی حدیث شریف مین ہے
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ یعنے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی
طرف نہین نظر کرتا بلکہ تمہارے دلون اور نیّتون کو دیکھتا ہے وَنِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ
یعنی مؤمن کی نیّت اُسکے عمل سے بہتر ہے اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیّت کو ضرور دخل ہے تو صورت
مذکورہ مین ایسی گائے وغیرہ کا گوشت کھانا درست ہے یا نہین۔

جواب — یہ امر کہ ذبیحہ حلال ہے یا حرام اسکا دار و مدار ذبح کرنے والے کی نیت پر ہے اگر اُسکی یہ
نیّت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین نزدیکی حاصل ہو یا یہ غرض ہو کہ اُس کا گوشت خود کھاوے
یا یہ منظور ہو کہ وہ گوشت فروخت کیا جاوے اور اُس سے نفع حاصل ہو یا
اُس ذبح سے کوئی اور امر جائز مقصود ہو تو ان سب صورتون مین وہ ذبیحہ حلال ہے اور ذبح سے اگر
کوئی دوسری غرض فاسد ہے تو وہ ذبیحہ حرام ہے تفسیر نیشاپوری مین کلام پاک اللہ جل شانہ وَمَا اُهِلَّ
بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کی تفسیر مین یہ لکھا ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ لَوْ اَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِیْحَةً وَقَصَدَ بِذَبْحِهَا التَّقَرُّبَ
اِلٰی غَیْرِ اللّٰهِ صَارَ مُرْتَدًّا وَذَبِیْحَتُهٗ ذَبِیْحَةُ مُرْتَدٍّ انتہیٰ یعنے علما کا یہ قول ہے کہ اگر کسی مسلمان نے
کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور اس ذبح سے اُسکا یہ مقصود ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے کی نزدیکی
حاصل ہو تو وہ شخص مرتد ہو گیا اور اُسکا ذبیحہ مرتد کے ذبیحہ کے مانند ہو گیا۔ وَفِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ ذَبَحَ
لِعُظُوْمِ الْاَمِیْرِ وَنَحْوِهٖ کَوَاحِدٍ مِّنَ الْعُظَمَاءِ یَحْرُمُ لِاَنَّهٗ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَلَوْ ذَکَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰی
وَلَوْ ذَبَحَ لِلضَّیْفِ لَا یَحْرُمُ لِاَنَّهٗ سُنَّةُ الْخَلِیْلِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاِکْرَامُ الضَّیْفِ اِکْرَامُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْفَارِقُ
اَنَّهٗ اِنْ قَدَّمَهَا لِیَاْکُلَ مِنْهَا کَانَ الذَّبْحُ لِلّٰهِ وَالْمَنْفَعَةُ لِلضَّیْفِ اَوْ لِلْوَلِیْمَةِ اَوْ لِلذَّبْحِ وَاِنْ لَّمْ یُقَدِّمْهَا لِیَاْکُلَ بَلْ یَدْفَعُهَا لِلْغَائِبِ کَانَ لِتَعْظِیْمِ غَیْرِ اللّٰهِ فَیَحْرُمُ وَهَلْ یَکْفُرُ قَوْلَانِ بَزَّازِیَّةٌ وَشَرْحُ وَهْبَانِیَّةٌ
وَفِی صَیْدِ الْمُنْیَةِ اَنَّهٗ یُکْرَهُ وَلَا یُکَفَّرُ لِاَنَّا لَا نُسِیْءُ الظَّنَّ بِالْمُسْلِمِ اَنَّهٗ یَتَقَرَّبُ اِلَی الْاٰدَمِیِّ بِهٰذَا
الْقَدْرِ وَنَحْوِهٖ فِیْ شَرْحِ الْوَهْبَانِیَّةِ عَنِ الذَّخِیْرَةِ وَنَظْمِهٖ فَقَالَ ؎ وَفَاعِلُهٗ جُمْهُوْرُهُمْ قَالَ کَافِرٌ
فَضَلَّ وَاسْمَعِیْلُ لَیْسَ یُکَفِّرُهٗ هٰکَذَا فِیْ مَطَالِبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْاَشْبَاهِ وَالنَّظَائِرِ
یعنے درمختار مین لکھا ہے کہ کوئی جانور ذبح کیا گیا امیر وغیرہ کسی سردار کے آنے کی خوشی مین تو وہ

Marfat.com

ذبیحہ حرام ہے کیونکہ اُسپر غیر اللہ کا نام پکارا گیا اگرچہ وہ جانور اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو
اگر مہمان کے واسطے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ حرام نہین اسواسطے کہ یہ سنت حضرت خلیل اللہ علیہ السلام
ہے اور مہمان کی تعظیم کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہے اور فرق ذبیحہ کے حلال اور حرام ہونے مین یہ
کہ اگر اُس ذبح سے گوشت کا کھانا مقصود ہو تو ذبح اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے واسطے ہوگا اور یہ مقصود
ہوگا کہ مہمان کو اُس سے فائدہ ہو یا وہ گوشت طعام ولیمہ مین صرف ہوگا یا وہ گوشت فروخت کیا جاویگا
اُس سے نفع حاصل ہو اور اگر وہ گوشت کھانے کے واسطے مہمان کو نہ دیا بلکہ کسی غیر کو دیدیا تو وہ ذبح
غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ہوا تو وہ ذبیحہ حرام ہوگیا اور ایسا ذبح کرنیوالا کیا کافر ہوجاویگا اسمیں
دو قول ہین یہ بزازیہ اور شرح وہبانیہ مین ہے مین یہ کہتا ہون کہ نیہ مین شکار کے بیانمین ہے
اس طور سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور ذابح کافر نہوگا اسواسطے کہ ہم لوگ مسلمان کے بارہ مین بدگمانی
نہین کرسکتے کہ مسلمان اس نیت سے ذبح کریگا کہ آدمی سے نزدیکی حاصل کرے اور ایسا ہی شرح
وہبانیہ مین ذخیرہ سے منقول ہے اور اس مسئلہ کو نظم مین بیان کیا ہے اُسکا یہ مضمون ہے ایسا ذبح
کرنے والا جمہور کے نزدیک کافر ہے اور فضل اور اسمٰعیل کے نزدیک کافر نہین ایسا ہی مطالب المؤمنین
اور اشباہ والنظائر مین ہے وَفِی الْحَدِیْثِ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَیْضًا
مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِیْ غَرَائِبِ اَبِیْ عُبَیْدٍ وَبُسْتَانِ الْفَقِیْہِ
وَکَنْزِ الْعِبَادِ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ ذَبْحُ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ عِنْدَ الْقُبُوْرِ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا عَقْرَ فِی الْاِسْلَامِ
یَعْنِیْ عِنْدَ الْقُبُوْرِ ھٰکَذَا فِیْ سُنَنِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَھٰکَذَا لَا یَجُوْزُ عَلَی الْبِنَاءِ الْجَدِیْدِ وَعِنْدَ سِرَاءِ
الدَّارِ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ذَبَائِحِ الْجِنِّ بِنَاءً عَلٰی اَنَّھُمْ یَکْرَھُوْنَ فَاَبْطَلَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَھٰی عَنْہُ وَھٰکَذَا فِیْ کُتُبِ الشَّافِعِیَّۃِ کَمَا قَالَ النَّوَوِیُّ فِیْ شَرْحِ
صَحِیْحِ مُسْلِمٍ فِیْ تَفْسِیْرِ مَا اَخْرَجَہٗ عَنْ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَیْہِ
وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَالْمُرَادُ بِہٖ اَنْ یَّذْبَحَ بِاسْمِ غَیْرِ اللّٰہِ کَمَنْ
ذَبَحَ لِلصَّنَمِ اَوْ لِلصَّلِیْبِ اَوْ لِمُوْسٰی وَعِیْسٰی عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَوِ الْکَعْبَۃِ
وَنَحْوِ ذٰلِکَ فَکُلُّ ھٰذَا حَرَامٌ وَّلَا تَحِلُّ ھٰذِہِ الذَّبِیْحَۃُ سَوَاءٌ کَانَ
الذَّابِحُ مُسْلِمًا اَوْ نَصْرَانِیًّا اَوْ یَھُوْدِیًّا کَمَا نَصَّ عَلَیْہِ الشَّافِعِیُّ

Marfat.com

اتفق علیہ اصحابنا فان قصد مع ذلک تعظیم المذبوح بغیر
للہ والعبادۃ لہ کان ذلک کفرا فان کان الذابح مسلما
بل ذلک صار بالذبح مرتدا وذکر الشیخ ابراھیم المروزی عن
صحابنا ان ما یذبح عند استقبال السلطان تقربا الیہ انہ افتی اھل بخارا
تحریمہ لانہ مما اھل بہ لغیر اللہ وقال الرافعی ھذا انما یکون اذا قصد
ھو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولود ومثل ھذا لا یجری فیہ التحریم واللہ اعلم
یعنی حدیث شریف مین ہے کہ لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اُسپر جس نے غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا
اس حدیث کو احمد نے روایت کیا اور یہ بھی حدیث مین ہے کہ وہ ملعون ہے جسنے غیر اللہ کی تعظیم
کے لیے ذبح کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا اور غرائب ابو عبید اور بستان الفقیہ اور
تنزیہ العباد مین ہے کہ جائز نہین ہے ذبح کرنا گائے اور بکری کو قبرون کے نزدیک اسواسطے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقر یعنے قبرون کے نزدیک ذبح کرنا اسلام مین نہین ایسا ہی
سنن ابو داؤد مین ہے اور ایسا ہی نہین جائز ہے ذبح نئی عمارت بنانیکے وقت اور مکان خریدنے
کے وقت اسواسطے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جن کے ذبیحہ سے اس بنا پر کہ اُس ذبح
سے جن کی تعظیم مقصود ہوتی ہے تو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے ذبیحہ کو باطل فرمایا اور اُس سے
منع فرمایا اور ایسا ہی شافعیہ کی کتابون مین ہے چنانچہ نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے تفسیر مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کہ لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اُسپر جسنے اپنے باپ پر لعنت
کی اور لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اُسپر جس نے غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا تو اس سے یہ مراد ہے کہ
ذبح کرے غیر اللہ کے نام سے مثلاً ذبح کرے بغرض تعظیم بت یا صلیب یا حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ
علیہما السلام کے یا کعبہ وغیرہ کی تعظیم کے لیے تو یہ سب حرام ہے اور ایسا ذبیحہ حلال نہین خواہ ذبح
کرنیوالا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی ایسا ہی امام شافعی نے تصریح کی ہے اور اسی پر ہمارے اصحاب
کا اتفاق ہے تو اگر باوجود اُسکے ذابح کا یہ ارادہ ہو کہ اُس ذبح سے غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت
ہو تو یہ کفر ہے پس اگر ذابح مسلمان ہوگا تو اس ذبح سے مرتد ہو جاویگا اور شیخ ابراہیم مروزی نے
ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ جو ذبح کیا جاتا ہے بادشاہ کی پیشوائی کے وقت اُس سے نزدیکی

Marfat.com

حاصل ہونے کے لیئے ایسے ذبیحہ کے بارہ مین اہل بخارا نے حرمت کا فتوی دیا ہے اسواسطے کہ وہ اُن
ذبیحہ مین سے ہے جن پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا اور کہا رافعی نے کہ یہ ذبح بادشاہ کے آنے کی خوشی مین
ہوتا ہے تو یہ ذبح مانند ذبح عقیقہ کے ہے جو لڑکے کی پیدائش کے سبب سے ہوتا ہے اور ایسی
صورتون مین حرمت کا حکم نہین واللہ اعلم بالصواب فَاِنْ قِیْلَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَمَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا
مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَقَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ وَکَذَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی سورہ ۶ آیت ۱۱۹
وَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ عَامٌّ یَّتَنَاوَلُ مَا قُصِدَ بِہِ
التَّقَرُّبُ اِلَی اللّٰہِ وَغَیْرَہٗ فَیَکُوْنُ الْکُلُّ حَلَالًا قُلْنَا ھٰذِہِ الْاٰیَاتُ عَامَّۃٌ مُّخَصَّصَۃٌ
بِالنَّصِّ الْاٰخِرِ وَھُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی فِیْ سُوْرَۃِ الْمَائِدَۃِ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ
الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَالْمُنْخَنِقَۃُ وَالْمَوْقُوْذَۃُ وَالْمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیْحَۃُ وَمَا
اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا مُّسْلِمًا خَنَقَ شَاۃً ثُمَّ
ذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا لَا تَحِلُّ مَعَ اَنَّہٗ ذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا وَکَذَا لَوْ ذَبَحَ شَاۃً عَلٰی نَصْبٍ
مِّنَ الْاَنْصَابِ اَوْ عَلٰی قَبْرٍ مِّنَ الْقُبُوْرِ وَقَصَدَ بِہِ التَّقَرُّبَ اِلٰی صَاحِبِ الْقَبْرِ اَوْ صَاحِبِ
النَّصْبِ وَذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا لَا تَحِلُّ بِھٰذَا النَّصِّ الصَّرِیْحِ وَمَدَارُ کُلِّ ذٰلِکَ عَلٰی قَصْدِ
التَّقَرُّبِ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ اَوْ تَغْیِیْرِ الطَّرِیْقِ الْمَشْھُوْرِ فِی الذَّبْحِ مِنْ اِسْتِعْمَالِ الْاٰلَۃِ الْمُحَدَّدَۃِ
وَنَحْوِ ذٰلِکَ فَعَلِمْنَا اَنَّھَا اِلٰی قَوْلِہٖ وَقَدْ فَصَّلَ لَکُمْ حَوَالَۃٌ عَلٰی مَا ذُکِرَ فِی الْاٰیَاتِ الْاُخَرِ
کَالْمَائِدَۃِ وَغَیْرِھَا وَکَانَ سَبَبُ نُزُوْلِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ شُبْھَۃُ الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ
لِلْمُسْلِمِیْنَ بِطَرِیْقِ الْاِلْزَامِ اَنْتُمْ لَا تَاْکُلُوْنَ الْمَیْتَۃَ وَقَدْ قَتَلَھَا اللّٰہُ وَتَاْکُلُوْنَ مَا تَقْتُلُوْنَ
بِاَیْدِیْکُمْ فَقَدْ رَجَّحْتُمْ مَقْتُوْلَکُمْ عَلٰی مَقْتُوْلِ اللّٰہِ فَاَجَابَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ ذٰلِکَ بِاَنَّ
الْمَیْتَۃَ لَمْ یُذْکَرْ مَعَھَا اسْمُ اللّٰہِ فَلِذٰلِکَ حُرِّمَتْ وَکَذَا الْمَوْقُوْذَۃُ وَالْمُنْخَنِقَۃُ وَالْمُتَرَدِّیَۃُ
لَمْ تُقْتَلْ عَلَی الْوَجْہِ الْمَاْذُوْنِ فِیْہِ مِنَ اللّٰہِ فَحُرِّمَتْ وَمَا قَتَلْنَاہُ بِاَیْدِیْنَا
اِنَّمَا صَارَ حَلَالًا لِاَنَّ قَتْلَھَا وَقَعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَبِالْوَجْہِ
الْمَشْرُوْعِ بِحَیْثُ خَرَجَ مِنْہُ الدَّمُ الْمَسْفُوْحُ وَمَعَ ذِکْرِ
اسْمِ اللّٰہِ فَتَحْلِیْلُ ھٰذَا وَتَحْرِیْمُ ذٰلِکَ عَیْنُ التَّعْظِیْمِ لِاَمْرِ

Marfat.com

لِغَیْرِ اللّٰہِ وَاَمَّا حَدِیْثُ الْقَتْلِ فَمُغَالَطَۃٌ وَّھُمِیَّۃٌ لِاَنَّ الْکُلَّ مَقْتُوْلُ اللّٰہِ سَوَآءٌ کَانَ بِاَیْدِیْنَا اَوْبِاَیْدِیْ غَیْرِنَا اَوْمَاتَتْ حَتْفَ اَنْفِھَا اِذْ لَامَوْتَ عِنْدَنَا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَلِذٰلِکَ اَجْمَعَ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ عَلٰی اَنَّ الْمَقْتُوْلَ مَیِّتٌ لِاَجَلِہٖ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ یعنی اگر یہ شبہہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اور کیا سبب ہے کہ تم لوگ نہین کھاتے اُسکو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تفصیل فرمادی تمکو گون کے لیے حرام چیزون کی مگر بحالت اضطرار وہ حرام بھی کھانا بقدر جان بچانے کے جائز ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور کھاؤ تم اُسکو جسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے اگر تمکو اُسکی آیتون پر ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کا یہ کلام عام ہی ذبح سے اللہ تعالےٰ کا تقرب مقصود ہو یا غیر اللہ کا سب کو یہ کلام پاک شامل ہے تو سب حلال ہوا اس شبہہ کے جواب مین ہم یہ کہتے ہین کہ یہ آیتین عام ہین ان کی بعض صورتین خاص کر لیگئی ہین انکے بارے مین دوسری نص مین دوسرا حکم ہے وہ نص سورۂ مائدہ مین ہے اُسکا یہ حاصل ہے کہ حرام کیا گیا تم لوگون پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جسپر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے اور گلا گھونٹا ہوا اور جو عصا سے مار ڈالا جاوے اور جو اوپر سے گر کر مر جاوے اور وہ جانور جسکو دوسرے جانور نے سینگ سے مار ڈالا ہو اور وہ جسکو کھایا ہو درندہ نے مگر انمین سے وہ جانور حلال ہے جسکو تم لوگ زندہ پاؤ اور اُسکو ذبح کرو اور وہ جانور بھی حرام ہے جو بتون پر ذبح کیا جاوے تو اگر کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کسی بکری کا گلا گھونٹا تو وہ بکری حلال نہین باوجودیکہ اُسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا اور اس صریح نص سے ثابت ہے کہ وہ بکری بھی حلال نہین جسکو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کے کسی بت پر ذبح کیا اس غرض سے کہ اُس بت سے تقرب حاصل ہو یا اُسکو کسی قبر کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کیا اس غرض سے کہ صاحب قبر سے تقرب حاصل ہو ان سب صورتون مین حرمت کا مدار اسپر ہے کہ ان مین بعض صورتون مین یہ غرض ہے کہ غیر اللہ سے تقرب حاصل ہو اور بعض صورتون مین یہ خلل ہے کہ وہ جانور ذبح کے مشہور طریقہ کے موافق نہین ذبح کیا گیا مثلاً تیز آلہ سے ذبح کرنا اور ایسا ہی بعض اُمور کہ ذبح کرنے مین اُسپر لحاظ ہونا چاہیئے اُسکا لحاظ نہوا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ قرآن شریف مین جو ارشاد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام چیزون کی تفصیل فرمادی ہے تو اس سے

Marfat.com

مراد وہ چیز ہے کہ اُسکی تفصیل دوسری آیتونمین مثلاً سورۂ مائدہ وغیرہ مین ہے اور آیۂ مذکورہ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ کا شان نزول یہ ہے کہ مسلمانون کو مشرکین الزام دیتے تھے کہ تملوگ مردار نہین کھاتے ہو حالانکہ اُسکی موت محض حکم سے اللہ تعالیٰ کے ہوتی ہے اور اپنا ذبیحہ کھاتے ہو کہ اُسکو تملوگ قتل کرتے ہو تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے مقتول سے اپنا مقتول اچھا جانتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا جواب فرمایا کہ مردار پر اللہ تعالیٰ کا نام نہین لیا جاتا ہے اسواسطے وہ حرام ہے اور ایسا ہی وہ جانور بھی حرام ہے جو عصا سے مار ڈالا جاوے یا اُسکا گلا گھونٹا جاوے یا وہ اوپر سے گر کر مر جاوے تو یہ سب جانور اسواسطے حرام ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ذبح کا جو طریقہ مقرر فرمایا ہے اُس طور سے نہ ذبح کیے گئے اور ہمارا ذبیحہ اسواسطے حلال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق شرعی طور پر ذبح کیا جاتا ہی یعنی اُس جانور سے خون نکالا جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا نام لیکر ذبح کیا جاتا ہے اور مردار شرعی طور پر اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح نہین کیا جاتا ہے اسواسطے وہ حرام ہے اس مین اللہ تعالیٰ کے نام اور حکم کی عین تعظیم ہے اور مشرکین کا شبہہ محض مغالطہ وہمیہ ہے کہ اہل اسلام جس جانور کو ذبح کرتے ہین وہ مسلمانون کا مقتول ہوتا ہی یہ شبہہ سراسر غلط ہے اسواسطے کہ ہر حال مین موت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے خواہ اہل اسلام ذبح کرین یا غیر اہل اسلام ذبح کرین یا بغیر ذبح کے خود مرجاوے اسواسطے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ سب کی موت صرف حکم سے اللہ تعالیٰ کے ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا یعنی اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے جان کو جب اُسکی موت کا وقت آتا ہے اور اسی وجہ سے اہل سنت وجماعت کا اسپر اجماع ہے کہ مقتول اپنی موت سے مرتا ہے واللہ اعلم وَاَمَّا مَا وَقَعَ فِي الْبَيْضَاوِيِّ وَغَيْرِهٖ مِنَ التَّفَاسِيْرِ اَنَّهُمْ قَالُوْا وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَيْ مَا رُفِعَ الصَّوْتُ بِهٖ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ فَمَبْنِيٌّ عَلٰى مَا جَرٰى عَادَةُ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ وَلِذَا لَمْ يُفَرِّقُوْا فِي التَّفَاسِيْرِ الْقَدِيْمَةِ بَيْنَ مَا ذُكِرَ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَبَيْنَ مَا قُصِدَ بِذَبْحِهِ التَّقَرُّبُ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ لِاَنَّ مُشْرِكِيْنَ لِذٰلِكَ الزَّمَانِ كَانُوْا مُخْلِصِيْنَ فِي الْكُفْرِ وَكَانُوْا اِذَا قَصَدُوا التَّقَرُّبَ بِبَهِيْمَةٍ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ ذَكَرُوْا عَلَيْهَا عِنْدَ الذَّبْحِ اسْمَ ذٰلِكَ الْغَيْرِ بِخِلَافِ مُشْرِكِي الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّهُمْ يَخْلِطُوْنَ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْاِسْلَامِ

Marfat.com

فیقصدون التقرب بالذبح الی غیر اللہ ویذکرون اسم اللہ علیہا وقت الذبح فالاول کفر صریح
والثانی کفر صورتہ صورۃ الاسلام وکانوا یعتقدون ان لا طریق للذبح الا ھذا سواء
کان للہ او لغیر اللہ وقد یجری ھذہ العادۃ فی زماننا ایضا فانھم یشتھرون فلا یذبح
بقرۃ الا جل السید احمد کبیر مثلا سواء ذکروا اسم اللہ علیہا عند اکثر المسلمین او لا
یعنی بیضاوی وغیرہ کتب تفاسیر مین مذکور ہی کہ مفسرین نے وما اھل بہ لغیر اللہ کی تفسیر مین
لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جانور حرام ہے جسپر آواز بلند کرین جب اُس جانور کو بت کیواسطے
ذبح کرین تو مفسرین کا یہ قول صرف اُس بنا پر ہے جو مشرکین کی عادت سابق زمانہ مین تھی اور
اسیوجہ سے تفاسیر قدیمہ مین کچھ فرق نکیا ہے اُس جانور مین جو غیر اللہ کے نام سے پکارا جاوے
اور اُس جانور مین جو غیر اللہ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جاوے اسواسطے کہ اُس زمانہ مین مشرکین کا
خالص کفر تھا جب انکا ارادہ ہوتا تھا کہ کوئی جانور ذبح کرین کہ اُسکے ذبح سے غیر اللہ کا تقرب حاصل
ہووے تو مشرکین وہ جانور غیر اللہ کا نام لیکر ذبح کرتے تھے اور یہ صریح کفر ہے پھر ایسے لوگ ہوے
کہ اپنے کو مسلمان جانتے تھے اور فی الواقع شرک کرتے تھے وہ لوگ کفر اور اسلام مین خلط کرتے تھے
کبھی ایسا کرتے تھے کہ جانور ذبح کرتے تھے کہ اُس ذبح کے وسیلے سے غیر اللہ کا تقرب حاصل
ہووے اور ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے بظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ اسلام کے طریقہ پر ذبح ہوا حالانکہ فی الواقع یہ بھی کفر ہے اُنلوگون کا خیال تھا کہ ذبح کا یہی
طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کیا جاوے خواہ یہ منظور ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیئے
ذبح کیا جاوے یا یہ غرض ہو کہ غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کرین بعض لوگون مین یہ عادت
اس زمانہ مین بھی جاری ہے ایسے لوگ مثلاً مشہور کرتے ہین کہ فلان شخص سید احمد کبیر کے واسطے
گائے ذبح کرتا ہے اور اسمین اسکا کچھ لحاظ نہین ہوتا ہے کہ جب وہ گائے ذبح کیجاوے تو بوقت
ذبح اللہ تعالےٰ کا نام لیکر ذبح کیا جاوے یا اُسوقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جاوے واما ما وقع
فی الھدایۃ وغیرھا ان یذکر مع اسم اللہ تعالیٰ شیئا آخر وھو ان یقول عند الذبح اللھم تقبل
من فلان وھذہ ثلث مسائل احدھا ان یذکر موصولا لا مغطوفا فیکرہ ولا یحرم الذبیحۃ
وھو المراد بما قال ونظیرہ ان یقال بسم اللہ محمد رسول اللہ لان الشرکۃ کلمۃ توحید

Marfat.com

فَلَمْ يَكُنِ الذَّبْحُ وَاقِعًا لَّهُ اِلَّا اَنَّهُ يُكْرَهُ لِوُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ صُوْرَةً فَيُتَصَوَّرُ بِصُوْرَةِ الْمُحَرَّمِ وَالثَّانِيَةُ اَنْ يُّذْكَرَ مَوْصُوْلًا عَلٰى وَجْهِ الْعَطْفِ وَالشَّرِكَةِ بِاَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاسْمِ فُلَانٍ اَوْ يَقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ وَفُلَانٍ اَوْ بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ بِكَسْرِ الدَّالِ فَيَحْرُمُ الذَّبِيْحَةُ لِاَنَّهُ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَالثَّالِثَةُ اَنْ يَّقُوْلَ مَفْصُوْلًا عَنْهُ صُوْرَةً وَّ مَعْنًى بِاَنْ يَّقُوْلَ قَبْلَ التَّسْمِيَةِ وَقَبْلَ اَنْ يَّضْجَعَ الذَّبِيْحَةَ اَوْ بَعْدَ الذَّبْحِ وَهٰذَا لَا بَاْسَ بِهٖ لِمَا رُوِيَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْدَ الذَّبْحِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ هٰذِهٖ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ مِّمَّنْ شَهِدَ لَكَ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَلِيْ بِالْبَلَاغِ وَالشَّرْطُ هُوَ الذِّكْرُ الْخَالِصُ الْمُجَرَّدُ عَلٰى مَا قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض جَرِّدُوا التَّسْمِيَةَ اِنْتَهٰى مَا فِي الْهِدَايَةِ صَرِيْحٌ فِيْمَا ذَكَرْنَا مِنْ اَنَّ قَصْدَ التَّقَرُّبِ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ مُحَرِّمٌ لِلذَّبِيْحَةِ سَوَاءٌ كَانَ بِطَرِيْقِ الْاِسْتِقْلَالِ اَوْ بِطَرِيْقِ الشَّرِكَةِ نَعَمْ لَوْ ذَكَرَ اسْمَ غَيْرِ اللّٰهِ مُجَرَّدًا عَنْ قَصْدِ التَّقَرُّبِ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ فَفِيْهِ تَفْصِيْلٌ فَاِنْ ذَكَرَ مَوْصُوْلًا لَّا مَعْطُوْفًا فَاِنَّهُ يُكْرَهُ مَثَلًا اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ لَا يَحْرُمُ الذَّبِيْحَةُ لِعَدَمِ قَصْدِ التَّقَرُّبِ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا كُرِهَ لِاَجْلِ الْمُشَابَهَةِ فِيْ ذٰلِكَ بِذِكْرِ اسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ لِقَصْدِ التَّقَرُّبِ وَلَوْ ذَكَرَهُ مَعْطُوْفًا فَيَحْرُمُ اَيْضًا وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَعْنَى التَّقَرُّبِ لٰكِنَّهُ صَرِيْحٌ فِي الشَّرِكَةِ وَالصَّرِيْحُ لَا يُحْتَاجُ اِلَى النِّيَّةِ وَاِذَا ذَكَرَ مَفْصُوْلًا لَّا بِطَرِيْقِ الْعَطْفِ وَلَا بِطَرِيْقِ الْوَصْلِ لَا يُكْرَهُ وَلَا يَحْرُمُ لِانْتِفَاءِ الْمُشَابَهَةِ صُوْرَةً وَّمَعْنًى مَثَلًا اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ وَتَوَقَّفَ ثُمَّ قَالَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ قَصْدِ التَّقَرُّبِ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ وَاِذَا عَرَفْتَ مَعْنٰى هٰذَا الْكَلَامِ عَرَفْتَ اَنَّ صَاحِبَ الْهِدَايَةِ وَضَعَ الْمَسْئَلَةَ فِيْمَا اِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَذْكُوْرُ مَقْرُوْنًا بِقَصْدِ التَّقَرُّبِ اِلَى الْغَيْرِ ذِكْرًا مُّجَرَّدًا فَهُوَ بِمَعْزِلٍ مِّنْ مَّسْئَلَتِنَا الْمَوْضُوْعَةِ فِيْمَا قَصَدَ التَّقَرُّبَ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهَا حَرَامٌ مُّطْلَقًا وَعَرَفْتَ اَيْضًا اَنَّ مَا وَقَعَ فِي التَّفْسِيْرِ الْاَحْمَدِيِّ مِنْ تَفْرِيْعِ قَوْلِهٖ عَلٰى مَا وَقَعَ فِي الْهِدَايَةِ وَنَقْلَهٗ فِيْ ذٰلِكَ التَّفْسِيْرِ كَمَا ذَكَرْنَا وَهُوَ قَوْلُهٗ وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ كَانُوْا

يُبْنَ سُرُوْنَهَا لَهُمْ اِنْتَهٰى مَبْنِيٌّ عَلَى الْغَفْلَةِ عَنْ قَوْلِ صَاحِبِ الْهِدَايَةِ وَهُوَ قَوْلُهٗ وَ
الثَّالِثَةُ اَنْ يَّقُوْلَ مَفْعُوْلًا عَنْهُ صُوْرَةً وَّمَعْنًى فَاِنَّ الْاِنْفِصَالَ الْمَسْوِيَّ كَيْفَ
يَتَصَوَّرُ اِذَا كَانَ النَّذْرُ لِلْاَوْلِيَاءِ فَاِنَّهٗ عَيْنُ التَّقَرُّبِ اِلَيْهِمْ فَيَنْتَهِيْ دَائِمًا اِلٰى وَقْتِ
الذَّبْحِ فَلَا اِنْفِصَالَ مَعْنًى اَصْلًا لِمَا تَقَرَّرَ فِيْ قَوَاعِدِ الْفِقْهِ مِنِ اسْتِدَامَةِ النِّيَّةِ
اِلٰى اٰخِرِ الْعَمَلِ وَاَيْضًا مَبْنِيٌّ عَلٰى عَدَمِ الْفَرْقِ بَيْنَ الذِّكْرِ الْمُجَرَّدِ الَّذِيْ وَضَعَ
صَاحِبُ الْهِدَايَةِ الْمَسْئَلَةَ فِيْهِ وَبَيْنَ مَا قُصِدَ بِهِ التَّقَرُّبُ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ الَّذِيْ
وَضَعْنَا الْمَسْئَلَةَ فِيْهِ وَاَيْنَ هٰذَا مِنْ ذَاكَ یعنے ہدایہ وغیرہ مین مذکور ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ
کوئی دوسری چیز ذکر کیجاوے اور اُسکی صورت یہ ہے کہ ذبح کے وقت کہے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ
یعنی اے میرے پروردگار اس ذبیحہ کو فلان شخص کی طرف سے قبول فرما تو اس مسئلہ کی تین صورتین
ہین پہلی صورت یہ ہے کہ دوسری چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد متصل ذکر کرے اللہ تعالیٰ کے
نام پر اُسکا عطف نکرے تو یہ مکروہ ہے اور ایسا ذبیحہ حرام نہین مثلاً ذبح کے وقت کہے بِسْمِ اللّٰهِ
مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِس صورت مین ذبیحہ حرام نہین اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ غیر اللہ
کی شرکت نہین تو ایسا ذبح غیر اللہ کے واسطے نہوا البتہ مکروہ ہے اسواسطے کہ بظاہر غیر اللہ کا نام
اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملایا گیا تو بظاہر صورت حرام کی ہوئی دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ کے نام کے ساتھ متصل غیر اللہ کا نام لیا جاوے اور غیر اللہ کا نام بطریق عطف اور شرکت
کے مذکور ہووے مثلاً کہا جاوے بِسْمِ اللّٰهِ وَاسْمِ فُلَانٍ یا بِسْمِ اللّٰهِ وَفُلَانٍ یا بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
ساتھ کسرۂ دال کے کہے اس صورت مین ذبیحہ حرام ہو جاویگا اسواسطے کہ اُس ذبیحہ پر غیر اللہ
کا نام لیا گیا تیسری صورت یہ ہے کہ غیر اللہ کا نام اس طور سے ذکر کرے کہ غیر اللہ کا نام اللہ تعالیٰ
کے نام سے ظاہر اور باطن مین جدا ہو اسطور پر کہ پہلے غیر اللہ کا نام ذکر کرے پھر اُسکے بعد جانور
کو لٹاوے اور بسم اللہ کہے یا ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیوے اس مین مضائقہ نہین اسواسطے
کہ روایت ہے کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ذبح کے بعد فرمایا اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ هٰذَا مِنْ اُمَّةِ
مُحَمَّدٍ مِّمَّنْ شَهِدَ لَكَ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَلِيْ بِالْبَلَاغِ یعنی اے میرے پروردگار تو قبول فرما اس ذبیحہ کو
اُمت محمدیہ کی طرف سے کہ اُن لوگون نے تیری وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دی اور ذبیحہ

Marfat.com

کے حلال ہونے کے لیئے شرط ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کیا جاوے چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ ذبح کرنیکے وقت صرف اللہ تعالیٰ کا نام لینا چاہیے یہ مضمون ہدایہ کی عبارت مذکورۂ بالا کا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب ذبح سے مقصود ہووے کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل ہووے تو ذبیحہ حرام ہوگا خواہ غیر اللہ کا نام مستقل طور پر کہا جاوے یا غیر اللہ کا نام بطور شرکت کے مذکور ہو دونون صورتون مین ذبیحہ حرام ہے البتہ جب نیت نہ ہو کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل ہووے اگر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جاوے تو اس صورت مین تفصیل کی ضرورت ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ غیر اللہ کا نام متصل ذکر کیا جاوے مگر غیر اللہ کا نام بطریق عطف کے مذکور نہو تو یہ مکروہ ہے مثلاً ذبح کیوقت کہے بِسْمِ اللّٰہِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وَاللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ تو ذبیحہ حرام نہوگا اسواسطے کہ اسصورت مین غیر اللہ سے تقرب حاصل ہونا مقصود نہین مگر یہ مکروہ ہے صرف اسواسطے کہ اس صورت مین مشابہت اُس حرام طریقۂ ذبح کے ساتھ ہوئی جسمین ذبیحہ حرام ہوجاتا ہے اور وہ حرام طریقہ ذبح کا یہ ہے کہ ذبح سے منظور ہو کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل ہووے اور اسی غرض سے غیر اللہ کا نام ذکر کیا جاوے اور اگر غیر اللہ کا نام اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ بطریق عطف کے مذکور ہو تو ذبیحہ حرام ہوگا اگرچہ اس صورت مین ذبح سے منظور نہین کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل ہووے مگر ظاہر ہے کہ اس صورت مین لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ غیر اللہ کا نام بطریق شرکت کے ذکر کیا گیا اور ظاہر اُمور مین حکم ظاہر کے موافق ہوتا ہے ایسی حالت مین نیت کا اعتبار نہین اور جب اللہ تعالیٰ کے نام سے جدا کرکے غیر اللہ کا نام لیا جاوے یعنی غیر اللہ کا نام نہ بطور عطف کے مذکور ہووے اور نہ اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ متصل مذکور ہووے تو یہ نہ مکروہ ہے نہ حرام ہے اسواسطے کہ اس صورت مین حرام طریقۂ ذبح کے ساتھ مشابہت نہین پائی جاتی مشابہت ظاہر مین ہے نہ باعتبار معنے کے ہے مثلاً ذبح کرنے والا بسم اللہ کہے پھر ٹھہر جاوے پھر کچھ دیر کے بعد محمد رسول اللہ کہے اور یہ منظور نہو کہ اس ذبح سے غیر اللہ کے تقرب حاصل ہووے تو یہ نہ مکروہ ہے نہ حرام ہے اب ظاہر ہوا کہ صاحب ہدایہ نے اُس مسئلہ کا حکم لکھا ہے جسمین نیت نہو کہ غیر اللہ سے تقرب حاصل ہووے اور غیر اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ متصل نہ مذکور ہو تو اس مسئلہ کو ہمارے مسئلہ سے کچھ واسطہ نہین ہم اُس مسئلہ کا حکم بیان کرتے ہین کہ ذبح سے منظور ہو کہ

Marfat.com

غیر اللہ سے تقرب حاصل ہووے اور یہ حرام ہے اور ہمارے بیان سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ تفسیر
احمدی مین ہدایہ کا یہی قول منقول ہے اور تفسیر احمدی مین اسی قول کے بنا پر لکھا ہی کہ ہمارے
زمانہ مین جو رسم ہے کہ اولیاء اللہ کے واسطے گائے نذر کیجاتی ہے یہ حلال وطیب ہے اسواسطے کہ
گرچہ اولیاء اللہ کے لیے گائے نذر کرتے ہین مگر جب وہ گائے ذبح کرتے ہین تو غیر اللہ کا نام نہین لیتے
بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا نام اُسوقت ذکر کرتے ہین اسواسطے وہ گائے حلال ہی تفسیر احمدی مین غفلت
سے یہ مسئلہ اس طور پر غلط مذکور ہو گیا ہے صاحب ہدایہ نے جو تیسری صورت لکھی ہے اُسپر لحاظ
سو اوہ صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ غیر اللہ کا نام اس طور سے ذکر کیا جاوے کہ
ظاہر مین بھی غیر اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے جدا رہے اور باعتبار معنے کے بھی جدا رہے
تفسیر احمدی مین جو صورت مذکور ہی اُسمین غیر اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے باعتبار معنی کے
جدا نہین اسواسطے کہ جب گائے کے بارہ مین اولیاء اللہ کے نذر کی نیت ہوئی تو اس سے خاص
یہی منظور ہوا کہ اُس گائے کے ذبح کے وسیلہ سے اولیاء اللہ کا تقرب حاصل ہووے اور ذبح
کے وقت تک یہی نیت رہی تو باعتبار معنی کے ہرگز غیر اللہ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے جدا مذکور
ہوا اسواسطے کہ اصول فقہ مین ثابت کیا گیا ہی کہ نیت کا حکم عمل مین اُسوقت تک برابر رہتا ہی
جبتک کہ وہ عمل تمام ہو جاوے صاحب ہدایہ نے تیسری صورت مین اُس مسئلہ کی تحقیق لکھی
ہے جسمین خالص اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جاوے اور ہمنے اُس مسئلہ کا حکم لکھا ہے جسمین یہ منظور ہو کہ
غیر اللہ سے تقرب حاصل ہووے تفسیر احمدی مین ان دونون صورتون کے فرق کی جانب
لحاظ نہ کیا گیا حالانکہ ان دونون صورتون مین بہت فرق ہے یعنی جب کوئی جانور
خالص اللہ تعالےٰ کے نام سے ذبح کیا جاوے اور یہ ہرگز منظور نہو کہ غیر اللہ سے
تقرب حاصل ہو تو ذبیحہ حلال ہوگا اور اگر یہ نیت ہو کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل
ہووے تو اگرچہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کرین تب بھی وہ ذبیحہ حرام ہوگا۔

سوال قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ ثَلٰثًا وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً
نبی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اُمت مین تہتر فرقے ہون گے ایک فرقہ کے سوا اور
سب فرقے دوزخی ہون گے تو اس سے کیا مراد ہے کہ ایک فرقے کے سوا باقی سب فرقے دوزخی

Marfat.com

ہونگے اگر یہ مقصود ہے کہ باقی سب فرقہ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے تو یہ نص اور احادیث قطعیہ کے خلاف ہے اسواسطے کہ اہل اسلام کا کوئی فرقہ ہمیشہ دوزخ مین نرہیگا اور اگر یہ مراد نہین کہ باقی سب فرقے ہمیشہ دوزخ مین رہین گے بلکہ مراد یہ ہے کہ کچھ دنون اپنے گناہون کے موافق دوزخ مین رہینگے تو یہ امر مسلم ہے لیکن اس حالت مین لازم آتا ہے کہ فرقہ ناجیہ کا کوئی شخص دوزخ کے عذابمین مبتلا نہوگا حالانکہ اس بارہ مین احادیث قطعیہ وارد ہین کہ مسلمانون مین سے جو لوگ فاسق ہونگے وہ کچھ دن دوزخ مین رہین گے۔

جواب یہ قدیم شبہہ ہے علمانے اس شبہہ کے پانچ چھ جواب دیے ہین وہ سب شرح عقائد ملا جلال اور اُسکے حواشی مین مذکور ہین اُن سب جوابون کا خلاصہ تین جواب ہین جواب اول یہ ہے جو سب جوابونمین زیادہ قوی اور مرجح ہے اور یہ جواب محقق دوانی نے دیا ہے اُنھون نے دوسری شق اختیار کی ہے اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ باقی اور سب فرقے اپنے عقیدہ کے سبب سے دوزخمین داخل کیے جاوین گے اور فرقہ ناجیہ کا کوئی شخص اپنے عقیدہ کے سبب سے دوزخ مین داخل نہ کیا جاویگا اگرچہ ممکن ہے کہ اپنے گناہونکے سبب سے دوزخ مین داخل کیا جاوے بعض لوگون نے اس جواب پر اعتراض کیا ہے کہ حدیث شریف سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ باقی اور سب فرقے دوزخ مین جاوین گے کوئی ایسا قرینہ نہین جس سے یہ مفہوم ہو کہ یہ مراد ہے کہ باقی اور سب فرقے اپنے عقیدہ کے سبب سے دوزخی ہون گے اور بغیر قرینہ کے کہنا جائز نہین کہ اس حدیث مین من حیث الاعتقاد کا لفظ مقدر ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہان چار قرینے ہین جنسے اس حدیث کا مطلب کہا جاتا ہے کہ باقی اور سب فرقے اپنے عقیدہ کے سبب سے دوزخی ہونگے اوّل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ ثَلٰثَۃً وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً یعنی میری اُمت کے لوگ تہتر فرقے ہون گے اور باعتبار عمل کے اس اُمت کے صرف تہتر فرقے نہین بلکہ اس سے زیادہ ہین خواہ صرف عمل کا اعتبار کیا جاوے خواہ عمل کے ساتھ اعتقاد پر بھی لحاظ ہووے اور یہ امر ظاہر ہے اسواسطے کہ مثلاً یہ سب گنہگاران جدا جدا فرقہ ہین یعنی داڑھی منڈانیوالے اور ریشمی کپڑا پہننے والے اور شانہ تراش کرنیوالے اور روزہ نرکھنے والے اور زکوٰۃ ندینے والے اور حج نکرنے والے اور

زانی اور لواطت کرنیوالے اور شرابخوار اور جوا کھیلنے والے اور چور اور ڈاکو وغیرہ گنہگاران یعنی باعتبار گناہون کی قسمون کے اس اُمت مین تہتر فرقے سے کہین زیادہ ہین تو اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث مین یہ مقصود نہین کہ باعتبار عمل کے اس اُمت کے صرف تہتر فرقے ہونگے بلکہ یہ مراد ہے کہ عقیدہ کے اعتبار سے اس اُمت کے تہتر فرقے ہون گے اُن مین سے ایک فرقہ کے سوا باقی اور سب فرقے اپنے اپنے عقیدۂ فاسدہ کی وجہ سے دوزخی ہون گے یعنی اُن کے دوزخی ہونیکا یہ ہوگا کہ اُنکا عقیدہ فاسد ہوگا بخلاف ایک فرقہ ناجیہ کے کہ اس فرقہ کا عقیدہ حق ہی اور اس فرقہ کے لوگ اپنے عقیدہ کے سبب سے ہرگز دوزخی نہونگے اگرچہ ممکن ہے کہ اس فرقے کے کچھ لوگ اپنے گناہونکے سبب سے کچھ دن دوزخ مین سزایاب ہوین دوسرا قرینہ یہ ہی کہ اس حدیث مین حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرمایا کہ میری اُمت کے لوگ تہتر فرقے ہونگے وہ سب دوزخی ہونگے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنمین سے ایک فرقہ کو مستثنےٰ فرمایا یعنی اُن تہتر فرقون مین سے ایک فرقہ دوزخی نہوگا بلکہ وہ فرقہ دوزخ سے نجات پاویگا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقہ کی نجات کا باعث کوئی ایسا امر ہے جو اس فرقہ کے تمام اشخاص مین بالاشتراک پایا جاتا ہے اور اعتقاد کے سوا کوئی دوسرا امر نہین جو اس فرقہ کے تمام لوگون مین بالاشتراک پایا جاتا ہو سوا اسکے کہ اس فرقہ کے لوگون کے اعمال مختلف ہین تیسرا قرینہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ ناجیہ کی یہ تعریف فرمائی اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنی فرقۂ ناجیہ وہ لوگ ہون گے جو اس طریقہ پر ہونگے جس طریقہ پر مین ہون اور میرے صحاب ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایک امر لعینہ مشترک ہے جو اس فرقۂ ناجیہ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحابہ مین مشترک ہے اور ظاہر ہی کہ وہ امر مشترک عقیدے کے سوا کوئی دوسرا امر نہین چوتھا قرینہ یہ ہے کہ اس حدیث کے شروع مین روایات صحیحہ مین یہ عبارت ہے اِفْتَرَقَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَ اِفْتَرَقَتِ النَّصَارٰی عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود مین اکہتر فرقے ہوے اور نصاریٰ مین بہتر فرقے ہوے اور میری اُمت مین تہتر فرقے ہونگے اور ظاہر ہے کہ مراد یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے فرقونمین جو فرق ہے وہ فرق باعتبار اعتقاد کے ہے تو اس اُمت کے بارہ مین بھی یہی مراد ہے کہ اس اُمت مین تہتر فرقے ہون گے اُن سب

Marfat.com

فرقون مین فرق باعتبار عقائد کے ہوگا یعنی ایک فرقہ کا جو عقیدہ ہوگا اُسکے خلاف دوسرے فرقہ کا عقیدہ ہوگا علیٰ ہذا القیاس سب فرقون کے عقائد مختلف ہونگے کسی فرقہ کا عقیدہ دوسرے فرقے کے عقیدے کے موافق نہوگا اُنمین بہتر فرقے کے عقائد فاسد ہونگے وہ سب فرقے اپنے فاسد عقائد کے سبب سے دوزخی ہونگے اور ایک فرقہ کا عقیدہ صحیح ہوگا اور وہ فرقہ ناجیہ ہے وہ فرقہ اپنے عقیدہ کے سبب سے مستوجب دوزخ کا نہوگا بلکہ وہ فرقہ اپنے نفس عقیدہ کے اعتبار سے قابل نجات کے ہوگا اگرچہ ممکن ہے کہ اس فرقہ کے بعض لوگ گنہگار اپنے گناہ کے سبب سے کچھ دن دوزخ مین رہین لیکن پھر وہ لوگ اپنے گناہونکی سزا پاکر اللہ تعالےٰ کی رحمت سے بہشت مین داخل کیے جاوینگے دوسرا جواب اس سوال کا یہ ہے اور یہ جواب حضرت امام غزالیؒ نے اختیار فرمایا ہے اور محققین محدثین نے بھی یہ جواب پسند فرمایا ہے یہ جواب اس طور پر دیا گیا ہے کہ فرقۂ ناجیہ سے وہ لوگ مراد ہین جو مطلقاً دوزخ مین داخل نہ کیے جاوینگے نہ بوجہ اپنے عقیدہ کے نہ بسبب اپنے عمل کے بلکہ قیامت کے دن بغیر عذاب کے وہ لوگ بہشت مین داخل کردیے جاوین گے خواہ اُنکے گناہ اللہ تعالےٰ معاف فرماویگا یا بعوض گناہون کے اُن لوگون کو صرف یہی تکلیف ہوگی کہ قیامت مین خوف اُن لوگون کو بھی رہیگا اور وہ لوگ قبر کی سختی مین مبتلا کیے جاوین گے یا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اُن کے گناہ نیست ونابود کردیے جاوین گے اور اس فرقہ کے لوگ صرف خواص اہلسنت ہون گے کہ عقیدہ اور عمل مین اُن لوگون نے بدعت کی راہ اختیار نہ کی ہوگی اگرچہ احتمال ہے بعض تقصیرات فرعیہ اُن لوگون سے بھی سرزد ہوئی ہونگی اور اس فرقہ کی یہ تفسیر جو حدیث مین ہے نہایت چسپان ہے اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنی فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہون گے جو اس طریقہ پر ہونگے جسپر مین ہون اور میرے اصحاب ہین اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کے زمانہ مین بھی بعض لوگون سے طاعت مین قصور ہوا اور بعض گناہ سرزد ہوے مگر اُس زمانہ مین بدعت نہ تھی نہ عقیدہ مین بدعت تھی نہ عمل مین بدعت تھی اور امام حجۃ الاسلام غزالی رح نے اس جوابمین یہ قید بڑھادی ہے کہ فرقۂ ناجیہ سے وہ لوگ مراد ہین جو بغیر حساب اور بغیر شفاعت کے بہشت مین داخل کیے جاوین گے لیکن اس صورت مین دائرۂ نجات بہت تنگ ہوجاتا ہے اور حدیث شریف مین فرقہ ناجیہ کی تعریف یہ ہے اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یہ بھی اس

Marfat.com

سے مناسب نہین اسواسطے کہ دلائل عقلیہ کے خلاف ہے کہ سب صحابہؓ بغیر حساب اور بغیر شفاعت کے
بہشت مین داخل ہونگے اسواسطے متاخرین محققین نے امام غزالی کے اس جواب کی اصلاح کی
ہے تقریر مذکورۂ بالا کے موافق اس جواب کو بھی قرار دیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس جواب مین
بھی اب کچھ خلل نہوگا تیسرا جواب اس سوال کا یہ ہے کہ اس حدیث مین جو یہ عبارت ہے کُلُّھُمْ
فِی النَّارِ اسکا معنی یہ ہے کہ ہر ایک فرقہ کا ہر ایک شخص دوزخ مین داخل کیا جاویگا تو اس
عبارت کا مفہوم ایجاب کلی ہے اور اس عبارت کے بعد جو مستثنیٰ ہے اِلَّا وَاحِدَۃً اس سے
مراد یہ ہے کہ ایجاب کلی اس ایک فرقۂ ناجیہ سے رفع کی گئی ہے اور ایجاب کلی کا رفع اس
صورتمین بھی ہوجاتا ہے کہ اس کلی کے خلاف کوئی جزئی صادق ہوجاوے اور یہ امر ظاہر ہے تو
اِلَّا وَاحِدَۃً کا معنی یہ ہوا کہ اس فرقۂ ناجیہ کا ہر ہر شخص دوزخ مین داخل نہ کیا جاویگا اگرچہ
بعض اشخاص تقصیر اعمال کے سبب سے دوزخ مین داخل ہون اب یہ شبہہ زائل ہوجاتا ہے
فرقۂ ناجیہ اور فرقۂ غیر ناجیہ مین یہی فرق ہے کہ سب فرقۂ غیر ناجیہ کے کل اشخاص دوزخی ہونگے
اور فرقۂ ناجیہ کے سب اشخاص دوزخ مین داخل نہونگے اور باعتبار اعمال کے فرقۂ ناجیہ
اور فرقۂ غیر ناجیہ مین فرق ممکن نہین اسواسطے کہ اعمال سب فرقہ کے مشترک ہون گے تو فرقۂ
ناجیہ اور فرقۂ غیر ناجیہ مین فرق یہی ہے کہ فرقۂ ناجیہ کا عقیدہ صحیح ہے اور فرقۂ غیر ناجیہ کے
عقائد صحیح نہین تو بالآخر اس جواب اور پہلے جواب کا حاصل ایک ہی ہوا اور سب جوابون مین
بہتر ایک دوسرا جواب ہے جو کتابون اور حواشی مین مذکور نہین اور اس جواب مین حدیث کا
جو معنی کہا جاتا ہے وہ عرب کے استعمال قدیم کے موافق ہے اور اس استعمال کا ثبوت دوسری
حدیثون سے بھی ہوتا ہے اس جواب کا خلاصہ یہہ ہے کہ حدیث مین جو یہ عبارت ہے کُلُّھُمْ
فِی النَّارِ اُس سے یہ مراد ہے کہ یہ سب فرقے باطل ہونگے لوگ کہا کرتے ہین کہ فلان چیز آگ مین
ہے اس سے اُن لوگون کا مقصود ہوتا ہے کہ یہ چیز باطل ہے چنانچہ حدیث صحیح مین ہے اَلْعَدَاءُ
فِی النَّارِ اسکا لفظی ترجمہ یہ ہے زبان درازی آگ مین ہے اور اس سے اصل مراد یہ ہے کہ
زبان درازی باطل ہے فرمایا اللہ تعالےٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا
یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا یعنی جو لوگ یتیمونکا مال ظلم سے کھاتے ہین تو اُسکے سوا کوئی دوسرا

Marfat.com

امر نہین کہ وہ لوگ اپنے شکم مین آگ کھاتے ہین اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ باطل حرام کھانا کھاتے ہین اسواسطے کہ یہ ظاہر ہے کہ یتیم کا مال فی الواقع آگ نہین اور یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ یہان کھانے کا معنی مجازی مراد ہے اسواسطے کہ اس آیت مین صاف مذکور ہے کہ اپنے شکم مین کھاتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ کھانے کا معنی مجازی مراد نہین تو اس جوابمین جس حدیث کی تحقیق منظور ہے اسکا معنیٰ یہ ہوا کہ اگرچہ کسی فرقۂ غیر ناجیہ کا صرف دو ایک عقیدہ باطل ہو تب بھی سمجھنا چاہیے کہ سب فرقۂ غیر ناجیہ طریقہ باطل پر ہین اور فرقۂ ناجیہ کا عقیدہ اور عمل باطل نہین مگر یہ بھی جاننا چاہیے کہ فرقۂ ناجیہ خاص وہی لوگ ہین جنکے اعتقاد اور عمل مین ہرگز بدعت نہین یہ مضمون جواب ثانی سے مفہوم ہوتا ہے یا یہ خیال کرنا چاہیے کہ صرف باعتبار اعتقاد کے فرقِ ہی یعنی فرقۂ غیر ناجیہ کا اعتقاد باطل ہے اور فرقۂ ناجیہ کا اعتقاد صحیح ہے تو یہ مضمون پہلے جواب کا حاصل ہوا اور اسیوجہ سے ہمنے شروع کلام مین کہا کہ پہلا جواب زیادہ مرجح اور قوی ہی۔

سوال۔ دارالحرب کے کفار کو سود دینا درست ہے یا نہین۔

جواب۔ کتب فقہ کی عبارت عام ہے سود دینے اور لینے دونون کو شامل ہی مثلاً لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ یعنے دارالحرب مین مسلمان اور حربی کافر کے درمیان سود کا معاملہ ناجائز نہین اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنے رسالہ مین سود دینے کی توجیہ لکھی ہے وہ اسوقت فقیر کو یاد نہین لیکن ظاہر ہے کہ کافر حربی سے سود لینا حلال ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ کافر حربی کا مال مباح ہے بشرطیکہ کافر حربی کا مال لینے مین عہد شکنی ہونیکا احتمال نہو یعنی ایسا معاملہ نہو کہ اس کافر حربی کے ساتھ اہل اسلام نے عہد کر لیا ہو کہ اُسکا مال وغیرہ ناجائز طور پر نہ لین گے اسواسطے کہ ایسی حالت مین اگر ناجائز طور پر اس کافر حربی کا مال لیا جاویگا تو عہد شکنی ہوگی تو جبکہ کافر حربی خود بخود اپنا مال سود مین دیوے تو وہ مال بلاشبہہ حلال ہے اور کفار حربی کو سود دینا بھی جائز ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ مال حرام مسلمانون کو کھلانا ناجائز ہے اور جو چیزین ہمارے یہان حرام ہین اُن کو کفار حربی خود کھاتے ہین تو اگر اُن کو کچھ بطور سود کے دیا جاوے تو صرف یہی لازم آویگا کہ جو چیز ہمارے یہان حرام ہے کفار حربی اس معاملہ کے ذریعہ سے کھاوینگے اور جو کفار ذمی ہین یعنی اہل اسلام سے پناہ لیکر دارالاسلام مین ہین تو اگرچہ جو چیز ہمارے یہان حرام ہی

Marfat.com

وہ چیز کفار ذمی کھاتے ہین مگر کفار ذمی کو دارالاسلام مین سود دینا حرام ہے اسکا سبب یہ ہی کہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ سود کے معاملہ کو دارالاسلام مین رواج دیتا ہے اور دارالحرب مین کافر کو سود دینے سے یہ نقص لازم نہین آتا اسواسطے دارالحرب مین کافر کو سود دنیا مباح ہے اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ سود دینا بالتبع حرام ہے اسواسطے کہ سود دینے مین کسی دوسرے کا مال نہین لیا جاتا بلکہ اپنا مال دینا ہوتا ہے اور اگرچہ اپنا نقصان ہو تب بھی اپنا مال دینا مباح ہے علی الخصوص جب غرض ہو کہ مال دینے سے اپنی حاجت روائی ہو یا کسی کے ظلم سے محفوظ رہین تو اس غرض سے اپنا مال دینے مین کچھ بھی حرج نہین صرف دو امر سے سود دینا حرام ہوا ہی اول امر یہ ہے کہ سود دینے والا غیر کو حرام کھلاتا ہے یعنی جب وہ سود دیتا ہے تو اس فعل حرام کا باعث ہوتا ہے کہ دوسرا شخص اُسکے ذریعہ سے سود کھاتا ہے جو مال حرام ہے اور یہی قباحت اُس صورت مین بھی لازم آتی ہے کہ قاضی یا کسی دوسرے حاکم کو رشوت دیجاوے دوسرا امر یہ ہے کہ سود دینے والا اس امر کے لیے باعث ہوتا ہے کہ دارالاسلام مین سود رواج پاوے اور علمانے یہ جائز قرار دیا ہے کہ بحالت اضطرار دارالاسلام مین بھی سود دیا جاوے غرضکہ سود لینے اور دینے مین بہت فرق ہے اگرچہ اصل گناہ دونون امر مین ہی۔

سوال۔ ایک حویلی فروخت کی جاتی ہے اُسمین چند مکانات ہین اُس حویلی مین چند لوگونکا حق شفعہ ہوتا ہے منجملہ اُن لوگون کے ایک شفیع اپنا حق شفعہ چاہتا ہے اور باقی سب لوگون نے اجازت دیدی ہے کہ وہ حویلی فروخت کیجاوے اور جو شفیع اپنے حق شفعہ کا خواستگار ہی اُسکو منظور نہین کہ کل حویلی خرید کرے بلکہ اُسکی غرض ہے کہ صرف وہی مکان خرید کرے جو اُسکی زمین کے متصل ہے اور خریدار اس معاملہ پر راضی نہین کہ حویلی متفرق فروخت ہو بلکہ خریدار شفیع سے کہتا ہے کہ تم کل حویلی خرید کرلو ورنہ شفعہ سے دست بردار ہو جاؤ تو کیا شفیع اس امر کا مستحق ہے کہ وہ کل حویلی خرید نہ کرے بلکہ صرف وہی مکان خریدے جو اُسکی زمین کے متصل ہے۔

جواب۔ اس مسئلہ مین اختلاف ہے مختار الجوابات مین لکھا ہے کہ فتوی اسپر ہے کہ جب کہ قطعہ زمین فروخت کی جاوے تو شفیع کا حق یہ ہے کہ جس قطعہ زمین مین اُسکا حق شفعہ

Marfat.com

ہوتا ہو وہی خرید کرے اور باقی خرید نہ کرے فِی مُخْتَارِ الْجَوَابَاتِ رَجُلٌ بَاعَ اَرْضَیْنِ فَاَرْضُ
کُلٍّ مِّنَ الشَّفِیْعَیْنِ مُلَازِقٌ بِاَحَدِ الْاَرْضَیْنِ کَانَ لِلشَّفِیْعِ اَنْ یَّاْخُذَ الْاَرْضَ الَّتِیْ تُلَازِقُ
اَرْضَهٗ دُوْنَ الْاُخْرٰی اِذَا کَانَ الْاٰخَرُ یَطْلُبُ شُفْعَةَ مَا کَانَتْ تُلَازِقُ اَرْضَهٗ وَاِنْ کَانَ لَا یَطْلُبُ یُقَالُ لِهٰذَا
الطَّالِبِ اِمَّا اَنْ تَاْخُذَ الْکُلَّ اَوْ تَدَعَ الْکُلَّ اِذَا لَمْ یَرْضَ الْمُشْتَرِیْ بِتَفْرِیْقِ الصَّفْقَةِ هٰذَا قَوْلُ اَبِیْ
حَنِیْفَةَ الْاَوَّلُ اَمَّا عَلٰی قَوْلِهِ الْاٰخِرِ وَهُوَ قَوْلُهُمَا اَنْ یَّاْخُذَ مَا کَانَ شُفْعَتُهٗ وَبِهٖ یُفْتٰی
یعنی مختار الجوابات مین لکھا ہی کہ کسی شخص نے دو قطعہ زمین فروخت کیا اور اُس معاملہ مین دو شخص
کا حق شفعہ ہوتا ہے ایک شفیع کی زمین کسی ایک قطعۂ زمین کے ساتھ متصل ہے اور دوسرے شفیع
کی زمین دوسرے قطعہ سے ملی ہوئی ہی تو ہر شفیع مستحق ہے کہ اُسکی زمین سے جو زمین متصل ہی وہی
خرید کرے اور دوسرا قطعہ نہ خرید کرے یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ دوسرا شفیع بھی چاہتا ہو کہ دوسرا
قطعہ زمین خرید کرے جو اُسکی زمین کے متصل ہے اور اُسمین اُسکا حق شفعہ ہوتا ہے لیکن جب دوسرا
شفیع اپنے حق شفعہ کا خواستگار نہو تو جو شفیع اپنے حق شفعہ کا خواستگار ہوگا اُس سے کہا جاویگا کہ تم
سب زمین خرید کرو ورنہ سب زمین چھوڑ دو یہ حکم اُس حالت مین ہوگا کہ خریدار اس امر پر راضی
نہو کہ شفیع ایک قطعہ زمین خرید کرے اور وہ خریدار صرف دوسرا قطعۂ زمین خریدے یہ امام ابو حنیفہؒ
کا قول اول ہے لیکن آپکا آخر قول یہ ہے اور صاحبینؒ کا بھی یہی قول ہی کہ شفیع کو اختیار ہے کہ وہ صرف
وہی قطعۂ زمین خرید کرے جسمین اُسکا حق شفعہ ہوتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہی۔

سوال۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کیطرف سے ایک کاغذ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا گیا اور یہ کہا گیا
کہ حضرت صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ اس کاغذ مین جسکا نام ہے آپ اُنکی بیعت فرمالین تو حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے فرمایا وَاِنْ کَانَ عُمَرُ یعنی اس کاغذ مین اگرچہ حضرت عمرؓ کا نام ہووے تب بھی مین نے
اُن کی بیعت قبول کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اس امر کے لیئے زیادہ قابل نہ تھے کہ آپکی
بیعت قبول کیجاتی چنانچہ ایسا ہی مقام مین کہا جاتا ہے اَکْرَمْتُ زَیْدًا وَاِنْ کَانَ جَاهِلًا یعنی
مین نے زید کی تعظیم کی اگرچہ وہ جاہل ہی اور بھی اسکی اکثر مثالین ہین۔

جواب وَاِنْ کَانَ کے لفظ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مراد یہ تھی کہ مین نے حضرت ابو بکرؓ کی
کامل اطاعت قبول کرلی حضرت عمرؓ احکام شرعیہ مین زیادہ تشدد فرماتے ہین اور ایسے صاحبوں کی

Marfat.com

متابعت دشوار ہوتی ہی تاہم اگر حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا ہوگا کہ حضرت عمر رضہ کی بیعت قبول کی جاوے تب بھی مین نے آپ کی بیعت قبول کرلی چنانچہ ایسا لفظ اسی معنی مین صحیح روایت سے اس حدیث مین بھی ہی لَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ عَنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ یعنی اپنے والدین کو رنج نہ دو اگرچہ وہ حکم دین کہ تم اپنا اہل اور مال چھوڑ دو اور اسی حدیث مین اس قسم کے دوسرے الفاظ بھی ہین لَا تُشْرِكَنَّ بِاللّٰهِ وَاِنْ حُرِّقْتَ اَوْ قُطِّعْتَ یعنی اللہ تعالیٰ کا شریک نہ قرار دو اگرچہ جلائے جاؤ یا ٹکڑے ٹکڑے کردیے جاؤ اور اس سوال کا یہ بھی جواب ہی کہ لفظ وَاِنْ كَانَ عُمَرُ کا احادیث کے کتب معتبرہ مین نہین بلکہ اُسکے خلاف اسطرح ہے اِنَّ عَلِيًّا لَمَّا اُتِيَ بِالصَّحِيفَةِ مِنْ قِبَلِ الصِّدِّيقِ لِيُبَايِعَ مَنْ فِيهَا قَالَ لَا نَرْضَى اِلَّا اَنْ يَكُونَ عُمَرُ فَقَالَ الصِّدِّيقُ وَهُوَ عَلَى مِنْبَرِهِ كَاَنَّهُ عُمَرُ هٰكَذَا فِي اُسْدِ الْغَابَةِ فِي مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ یعنی حضرت ابوبکر صدیق کیطرف سے ایک کاغذ لکھا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور آپسے کہا گیا کہ اس کاغذ مین جسکا نام لکھا ہی اُسکی بیعت آپ قبول کرلین تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مین اسپر راضی نہین سوا اسکے کہ اگر حضرت عمر رضہ کا نام اس کاغذ مین ہو تو البتہ مین نے آپ کی بیعت قبول کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے اپنے بالاخانہ پر سے فرمایا کہ یہی خیال کرنا چاہیئے کہ جس کا نام اس کاغذ مین ہی گویا وہ حضرت عمر رضہ ہین ایسا ہی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ مین حضرت عمر رضہ کے بیان مین ہے۔

سوال رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ یہ کلام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے یا آپکے کلام مبارک کا مضمون ہے یہ کلام شکستگی نفس کے بارہ مین وارد ہوا ایک شخص کسی فاضل معتبر کا قول نقل کرتا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جب اوطاس سے واپس تشریف لائے تو یہ کلام اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس شخص کا یہ گمان ہے کہ جہاد اصغر سے مراد اوطاس سے رجوع کرنا ہی۔

جواب ۔ صوفیہ کی کتابون مین یہ کلام اکثر پایا جاتا ہے اور یہ اُنکے نزدیک حدیث نبوی ہی بلکہ بعض علماء محدثین نے بھی یہ عبارت ذکر کی ہے اس غرض سے کہ اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا افضل ہے مگر مجکو یاد نہین کہ حدیث کی کسی کتاب مین یہ عبارت مین نے دیکھی ہے بہرحال جہاد اکبر سے یہ مراد نہین کہ جہاد سے فارغ ہوکر واپس آئے بلکہ جہاد اکبر سے یہ مراد ہے کہ نفس اور شیطان کے ساتھ جہاد کیا جاوے یہ تفسیر صوفیہ کے خیال کے مطابق ہے چنانچہ اس بیان کے لئے صحیحین کی یہ حدیث صحیح شاہد ہے اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ یعنی کامل مجاہد وہ ہی جو اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

طاعت مین اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے اس سے مراد یہ ہے کہ جب نفس کی خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی مین تکلیف برداشت نہ کیجاوے تو چاہیے کہ ایسی حالت مین نفس کی خواہش کے موافق نکیا جاوے بلکہ نفس کی مخالفت کرنا چاہیے اور چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی جاوے ظاہر ہے کہ ایسے مقامات مین مسند الیہ معرف باللام ہوتا ہے صرف اس غرض سے کہ مسند الیہ کا فرد کامل سمجھا جاوے اسکی اکثر مثالین ہین ایک مثال یہ ہے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَاجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ یعنی کامل مسلمان وہ ہے جس سے مسلمان سلامت رہین یعنی مسلمانون کو اُس سے نقصان نہ پہونچے اور کامل مہاجر وہ ہے جو اُن چیزون سے پرہیز کرے جنکو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور جمیع علما کے خیال کے خلاف ہے کہ جہاد اکبر سے مراد جہاد سے فارغ ہو کر آتا ہے اور سلیقۂ کتاب دانی وعبارت شناسی اس خیال سے بالکل متنفر ہے اسواسطے کہ مراجعت یعنی واپس آنا لفظ رجعنا سے مفہوم ہوتا ہے اور جہاد اصغر ابتدا کی غایت ہے اور جہاد اکبر انتہا کی غایت ہے اور دونون غایت جس چیز کی غایت ہوتی ہے اُس سے مغائر ہوا کرتی ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ دونون جہاد یعنی جہاد اصغر اور جہاد اکبر مراجعت یعنی واپسی سے مغائر ہین اس بیان کو بغور سمجھنا چاہیئے۔

سوال ۔مسئلہ وحدت وجود مین علما کیا فرماتے ہین جو مسلمان عاقل بالغ وحدت وجود کا اعتقاد رکھے اور یہ کہے ہمہ اوست یعنی سب وہی اللہ تعالیٰ ہے تو اس کلام سے وہ مسلمان کافر ہو جاویگا یا نہین آپ علما اس مسئلہ کا جواب فرماوین اللہ تعالیٰ آپ صاحبون کو اسکا اجر مرحمت فرماوے۔

جواب ۔وحدت وجود اور ہمہ اوست کا ظاہر معنی خلاف شرع ہی جو شخص اسکا قائل ہو اگر اُسکا اعتقاد ہو کہ حق تعالیٰ نے تمام چیزون مین حلول فرمایا ہے یا اُس شخص کا عقیدہ ہو کہ تمام اشیا اُس ذات مقدس کے ساتھ متحد ہے تو اس کلام سے کفر لازم آتا ہے اور اگر اُس شخص کی مراد یہ ہے کہ تمام چیزون مین اللہ تعالیٰ کی صفتون کا ظہور ہے جیسا کہ جب کوئی شخص آئینہ مین اپنی صورت دیکھتا ہے تو جو صفتین اُسکی صورت کے متعلق ہوتی ہین وہ صفتین آئینہ مین ظاہر ہو جاتی ہین تو ایسی حالت مین اس کلام سے کفر لازم نہین آتا ہی لیکن اس کلام سے ایسے ایک امر کا گمان ہوتا ہے جو خلاف شرع ہے اسواسطے یہ کلام مجلسون مین شائع کرنا مناسب نہین علی الخصوص جب عوام کی مجلس ہو تو نہایت نامناسب ہے کہ یہ کلام دہان شائع کیا جاوے اسواسطے کہ عوام باتون مین غور نہین کرتے یعنی اُنکا خیال ظاہر معنے کی جانب ہوتا ہے

Marfat.com

تو اس کلام سے عوام کا عقیدہ فاسد ہو جاویگا فی البخاری فی کتاب العلم عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ موقوفاً و روی فی بعض الکتب مرفوعاً حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ و رسولہ یعنے صحیح بخاری کی کتاب العلم مین ہے، کہ روایت ہے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے موقوفاً اور بعض کتابون مین روایت مرفوع ہے کہ لوگون سے ایسی باتین کہو جسکو وہ لوگ سمجھ لیوین کیا تم لوگ اس سے خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو بات نہین کہی ہے وہ جھوٹی بات اللہ اور اسکے رسول کی بات کہی جاوے یعنی جب عوام سے کوئی مشکل مسئلہ بیان کیا جاویگا اور وہ مسئلہ پیچیدہ عبارت مین کہا جاویگا تو ممکن ہے کہ وہ لوگ اس مسئلہ کو غلط طور پر سمجھ لیوین اور غلط فہمی سے دوسرے لوگون سے کہین کہ اللہ اور رسول نے یہ بات فرمائی ہے حالانکہ وہ بات اللہ اور رسول کی نہو مسئلہ وحدت وجود کا ذکر شرع مین صراحۃً نہین مسئلہ وحدت وجود کی تصریح نہ قرآن شریف مین ہے نہ حدیث شریف مین ہے مسئلہ وحدت وجود کی بنا حضرات صوفیہ کے صرف کشف و شہود پر ہے اہل تصوف نے اس غرض سے کہ اُن کے کشف اور شہود کی تائید ہووے ثابت کیا ہے کہ مسئلہ وحدت وجود کا قرآن شریف اور حدیث شریف سے مفہوم ہوتا ہے مثلاً حضرات صوفیہ کے نزدیک مسئلہ وحدت وجود کا ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزون پر محیط ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاکت مین ہے اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ یعنے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیز باطل ہے اِنْ کُنْتُمْ لَوَدَلَّیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السَّابِعَةِ السُّفْلٰی لَهَبَطَ عَلَی اللّٰہِ یعنی اگر تم لوگ نیچے کی ساتوین زمین تک رسی لٹکاؤ تو وہان بھی اللہ تعالیٰ پر پہونچیگی وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَتْفُلَنَّ اَمَامَهٗ فَاِنَّ اللّٰہَ قِبَلَ وَجْهِهٖ یعنے تم لوگون مین سے جب کوئی شخص نماز پڑھے تو چاہیے کہ وہ اپنے سامنے نہ تھوکے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے مُنھ کے سامنے رہتا ہے حضرات صوفیہ کے نزدیک ان اقوال سے وحدت وجود کا مسئلہ ثابت ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان اقوال سے وحدت وجود کا مسئلہ صراحۃً ثابت نہین بلکہ علماے ظاہر نے اِن ہی اقوال سے صوفیہ کا قول رد کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو کلام پاک ہے اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ اس کلام پاک سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اشیا مین غیریت ہے اسواسطے کہ محیط اُس چیز سے غیر ہوتا ہے جسپر اُسکا احاطہ ہوتا ہے ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا یہ کلام پاک ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز آیندہ ہلاک ہو جاوے گی اور یہ مراد نہین کہ ہر چیز بالفعل ہلاک ہے یعنے اس سے یہ مقصود نہین

Marfat.com

کہ ہر چیز بالفعل نیست و نابود ہے اس مدعا کے ثبوت کے لیئے یہ دلیلین ہین مثلاً اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر نفس موت کے مزے کو چکھنے والا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر نفس بالفعل نیست و نابود نہین بلکہ فی الحال موجود ہے البتہ آیندہ ہر نفس ہلاک ہوگا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ اور اُن کے ساتھ کے سب لوگونکو مین نے بچالیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت وہ لوگ نیست و نابود نہ تھے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگونکے قبل کثر زمانہ کے لوگونکو ہم نے ہلاک کیا اُس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگونکے بارہ مین فرمایا ہے کہ ان لوگونکے قبل اکثر لوگ ہلاک کیے گئے وہ لوگ اپنے زمانہ مین نیست و نابود نہ تھے بلکہ اُسوقت اُنلوگونکے قبل کے لوگ ہلاک ہوچکے تھے اور یہ جو کلام ہے کُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے اس کلام سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی عبادت باطل ہے اس کلام سے یہ مقصود نہین کہ اللہ تعالےٰ کے سوا ہر چیز بنفسہ باطل ہے اسواسطے کہ قرآن شریف مین ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ط اے میرے پروردگار تونے ان چیزون کو باطل نہین بنایا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مخلوق باطل نہین اور ایسا ہی جو یہ کلام ہے لَهَبِطَ عَلَى اللّٰهِ اس کلام پاک مین بیان کیا گیا ہے کہ اگر تملوگ نیچے کی ساتوین زمین تک رسّی لٹکاؤ تو وہان بھی وہ رسّی اللہ تعالیٰ پر پہونچیگی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسّی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسری چیز ہے اور ایسا ہی یہ کلام بھی ہے فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنے اللہ تعالےٰ منھ کی طرف رہتا ہے تو وحدت وجود کا مسئلہ اس کلام کے بھی خلاف ہے اسواسطے کہ وحدت وجود کی بنا اسپر ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر طرف ہے نہ یہ کہ صرف ایک طرف ہے مثلاً صرف منھ کی طرف ہے حاصل کلام ان اقوال سے وحدت وجود کا مسئلہ ثابت نہین اس مسئلہ کا دار و مدار حضرات صوفیہ کے صرف کشف و شہود پر ہے البتہ محققین صوفیہ نے اس مسئلہ کو ایسے طور پر ثابت فرمایا ہے کہ وہ بیان کسطرح سے خلاف شرع نہین محققین صوفیہ کا یہ کلام ہے کہ وجود مطلق جو عین ذات حق ہے اُسکے چند مراتب ہین یعنی وجود مطلق کہین مرتبۂ واجب مین ہے اور کہین مرتبۂ ممکن و حادث و قدیم و مجرد و مادی جو مومن و کافر و سگ و خنزیر مین ہے اور وجود مطلق بنفسہ ان قیود سے مبرّا ہے اور بذاتہ وجود مطلق مین بھی کچھ نقص و عیب نہین مثلاً حقیقت جسم کی جو ہر قابل ابعادِ ثلثہ ہے وہ حقیقت سگ

Marfat.com

وخنزیر مین نجس نہین یعنی سگ وخنزیر کا جسم عوارض کے سبب سے نجس ہے اُسکی مثال یہ ہے کہ پانی بنفسہ پاک ہی مگر پانی مین جب نجاست پڑجاتی ہے تو وہ پانی ناپاک ہوجاتا ہے چنانچہ یہی مضمون اس شعر مین مذکور ہے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ٭ گر فرق مراتب نکنی زندیقی ٭ یعنے وجود کے ہر مرتبہ کے لیئے ایک خاص حکم ہے اگر وجود کے مراتب مین تو فرق نہ کرے تو زندیق ہی پس اگر مخاطب عوام سے ہے تو اُسکے نزدیک یہ مسئلہ بیان نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس سے پرہیز واجب ہے اسواسطے کہ یہ مسئلہ سننے سے عوام ملحد اور زندیق ہوجاوینگے چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب العلم مین ایک باب ہے اُس باب مین یہ بیان ہی کہ شرعًا جائز ہے کہ بعضے مسائل علمیہ بعضے لوگون سے کہنا چاہیے اور بعضے لوگون سے نہ کہنا چاہیے بخاری کے اسباب مین حضرت معاذؓ کی حدیث مین ہی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُہٗ عَلَی الرَّحْلِ فَقَالَ یَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْكَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِہِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّكِلُوْا یعنے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت معاذؓ ایک ہی اونٹ پر سوار تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ بن جبل تو حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ اے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خدمت کے لیئے حاضر ہون پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ تو پھر حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ اے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خدمت کے لیئے حاضر ہون تین مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو پکارا اور تینون مرتبہ حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ اے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خدمت کے لیئے حاضر ہون پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے سچے دل سے گواہی دیوے کہ سوا اللہ تعالیٰ کے دوسرا کوئی معبود قابل بندگی کے نہین اور یہ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا کے ہین تو اُسکی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کو اُسپر حرام کردیگا حضرت معاذؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یا لوگون کو اسکی خبر نہ کردون اس خبر سے لوگ خوش ہونگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سُن لینے سے اسی پر لوگ بھروسا کرلینگے **تاویل قصیدہ بانت سُعاد** اس قصیدہ کے شروع مین جو لفظ سعاد کا مذکور ہے اُس سے یہ چیزین مراد ہین دنیا کا مال وجمال اور دنیا کی لذتین شروع

قصیدہ مین سعاد کا اسقدر وصف مذکور ہے کہ کسی معشوقہ محبوبہ کا اعلیٰ درجہ کا وصف ہوسکتا ہی اور ظاہر ہی کہ اولاً ہر شخص کو ایسے معشوقہ محبوبہ کی رغبت ہوا کرتی ہی پھر اس قصیدہ مین سعاد کے عیوب کا ذکر ہی کہ تجربہ کے بعد عاقل پر ظاہر ہوتے ہین اور اُن عیوب کا بیان اس قصیدہ مین اس شعر سے شروع ہوا ہے اَکْرِمْ بِهَا خُلَّةً الخ پھر سعادت ابدیہ حقیقیہ کے شوق کا بیان ہے اور یہ شوق اُسوقت ہوتا ہی جب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہی اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات نوریہ معلوم ہوتی ہین اور یہ بیان اس شعر سے شروع ہے اَمْسَتْ سُعَادُ بِاَرْضٍ الخ اور سعادت ابدیہ حاصل کرنے کے لیے چند شرائط ہین وہ اس قصیدہ مین مذکور ہین یعنی یہ کہ طالب بزرگ ہو اُسکا نفس پاکیزہ ہو اور یہ بیان اس قول مین ہے لَا تَبْلُغُهَا الخ اور یہ بھی ضرور ہے کہ طالب قوی ہو کہ وہ محنت اور ریاضت برداشت کرسکے اور یہ بیان اس قول مین ہے وَلَنْ يُّبَلِّغُهَا اِلَّا غُذَافِرَةٌ اور چاہیے کہ طالب عالی ہمت ہو اور یہ بیان اس قول مین ہے عَرَّضَتْهَا طَامِسُ الْاَعْلَامِ مَجْهُوْلُ اور کشوف اور واقعات مین طالب کی بصارت کامل ہو اور یہ بیان اس قول مین ہے تَرْمِیْ الْغُیُوْبَ بِعَیْنَیْ مُفْرِدٍ لَّهِقٍ آخر اشعار تک پھر اس قصیدہ مین یہ بیان ہے کہ چاہیے کہ طالب مین اللہ تعالےٰ کی جانب جذب ہو اور اللہ تعالیٰ کے شوق مین اُسکو وجد ہو جب یہ شرطین طالب مین پائی جاوین تو اُسکو سعادت ابدیہ حقیقہ حاصل ہوسکتی ہے اور اسی بنا پر یہ قول بھی ہی ؎ مستی و دولہ شرط طریق اُفتادست + بے مست شدن کار کسے نکشادہ است یعنی راہ پانے کے لیے مستی اور بیخودی شرط ہے بغیر مست ہوے کسی کا کام انجام نہوا ہی اور یہ امر اسطرح ثابت کیا کہ تشبیہ دی ناقہ کے دوڑنیکے ساتھ حرکات شتر مرغ کے اُسکا بچہ مرگیا ہو عین بوقت اشتداد حرارت دن مین تا اشارہ کرے طرف حرارت مطلب کے اور ختم کیا اس بیان کو اپنے اس قول مین عَوْنَ تَرْقُبُهَا دَعَابِيْلُ پھر اُس قصیدہ مین اس امر کا بیان شروع کیا ہے جو سالک سے حقوق شریعت وطریقت ادا کرنے مین تقصیر ہوتی ہی اور اس سے اُسکے دوستون اور اقارب کو نفع نہین ہوتا اور یہ بیان اس قول مین ہے تَسْعَى الْوُشَاةُ جَنَابَيْهَا الخ اور یہ بیان اس قول مین بھی ہی وَقَالَ كُلُّ خَلِيْلٍ كُنْتُ اٰمُلُهٗ پھر اس امر کا بیان شروع کیا جو سالک کی حالت اُسوقت ہوتی ہی جب اُسکو کامل توکل حاصل ہوتا ہے اور اُسکی التجا شیوخ کاملین سے رہا کرتی ہے اور وہ سالک توبہ اور استغفار مین مشغول رہتا ہے اور یہ بیان قصیدہ کے اس قول مین ہی اُنْبِئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ الخ اور

Marfat.com

یہ بیان اس قول مین بھی ہی فَقَدْ اَنَبْتُ رَسُوْلَ لِلّٰہِ مُعْتَذِرًا پھر اس قصیدہ مین اسطرف اشارہ
کیا ہے کہ طالب کو چاہیے کہ شیخ کے ساتھ ادب کا لحاظ رکھے اور یہ بیان اس قول مین ہی لَقَدْ اَقُوْمُ مَقَامًا
لَوْ یَقُوْمُ بِہٖ اور تجدید بیعت کیطرف اس قول مین اشارہ کیا ہی حَتّٰی وَضَعْتُ یَمِیْنِیْ الخ پھر یہ بیان
کیا کہ جب شیخ رسول ہو جامع احکام شریعت وطریقت کا تو ایسے شیخ کے ادب کی رعایت زیادہ ضرور ہی
باعتبار حقوق اُس شیخ کے کہ صرف ولی ہو اور یہ بیان اس قول مین ہے لِذَاکَ اَھْیَبُ عِنْدِیْ الخ
اور شیخ ولی کی جانب اس قول مین اشارہ کیا ہی مِنْ خَادِرٍ الخ اور گویا یہ اشارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کی جانب ہے اسواسطے کہ ولایت مطلقہ محمدیہ کے آپ ہی شیخ ہین اور یہان خادر کا لفظ ذکر کیا اور اُسکا
وصف بالاخفا کہا اِسواسطے کہ ولایت کا امر پوشیدہ ہوتا ہے اور اولیاء اللہ خفیہ ہوا کرتے ہین اور شیخ
کے شروط کی جانب اس قول مین اشارہ کیا ہے یَغْذُوْہُ الخ یعنی شیخ روح وقلب کی تربیت کرتا ہی اور
علائق کے تعلقات کو قطع کرتا ہی اور شیخ کی یہ شرط بھی ہی کہ وہ وسوسہ اور خطرات اور شبہات کو دفع
کرے اور اس قصیدہ مین جو یہ قول ہی بِسُنَّۃٍ تَظَلُّ سِبَاعُ الْجَوِّ ضَامِرَۃً اس سے مراد یہ ہی کہ شیاطین
انس وجن کی طاقت نہین کہ وہ اُس شخص کو گمراہ کرین جو اس طریقہ مین داخل ہوا اور یہ جو قول ہے
لَا یَمْشِیْ بِوَادِیْہِ اِلَّا الرَّاحِلُ یہ قول اشارہ ہے مرید کی شرط کی جانب کہ چاہیے کہ مرید عالی ہمت
ہو دے قاصر نہ ہو اور شیخ کی قوت سے فنا نفس کا درجہ حاصل ہوتا ہی اور یہ بیان اس قول مین ہی
لَا یَزَالُ بِوَادِیْہِ اَخُوْ ثِقَۃٍ الخ پھر کر رسیمر صلے اللہ علیہ وسلم کی ترجیح بیان کی اس قول مین اِنَّ
الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ پھر رفقاء طریقت اور جلسار خانقاہ
کی جانب اس قول مین اشارہ کیا ہی فِیْ عُصْبَۃٍ مِّنْ قُرَیْشٍ الخ اور اُن کی صفات عظیمہ بیان کی
جملہ اُن صفتون کے یہ صفت بھی ہی جسکو اُن لوگون کے بیان کرنے والے نے کہا ہے اور وہ صفت
یہ ہے بِبَطْنِ مَکَّۃَ یعنے بطن مکہ معظمہ مین جب وہ لوگ اسلام لائے یعنی طریقت مین وہ لوگ داخل
ہوے اور اُن لوگون نے شیخ کی بیعت قبول کی تو اُن لوگون نے مال وجاہ ووطن وقبائل کو ترک
کیا اور قطع علائق کیا اور یہی ہجرت حقیقیہ ہے لیکن وہ لوگ اُسوقت قاصر نہ رہے جب دشمنون سے
مقابلہ ہوا اور وہ دشمن نفس وشیطان اور باقی دوسرے مخلوق مین سے تھے بلکہ مقابلہ کرنے مین
اُن لوگون کی ہمت عالی رہی اور نفس کے ساتھ مخاصمت کرنے مین اُن لوگون کو کچھ تامل نہوا پھر اس

Marfat.com

قصیدہ مین اُن لوگون کی یہ صفت بیان کی ہے کہ اُن لوگون نے لباس تقوی و شریعت کو اختیار کیا اور یہ بیان اس قول مین ہے لَبُوسُهُمْ مِّنْ نَّسْجٍ اور عزائم شریعت کی جانب اس قول مین اشارہ کیا بَيْضٌ سَوَابِغُ الخ اور نفی تکبر کی جانب اس قول مین اشارہ ہے لَا يَفْرَحُوْنَ الخ اور تکالیف شریعت پر صبر کرنے کی جانب اس قول مین اشارہ ہے وَلَيْسُوْا مَجَازِيَعًا الخ اور طریقت کے نشاط کی جانب اس قول مین اشارہ کیا يَمْشُوْنَ مَشْيَ الْجِمَالِ الزُّهْرِ الخ اور جن لوگون کا ذکر اوپر ہوا ہے اُنلوگون نے محبت کی تلوار سے اپنے نفسون کو فنا کیا اور یہ بیان اس قول مین ہے لَا يَقَعُ الطَّعْنُ اِلَّا فِيْ نُحُوْرِهِمُ الخ اور سلوک کی یہ آخر درجہ ہے اور سلوک وہبی کے مدارج ابھی باقی رہجاتے ہین۔

سوال۔ ہنڈوی کرانا جائز ہی یا مکروہ ہے۔

جواب۔ کتب فقہ مین لکھا ہے کہ ہنڈوی کرانا مکروہ ہے اور ہنڈوی کو سُفْتَجَہ اور سَفَاتِج کہتے ہین چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہے وَيُكْرَهُ السُّفْتَجَةُ وَهِيَ اِقْرَاضٌ لِّسُقُوْطِ خَطَرِ الطَّرِيْقِ فِي الْمُغْرِبِ السُّفْتَجَةُ بِضَمِّ السِّيْنِ وَفَتْحِ التَّاءِ اَنْ يَّدْفَعَ مَالًا بِطَرِيْقِ الْاِقْرَاضِ لِيَدْفَعَ اِلٰى صَدِيْقِهٖ فِيْ بَلَدٍ اٰخَرَ وَاِنَّمَا يُقْرِضُهٗ لِسُقُوْطِ خَطَرِ الطَّرِيْقِ یعنے مکروہ ہی سُفتجہ یعنی ہنڈوی اور ہنڈوی سے مراد یہ ہی کہ مال کسی کو بطور قرض کے دیا جاوے اس غرض سے کہ وہ مال اُس شخص کے ذریعہ سے کسی ایسے شخص کے پاس پہونچ جاوے جسکے پاس وہ مال بھیجنا منظور ہو اور راہ مین وہ مال نقصان نہووے مغرب مین لکھا ہی کہ سُفتجہ ساتھ ضمہ سین اور فتحہ تا کے یہ ہی کہ کسی شخص کا دوست دوسرے شہر مین ہووے اور اُس شخص کو منظور ہو کہ کوئی مال اُس دوست کے پاس بھیجے تو اس احتیاط کے خیال سے کہ وہ مال راہ مین نقصان نہوجاوے وہ مال کسی دوسرے شخص کو بطور قرض کے دیوے تا وہ دوسرا شخص اس امر کا ذمہ دار ہوجاوے کہ وہ مال اُس دوست کے پاس باحتیاط پہونچادیگا اور راہ مین وہ مال نقصان نہوگا اور یہ معاملہ اس غرض سے ہوتا ہی تا کہ راہ مین اُس مال کے نقصان ہوجانے کا خطرہ باقی نرہے اب ہم یہ امر بیان کرتے ہین کہ ایسا معاملہ ہنڈوی کا یہان تین طور پر ہوتا ہی کہ جو ساہوکار اس شرط پر روپیہ لیتے ہین کہ کسی دوسرے خاص شخص کے پاس باحتیاط وہ روپیہ پہونچادیوین وہ ساہوکار کبھی ایسا کرتے ہین کہ جسقدر روپیہ لیتے ہین صرف اُسیقدر روپیہ ہنڈوی

ہنڈوی کا مسئلہ

Marfat.com

کے کاغذ مین لکھدیتے ہین نہ زیادہ لکھتے ہین نہ کم لکھتے ہین یعنی اُس سے اُن ساہوکار کا مطلب یہ ہوتا ہی
ہ جسقدر روپیہ ہم نے لیا ہی اُسیقدر کل روپیہ اُس شخص کے پاس پہونچادین گے جسکے پاس منظور
ہے کہ روپیہ پہونچ جاوے اور ہم یہ روپیہ پہونچانیکے عوض مین کچھ بطور اُجرت کے نہ لین گے اور
س غرض سے کہ یہ روپیہ جبتک ہمارے پاس رہیگا ہمکو اِس سے فائدہ ہوگا ہم اسکے عوض مین کچھ
دینگے بھی نہین اور ساہوکار کبھی ایسا بھی کرتے ہین کہ جسقدر روپیہ لیتے ہین اُس سے زیادہ لکھدیتے
ہین یعنی اُن لوگونکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جبتلک روپیہ ہمارے پاس رہیگا اُس سے ہمکو فائدہ ہوتا رہیگا
تو اُسکے عوض مین اسقدر روپیہ زیادہ اُس شخص کے پاس پہونچادین گے جس شخص کے پاس وہ روپیہ
پہونچ جانا منظور ہے اور کبھی ساہوکار ایسا بھی کرتے ہین کہ روپیہ زیادہ لیتے ہین اور ہنڈوی کے کاغذ
مین اُس سے کم لکھتے ہین یعنی ساہوکار کا مطلب یہ ہوتا ہی کہ جسقدر روپیہ ہمنے لیا ہے اُسمین سے اسقدر
روپیہ پہونچانیکے عوض مین بطور اُجرت کے ہم لینگے اور باقی اسقدر روپیہ اُس شخص کے پاس پہونچانیگے
جسکے پاس منظور ہے کہ یہ روپیہ پہونچ جاوے پہلی صورت مین یعنی ہنڈوی مین جب روپیہ پورا
لکھدیا جاوے تو اس صورت مین سود ہونے کا شبہہ نہین اور باقی دونون صورت مین صراحۃً سود ہے
دوسری صورت مین یعنی جب ہنڈوی کے کاغذ مین روپیہ بڑھاکر لکھدیا جاوے قباحت یہ ہے کہ
ہنڈوی کرانے والا سود لیتا ہی اور تیسری صورت مین یعنی جب ہنڈوی کے کاغذ مین روپیہ کم کرکے
لکھا جاوے یہ حرج ہے کہ ہنڈوی کرانے والا سود دیتا ہے لیکن بہت آسان ترکیب ہے کہ ان دونون صورت
مین بھی ایسے طور سے معاملہ کیا جاوے کہ سود دینا لازم اور نہ لینا لازم آوے مثلاً اگر منظور ہو کہ سو روپیہ
کی ہنڈوی کرائی جاوے اور شرط قرار پاوے کہ ہنڈوی کے عوض مین ساہوکار کو دس روپیہ دیا جاوے
تو چاہیے کہ اٹھانوے ۹۸ روپیہ ساہوکار کو دیا جاوے اور بارہ روپیہ کا پیسہ ساہوکار کے ہاتھ فروخت کیا
جاوے اس شرط پر کہ اُس بارہ روپیہ کے پیسے کی قیمت ساہوکار سے صرف دو روپیہ لیجاوے گی تو
سب ساہوکار کے ذمہ ہنڈوی کرنے والے کا سو روپیہ بطور قرض کے ہوگیا اب اُس ساہوکار سے
کہدیا جاوے کہ سو روپیہ فلان شخص کے پاس فلان مقام مین تم پہونچادو تو ایسی حالت مین یہ بھی ہوا
کہ ساہوکار کو دس روپیہ ہنڈوی کے عوض مین دیا گیا اور اس مین کوئی قباحت بھی نہوئی یعنے غیر
جنس ہونے کے سبب سے سود دینا لازم نہ آیا اور یہ حدیث صحیح مشکوٰۃ شریف مین موجود ہے کہ ایک

Marfat.com

شخص خیبر سے آیا اور وہ خرما لے آیا وہ خرما نہایت خوب اور نفیس تھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کیا خیبر مین سب خرما ایسا ہی ہوتا ہے تو اُس شخص نے عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا نَاْخُذُ هٰذَا
صَاعًا بِصَاعَیْنِ یعنی نہین یا رسول اللہ خیبر مین سب خرما اسی طرح کا نہین ہوتا بلکہ وہان دوسرے طرح کا بھی
خرما ہوتا ہی وہ خرما دو صاع دیتے ہین اور اُسکے عوض مین عمدہ خرما ایک صاع خریدتے ہین تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَیْنُ الرِّبٰوا لَا تَفْعَلْ هٰذَا یعنی یہ عین سود ہی کسی چیز کو اُسکے ہم جنس سے
زیادہ یا کم خریدنا ایسا کام نہ کیا کرو بَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِیْبًا یعنے بلکہ ایسا
کیا کرو کہ خراب خرما کو دراہم کے عوض مین فروخت کیا کرو اور پھر اُن دراہم سے بہتر خرما خرید لیا کرو اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جب معاملۂ خرید فروخت مین غیر جنس کا واسطہ ہو جاوے تو زیادہ لینے یا دینے مین سود
لازم نہین آتا یعنی مثلاً کوئی چیز دو سیر اُسکے غیر جنس کے عوض مین فروخت کی جاوے اور پھر وہ چیز غیر
جنس دیکر وہی سابق چیز ایک سیر خرید کیجاوے تو اس سے سود کا معاملہ لازم نہین آتا اور اگر یہ معاملہ
ہو کہ مثلاً ساہوکار کو سَو روپیہ دیا جاوے کہ وہ ساہوکار سَو روپیہ اُس شخص کے پاس پہونچا دیوے
جسکے پاس روپیہ بھیجنا منظور ہے اور یہ شرط قرار پاوے کہ ساہوکار سَو روپیہ مین سے روپیہ دینے والے
کو کچھ واپس دیدیگا اور اُسکو پھرت کہتے ہین اور ساہوکار سَو روپیہ پورا اُس شخص کے پاس پہونچا دے گا
جسکے پاس وہ روپیہ پہونچانیکی شرط ہے یعنی ایسا معاملہ اُس صورت مین ہوتا ہی جب ساہوکار کو روپیہ
لینے کی غرض ہوتی ہی مثلاً ساہوکار کی غرض ہو کہ جبتک روپیہ اُسکے پاس رہیگا اُس روپیہ سے ساہوکار
کو فائدہ ہوتا رہیگا تو اس صورت مین لازم آتا ہی کہ ہنڈوی کرانے والا سود لیتا ہے تو اس معاملہ کے
جواز کی ترکیب یہ ہی کہ مثلاً اگر منظور ہو کہ سَو روپیہ کی ہنڈوی کرائی جاوے اور شرط قرار پاوے کہ اُسمین
سے ساہوکار پانچ روپیہ واپس دیدیگا اور ایسے معاملہ مین جو روپیہ واپس ہوتا ہے اُسکو پھرت کہتے
ہین تو اس معاملہ کے جواز کی صورت یہ ہے کہ سَو روپیہ مین سے دس روپیہ ہنڈوی کرانے والا اپنے
پاس رکھ لیوے اور باقی نوّے روپیہ ساہوکار کو دیوے اور اُس دس روپیہ مین سے پانچ روپیہ کا پیسہ
توڑا دے اور وہ پیسہ بھی ساہوکار کو دیدیوے اور باقی پانچ روپیہ خود لے لیوے اور ساہوکار پورا سَو روپیہ
اُس شخص کے پاس پہونچا دیوے جسکے پاس وہ روپیہ پہونچانے کی شرط ہو تو اس معاملہ مین ایسا ہوا کہ
گویا پانچ روپیہ کا پیسہ دیا گیا اور اُسکے عوض مین دس روپیہ لیا گیا اور خلاف جنس ہونے سے اس معاملہ

Marfat.com

مین کچھ قباحت نہین مثلاً عام طور پر ایک روپیہ کا سولہ گنڈا پیسہ ملتا ہی اور بوقت ضرورت آٹھ گنڈا پیسہ ایک روپیہ دے کر لیا جاوے تو یہ سود نہین اسواسطے کہ سود یہ ہے کہ کوئی چیز دیجاوے اور اُسکے عوض دوسری چیز اُسی کی ہم جنس کم یا زیادہ لیجاوے اور باقی اور شرطین بھی سود کی پائی جاوین تو ایسے معاملہ مین سود ہوتا ہی اور جب کوئی چیز دیجاوے اور اُسکے غیر جنس چیزون مین سے کوئی دوسری چیز کم یا زیادہ لیجاوے تو یہ سود نہین اور ہنڈوی کی کراہت دفع ہونے کی علمانے ایک اور تدبیر لکھی ہے کہ ساہوکار سے پہلے ہنڈوی کا ذکر نہ کیا جاوے صرف بطور قرض کے ساہوکار کو روپیہ دیا جاوے اور اُسکے بعد ساہوکار سے کہا جاوے کہ یہ قرض فلان شخص کو فلان شہر مین ادا کردو اور اسی مضمون کی تحریر ساہوکار سے لکھوالیوے اسواسطے کہ ہنڈوی مکروہ ہے صرف اسوجہ سے کہ ہنڈوی کرانے والے کو اس قرض سے فائدہ ہوتا ہے یعنی راہ مین روپیہ کے نقصان ہونے کا خطرہ نہین رہتا اور قرض مین جب قرض خواہ کے نفع کی شرط ہوتی ہے تو اُس معاملہ مین سود کا شبہہ ہوجاتا ہے اور جب ایسے نفع کی شرط نہوئی تو اُسمین سود کا شبہہ بھی نہین یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ معاملہ ہو کہ ساہوکار کو جسقدر روپیہ دیا جاوے اُسیقدر روپیہ ساہوکار اُس شخص کے پاس پہونچادیوے جس شخص کے پاس روپیہ پہونچانے کی شرط ہو تو ایسے معاملہ مین بھی ہنڈوی کرانے مین کراہت ہے اسواسطے کہ ہنڈوی کرانے والے کو روپیہ بطور قرض کے دینے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ راہ مین اُس روپیہ کے نقصان ہونے کا خطرہ نہین رہتا تو ایسے معاملہ مین سود کا شبہہ ہوتا ہے اسواسطے علمانے یہ ترکیب لکھی ہے کہ پہلے ہنڈوی کا ذکر نہووے تا قرض سے فائدہ لینے کی شرط قرض مین نہووے اور شبہہ سود کا نہو اور بلا کراہت یہ معاملہ ہنڈوی کا صحیح ہوجاوے۔

سوال۔ تمام ملک نصاریٰ کا بالاتفاق دارالحرب ہے یا نہین اور اگر تمام ملک نصاریٰ کا دارالحرب ہے تو جائز ہے یا نہین کہ اہل اسلام اُن نصاریٰ سے سود لیوین۔

سوال۔ دیگر جس جگہہ کفار کی عملداری ہے وہان جب جمعہ پڑھ لیا جاوے تو اُسدن کے ظہر کی فرضیت ساقط ہوجاتی ہی یا نہین۔

Marfat.com

سوال - دیگر اہل اسلام ضرورت کیوجہ سے کفار کو روپیہ دیتے ہین اور اُن سے سود لیتے ہین یا کفار سے قرض لیتے ہین اور اُنکو سود دیتے ہین یہ جائز ہے یا نہین -

جواب - دار الحرب ہونے کی شرطین روایات فقہیہ مین مذکور ہین اُن روایتون کو ملاحظہ کرنا چاہیے چنانچہ وہ شرطین اس جواب مین کچھ لکھی جاوین گی خیال کرنا چاہیے کہ وہ شرطین اگر نصاریٰ کے ملک مین پائی جاتی ہین تو وہ ملک دار الحرب ہے اور جب کوئی چیز پائی جاتی ہے تو اُس کے لوازم بھی ضرور پائے جاتے ہین تو جب نصاریٰ کا ملک دار الحرب ہوا تو اُس ملک مین کفار سے سود لینا اور کفار کو سود دینا بھی جائز ہوا اسواسطے کہ ہدایہ مین مذکور ہے وَلَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ یعنے مسلمان اور کافر حربی کے درمیان دار الحرب مین سود حرام نہین اور یہ قاعدہ ہے کہ روایات مین جو حکم مطلق ہوتا ہے وہ عام ہوتا ہے تو دونون صورت یعنی سود لینا اور دینا حرمت کی نفی مین داخل ہوئی لیکن مسلمانون کو چاہیے کہ کافر حربی کو سود دینے مین احتیاط کرے بے ضرورت کافر حربی کو بھی سود نہ دیوے اور دار الحرب مین جمعہ قائم کرنے کے بارہ مین یہ حکم ہے کہ اگر دار الحرب مین کسی جگہ مسلمان حاکم کفار کی طرف سے مقرر ہووے تو درست ہے اُس حاکم کی اجازت سے جمعہ قائم کیا جاوے اور اگر مسلمان حاکم نہووے تو مسلمانون کو چاہیے کہ جو شخص امانت دار اور دیانت دار ہو اُسکو رئیس مقرر کر دیوین تا اُس رئیس کی اجازت سے اُسکے سامنے نماز جمعہ و عیدین قائم کیجاوے اور جس نابالغ کا ولی نہو اُسکا نکاح کیا جاوے اور لاوارث مال اور یتیمون کی حفاظت کیجاوے اور جب کسی میت کے ترکہ کی تقسیم مین نزاع ہو تو ترکہ اُس میت کے وارثون مین اُن کے حصون کے مطابق تقسیم کیا جاوے مگر اُس رئیس کو اُمور ملکی مین تصرف اور دخل نہوگا اور اگر دار الحرب مین کسی جگہ کفار کی طرف سے مسلمان حاکم مقرر نہو اور نہ مسلمانون نے کسی شخص امانت دار کو وہان رئیس قرار دیا ہو تو وہان چاہیے کہ بعد ادا کرنے نماز جمعہ کے چار رکعت فرض اس نیت سے پڑھے کہ وہ آخر ظہر پڑھتا ہون جسکا وقت مین نے پایا مگر اُسکو مین نے نہ پڑھا تا جمعہ کے وقت کا فرض یقیناً ادا ہو جاوے فِی الْهِدَایَةِ لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ خِلَافًا لِاَبِیْ یُوْسُفَ وَالشَّافِعِیِّ لَهُمَا اَنَّ الْاِعْتِبَارَ بِالْمُسْتَاْمِنِ مِنْهُمْ فِیْ دَارِنَا وَلَنَا قَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ وَلِاَنَّ مَالَهُمْ مُبَاحٌ فِیْ دَارِهِمْ فَبِاَیِّ طَرِیْقٍ اَخَذَهُ الْمُسْلِمُ اَخَذَ

Marfat.com

مَالَا مُبَاحَا اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ غَدْرٌ بِخِلَافِ الْمُسْتَامِنِ مِنْهُمْ لِاَنَّ مَالَهٗ صَارَ مَحْظُوْرًا بِعَقْدِ الْاَمَانِ اِنْتَهٰى
یعنی ہدایہ مین لکھا ہے کہ مسلمان اور کافر حربی کے درمیان دارالحرب مین سود حرام نہین اس مسئلہ مین
خلاف ہی امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کا ان دونون صاحبونکی دلیل یہ ہی کہ جو کافر دارالاسلام مین
مسلمانونسے امن لیکر رہتا ہو دے تو وہان اُس کافر اور مسلمان کے درمیان سود کا معاملہ ناجائز ہے وہی حکم
کافر حربی کے بارہ مین دارالحرب مین ہوگا یعنے دارالحرب مین کافر حربی اور مسلمانون کے درمیان سود کا
معاملہ ناجائز ہوگا اور ہماری دلیل یہ حدیث شریف ہے کہ مسلمان اور کافر حربی کے درمیان دارالحرب مین
سود حرام نہین اور یہ دلیل بھی ہے کہ دارالحرب مین کفار حربی کا مال مباح ہوتا ہے تو جس طور سے
وہ مال مسلمان لے لیوینگا یہی حکم ہوگا کہ اس مسلمان نے مال مباح لیا ہے بشرطیکہ وہ مال لینے مین
عہد شکنی نہووے بخلاف اُس کافر کے جو مسلمانون سے پناہ لیکر دارالاسلام مین ہوا سواسطے کہ
اُس کافر کو پناہ دیدیجاتی ہے اسوجہ سے اُسکا مال لے لینا منع ہوجاتا ہی وَفِی الْعَالَمْگِیْرِیَّةِ مِنْ بَابِ
اِسْتِیْلَاءِ الْکُفَّارِ اِعْلَمْ اَنَّ دَارَ الْحَرْبِ تَصِیْرُ دَارَ الْاِسْلَامِ بِشَرْطٍ وَّاحِدٍ وَّهُوَ اِظْهَارُ
حُکْمِ الْاِسْلَامِ فِیْهَا قَالَ مُحَمَّدٌ فِی الزِّیَادَاتِ اِنَّمَا تَصِیْرُ دَارَ الْاِسْلَامِ دَارَ الْحَرْبِ عِنْدَ اَبِیْ
حَنِیْفَةَ بِشَرَائِطَ ثَلٰثَةٍ اَحَدُهَا اِجْرَاءُ اَحْکَامِ الْکُفَّارِ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِشْتِهَارِ وَاَنْ لَّا یُحْکَمَ فِیْهَا
بِحُکْمِ الْاِسْلَامِ وَالثَّانِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مُتَّصِلَةً بِدَارِ الْحَرْبِ لَا یَتَخَلَّلُ بَیْنَهُمَا بَلْدَةٌ مِّنْ بِلَادِ الْاِسْلَامِ
وَالثَّالِثُ اَنْ لَّا یَبْقٰی فِیْهَا مُؤْمِنٌ وَّلَا ذِمِّیٌّ اٰمِنًا بِالْاَمَانِ الْاَوَّلِ الَّذِیْ کَانَ ثَابِتًا قَبْلَ اِسْتِیْلَاءِ
الْکُفَّارِ لِلْمُسْلِمِ بِاِسْلَامِهٖ وَالذِّمِّیِّ بِعَقْدِ الذِّمَّةِ وَصُوْرَةُ الْمَسْئَلَةِ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَوْجُهٍ اِمَّا
اَنْ یَّغْلِبَ اَهْلُ الْحَرْبِ عَلٰی دَارٍ مِّنْ دُوْرِنَا اَوِ ارْتَدَّ اَهْلُ مِصْرٍ وَغَلَبُوْا وَاَجْرَوْا اَحْکَامَ
الْکُفْرِ اَوْ نَقَضَ اَهْلُ الذِّمَّةِ الْعَهْدَ وَتَغَلَّبُوْا عَلٰی دَارِهِمْ فَفِیْ کُلٍّ مِّنْ هٰذِهِ الصُّوَرِ
لَا تَصِیْرُ دَارَ الْحَرْبِ اِلَّا بِثَلَاثِ شَرَائِطَ وَقَالَ اَبُوْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ بِشَرْطٍ وَّاحِدٍ لَا غَیْرُ وَهُوَ
اِظْهَارُ اَحْکَامِ الْکُفْرِ وَهُوَ الْقِیَاسُ اِنْتَهٰی اَیْضًا فِی الْعَالَمْگِیْرِیَّةِ مِنْ بَابِ الْجُمُعَةِ
بِلَادٌ عَلَیْهَا وُلَاةُ کُفَّارٍ یَجُوْزُ لِلْمُسْلِمِیْنَ اِقَامَةُ الْجُمُعَةِ وَیَصِیْرُ الْقَاضِیْ
قَاضِیًا بِتَرَاضِی الْمُسْلِمِیْنَ وَیَجِبُ عَلَیْهِمْ اَنْ یَّلْتَمِسُوْا وَالِیًا مُّسْلِمًا کَذَا فِیْ مِعْرَاجِ الدِّرَایَةِ اِنْتَهٰی
یعنی فتاوی عالمگیری مین باب استیلاء الکفار مین لکھا ہی کہ دارالحرب صرف ایک شرط پائے جانے

سے دارالاسلام ہوجاتا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ اُس دارالحرب مین اسلام کا حکم ظاہر کردیا جاوے امام محمدؒ نے زیادات مین لکھا ہے کہ دارالاسلام امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اسوقت دارالحرب ہوجاتا ہے جب اُس دارالاسلام مین یہ تین شرطین پائی جاوین پہلی شرط یہ ہے کہ اُس دارالاسلام مین کفار کے احکام جاری اور شائع ہوجاوین وہان اسلام کا حکم باقی نرہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ دارالحرب کے ساتھ وہ دارالاسلام متصل ہوجاوے اُن دونون مقامات کے درمیان مین اسلام کا کوئی شہر نہو اور تیسری شرط یہ ہے کہ اُس دارالاسلام مین کوئی مسلمان امن کے ساتھ باقی نرہے اُس امن کے ذریعہ سے جو اسکو سابق مین اسلام کے سبب سے حاصل تھا اور نہ وہان کوئی کافر ذمی امن کے ساتھ باقی رہ جاوے اُس امن کے ذریعہ سے جو سابق مین اسکو حاصل ہوا تھا اور صورت اُس مسئلہ کی جسمین یہ طور ہے یا یہ کہ کفار حربی کا غلبہ کسی دارالاسلام مین ہوجاوے یا کسی شہر کے لوگ مرتد ہوجاوین نعوذ باللہ من ذلک اور ان لوگون کا غلبہ ہوجاوے اور وہ لوگ احکام کفر کو جاری کردیوین یا کسی جگہ کے کفار ذمی عہد شکنی کرین اور وہان اُن کا غلبہ ہوجاوے تو دارالاسلام ان صورتون مین دارالحرب نہو جاویگا البتہ دارالاسلام اُس حالت مین دارالحرب ہوجاویگا کہ وہان وہ تین شرطین پائی جائین جنکا ذکر اوپر ہوا ہے اور امام ابویوسف اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ جب کسی مقام مین کفر کے احکام شائع ہوجاوین تو وہ مقام صرف اسی ایک شرط کے پائے جانے سے دارالحرب ہوجاویگا دوسری شرط کی ضرورت نہین اور یہی حکم قیاس کے موافق ہے اور یہ بھی فتاوی عالمگیری مین باب الجمعہ مین مذکور ہے کہ جن شہر ونمین والیان ملک کفار ہین تو وہان اہل اسلام کے لیے جائز ہے کہ جمعہ قائم کرین اور وہان کے اہل اسلام جس شخص کے قاضی ہونے پر راضی ہوجاوینگے وہی شخص شرعًا قاضی ہوجاویگا مگر اہل اسلام پر واجب ہے کہ کوئی مسلمان والی ملک تلاش کرین ایسا ہی معراج الدرایہ مین ہے یہ مضمون فتاوی عالمگیری کی عبارت مذکورہ کا ہے۔

سوال ۔کوئی بت پرست بت سے مدد چاہتا تھا کسی عالم نے اُسکو منع کیا کہ شرک مت کر تو بت پرست نے کہا کہ اگر میرا عقیدہ یہ ہو کہ بت خدا کا شریک ہے اور اسوجہ سے اُسکی پرستش کرون تو البتہ یہ شرک ہے اور اگر میرا اعتقاد یہ ہے کہ بت مخلوق ہے اور اُسکی پرستش کرون تو یہ کیون شرک ہوگا تو اس عالم نے کہا کہ کلام مجید مین متواتر آیا ہے کہ غیر خدا سے مدد نہ چاہو تو بت پرست

Marfat.com

ہ کہا کہ آدمی ایک دوسرے سے کیون سوال کرتے ہین تو عالم نے کہا کہ آدمی زندہ ہین اُن سے سوال
ہ نہین اور تیرے بت مثلاً کنھیا اور کالکا وغیرہ مردہ ہین یہ کسی چیز پر قادر نہین، تو بت پرست نے
ا کہ تم لوگ اہل قبور سے مدد اور شفاعت چاہتے ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ تملوگ بھی شرک کرتے ہو
صل کلام تملوگ اہل قبور کو جیسا جانتے ہو ویسا ہی ہملوگ کنھیا اور کالکا کی تصویر کو سمجھتے ہین ظاہرا
ں قبور مین کچھ قوت ہے نہ بت مین ہے اور اگر تمھارا کلام یہ ہے کہ اہل قبور مین باطنی قوت ہے اسوجہ
ے ان لوگون سے حاجت روائی ہوتی ہے تو بتون سے بھی اکثر حاجت روائی ہو جاتی ہے اور
تملوگ یہ کہو کہ ہملوگ اہل قبور سے صرف یہی کہتے ہین کہ خدا سے ہمارے واسطے شفاعت کرو تو مین
ی بتونسے ایسی ہی شفاعت چاہتا ہون تو جب ثابت ہوا کہ اہل قبور سے استمداد جائز ہے تو بعض
سلمان ضعیف الاعتقاد سیتلا اور مسانی وغیرہ کی پرستش سے کیون باز آوین گے۔

جواب اس سوال کے چند مقامات مین شبہہ واقع ہو گیا ہے اُن مقامات سے خبردار ہو جانا چاہیے
وقت انشاء اللہ تعالیٰ اس سوال کا جواب بفضلہ تعالیٰ بخوبی واضح ہو جاویگا اول یہ کہ مدد
ہنا دوسری چیز ہے اور پرستش دوسری چیز ہے عوام مسلمان مین یہ نقصان ہے کہ وہ لوگ
ف شرع طور پر اہل قبور سے مدد چاہتے ہین مگر وہ بھی پرستش نہین کرتے اور بت پرست لوگ
سے مدد بھی چاہتے ہین اور پرستش بھی کرتے ہین پرستش سے مراد یہ ہے کہ کسی کو سجدہ کرے
سی چیز کی عبادت کی نیت سے اُس چیز کا طواف کرے یا بطریق تقرب کے کسی کے نام کا وظیفہ کرے
سکے نام سے کوئی جانور ذبح کرے یا اپنے کو کسی کا بندہ کہے اور جو جاہل مسلمان اہل قبور کے ساتھ
سا کوئی امر کرے یعنے مثلاً اہل قبور کو سجدہ کرے تو وہ فی الفور کافر ہو جاویگا اور اسلام سے خارج
و جاویگا دوسرا یہ امر اس سوال مین قابل لحاظ ہے کہ مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے ایک طور یہ ہے
کہ کسی مخلوق دوسری مخلوق سے مدد چاہے جیسے امیر اور بادشاہ سے نوکر اور فقیر اپنی حاجتون مین
مدد چاہتے ہین اور عوام الناس ایسا ہی اولیاء اللہ سے یہ چاہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین آپ
دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارا فلان مطلب حاصل ہو جاوے اس طور سے مدد چاہنا شرعاً جائز
اور مردہ سب سے جائز ہے اور دوسرا طور مدد چاہنے کا یہ ہے کہ جو چیزین خاص اللہ تعالیٰ کی قدرت
مین ہین مثلاً لڑکا دنیا یا پانی برسانا یا بیماریون کو دفع کرنا یا عمر زیادہ کرنا یا ایسی اور جو چیزین

Marfat.com

جو خاص اللہ تعالیٰ کی قدرت مین ہین ایسی چیزون کے لیے کسی مخلوق سے کوئی شخص التجا کر
اور اس شخص کی نیت یہ ہو کہ وہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے
ہمارا یہ مطلب حاصل ہو تو یہ حرام مطلق ہے بلکہ کفر ہے اور اگر کوئی مسلمان اولیاء اللہ سے اس ناجائز
طور سے مدد چاہے یعنی اُن کو قادر مطلق سمجھے خواہ وہ اولیاء اللہ زندہ ہون یا وفات پائی ہو تو وہ
مسلمان اسلام سے خارج ہو جاویگا بت پرست لوگ بھی اسی ناجائز طور سے اپنے معبودان باطل سے
مدد چاہتے ہین اور اس امر ناجائز کو وہ لوگ جائز جانتے ہین اور اس سوال مین یہ جو مذکور ہے کہ بت
نے کہا کہ مین بھی اپنے بتون سے صرف شفاعت چاہتا ہون جیسا تملوگ پیغمبرون اور اولیاء اللہ سے
سفارش چاہتے ہو تو یہ کلام بھی مکر و فریب سے خالی نہین اسواسطے کہ بت پرست لوگ ہرگز شفاعت
نہین چاہتے بلکہ بت پرست لوگ شفاعت کا معنی جانتے ہی نہین اور نہ اُن لوگون کو شفاعت کا خیال
ہوتا ہے شفاعت سے مراد سفارش ہے اور سفارش سے مقصود یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص
کے مطلب کے لیے کسی تیسرے شخص سے کہے اور بت پرست لوگ ایسا نہین سمجھتے اور نہ وہ لوگ بت سے
یہ کہتے ہین کہ تم ہماری سفارش اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین کرو اور ہمارا مطلب اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے
حاصل کرا دو بلکہ وہ لوگ خاص بتون سے اپنا مطلب چاہتے ہین اور یہ جو اُس بت پرست نے کہا کہ
اہل قبور کو جیسا تم جانتے ہو ویسا ہی کنھیا اور کالکا کی تصویر کو ہم بھی سمجھتے ہین تو یہ بھی غلط در غلط
ہے اسواسطے کہ یہ ثابت ہے کہ اگرچہ بعد موت کے بدن قبر مین دفن کر دیا جاتا ہے مگر اُس بدن کے
ساتھ روح کا تعلق ضرور رہتا ہے اسواسطے کہ ایک مدت دراز تک اُس بدن مین روح رہ چکی ہے
اور بت پرست لوگ اپنے معبودون کی قبر کی تعظیم نہین کرتے بلکہ خود تصویرون اور پتھرون اور
درختون اور دریاؤن کو قرار دیتے ہین کہ یہ فلان کی تصویر ہے حالانکہ اُسکی روح کو اُس چیز سے
کچھ تعلق نہین رہتا اور ایسا بھی نہین کہ وہ چیز وہان جلائی گئی ہو تو ایسے محض فرضی قرار داد کا
کچھ اعتبار نہین البتہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے لوگون کی مراد پوری کر دیتا ہے تو بت پرستون کو
خیال ہوتا ہی کہ بتون سے یہ فائدہ حاصل ہوا ہے اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے بندون کی حالت
جانتا ہے اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ دنیا مین لوگون کی حاجت روائی بالکل موقوف نہ کر دیجاوے
چاہے کوئی کسی سے اپنے مطلب کے لیئے خواستگار ہووے مگر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہی

Marfat.com

مطلب پورا کردیتا ہے مثلاً باپ مہربان اپنے چھوٹے بچے کی حاجت جانتا ہے جب وہ لڑکا خدمتگار اپنی دایہ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو وہ چیز اُس لڑکے کو اُسکا باپ دیدیتا ہے حالانکہ خدمتگار اور کے اختیار مین وہ چیز نہین رہتی ایسا ہی حال ہونگا ہے بلکہ اصول شرع کے موافق یہ ہے کہ اہل قبور اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین سفارش کرتے ہین کہ فلان شخص کا مطلب حاصل ہو تو جب اللہ کو منظور ہوتا ہے تو وہ مطلب حاصل ہوتا ہے اور سوال مین یہ جو مذکور ہے کہ جب یہ ثابت ہوا کہ قبور سے استمداد جائز ہے تو بعض مسلمان ضعیف الاعتقاد سیتلا و مسانی وغیرکی پرستش چھوڑ بیٹھنگے تو جاننا چاہیے کہ اہل قبور سے استمداد اور سیتلا و مسانی وغیرہ کی پرستش چند وجوہ سے فرق ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ جن اہل قبور سے استمداد کیجاتی ہے اور اُن کا حال معلوم ہے وہ اہل قبور صالحین اور بزرگان دین سے ہوگئے ہین اور سیتلا اور مسانی موہوم محض ہین اُن کا وجود معلوم نہین بلکہ بت پرستون نے اُن کا صرف فرضی خیال کرلیا ہے دوسری وجہ فرق کی یہ ہے کہ اگر بالفرض سیتلا اور مسانی کا کبھی وجود بھی تھا تو یہ قسم سے ارواح خبیثہ شیاطین کے ہونگے کہ خلق کی ایذا رسانی پر کمر باندھی ہے ان کو ارواح پاک انبیا اور اولیا سے کیا مناسبت تیسری وجہ فرق کی یہ ہے کہ اہل قبور سے استمداد بطور دعا کے ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین دعا کرین تا ہمارا مطلب حاصل ہووے اور سیتلا وغیرہ کی پرستش جو لوگ کرتے ہین اُنکا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ان کو مستقل طور پر حاجت روائی کا اختیار ہے اور یہ قادر مطلق ہین اور یہ شرک کفر ہے نعوذ باللہ من ذلک۔

سوال ۔کسی مرد صالح کی وفات ہوتی ہے تو لوگ اُن کا نام لیکر کہا کرتے ہین کہ فلان صاحب ہین یہ امر اہلسنت وجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے یا نہین اسواسطے کہ عقیدۂ اہلسنت کی دس خصلتین ہین منجملہ اُن کے ایک خصلت یہ ہے کہ کسی شخص کو قطعی اور یقینی طور پر یا دوزخی نہ کہنا چاہیئے۔

جواب ۔کسی بزرگ کو اُن کی زندگی مین اور وفات کے بعد جو ولی کہتے ہین تو اُسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ولی کے افعال اور اقوال اُن سے صادر ہوا کرتے تھے اور ولی کی صفتین اُنمین ظاہر تھین البتہ اہلسنت کے عقیدہ کے خلاف یہ ہے کہ قطعی اور یقینی طور پر کہا جاوے کہ فلان شخص یقیناً بہشتی

Marfat.com

ہے اسواسطے کہ علام الغیوب کے سوا کسی کو کسی دوسرے کے باطن اور خاتمہ کا حال معلوم نہین
اور اِمْسَاكٌ عَنِ الشَّهَادَتَيْنِ سے یہی مراد ہے کہ قطعی اور یقینی طور پر یہ نہ کہنا چاہیے کہ فلان
شخص بہشتی ہے اور نہ یہ کہنا چاہیے کہ فلان شخص دوزخی ہے البتہ اسقدر کہہ سکتے ہین کہ فلان شخص
بہشتی کا کام کرتا ہی ہمکو اُمید ہے کہ اُسکی نجات ہوجاوے گی اور فلان شخص دوزخی کا کام کرتا ہی
ہمکو خوف ہے کہ اُسپر عذاب ہوگا چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے حق مین ایسا ہی فرمایا اُسوقت کہ ام العلا نے اُن کے
حقمین قطعی بہشتی ہونیکی شہادت دی جاننا چاہیے کہ عشرۂ مبشرہ یعنی دس صحابہ کو خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشتی فرمایا تو اُن صاحبون کو قطعی طور پر ضرور بہشتی کہنا چاہیے۔

سوال۔ حدیث مین ہے اِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَلَا اَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ اسمین لَا اَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ
کا لفظ وارد ہے یہ لفظ مخالفین ذکر کیا کرتے ہین اس غرض سے کہ اُن کا مذہب ثابت ہو اور
اسکا جواب بخوبی دل مین نہین گذرتا سوا اس جواب کے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ مقدر نہین
ہے کہ علی رضؓ کو بلا فصل یعنی لوگ خلیفۂ اول مقرر کرینگے۔

جواب۔ لفظ لَا اَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ کا تین معنی ہے پہلا معنے یہ ہے اور یہ معنے اہل کلام نے کہا ہی
لَا اَرَاكُمْ تَسْتَخْلِفُوْنَ الْمَفْضُوْلَ مَعَ وُجُوْدِ الْاَفْضَلِ اَعْنِي الشَّيْخَيْنِ فَاِنَّ خِلَافَةَ الْمَفْضُوْلِ
مَعَ وُجُوْدِ الْاَفْضَلِ وَاِنْ جَازَ عِنْدَ الْبَعْضِ لٰكِنَّهٗ تَرْكُ الْاَوْلٰى فَلَا تُقْدِمُوْنَ عَلَيْهِ یعنی مین تم لوگون کو
ایسا نہین دیکھتا کہ خلیفہ مقرر کروگے مفضول کو باوجود موجود ہونے افضل کے
یعنی باوجود ہونے شیخین کے اسواسطے کہ خلافت مفضول کی اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہے
باوجود موجود ہونے افضل کے مگر یہ امر بہتر نہین پس ایسے امر پر تملوگ اقدام نکروگے دوسرا
جواب یہ ہے اور یہ جواب شراح حدیث نے کہا ہے کہ لَا اَرَاكُمْ تَسْتَخْلِفُوْنَ عَلِيًّا مَعَ صِغَرِ سِنِّهٖ
وَحَدَاثَةِ عُمْرِهٖ لِاَنَّ تَرْجِيْحَ الْاَكْبَرِ عَلَى الْاَصْغَرِ مَعَ تَسَاوِي الْعِلْمِ وَالْقِرَاءَةِ وَالْهِجْرَةِ اَمْرٌ
مَعْلُوْمٌ لَكُمْ فِيْ اِمَامَةِ الصُّغْرٰى فَتُقِيْسُوْنَ عَلَيْهِ الْاِمَامَةَ الْكُبْرٰى یعنی مین تم لوگون کو
ایسا نہین دیکھتا کہ خلیفہ مقرر کروگے علیؓ کو ایسی حالت مین کہ اُن کا سن کم ہے اور اُن کی نئی عمر
ہے اسواسطے کہ تم لوگون کو یہ معلوم ہے کہ امامت صغرے مین زیادہ عمر والے کو ترجیح ہے

Marfat.com

ن پر اُس صورت مین کہ وہ دونون شخص برابر ہون علم اور قرارۃ اور ہجرت مین تو اسی امر پر
مت کبریٰ کو بھی قیاس کروگے تیسرا جواب وہ ہے جو مین نے اپنے حضرت شیخ سے یہ حدیث
ھنے کے وقت سُنا ہے اور وہ جواب میرے نزدیک زیادہ مرجح ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ یہ کلمہ اشارہ
ہے اس امر کی طرف کہ باوجود اسکے کہ آپ کو اپنے زمانۂ خلافت مین استحقاقِ کامل خلافت کا
حاصل ہوگا مگر اس امر پر اُمت کا اتفاق نہ ہوگا اسواسطے کہ سب اہل شام اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ
را صحاب جمل کا اتفاق آپ کی ابتلاع پر نہوا۔

سوال۔ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ اولیا کے مقابر جو ہندوستان مین ہین
ن کے متعلق مواضع اور اراضی ہے اس غرض سے کہ اُسکی آمدنی درگاہ کے مصارف مین صرف
اور وارد و صادر کی مہمانی وغیرہ کا سامان اُس سے مہیا کیا جاوے اگر کسی ولی کے اہل خاندان
ہین کہ اُس ولی کے مقبرہ کے متعلق جو مواضع اور اراضی ہی تو اُسکو باہم تقسیم کرلیوین اور فرائض کے
طابق اپنا اپنا حصہ لے لیوین تو شرعًا وہ لوگ ایسا کرسکتے ہین یا نہین اور اگر وہ لوگ باہم تقسیم نہین
کرسکتے تو کون شخص اُسکا متولی ہوگا کہ اُسکی خبرگیری کرے اور جو کچھ نذر و نیاز کی روزانہ آمدنی درگاہ
ن ہوتی ہے اُسمین فرائض جاری ہوسکتا ہے یا نہین اور اگر ولی کے خاندان سے ایک لڑکی
را ایک لڑکا اور بھائی حقیقی باہم نزاع کرین اور یہ نزاع سجادہ نشینی یعنے خلافت کے بارہ مین ہو
ن لوگون مین سے سجادہ نشینی کا مستحق کون ہوگا سجادہ نشینی اور خلافت کا دعویٰ قاضی وقت
عت کرسکتا ہی یا نہین اور اگر قاضی ایسے دعویٰ کی سماعت نہین کرسکتا تو یہ نزاع کس طرح
ں کیجاوے اور سجادہ نشین کون شخص مقرر کیا جاوے۔

جواب۔ جو مواضع اور اراضی اس غرض کے لیے متعین ہے کہ اُسکی آمدنی درگاہ اور وارد
صادر کے مصارف مین صرف ہووے تو ولی کے اہل خاندان کا یہ استحقاق نہین کہ اُنکو بطور
ہن کے باہم تقسیم کرلیوین اور اپنا اپنا حصہ لے لیوین بلکہ اُن لوگون کو چاہیے کہ اپنی طرف سے
ایک شخص کو متولی مقرر کردیوین تا اُس مواضع وغیرہ کی آمدنی وہ متولی موافق حاجت کے تقسیم
رے البتہ اگر ولی کی اولاد محتاج ہین اور وہ درگاہ کے خدام اور متعلقین مین سے بھی ہین تو
لوگون کا بھی حصہ بقدر اُن کی حاجت کے ہوگا اور اگر وہ لوگ باہمی نزاع کے سبب سے

Marfat.com

ایک شخص کو متولی قرار ندیوین تو حاکم عادل کو چاہیے کہ اُس وقف کا متولی اُن لوگون مین سے
ایسے کسی ایک شخص کو قرار دیدیوے جو عادل اور امانت دار ہو اور نذر و نیاز جو روزانہ درگاہ مین
آوے وہ بقدر حاجت کے ولی کی اولاد اور درگاہ کے خدام کے مصارف مین صرف کرنا چاہیے اور
کسی ایک شخص کو جو امانت دار ہو متولی مقرر کر دینا چاہیے کہ وہ نذر و نیاز کو جمع کیا کرے اور بطور
مناسب تقسیم کر دیا کرے اور منجملہ اولاد کے جو لوگ زندہ ہون اُن مین اور خدام مین تقسیم کرنا چاہیئے
یہ تقسیم اُن لوگون کی تعداد کے اعتبار سے ہوگی مانند تقسیم خمس غنیمت کے ذوی القربیٰ مین البتہ
جن لوگون کی حاجت زیادہ ہو یا وہ لوگ درگاہ مین زیادہ خدمت کرتے ہون یا اُن کے باعث سے
خلائق کا مرجع زیادہ ہو تو تقسیم مین ایسے لوگون کو ترجیح دینے مین کچھ مضائقہ نہین جیساکہ مثلاً جہاد
مین کوئی شخص کسی مشکل کام کو انجام کر دیوے تو اُسکو اُسکے معمولی حصہ کے علاوہ خمس غنیمت سے
کچھ زیادہ بھی دیا جاوے تو اس امر مین کچھ حرج نہین اور سجادہ نشینی اور خلافت کا دو معنے ہے
ایک معنے یہ ہے کہ سجادہ نشینی اور خلافت سے مراد وہ ریاست ہے جسکے ذریعہ سے اُن اُمور کا منصب
حاصل ہووے یعنی نذر و نیاز جمع کرنا اور اُسکے مستحقین مین تقسیم کرنا اور خدام کو معزول اور مقرر کرنا
اور باعتبار مصلحت کے کوئی امر مقدم کرنا اور کوئی امر مؤخر کرنا اور اس منصب مین وراثت کا حکم
نہین ہو سکتا بلکہ جو لوگ نذر و نیاز کے مستحق ہون اُن لوگون کے اتفاق رائے سے کوئی شخص اس
منصب پر مقرر کیا جاویگا اور اگر وہ لوگ کسی ایک شخص کے بارہ مین اتفاق رائے نہ کرین تو حاکم
عادل اپنی رائے سے کسی شخص کو اس منصب پر مقرر کر دیگا دوسرا معنے سجادہ نشینی اور خلافت کا یہ ہے
بیعت لینا یعنے مرید کرنا اور اذکار کی تعلیم کرنا اور جمعہ و جماعت قائم کرنا اور حلقہ ذکر و اشغال کو
ترتیب دینا اور یہ منصب بھی موروثی نہین بلکہ یہ منصب اس کام کی لیاقت پر موقوف ہے اور
یہ امر کہ کس شخص مین اس منصب کی لیاقت ہے تو بقیاس خلافت کبریٰ کے اس امر کے دریافت
کرنے کا بھی تین طریقہ ہے پہلا طریقہ یہ ہے کہ سابق سجادہ نشین نے کسی شخص کو اپنا خلیفہ قرار دیا ہو
اور اخذ بیعت اور تلقین اذکار و اوراد کے لیے اپنے حضور مین اُسکو اجازت اور اذن دیدیا ہو
اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سابق سجادہ نشین کے خلفا اور مریدان اور اُسکے پیر کا اتفاق اور اجماع
ہو کہ فلان شخص کو سجادہ نشینی اور خلافت دیجاوے تیسرا طریقہ یہ ہے کہ شوریٰ ہووے یعنی

Marfat.com

ند شخص تجربہ کار اور اس طریقہ کے لوگ باہم مشورہ کرین اور یہ تجویز کرین کہ اُس بزرگ کی اولاد یا
خاندان مین سے کون شخص اس قابل ہے کہ سجادہ نشین مقرر کیا جاوے پھر جو شخص اس قابل معلوم ہو
اسکو سجادہ نشین مقرر کرین اور دعوے اس سجادہ نشینی اور خلافت کا ابتدأً قاضی سماعت نہ کرے
مگر جن لوگون مین نزاع ہو اُن لوگون سے یہ کہدے کہ تم لوگون مین سے جو زیادہ لائق ہو اُسکو سجادہ نشین
اور خلیفہ مقرر کردو یا قاضی کو چاہیے کہ اُن لوگون مین سے چند شخصون کو منتخب کرے اور اُن لوگون سے
یہ کہدے کہ تمکو گ مشورہ کرو اور باہمی مشورہ سے جو شخص قابل اس کام کے معلوم ہو اُسکو اس کام پر
سجادہ نشین مقرر کردو مگر تین طریقہ سجادہ نشین مقرر کرنے کا جو اوپر مذکور ہوا ہے منجملہ اُن کے کسی طریقہ
سے جب کوئی شخص سجادہ نشینی اور خلافت کے لیے متعین ہو چکا ہو اور پھر کوئی دوسرا شخص اُس کے
ساتھ اس امر مین نزاع کرے تو البتہ قاضی کو چاہیے کہ پہلے شخص کے دعوے کی سماعت کرے اور
گواہان معتبر کی شہادت لیوے جب اُن کی شہادت سے ثابت ہو جاوے کہ تین طریقہ مذکورۂ بالا مین
سے کسی طریقہ سے قرار پا چکا ہے کہ یہ شخص سجادہ نشینی اور خلافت کے لیے متعین کیا جاوے تو چاہیے
کہ قاضی اُسی شخص کو سجادہ نشین اور خلیفہ مقرر کردیوے اور اگر کوئی دوسرا شخص یہ دعوے کرے
کہ یہ شخص نااہل ہے اور بہتر خصلت کو تغیر اور تبدل کرتا ہے تو قاضی اس امر کی تحقیقات کرے اس امر کا
صدق اور کذب دریافت کرے پھر اُسکے نزدیک اگر مناسب معلوم ہووے تو پہلے شخص کو معزول
کردے اور یہ حکم دے کہ تین طریقہ مذکورۂ بالا کے موافق کوئی دوسرا شخص سجادہ نشین اور خلیفہ
مقرر کیا جاوے حاصل کلام ان امور مین وراثت جاری نہین اور میت نے جو چیز اپنی مملوکہ چھوڑی
ہو اُسی مین وراثت جاری ہوتی ہے اور اگر مثلاً دو شخص مین سے ہر ایک شخص دعویٰ کرے کہ
سابق سجادہ نشین نے متعین کیا تھا کہ اُسکے بعد ہم سجادہ نشین مقرر کیے جاوین یا ہر ایک کا یہ دعوے
ہو کہ اس جماعت کے لوگونکا اس امر پر اتفاق ہوا ہے کہ ہم سجادہ نشین مقرر کیے جاوین یا ہر ایک کا
یہ دعوے ہو کہ اس طریقہ کے صاحبان اور اشخاص تجربہ کار کا اس امر پر اتفاق ہوا ہے کہ ہم سجادہ نشین
مقرر کیے جاوین تو چاہیے کہ قاضی گواہان معتبر کی شہادت لیوے پھر جو امر حق معلوم ہووے اُسکے
مطابق فیصلہ کردیوے۔

سوال - روپ داس گسائین نے موازی چند بیگھہ اپنی زمین باقی شاہ کے پاس رہن رکھا اور

Marfat.com

روپ داس گسائین نے اقرار کیا کہ اس اراضی کا منافع اور اسمین جسقدر درخت ہین اُن سب درختو
پھل جو کچھ ہو وہ سب بخوشی ورضامندی بلاجبر واکراہ مین نے باقی شاہ مرتھن کو دیدیا ہے اور ہبہ
کردیا ہے اور یہ اقرار اُسوقت تک کے لیئے ہے جبتک انفکاکِ رہن نہووے اب بارہ ۱۲ برس کے بعد
روپ داس گسائین جو راہن ہے باقی شاہ مرتھن سے طلب کرتا ہے کہ مجکو اُس زمین کا منافع اور پھل
کی قیمت دو تو شرعًا اس بارہ مین کیا حکم ہے آپ صاحبانِ علم اس مسئلہ کا جواب دیوین اللہ تعالیٰ آپ
صاحبون کو اسکا اجر مرحمت فرمادے۔

جواب۔ شرعًا یہ حکم ہے کہ وہ اراضی مرہونہ اور پھل مع منافع ودرختان روپ داس گسائین
کا حق ہوتا ہے اور باقی شاہ مرتھن کا کوئی حق منافع اور پھل مین نہین اور ہبہ منافع اور پھل کا ناجائز
ہے اسواسطے کہ یہ ہبہ معدوم کا ہے اور ہبہ معدوم کا ناجائز ہے ۞ وَهِبَةُ لَبَنٍ فِي ضَرْعٍ وَصُوفٍ
عَلَى غَنَمٍ وَزَرْعٍ وَّنَخْلٍ فِي اَرْضٍ وَّثَمَرٍ فِي نَخِيلٍ كَالْمُشَاعِ شس اَيْ لَا يَجُوْزُ هٰذِهِ الْهِبَاتُ مع
وَنَمَاءُ الرَّهْنِ كَوَلَدِهٖ وَلَبَنِهٖ وَصُوْفِهٖ وَثَمَرَةِ لِرَاهِنِهٖ كَذَا فِي شَرْحِ الْوِقَايَةِ یعنی ان چیزونکا ہبہ ناجائز ہے
دودھ جبتک وہ جانور کے تھن مین رہے اور صوف یعنی بھیڑی کا بال جبتک وہ بال بھیڑی کے
بدن مین ہو اور زراعت اور درخت یہ دونون چیز جبتک زمین مین لگی رہے اور خرما جبتک درخت پر
ہو جیساکہ ہبہ مشاع کا یعنی چیز مشترک کے حصہ کا ہبہ قبل تقسیم کے ناجائز ہے یعنی ان سب چیزونکا ہبہ
ناجائز ہے اور شے مرہونہ مین جو کچھ زیادتی ہو مثلاً اُسکا بچہ اور دودھ اور صوف یعنی بال اور اُسکا
پھل ہووے تو یہ سب حق راہن کا ہے ایسا ہی شرح وقایہ مین لکھا ہے ظاہر سمجھ کے مطابق یہ جواب
درست لکھا ہے اُس جواب مین لفظ ہبہ کیجانب نظر کیا ہے لیکن فقیر کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ ایسی
صورتونمین موافق رواج وعادت کے لفظ ہبہ سے مراد اباحت سمجھنا چاہیئے یعنی ایسی صورتون مین
مقصود یہ ہوتا ہے کہ راہن کی اجازت ہوتی ہے کہ مرتھن شے مرہونہ سے نفع اُٹھاوے تو روپ داس
گسائین راہن نے جو باقی شاہ مرتھن کو منافع اپنی زمین مرہونہ کا اور پھل درختونکا دیدیا تو اس سے
مراد یہ تھی کہ روپ داس گسائین راہن نے یہ اجازت دیدی ہے کہ باقی شاہ مرتھن زمین مرہونہ کے
منافع اور درختون کے پھل سے فائدہ اُٹھاوے اور اس امر کے لیئے ایک دلیل یہ ہے کہ اصول فقہ
مین ثابت ہے کہ اَلْعَادَةُ مُحَكَّمَةٌ یعنی عادت حکم کرنے والی ہے ایسا ہی کتاب اشباہ والنظائر

Marfat.com

ین موجود ہے اور باعتبار عرف وعادت کے یہی امر مرجح ہے کہ راہن کہدیتا ہے کہ شے مرہونہ کا منافع مرتہن کے لیے مباح ہے تو اس مسئلہ مین بھی عرف وعادت کے موافق ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ بھی اصول فقہ مین ثابت ہے کہ اَلْعِبْرَةُ فِی الْعُقُوْدِ لِلْمَعَانِیْ لَا لِلْاَلْفَاظِ یعنی معاملات مین جو الفاظ مستعمل ہون تو اُن معاملات مین اُن الفاظ سے جو اصل مقصود ہوا کرتا ہو اُسی کا اعتبار ہوگا صرف الفاظ کیجانب لحاظ نہوگا اور اسیواسطے یہ کہتے ہین کہ ہبہ بالعوض کے بارہ مین فی الواقع حکم بیع کا ہے اور معاملہ کفالت مین یعنی معاملہ ضمانت مین جب اصیل کو بری کردیوین تو اُسکو حوالہ کہتے ہین اور حوالہ مین جب اصیل کو بری نہ کرین تو اُسکو کفالت کہتے ہین تو جب روپ داس گسائین راہن نے یہ کہا تھا کہ ہم نے منافع اور پھل ہبہ کردیا ہے اور ظاہر ہے کہ منافع اور پھل سال بسال جدید ہوا کرتا ہے بالفعل موجود نہین رہتا تا ہبہ اُسکا صحیح ہووے اور معدوم بھی نہین تا ہبہ باطل ہوجاوے جیساکہ دودھ جبتک تھن مین ہو اور صوف یعنی بال جبتک بھیڑ کے بدن مین ہو اور بچہ جبتک شکم مین ہو کہ یہ سب چیز معدوم معین ہے اسکا ہبہ باطل ہے جو مسئلہ سوال مین مذکور ہے اسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی آزاد عورت نے کسی مرد سے کہا کہ مین نے اپنا نفس تمکو ہبہ کردیا اور بخشدیا تو اس صورت مین اُس مرد کا نکاح اُس عورت کے ساتھ منعقد ہوگیا حالانکہ اس صورت مین ہبہ حقیقی نہین ہوتا تو جو مسئلہ سوال مین مذکور ہے وہ بھی ایسا ہی ہے سب یہ امر بیان کرتا ہون کہ جب یہ عقد عقدا باحت ہوا تو اسکا حکم یہ ہے کہ جبتک روپ داس گسائین راہن نے اس اباحت کو فسخ نہ کیا اور اُس سے برگشتہ نہوا اور وہ مطالبہ سے منافع اور پھل کے سکوت اختیار کیے رہا اُسوقت تک میان باقی شاہ کے واسطے مباح اور جائز تھا کہ منافع اور پھل سے فائدہ اُٹھادین اور مباح چیز مین تاوان نہین ہوتا اور روپ داس گسائین راہن کو استحقاق حاصل تھا کہ بارہ سال کے اندر جب چاہتا اُسوقت اباحت مذکورہ کو فسخ کردیتا اسواسطے کہ عاریت یا اباحت کے قائم رہنے کے لیے کوئی وقت معین نہین اس مسئلہ مین جو کچھ فقیر کے ذہن مین آیا یہی ہے واللہ اعلم روایت اباحت کی یہ ہے کہ کتاب درمختار مین لکھا ہے اَبَاحَ الرَّاهِنُ لِلْمُرْتَهِنِ اَلِانْتِفَاعَ وَسَكَتَ اَلْمُدَّةَ اَوْ لَمْ يُبَيِّنْ اَلْمُدَّةَ وَلَمْ يَرْجِعْ حَتّٰى هَلَكَ اَلرَّهْنُ فَاَكَلَهَا لَمْ يَضْمَنْ وَلَهُ مَنْعُهُ اِنْتَهٰى یعنی مباح کردیا راہن نے واسطے مرتہن کے یہ امر کہ مرتہن شے مرہونہ کا پھل کھادے یا جو گھر مین ہو

Marfat.com

اُسیمن مرتھن رہے یا مرتھن بکری مرہونہ کا دودھ اپنے مصرف مین لے آوے پھر مرتھن نے پھل
اور دودھ کھایا تو مرتھن پر یہ عائد نہوگا پھل اور دودھ کا تاوان راہن کو دیوے اور راہن کو اختیار
ہے کہ جب چاہے ان اُمور سے راہن کو منع کر دیوے اور کتاب خزانۃ المفتیین مین لکھا ہے وَلَوْ
رَهَنَ شَاةً وَّاَبَاحَ لِلْمُرْتَهِنِ اَنْ يَّشْرَبَ لَبَنَهَا كَانَ لِلْمُرْتَهِنِ اَنْ يَّشْرَبَ لَبَنَهَا وَلَا
يَكُوْنَ ضَامِنًا وَعَلٰى هٰذَا جَمِيْعُ الثِّمَارِ وَالزِّيَادَةِ اِنْتَهٰى یعنی اگر بکری رہن رکھی اور مرتھن کے لیے مباح کر دی
کہ وہ اُس بکری کا دودھ کھاوے تو مرتھن کے لیے جائز ہو جاویگا کہ اُس بکری کا دودھ کھاوے
اور پھر مرتھن پر یہ عائد نہوگا کہ وہ دودھ کا تاوان راہن کو دیوے۔

سوال۔ سرود یعنی راگ کا شغل قبر پر جائز ہے یا نہین۔

جواب۔ جب سرود یعنی راگ کا شغل مزامیر اور آلات لہو کے ساتھ ہو تو منع اور حرام ہے قبر کے
پاس ہو یا دوسری جگہ ہو مزامیر اور آلات لہو کی حرمت کتب حدیث و فقہ مین نہایت شرح و بسط کے
ساتھ مذکور ہے البتہ جب صرف راگ ہو یا دف کے ساتھ ہو تو جائز ہے بشرطیکہ قبر کے پاس نہو اور
اگر قبر کے پاس ہووے تو بدعت ہے اس سے پرہیز چاہیئے۔

سوال۔ سال مین کوئی ایک دن مقرر کر لینا اس غرض سے کہ خاص اُسدن بزرگون کی قبر کی
زیارت کیجاوے جائز ہے یا ناجائز ہے۔

جواب۔ اس مسئلہ کی تین صورت ہے اول یہ کہ کوئی ایک دن مقرر کرین اور اُسدن صرف ایک
ایک شخص یا دو دو شخص کر کے جاکر قبر کی زیارت کر آوین مگر زیادہ آدمی ایک ہی دفعہ بہیئت اجتماعیہ
نہ جاوین تو اسقدر روایات سے ثابت ہے چنانچہ تفسیر درمنثور مین منقول ہے کہ ہر شروع سال مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقابر مین تشریف لیجاتے تھے اور دعا واسطے مغفرت اہل قبور کے کرتے
تھے اسقدر ثابت ہے اور مستحب ہے دوسری صورت یہ ہے کہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع ہوون
اور ختم قرآن شریف کرین اور شیرینی یا کھانا فاتحہ کرین اور اُسکو حاضرین مین تقسیم کرین ایسا معمول
زمانۂ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین مین نہ تھا لیکن ایسا کرنے مین مضائقہ بھی نہین
اسواسطے کہ اسمین کوئی برائی نہین بلکہ اسمین احیا و اموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے تیسری صورت
یہ ہے کہ لوگ کوئی ایک دن مقرر کر لیتے ہین اور اُسدن لباسہاے فاخرہ و نفیس پہنکر عید کے

Marfat.com

مانند بخوشی وخرمی قبرون کے پاس جمع ہوتے ہین اور رقص ومزامیر دیگر بدعات ممنوعہ کرتے ہین
شلاً قبرونکو سجدہ کرتے ہین اور قبرون کا طواف کرتے ہین تو یہ طریقہ حرام اور ممنوع ہے بلکہ بعض لوگ
فرتک پہونچ جاتے ہین اور یہی مراد ہے ان دونون حدیثون سے وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِیْ عِیْدًا یعنی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بنالینا اور اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ
نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے پروردگار نہ بنا دینا میری قبر کو بت کہ اُسکی پرستش
جاوے یہ دونون حدیث مشکوٰۃ شریف مین ہے۔

سوال۔ بزرگان وخواجگان کی غلامی کا اگر کوئی شخص اقرار کرے حالانکہ وہ اُنکا زرخرید نہین تو یہ
ائز ہے یا ناجائز۔

جواب۔ لفظ غلام دو معنے مین مستعمل ہوتا ہے ایک بمعنی مملوک زرخرید دوسرے
بمعنی خادم توجب غلام کی نسبت مالک کے ساتھ کیجاتی ہے تو اُس سے مقصود معنی اول
وتا ہے اور لوگون کا یہ فعل یعنی غلامی کی نسبت بزرگان کے ساتھ باعتبار معنے
ل کے کرنا غلط ہے اسواسطے کہ یہ لوگ بزرگان کے زرخرید نہین ہوتے البتہ
عتبار دوسرے معنی کے یعنی بمعنی خادم کے ایسی نسبت کرسکتے ہین لیکن اس لفظ مین فعل ناجائز کا
ہم ہوتا ہے اسواسطے اہل اسلام کو چاہیے کہ ایسا لفظ استعمال نہ کرین کیونکہ شرک جسطرح عبادت وقدرت
ن ہوتا ہے ویسا ہی شرک نام رکھنے مین بھی ہوجاتا ہے اور ایسا نام رکھنا شرک تسمیہ مین ہے اس سے
نا پرہیز لازم ہے چنانچہ قرآن شریف مین ہے فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا
تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ترجمۂ قرآن مسمےٰ بہ فتح الرحمٰن مین اس آیت کے ترجمہ کے بعد لکھا ہے کہ اس سے
علوم ہوا کہ شرک تسمیہ مین بھی ایک قسم کا شرک ہے چنانچہ اس زمانہ مین بعض لوگ غلام فلان وعبد
ن نام رکھتے ہین یعنی اس سے پرہیز چاہیے واللہ اعلم۔

سوال۔ کوئی شخص گاے یا بکرا یا مرغ کسی شہید یا ولی کے نام پر ذبح کرے یا صرف مالیدہ یا شیرینج
یت نیاز کسی بزرگ کے پکادے اور نیک لوگون کو کھلادے ان دونون مسئلون مین کیا حکم ہے اور
ز ونذر کا کھانا فقرا ومساکین کے لیے جائز ہے اور غنی اور مالدار کے بارہ مین کیا حکم ہے۔

جواب۔ ذبح کرنا جانور کو بنام غیر خدا حرام ہے وہ غیر خدا خواہ پیغمبر ہو خواہ ولی ہو خواہ شہید ہو

Marfat.com

خواہ غیر انسان ہو اور اگر بقصد تقرب کے ان لوگون کے نام پر جانور ذبح کیا جاوے تو وہ جانور حرام و مردار ہو جاتا ہے اور ذبح کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے اس فعل سے پرہیز لازم ہے چنانچہ تفسیر اور تفسیر نیشاپوری اور دوسری تفسیرون مذکور ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ لَوْ اَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِیْحَةً وَقَصَدَ بِذَبْحِهِ التَّقَرُّبَ اِلٰی غَیْرِ اللّٰهِ صَارَ مُرْتَدًّا وَّذَبِیْحَتُهٗ ذَبِیْحَةُ مُرْتَدٍّ اِنْتَهٰی یعنی علمانے کہا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کوئی جانور ذبح کرے اور اُسکے ذبح سے تقرب غیر اللہ کا مقصود ہو تو وہ مسلمان مرتد ہو جاویگا اور اُسکا ذبیحہ مانند ذبیحہ مرتد کے ہو جاویگا یہ مضمون کتب تفاسیر کی عبارت مذکورہ کا ہے اور اگر کوئی شخص مالیدہ اور شیرینج کسی بزرگ کے فاتحہ کے لیے پکا کر کھلاوے اور اُس سے اُن بزرگ کی روح کو ثواب پہونچانا مقصود ہو تو اسمین کچھ مضائقہ نہین یہ جائز ہے اور جو کھانا اللہ تعالیٰ کی نذر ہو اُسکا کھانا مالدار کے لیے حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی نذر کا کھانا وہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے کہ اگر فلان بیمار اچھا ہو جاوے یا میرا فلان شخص جو مسافرت مین ہے وہ آجاوے یا میرا فلان کام ہو جاوے تو خدا کی نذر اسقدر کھانا میرے ذمہ ہو جاویگا تو یہ اللہ تعالیٰ کی نذر ہوئی اور اگر کوئی چیز کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ کیجاوے تو اُسکا کھانا مالدار کے لیے جائز ہی واللہ اعلم۔

سوال۔ یہ جائز ہے یا نہین کہ آدمی کو بیچا جاوے۔

جواب۔ ایسی بیع تین طور پر شرعًا جائز ہے اوّل یہ کہ کوئی گروہ کفار کی بادشاہ وقت کی فرمانبرداری نہ کرتی ہو اور جزیہ اور خراج دینے سے اُن لوگون کو انکار ہو اور ایسے کفار کے بچے اور عورت کو غلام اور لونڈی بنا کر کے لے آوین جیسا کہ مرہٹہ اور سکھ اور راجپوت دردست اور مردمان کوہستان ہین اور اُن کو فروخت کرین تو اسطور کی بیع بلاشبہہ و بالاتفاق جائز ہے دوسرا طور یہ ہے کہ اسی قسم کے کفار مثلاً کوہستانی اور دیگر قوم مذکورین اپنی اولاد فروخت کرین اور سوداگر اُن کو خرید کر کے لے آوین تو اس طور کی بیع مین اختلاف ہے بعضے علمانے اسکو جائز کہا ہے اور بعضے علمانے ناجائز کہا ہے لیکن زیادہ صحیح اور زیادہ قوی یہ ہے کہ اس طور کی بیع بھی جائز ہے چنانچہ حضرت ہاجرہ کی بیع اسی طور پر ہوئی تھی کہ اُن کو بادشاہ مصر نے قبطیون سے خرید کیا تھا اور اُن کو حضرت سارہ زوجۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کیا تیسرا طور یہ ہے کہ ان دونون قسمون سے کسی قسم کی کنیزک کسی شخص کے پاس ہووے اور وہ شخص اُس کنیزک کا نکاح کسی اجنبی مرد کے ساتھ کر دیوے

Marfat.com

وبچہ اُس کنیزک سے پیدا ہوگا وہ بچہ بھی اُس شخص یعنی کنیزک کے مالک کی ملک مین داخل ہوگا اُس
س کے لیے جائز ہوگا کہ اُس بچہ کو فروخت کرے یا ہبہ کرے البتہ وہ شخص اگر اُس کنیزک کا نکاح اپنی
ا دین سے کسی کے ساتھ کردیوے یا اپنے بھائی کے ساتھ اُسکا نکاح کردیوے تو ان دونون صورتون مین
چہ اُس کنیزک سے پیدا ہوگا وہ بچہ آزاد ہوجاویگا اُس بچہ کو فروخت کرنا اور ہبہ کرنا ناجائز ہے اور
ا ہی اگر خود مالک اپنی کنیزک کے ساتھ وطی کرے اور اُس سے بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ بھی آزاد
جاویگا اُس بچہ کو فروخت کرنا اور ہبہ کرنا ناجائز ہے اور انسان کے فروخت کرنے کا دو طور دوسرا
ں ہے بعض علمانے اسکو جائز کیا ہے اور اکثر علمانے منع کیا ہے ایک طور یہ ہے کہ بوقت گرسنگی
مسلمان اپنے بچہ کو فروخت کرے اور کوئی دوسرا اُسکو خرید کرے چنانچہ زمانہ حضرت یوسف
یہ السلام مین اہل مصر نے قحط مین اپنے کو اور اپنی اولاد کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ فروخت
تھا اسطور کی بیع کو ملا الہداد شارح ہدایہ نے جائز کہا ہے اور اس بارہ مین کتاب محیط سے اُنھون نے
ل کیا ہے لیکن اکثر علما اس امر کو جائز نہین رکھتے اور یہ کہتے ہین کہ یہ حکم خاص زمانہ حضرت
ت علیہ السلام مین تھا اب منع ہوگیا دوسرا طور یہ ہے کہ ہندو اور دیگر کفار جو دار الاسلام مین
ن اور بادشاہ وقت کے وہ فرمانبردار ہون وہ اپنی اولاد فروخت کرین تو اس قسم کی بیع امام شافعیؒ
نزدیک جائز ہے مگر حنفی مذہب مین ناجائز ہے۔

سئلہ۔ یہ مکروہ ہے کہ مرد پائجامہ اور لنگی اور ازار ٹخنے کے نیچے تک پہنے۔

سئلہ۔ مونچھ کا بال اگر لب سے نیچے ہوجاوے تو اُسکو کاٹنا نہایت مؤکد ہے قریب واجب کے
ہ اور اگر لب سے نیچا نہو اوپر بڑھا ہو تو اُسکو کاٹنا واجب نہین مگر جب خوف ہووے کہ شاید مونچھ
ل نیچے آجاوے تو وہ بھی کاٹنا مؤکد قریب واجب کے ہے اسواسطے کہ جب مونچھ کا بال زیادہ
ہ جاتا ہے تو وہ نیچے بھی آجاتا ہے اور منھ مین جاتا ہے۔

سئلہ۔ غلام و کنیزکِ حلال شرعًا صحیح مذہب کے موافق تین قسم کے ہین پہلی قسم یہ ہے کہ مسلمان
ئی گروہ جو ملک کفار مین نہو بطریق تاخت ملک کفار مین جاوے اور اُنکی اولاد قید کرلاوے
سری قسم یہ ہے کہ کفار حربی اپنی اولاد کو فروخت کرین اور مسلمان اُن کو خرید کرکے لے آوین
طیکہ اُن کا مالک فروخت کرے تیسری قسم یہ ہے کہ ان دونون قسم کی کنیزک اپنے مالک

Marfat.com

کے لیئے تو بغیر نکاح حلال ہے لیکن خاص اُس صورت مین کہ مالک کے سوا کسی دوسرے سے اُسکا نکاح کیا جاوے اور اُس سے لڑکی یا لڑکا پیدا ہووے تو وہ بھی مالک کی ملک مین داخل ہو جاویگا مالک کے لیے وہ لڑکی بھی بغیر نکاح کے حلال ہوگی بشرطیکہ اُسکی مان کے ساتھ اُسکے مالک نے کبھی جماع نہ کیا ہو اور ایک چوتھی قسم بھی غلام اور کنیزک کی ہے اسمین اختلاف ہے اس قسم کا معاملہ صرف بعض علما کے نزدیک جائز ہے اور وہ قسم یہ ہے کہ مسلمان بوقت اشدّ ضرورت و تنگی و گرسنگی اپنی اولاد کو فروخت کرے تو اس بارہ مین صاحب محیط کا قول موافق نقل ملا الہداد شارح ہدایہ کے ہے یعنی ان کے نزدیک اس قسم کے غلام اور کنیزک کے بارہ مین بھی ملک ثابت ہو جاتی ہے لیکن فتویٰ اسپر نہین بلکہ زیادہ صحیح یہ امر ہے کہ ایسی حالت مین بقصد ثواب کے اُسکو خرید کرے تا وہ عذاب گرسنگی سے رہائی پاوے لیکن اسکو اپنا غلام اور کنیزک نہ سمجھے اور غلام و کنیزک کا معاملہ اُسکے بارہ مین نکرے اسکی خرید و فروخت جائز نہین اور ایسی لڑکی بغیر نکاح کے حلال نہین

مسئلہ قَالَ فِیْ شَرْحِ الْعَقَائِدِ وَالْجَمْعُ بَیْنَ قَوْلِهِمْ لَا یُکَفَّرُ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَقَوْلِهِمْ یُکَفَّرُ مَنْ قَالَ بِخَلْقِ الْقُرْاٰنِ اَوْ اِسْتِحَالَةِ الرُّؤْیَةِ اَوْ سَبِّ الشَّیْخَیْنِ اَوْ لَعْنِهِمَا وَامْتَالُ ذٰلِكَ مُشْكِلٌ اِنْتَهٰی یعنی شرح عقائد مین لکھا ہے کہ علما کے ان دونون قول مین مطابقت مشکل ہے ایک قول یہ ہے کہ ایسے کسی شخص کو کافر نہ کہنا چاہیے کہ جو اہل قبلہ سے ہو اور دوسرا قول یہ ہے کہ اُس شخص کو کافر کہنا چاہیے جس نے یہ کہا کہ قرآن شریف مخلوق ہے یا یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رویت محال ہے یا اُسنے شیخین کو بُرا کہا یا شیخین پر لعنت کی نعوذ باللہ من ذلک اور ایسا ہی جو لوگ اسکے مانند ہون اُن کو بھی کافر کہنا چاہیے یہ مضمون شرح عقائد کی عبارت مذکورہ کا ہے وَقَالَ الْمُدَقِّقُ شَمْسُ الدِّیْنِ الْخَیَالِیُّ فِیْ حَاشِیَةِ قَوْلِهٖ وَمِنْ قَوَاعِدِ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنْ لَّا یُکَفَّرَ مَعْنٰی هٰذِهِ الْقَاعِدَةِ اَنْ لَّا یُکَفَّرَ فِیْ مَسَائِلِ الْاِجْتِهَادِیَّةِ اِذْ لَا نِزَاعَ فِیْ تَکْفِیْرِ مَنْ اَنْکَرَ ضَرُوْرِیَّاتِ الدِّیْنِ ثُمَّ اِنَّ هٰذِهِ الْقَاعِدَةَ لِلشَّیْخِ الْاَشْعَرِیِّ وَبَعْضِ مُتَابِعِیْهِ وَاَمَّا الْبَعْضُ الْاٰخَرُ فَلَمْ یُوَافِقُوْهُمْ وَهُمُ الَّذِیْنَ کَفَّرُوا الْمُعْتَزِلَةَ وَالشِّیْعَةَ فِیْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ فَلَا اِحْتِیَاجَ اِلَی الْجَمْعِ لِعَدَمِ اتِّحَادِ الْقَائِلِ اِنْتَهٰی یعنی علامہ شمس الدین خیالی نے لکھا ہے حاشیہ مین اس قول کے

Marfat.com

مِنْ قَوَاعِدِ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنْ لَا یُکَفَّرَ کے معنے اس قاعدہ کا یہ ہے کہ کافر نہ کہا جاوے مسائل
اجتہادیہ مین اسواسطے کہ اس امر مین نزاع نہین کہ اس شخص کو کافر کہنا چاہیے جس شخص نے انکار
ما ضروریات دین سے اور اس مقام مین یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ قاعدہ فیخ اشعری اور اُن کے
بعض تابعین کے نزدیک ہے لیکن دوسرے بعضے علما کے نزدیک یہ قاعدہ ثابت نہین اور وہ علما
کہتے ہین کہ اُنکا قول یہ ہے کہ معتزلہ اور شیعہ اپنے بعضے مسائل کے سبب سے کافر ہین تو اب ان دونون
قول مین مطابقت کرنے کی ضرورت نہین اسواسطے کہ یہ دونون قول ایک ہی شخص کے قول نہین ہین
لَا یَخْفٰی اَنَّ الْجَوَابَ الْاَوَّلَ تَخْصِیْصٌ وَتَقْیِیْدٌ لِلْکَلَامِ بِلَا دَلِیْلٍ فَالْجَوَابُ
الثَّانِیْ مَبْنِیٌّ عَلٰی اِخْتِلَافِ الْقَائِلَیْنِ بِالْقَوْلَیْنِ وَهُوَ خِلَافُ الْوَاقِعِ بَلِ الْقَائِلُوْنَ
بِتِلْکَ الْقَاعِدَةِ هُمُ الَّذِیْنَ یُکَفِّرُوْنَ بِخَلْقِ الْقُرْاٰنِ وَسَبِّ الشَّیْخَیْنِ وَقِدَمِ الْعَالَمِ
وَنَفِی الْعِلْمِ بِالْجُزْئِیَّاتِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ یعنی ظاہر ہے کہ جواب اول مین تخصیص و تقلید ہے
کلام کی بغیر دلیل کے اور دوسرے جواب کی بنا اس پر ہے کہ دونون قول کے قائل دو شخص ہین من
حالانکہ یہ بھی خلاف واقع ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ اس قاعدہ کے قائل وہی لوگ ہین جن لوگون نے
کہا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جو یہ کہے کہ قرآن شریف مخلوق ہے یا وہ شیخین کو بُرا کہے یا وہ شخص
جو اس امر کا قائل ہو کہ عالم قدیم ہے یا وہ شخص علم بالجزئیات کی نفی کرے یا اسیطرح کا اُسکا کوئی اور
عقیدہ فاسد ہو قَالَ السَّیِّدُ فِیْ شَرْحِ الْمَوَاقِفِ اِعْلَمْ اَنَّ عَدَمَ تَکْفِیْرِ اَهْلِ الْقِبْلَةِ مُوَافِقٌ
لِکَلَامِ الشَّیْخِ الْاَشْعَرِیِّ وَالْفُقَهَاءِ کَمَا مَرَّ لٰکِنَّا اِذَا فَتَّشْنَا عَقَائِدَ فِرَقِ الْاِسْلَامِیِّیْنَ
نَجِدُ نَا مِنْهَا مَا یُوْجِبُ الْکُفْرَ قَطْعًا کَالْعَقَائِدِ الرَّاجِعَةِ اِلٰی وُجُوْدِ اِلٰهٍ غَیْرِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ
اَوْ حُلُوْلِهٖ فِیْ بَعْضِ اَشْخَاصِ النَّاسِ اَوْ اِلٰی اِنْکَارِ نُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اِلٰی
اِسْتِخْفَافِهٖ اَوْ اِلٰی اِسْتِبَاحَةِ الْمُحَرَّمَاتِ وَاِسْقَاطِ الْوَاجِبَاتِ الشَّرْعِیَّةِ اِنْتَهٰی
سید نے کہا سید نے شرح مواقف مین کہ جاننا چاہیے کہ عدم تکفیر اہل قبلہ کی اُس قول کے موافق ہے
جو قول فیخ اشعری اور فقہا کا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا لیکن ہم نے جب تفتیش کی کہ اہل اسلام
کے فرقون کے کیسے کیسے عقائد ہوے تو ہم نے ایسا پایا کہ منجملہ اُن عقائد کے بعض عقائد سے قطعًا
کفر لازم آتا ہے مثلًا جن عقائد کا حاصل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خدا بھی ہے

Marfat.com

یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگون مین حلول کیا ہے یا اُن عقائد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار ثابت ہوتا ہے یا اُن عقائد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت یا توہین ہوتی ہے یا ان عقائد سے محرمات کو مباح جاننا اور واجبات شرعیہ کو ساقط کر دینا ثابت ہوتا ہے یعنی ایسے عقائد سے ضرور کفر لازم آتا ہے بَلِ التَّحْقِیْقُ اَنَّ الْمُرَادَ بِاَهْلِ الْقِبْلَةِ هُمُ الَّذِیْنَ لَا یُنْكِرُوْنَ ضَرُوْرِیَّاتِ الدِّیْنِ لَا مَنْ یُّوَجِّهُ وَجْهَهٗ اِلَی الْقِبْلَةِ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ الخ فَمَنْ اَنْكَرَ ضَرُوْرِیَّاتِ الدِّیْنِ لَمْ یَبْقَ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ لِاَنَّ ضَرُوْرِیَّاتِ الدِّیْنِ مُنْحَصِرَةٌ عِنْدَهُمْ فِیْ ثَلٰثَةٍ مَدْلُوْلُ الْكِتَابِ بِشَرْطِ اَنْ یَّكُوْنَ نَصًّا صَرِیْحًا لَا یُمْكِنُ تَاْوِیْلُهٗ كَتَحْرِیْمِ الْاُمَّهَاتِ وَالْبَنَاتِ وَتَحْرِیْمِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَاِثْبَاتِ الْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ وَالْاِرَادَةِ وَالْكَلَامِ لَهٗ تَعَالٰی وَكَوْنِ السَّابِقِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ مَرْضِیِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ اِهَانَتُهُمْ وَالْاِسْتِخْفَافُ بِهِمْ وَمَدْلُوْلُ السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ لَفْظًا اَوْ مَعْنًی سَوَاءٌ كَانَ مِنَ الْاِعْتِقَادِیَّاتِ اَوْ مِنَ الْعَمَلِیَّاتِ وَسَوَاءٌ كَانَ فَرْضًا اَوْ نَفْلًا كَوُجُوْبِ مَحَبَّةِ اَهْلِ الْبَیْتِ مِنَ الْاَذَانِ وَالْبَنَاتِ وَالْجُمُعَةِ وَالْعِیْدَیْنِ وَالْمُجْمَعُ عَلَیْهِ اِجْمَاعًا قَطْعِیًّا كَخِلَافَةِ الصِّدِّیْقِ وَالْفَارُوْقِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَلَا شُبْهَةَ اَنَّ مَنْ اَنْكَرَ اَمْثَالَ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ لَمْ یَصِحَّ اِیْمَانُهٗ بِالْكُتُبِ وَالنَّبِیِّیْنَ اِذْ فِیْ تَخْطِئَةِ الْاِجْمَاعِ الْقَطْعِیِّ تَضْلِیْلٌ لِجَمِیْعِ الْاُمَّةِ فَیَكُوْنُ اِنْكَارًا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَبِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ وَهُوَ مُتَوَاتِرٌ مَعْنَوِیٌّ فَلَا یَكُوْنُ مُنْكِرُ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ

یعنی بلکہ تحقیق یہ ہے کہ مراد اہل قبلہ سے وہ لوگ ہین جو ضروریات دین کے منکر نہون اور اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد نہین جو محض نماز مین قبلہ رو کھڑے ہوتے ہین چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ نیکی نہین کہ پھیرو تم اپنا مُنھ طرف پورب اور پچھم کے بلکہ نیکی اُس شخص نے کی جو ایمان لایا اللہ پر اور

Marfat.com

ی آخرت پر آخر آیت تک یعنے اور نیکی کی اُس شخص نے جس نے وہ کام کیا جسکی تفصیل اس آیت مین
ر آیت تک مذکور ہے تو جو شخص ضروریات دین سے منکر ہوگیا وہ اہل قبلہ سے باقی رہا اسواسطے
ضروریات دین علما کے نزدیک تین اُمور مین منحصر ہین ایک امر یہ ہے کہ مدلول کتاب یعنی صریح
نی کسی آیت قرآن شریف کا بشرطیکہ وہ نص صریح ہو اسکی تاویل ممکن نہو مثلاً حرام جاننا مان اور
ی کو اور حرام جاننا شراب اور جوا کو اور یہ ثابت کرنا کہ اللہ تعالیٰ مین صفت علم اور قدرت اور
دہ اور کلام کی ہے اور یہ جاننا کہ سابقین اولین مہاجرین و انصار پسندیدہ اللہ تعالےٰ کے
دیک ہین اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان صاحبون کی اہانت جائز نہین اور ان صاحبون کی شان مین
ئی کلمہ خفیف کہنا جائز نہین یعنی یہ اُمور ضروریات دین سے ہین اسواسطے کہ یہ اُمور نصّ صریح قرآن
ریف سے ثابت ہین اور دوسرا امر منجملہ اُن تین اُمور کے یہ ہے مدلولِ سُنت یعنی جو امر حدیث
تواتر سے صراحۃً مفہوم ہو وہ حدیث متواتر باعتبار لفظ کے ہو یا صرف بہ اعتبار معنے کے متواتر
و خواہ وہ امر متعلق اعتقاد کے ہو یا متعلق عمل کے ہو اور خواہ وہ امر فرض ہو یا نفل ہو اسکی
ثال یہ ہے واجب ہونا محبت اہلبیت کی یعنی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیون کی اور
اجزادیون کی اور واجب ہونا جمعہ اور عیدین کا اور تیسرا امر منجملہ اُن تین اُمور کے اجماع قطعی ہے
لاً خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اور
یسے ہی اور جو اُمور ہین اور اسمین شبہہ نہین کہ جو شخص ایسے اُمور کا منکر ہو اُسکا ایمان قرآن شریف
ر پیغمبرون پر صحیح نہین اسواسطے کہ جب اُسکا عقیدہ یہ ہے کہ جو امر خطا ہے اُسپر امت کا اجماع قطعی
واہے تو وہ شخص اپنے خیال مین اس اُمت کے تمام لوگون کو گمراہ سمجھتا ہے تو اس سے لازم
تا ہے کہ اُسکو انکار ہے اللہ تعالیٰ کے اس کلام پاک سے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی
اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے بارہ مین فرمایا کہ جسقدر اُمت ہوئی اُنمین تم لوگ بہترین اُمت ہو
اللہ تعالےٰ نے تو اس اُمت کو بہترین اُمت فرمایا اور اسکے خلاف اُس شخص کا خیال ہے کہ
س اُمت کے لوگ گمراہ ہوے کہ غلط امر کو اُن لوگون نے صحیح سمجھ لیا اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ
اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام پاک سے بھی انکار ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی اللہ تعالےٰ نے اُس شخص

سورۂ آل عمران ۴

Marfat.com

کے بارہ مین عتاب فرمایا جس شخص کو سیدھی راہ معلوم ہوجاوے اور پھر وہ شخص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور مسلمانون کی راہ کے سوا کوئی دوسری راہ اختیار کرے اور یہ بھی لازم
آتا ہے کہ اُس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے انکار ہے لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ
یعنی میری اُمت کے لوگون کا اجماع گمراہی پر نہوگا تو جو شخص ان اُمور کا منکر ہو وہ اہل قبلہ سے
نہ سمجھا جاویگا وَقَدْ عَرَّفَ بَعْضُهُمْ ضَرُوْرِیَّاتِ الدِّیْنِ بِاَنَّهَا اُمُوْرٌ یَّتَعَرَّفُ فِیْ مَعْرِفَتِهَا الْمُتَدَیِّنُوْنَ بِدِیْنِ الْاِسْلَامِ وَغَیْرُ
الْمُتَدَیِّنِ بِهٖ نَعَمْ بعض علماء نے ضروریات دین کی یہ تعریف کی ہے کہ ضروریات دین وہ اُمور ہین جن کو وہ لوگ
بھی جانتے ہین جو پابند دین اسلام کے ہین اور وہ لوگ بھی جانتے ہین جو دین اسلام کے پابند
نہین۔ وَبِالْجُمْلَةِ قَوْلُهُمْ لَا نُكَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ كَلَامٌ مُّجْمَلٌ بَاقٍ عَلٰى عُمُوْمِهٖ لٰكِنْ
لَهٗ تَفْصِيْلٌ طَوِيْلٌ وَالشَّاْنُ فِیْ مَعْرِفَةِ مَنْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَمَنْ لَّيْسَ مِنْهُمْ فَلِمَ بَعْضُ
الْفُقَهَآءِ قَدْ بَالَغُوْا فِیْ تَكْفِيْرِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَ الْمَسَائِلِ الْاِجْتِهَادِيَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ
عِنْدَ قَوْمٍ دُوْنَ قَوْمٍ كَحُرْمَةِ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَهُوَ مَنْ هَبَّ رَكِيْكٌ
جِدًّا وَاَمَّا مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْاُصُوْلِ وَالْفُرُوْعِ فَكَفَّرَ فِیْ اِحْدٰهُمَا دُوْنَ
الْاُخْرٰى فَاِنْ اَرَادَ نَفْسَ الْاَعْمَالِ فَنِعْمَ وَمَرْحَبًا وَاِنْ اَرَادَ اِعْتِقَادَ وُجُوْبِهَا
وَسُنِّيَّتِهَا فَلَا اِذْ لَا شُبْهَةَ فِیْ اَنَّ مَنْ اَنْكَرَ وُجُوْبَ الزَّكٰوةِ اَوْ وُجُوْبَ
الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ اَوْ وُجُوْبَ الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ اَوْ كَوْنَ الْاَذَانِ مَسْنُوْنًا
فَقَدْ كَفَرَ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ قِتَالُ مَانِعِی الزَّكٰوةِ فِیْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ نَعَمْ فِیْ
بَعْضِهَا يَكُوْنُ كُفْرًا تَاْوِيْلِيًّا لٰكِنَّ التَّاْوِيْلَ غَيْرُ مَسْمُوْعٍ فِیْ اَمْثَالِ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ الْجَلِيَّةِ
كَمَا لَمْ يُسْمَعْ تَاْوِيْلُ مَانِعِی الزَّكٰوةِ مُتَمَسِّكِيْنَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ
لَّهُمْ وَكَمَا لَمْ يُسْمَعْ تَاْوِيْلُ الْحَرُوْرِيَّةِ فِیْ اِنْكَارِ التَّحْكِيْمِ مُتَمَسِّكِيْنَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنِ الْحُكْمُ
اِلَّا لِلّٰهِ وَاَمَّا التَّكْفِيْرُ بِخَلْقِ الْقُرْاٰنِ اَوْ اِنْكَارِ الرُّؤْيَةِ اَوْ اِنْكَارِ الْعِلْمِ بِالْجُزْئِيَّاتِ
عَلٰى لَوْجْهِ الْجُزْئِیِّ مَعَ الْقَوْلِ بِثُبُوْتِ الْعِلْمِ عَلٰى وَجْهٍ كُلِّیٍّ فَلَا يَنْبَغِیْ الْاِقْدَامُ
عَلَيْهِ اِذْ لَيْسَ مُخَالِفُ هٰذِهِ الْاَحْكَامِ مَنْصُوْصًا نَصًّا جَلِيًّا
لَا فِی الْكُتُبِ وَلَا فِی السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ هٰذَا وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ

Marfat.com

ں حاصل کلام یہ کہ علماء کا قول ہے کہ ہم کافر نہین کہتے اُس کو جو اہل قبلہ سے ہو یہ کلام مجمل ہے
ے عموم پر باقی ہو۔ لیکن اس کلام مین بہت تفصیل ہے اور بحث اس امر مین ہے کہ کون لوگ
ل قبلہ سے ہین اور کون لوگ اہل قبلہ سے نہین تو کیون بعضے فقہا نے مبالغہ کیا کہ اس شخص کو کافر
یا جو منکر ہو اُن بعض مسائل اجتہادیہ کا جو بعض قوم کے نزدیک مشہور ہین اور بعض قوم کے
دیک مشہور نہین مثلاً حرام ہونا پہننا کسم کا رنگا ہوا اور مانند اسکے اور جو امور ہین اُن کا وہ منکر
اور یہ مذہب نہایت رکیک ہے اور لیکن جنہے تفریق کی درمیان اصول و فروع کے پس کافر کہا
ے مین نہین دوسرے مین تو اگر اُس کی مراد نفس اعمال ہے تو یہ بہتر ہے اور اگر اُسکی مراد اعتقاد
ب اعمال و سنیت اعمال ہے تو اس حال مین اُسکا خیال صحیح نہین اسواسطے کہ اسمین شبہہ
ن کہ وہ شخص کافر ہے جو ان امور مین سے کسی امر کا منکر ہو زکوٰۃ کا واجب ہونا اور عہد کا ایفا واجب ہونا
نجوقتی نماز کا واجب ہونا اور اذان کا مسنون ہونا اسواسطے کہ مانعین زکوۃ سے شروع اسلام
جہاد کیا گیا البتہ منجملہ ان امور کے بعض امور کے انکار سے کفر تاویلی لازم آتا ہے لیکن تاویل
ے ظاہر امور مین قابل سماعت نہین جیسا کہ مانعین زکوٰۃ کی تاویل نہ سنی گئی کہ اُن لوگون نے
ے مدعا کے ثبوت مین اللہ تعالےٰ کا یہ کلام پاک پیش کیا اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ اور
(تحقیق کر تیری دعا تسکین ہے اُنکے واسطے)
ر یہ کی تاویل انکار تحکیم مین نہ سنی گئی کہ اُن لوگون نے اپنے مدعا کے ثبوت مین اللہ تعالےٰ
کلام پاک پیش کیا اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ یعنی صرف اللہ تعالےٰ کے حکم کا اعتبار ہے لیکن
خص قرآن شریف کو مخلوق کہے یا انکار کرے اللہ تعالیٰ کی رویت سے یا انکار کرے علم بالجزئیات
بطریق جزئی مگر وہ قائل ہو ثبوت علم کا بطریق کلی تو ایسے شخص کی تکفیر کی جراءت نہ کرنی چاہیئے
ل واسطے کہ ان احکام کے مخالفت کے لیئے نص جلی مین کوئی صاف حکم نہین نہ بظاہر قرآن شریف
ں ہے اور نہ حدیث متواتر مین ہے اس امر کو بغور سمجھنا چاہیئے اور اللہ تعالےٰ زیادہ جاننے والا
فَاِنْ قِيْلَ مَا الدَّلِيْلُ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ هُمُ الْمُصَدِّقُوْنَ بِجَمِيْعِ ضَرُوْرِيَّاتِ
بِنَ اَيْ دَلَالَةِ بِلَفْظِ اَهْلِ الْقِبْلَةِ قُلْنَا الدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اَنَّ الْكُفْرَ يَتَقَابَلُ الْاِيْمَانَ
لَ الْعَدَمِ وَالْمَلَكَةِ اِذِ الْكُفْرُ عَدَمُ الْاِيْمَانِ وَالْمُتَقَابِلَانِ بِالْعَدَمِ وَالْمَلَكَةِ
ُوْنُ بَيْنَهُمَا وَاسِطَةٌ بِالنَّظَرِ اِلٰى خُصُوْصِ الْمَوْضُوْعِ وَاِنْ اَمْكَنَ بَيْنَهُمَا وَاسِطَةٌ

Marfat.com

بِالنَّظْرِ اِلَی الْوَاقِعِ کَالْعَمٰی وَالْبَصَرِ فَاِنَّ الَّذِیْ مِنْ شَانِہِ الْبَصَرُ لَا یَخْلُوْا عَنْ اَحَدِھِمَا
وَلَاشُبْھَۃَ اَنَّ الْاِیْمَانَ مَفْھُوْمُہُ الشَّرْعِیُّ الْمُعَبَّرُ بِہٖ فِیْ کُتُبِ الْکَلَامِ وَالْعَقَآئِدِ
وَالتَّفْسِیْرِ وَالْحَدِیْثِ ھُوَ تَصْدِیْقُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِہٖ ضَرُوْرَۃً
عَمَّا مِنْ شَانِہٖ ذٰلِکَ لِیَخْرُجَ الصَّبِیُّ وَالْمَجْنُوْنُ وَالْحَیَوَانَاتُ وَالْکُفْرُ عَدَمُ الْاِیْمَانِ
عَمَّا مِنْ شَانِہٖ ذٰلِکَ التَّصْدِیْقُ فَمَفْھُوْمُ الْکُفْرِ ھُوَ عَدَمُ تَصْدِیْقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْ
وَسَلَّمَ فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِہٖ ضَرُوْرَۃً وَھُوَ بِجَمِیْعِ مَا ذَکَرْنَا مِنْ اَنَّ مَنْ اَنْکَرَ وَاحِدًا مِّنْ
ضَرُوْرِیَّاتِ الدِّیْنِ اتَّصَفَ بِالْکُفْرِ نَعَمْ عَدَمُ التَّصْدِیْقِ لَہٗ مَرَاتِبُ اَرْبَعٌ فَیَحْصُلُ لِلْکُفْرِ اَیْضًا
اَقْسَامٌ اَرْبَعَۃٌ اَلْاَوَّلُ کُفْرُ الْجَھْلِ وَھُوَ تَکْذِیْبُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَرِیْحًا
فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِہٖ مَعَ الْعِلْمِ بِکَوْنِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَاذِبًا فِیْ دَعْوَاہُ وَھٰذَا ھُوَ کُفْرُ
اَبِیْ جَھْلٍ وَّاَضْرَابِہٖ وَالثَّانِیْ کُفْرُ الْجُحُوْدِ وَالْعِنَادِ وَھُوَ تَکْذِیْبُہٗ مَعَ الْعِلْمِ بِکَوْنِہٖ صَادِقًا فِیْ
دَعْوَاہُ وَھُوَ کُفْرُ اَھْلِ الْکِتَابِ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ
اَبْنَآءَھُمْ وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَجَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَا اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا وَکُفْرُ اِبْلِیْسَ مِنْ ھٰذَا
الْقَبِیْلِ وَالثَّالِثُ کُفْرُ الشَّکِّ کَمَا کَانَ لِاَکْثَرِ الْمُنَافِقِیْنَ وَالرَّابِعُ کُفْرُ التَّاْوِیْلِ وَھُوَ اَنْ یُّحْمَلَ
کَلَامُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی غَیْرِ مَحْمِلِہٖ اَوْ عَلَی التَّقِیَّۃِ وَمُرَاعَاۃِ
الْمَصَالِحِ وَنَحْوِ ذٰلِکَ وَلَمَّا کَانَ التَّوَجُّہُ اِلَی الْقِبْلَۃِ مِنْ خَوَاصِّ مَعْنَی
الْاِیْمَانِ سَوَاءٌ کَانَ شَامِلَۃً اَوْ غَیْرَ شَامِلَۃٍ عَبَّرُوْا عَنِ الْاِیْمَانِ
بِاَھْلِ الْقِبْلَۃِ کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ نُھِیْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّیْنَ وَالْمُرَادُ
الْمُؤْمِنِیْنَ مَعَ اَنَّ نَصَّ الْقُرْاٰنِ عَلٰی اَنَّ اَھْلَ الْقِبْلَۃِ ھُمُ الْمُصَدِّقُوْنَ
بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَمِیْعِ مَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ
بِہٖ وَھُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَکُفْرٌ
بِہٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَھْلِہٖ مِنْہُ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ فَلْیُتَاَمَّلْ

یعنی اگر یہ شبہ ہو کہ کیا دلیل ہے اس امر پر کہ مراد اہل قبلہ سے وہی لوگ ہیں جو تصدیق کریں
جمیع ضروریات دین کی تو اہل قبلہ کے لفظ سے یہ کہاں سمجھا جاتا ہے تو ہم اس شبہ کا جواب

Marfat.com

یتے ہین کہ اس پر دلیل یہ ہی کہ کفر اور ایمان مین تقابل عدم و ملکہ کا ہی اسواسطے کہ کفر سے مراد عدم ایمان ہی اور جن دو چیزون مین
دم و ملکہ کا تقابل ہوتا ہی تو اُن دونون چیزون مین کوئی واسطہ نہین ہوتا باعتبار خصوص موضوع کے اور اگرچہ ممکن ہے کہ اُن
چیزون مین واسطہ ہو باعتبار واقع کے مانند عمیٰ و بصر کے اسواسطے کہ جسکی شان سے بصر ہے وہ ضرور
ہے کہ اُس مین یا عمی ہو یا بصر ہو ان دونون امرین سے کسی ایک امر سے وہ خالی نہین ہو سکتا اور
ں امرین کچھ شبہ نہین کہ کتب کلام و عقائد و تفسیر و حدیث مین ایمان کی تعبیر یہ ہے کہ ایمان تصدیق
ے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن اُمور مین جو بداہتہً معلوم ہووے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے اور یہ تصدیق اُس شخص کی طرف سے ہو جسکی شان سے یہ ہو کہ وہ تصدیق کر سکتا ہے
مفہوم کفر کا یہ ہوا عدم تصدیق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن اُمور مین جو بداہتہً معلوم ہون کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور یہی مفہوم کفر کا بعینہ وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ جو شخص ضروریات
ن سے کسی ایک امر کا بھی منکر ہووے تو اُس شخص مین کفر پایا جاویگا البتہ عدم تصدیق کے چار
تب ہین تو اس اعتبار سے کفر کی بھی چار قسمین ہوئین پہلی قسم کفر کی جہل ہے اور کفر جہل سے مراد
یب ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحتہً اُن امورمین جنکے بارہ مین معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
ہ وسلم نے وہ فرمایا ہے اور یہ عقیدہ باطل ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ مین کاذب
ے نعوذ باللہ من ذالک اسی طرح کا کفر ابوجہل کا کفر تھا اور جو کفار اُسکے مانند ہوے اُنکا کفر بھی ایسا ہی
۔ اور دوسری قسم کفر کی کفر جحود و عناد ہے اور اس قسم کے کفر سے مراد تکذیب ہے پیغمبر صلی اللہ
ہ وسلم کی باوجود اس علم کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دعویٰ مین صادق ہوئے اور اسی طرح
کفر اہل کتاب کا کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جن لوگون کو ہمنے کتاب دی یعنی جو لوگ اہل
ب سے ہین وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہین جیسا وہ لوگ اپنے لڑکون کو پہچانتے
ں اور یہ بھی اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ان کافرون نے انکار کیا اس امر کا حالانکہ اس امر کا صحیح ہونا
اُن یقینًا جانتے ہین یہ انکار صرف بے انصافی اور تکبر سے ہے اور اسی طرح کا کفر ابلیس کا کفر بھی
ہے اور تیسری قسم کفر کی کفر شک ہے جیسا کہ اکثر منافقین کا کفر تھا اور چوتھی قسم کفر کی کفر تاویل ہے
کفر تاویل سے مراد یہ ہے یعنی حمل کرنا کلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے معنے پر جو نی الواقع اس
کلام کا معنے نہو یا محمول کرنا اس کلام کو تقیہ اور رعایت مصلحت پر یا ایسا ہی کسی اور امر غلط پر اس کلام

Marfat.com

کو حمل کرنا اور چونکہ نماز مین قبلہ رو کھڑا ہونا ایمان کے خاصہ سے ہے خواہ خاصہ شاملہ ہو یا خاصۂ غیر شاملہ
اسواسطے اہل شرع نے ایمان کی تعبیر اہل قبلہ کے لفظ کے ساتھ کی ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد
ہے کہ مین منع کیا گیا قتل سے نمازیون کے اور اس حدیث مین مراد نمازیون سے مسلمان ہین حالانکہ نص
قرآن شریف سے صراحۃً ثابت ہے کہ اہل قبلہ وہی لوگ ہین جن لوگون نے تصدیق کی پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کی اُن سب امور مین جن کے بارے مین معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا
ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ جنگ کرنا ماہ حرام مین بند کرنا ہے اللہ تعالے کی راہ سے اور
کفر کرنا ہے اُس کی شان مین اور کفر کرنا ہے مسجد حرام کی شان مین اور نکال دینا مسجد حرام کے
لوگون کو زیادہ بُرا ہے نزدیک اللہ تعالیٰ کے یہ مسئلہ قابل غور ہے۔

سوال - اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ فِی السُّنَّۃِ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ اَنَّہٗ قَالَ لِمُعَاوِیَۃَ
اَنْتَ السَّابُّ لِعَلِیٍّ اَمَا وَاللّٰہِ لَتَرِدُ عَلَیْہِ الْحَوْضَ وَمَا اَرٰی اَنْ تَرِدَہٗ
فَتَجِدُہٗ مُشَمِّرَ الْاِزَارِ عَنْ سَاقٍ تَذُوْدُ وَتُرْعَنْہُ الْحَدِیْثُ

جواب - ترجمہ اس حدیث کا اس طور پر ہے کہ قَالَ لِمُعَاوِیَۃَ اَنْتَ السَّابُّ لِعَلِیٍّ اَمَا
وَاللّٰہِ لَتَرِدُ عَلَیْہِ الْحَوْضَ یعنی کہا حضرت امام حسن رضؓ نے معاویہ سے کہ تمہین ہو کہ برا کہتے ہو حضرت علی رضؓ
کو آگاہ رہو قسم ہے خدا کی کہ البتہ تم وارد ہوگے سامنے حضرت علی رضؓ کے حوض کوثر پر اسکا حاصل
یہ ہے کہ تم کو آپ کے ساتھ کام پڑیگا اور آپ کے محتاج تم ہوگے بسبب تشنگی قیامت کے اور پانی
لیے آپ کے پاس جاؤگے تو تم کو کیا مناسب ہے کہ آپ کو بُرا کہتے ہو وَمَا اَرٰی اَنْ تَرِدَہٗ اور
مجکو گمان نہین کہ تم حوض پر وارد ہوگے اسواسطے کہ اِس بُرا کہنے سے تم فاسق اور بدعتی ہوئے اور
فاسق اور بدعتی حوض پر وارد نہ ہو سکینگے فَتَجِدُہٗ مُشَمِّرَ الْاِزَارِ تو پاؤگے حضرت علی رضؓ کو ازار سمیٹے
ہوئے یہ جملہ معطوف ہے اس جملہ پر لَتَرِدُ عَلَیْہِ الْحَوْضَ اور تقدیر اس کلام کی یہ ہے لَتَرِدُ عَلَیْہِ
الْحَوْضَ فَتَجِدُہٗ مُشَمِّرَ الْاِزَارِ یعنی وارد ہوگے حضرت علی رضؓ کے حضور مین حوض کوثر پر تو پاؤگے
ازار سمیٹے ہوئے تَذُوْدُ وَتُرْعَنْہُ آپ ہنکاتے ہونگے یعنی دور کرتے ہون گے غیرون کو چنانچہ اللہ
کا یہ کلام پاک ہے وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِہِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدَانِ یعنی پایا حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اون لوگون کے پیچھے دو عورتون کو کہ وہ ہانکتی تھین اونٹ کو لَا یَاْتِی الْمُنَافِقُوْنَ یعنے

سورہ قصص

نہ آنے پاوین منافقین حوض کے پاس ذُوْدَ غَرِیْبَةِ الْاِبِلِ یعنی مانند ہنکانے شتران بیگانہ کے
وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی البتہ اس نے اپنا مطلب نہ پایا جس نے افترا کیا اِس لفظ مین تناقض لفظی
و معنوی ہے چنانچہ اس حدیث مین یہ دو جملے ہین ایک جملہ یہ ہے وَمَا وَاللّٰہِ لَتَرِدُ عَلَیَّ الْحَوْضَ
آگاہ رہو قسم ہے اللہ کی تم میرے پاس حوض پر وارد ہوگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
اور دوسرا جملہ یہ ہے وَمَا اَرٰی اَنْ تَرِدَہٗ ان دونون جملون مین صریح تناقض ہے۔ علاوہ اسکے
اور میرا یہ گمان نہین کہ حوض پر جاؤگے ۱۲
یہ امر بھی ہے کہ اس حدیث کو ابو یعلیٰ موصلی نے اپنے مسند مین روایت کیا ہے اور ابو یعلی موصلی محدث
معتبر ہوئے ہین اور اس روایت سے یہ وہم نہین ہوتا کہ معاویہ سے مراد امیر شام ہین بلکہ اُس
روایت مین نام معاویہ بن حدیج کا واقع ہے تو بموجب اس روایت کے یہ درست نہین کہ حضرت معاویہؓ
امیر شام نے حضرت علیؓ کو بُرا کہا اور ایسے ہی جو الفاظ کہ خلاف قاعدہ عربیت کے ہین وَمَا اَرٰی وہ بھی
اس روایت مین نہین پائے جاتے۔ اکثر اشکال اُس روایت سے دفع ہو جاتا ہے اور روایت
ابو یعلی کی یہ ہے عَنْ عَلِیِّ بْنِ طَلْحَةَ مَوْلٰی بَنِیْ اُمَیَّةَ قَالَ حَجَّ مُعَاوِیَةُ اَبُوْ سُفْیَانَ وَحَجَّ مَعَہٗ مُعَاوِیَةُ
بْنُ حُدَیْجٍ وَکَانَ مِنْ اَسَبِّ النَّاسِ لِعَلِیٍّ قَالَ فَمَرَّ فِی الْمَدِیْنَةِ وَحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ وَنَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ
جَالِسٌ فَقِیْلَ لَہٗ ھٰذَا مُعَاوِیَةُ بْنُ حُدَیْجٍ السَّابُّ لِعَلِیٍّ قَالَ فَاَتٰی رَسُوْلُ الْحَسَنِ فَقَالَ اَجِبْ
کَ مَنْ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ یَدْعُوْکَ فَاَتَاہُ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَقَالَ الْحَسَنُ اَنْتَ مُعَاوِیَةُ بْنُ حُدَیْجٍ
قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنْتَ السَّابُّ لِعَلِیٍّ قَالَ فَکَاَنَّہٗ اسْتَحْیٰی فَقَالَ لَہُ الْحَسَنُ اَمَا وَاللّٰہِ لَئِنْ وَرَدْتَ
عَلَیَّ الْحَوْضَ وَمَا اَرَاکَ تَرِدُہٗ لَتَجِدَنَّہٗ مُشَمِّرَ الْاِزَارِ عَنْ سَاقٍ یَذُوْدُ عَنْہُ
الْمُنَافِقِیْنَ ذَوْدَ غَرِیْبَةِ الْاِبِلِ قَالَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَدْ خَابَ
مَنِ افْتَرٰی اِنْتَھٰی یعنی روایت ہے علی بن طلحہ مولی بنی امیہ سے کہ اونھون نے کہا کہ حج کیا
معاویہؓ بن ابی سفیان نے اور حج کیا ساتھ آپ کے معاویہ بن حدیج نے اور معاویہ بن حدیج حضرت علیؓ کو
بہت بُرا کہا کرتے تھے کہا راوی نے پس آئے معاویہ بن حدیج مدینہ منورہ مین اور حضرت امام حسنؓ
بن علیؓ اور آپ کے چند اصحاب بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت امام حسنؓ سے کہا گیا کہ یہ معاویہ بن حدیج ہین
جو حضرت علیؓ کو برا کہا کرتے ہین راوی کا بیان ہے کہ موافق حکم حضرت امام حسنؓ کے آپ کے قاصد
معاویہ بن حدیج کے پاس آئے اور کہا کہ چلو تو معاویہ بن حدیج نے کہا کہ کس کے پاس چلین تو قاصد
نے کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تمکو طلب فرماتے ہین تو معاویہ بن حدیج حضرت امام حسنؓ کے

Marfat.com

پاس آئے اور آپ کو سلام کیا۔ تو حضرت امام حسن رضؓ نے فرمایا کہ کیا تم معاویہ بن حدیج ہو تو اُنھون نے
کہا کہ ہان کہا راوی نے کہ پس حضرت امام حسن رضؓ نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ کیا تم حضرت علی رضؓ کو بُرا کہ
کرتے ہو راوی نے کہا کہ گویا یہ سن کر معاویہ بن حدیج شرمندہ ہوئے پھر اُن سے حضرت امام حسن رضؓ نے کہ
کہ آگاہ رہو قسم ہے اللہ کی البتہ اگر وارد ہوگے آپ کے سامنے حوض پر اور میرا گمان نہین کہ تم وہان وا
ہوگے تو آپ کو پاؤگے ازار سمیٹے ہوے پنڈلی سے آپ ہنکاتے ہون گے منافقین کو مانند ہنکانے
اجنبی اونٹون کے فرمایا راست گو نے جن کو اللہ تعالیٰ نے راست گو فرمایا یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے البتہ وہ نامراد رہا جس نے افترا کیا۔

جواب - جو کچھ دفع تعارض مین روایت تحریر فرمائی ہے کہ بسبب اختلاف محل کے حکم مختلف ہوا
یہ بہت واقعی اور بجا ہے بلکہ فقیر کے دل مین یہ گذرتا ہے کہ بدون اختلاف محل کے بھی تعارض نہین
اسواسطے کہ وجہ اعطا دونون روایت مین مختلف ہے روایت جواز خرید و فروخت مین مقید ساتھ
انعام مؤبد کے ہے خواہ تابید حقیقۃً ہو مثلاً فرمان مین جب تابید کی تصریح ہو یا تابید حکماً ہو مثلاً
جب فرمان مین تابید کا ذکر نہ ہو اور روایت منع خرید و فروخت مین اعطا بوجہ اور ارد استحقاق مقید
اور ظاہر ہے کہ یہ تقید منافی ہے تابید کے پس اگر امام وقت بیت المال کی زمین کسیطرح کی ہو بطریق
انعام مؤبد کے کسی شخص کو بخشدیوے تو وہ زمین اُس شخص کی ملکیت ہوجاویگی اور اگر امام وقت وہی
زمین بطریق اور ارد استحقاق کے کسی شخص کو بخشدیوے تو وہ زمین اوس شخص کے پاس بطور عاریت
کے رہیگی تو ان دونون صورتون مین تعارض نہین اسواسطے کہ وجہ اعطا دونون صورتون مین
مختلف ہے اگرچہ محل ایک ہی ہو اور بربناے اس تقریر کے اعتبار احتمالات عقلیہ کی چار صورتین
متصور ہوتی ہین۔ پہلی صورت یہ ہے کہ امام بیت المال کی زمین کسیکو بطریق تابید کے دیدیوے
خواہ تابید حقیقۃً ہو یا حکماً ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ امام وہ زمین بطریق اور ارد استحقاق کے
دیوے اور تیسری صورت یہ ہے کہ امام کوئی زمین کافر ذمی یا مسلمان کی بطریق تابید دیوے اور
چوتھی صورت یہ ہے کہ امام وہ زمین بطریق اور ارد استحقاق کے دیوے لیکن تیسری صورت محض احتمال
عقلی ہے اور وہ خلاف ہے پس صرف تین صورت باقی رہی منجملہ اُن کے ایک
صورت مین رقبہ زمین کا مملوک اُس شخص کا ہوجاتا ہے اور باقی دو صورت مین اُس شخص کو صرف

Marfat.com

ق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اُس زمین کا خراج یا عشر لیا کرے لیکن یہ مشکل ہے کہ اس ملک مین جو رواج
ہے وہ ان قواعد کے مطابق نہین اسواسطے کہ زمیندار ان ہر جگہ اپنی ملکیت کا دعویٰ کرتے ہین تو اس
ک مین کوئی ایسی زمین نہین جو بیت المال کی ملکیت ہو اور ایسا ہی اس ملک مین کوئی ایسی زمین
ی نہین جسکو موات یعنی شرعًا غیر آباد کہین اور نہ کوئی ایسی زمین ہے جو لاوارث ہونے کی وجہ سے
یت المال مین داخل ہوئی ہو اور نہ کوئی ایسی زمین ہے جو مال خراج سے خریدی گئی ہو اور
ان اقسام کی زمین ہو تو اُس کی امتیاز نہین پس یہ حکم کسی جگہ معین مین جاری نہین ہو سکتا مگر
بنائے اس کے جو حضرت شیخ جلال تھانیسری قدس اللہ سرہ نے اپنے رسالہ مین اختیار فرمایا ہے
سواد عراق کہ حضرت فاروق رضی اللہ کے زمانہ مین فتح ہوا تھا اُس کی زمین بیت المال کی ملکیت
ی ویسا ہی زمین ہندوستان کی ابتدائی فتح مین ملکیت بیت المال کی تھی اور زمیندارون کو صرف
ی حق حاصل ہے کہ زمین کو بغرض تولیت وزراعت وحفاظت کے اپنے پاس رکھین اس سے زیادہ
زمیندارون کو زمین مین دخل نہین اور یہی امر لفظ زمیندار سے بھی سمجھا جاتا ہے اور یہی امر صراحۃً
ی امور سے بھی معلوم ہوتا ہے ۔ تغیر وتبدل زمینداری کا اور موقوف اور مقرر کرنا زمیندارون کو
ر پھر اُن زمیندارون مین سے بعض زمیندار کو خارج کر دینا اور بعض زمیندار کو برقرار رکھنا اور بعض
اضی افغانان وبلوچان وسادات وقدوانیان کو بصیغۂ زمینداری دیدینا تو اس صورت مین کل
اضی ہندوستان کی ملکیت بیت المال کی ہوئی اور زمیندارون کو کاشت کرنے کے لیئے دیگئی اسطور
پیداوار کا نصف یا اُسی سے کم وہ دیا کرین اور باقی پیداوار وہ لیا کرین ۔ تو جس قطعہ زمین کو بادشاہ
قت نے بطریق تابید حقیقی یا حکمی کے کسی شخص کو بخشدیا تو وہ زمین اُس شخص کی ملکیت ہو گئی ۔
ر جس قطعۂ زمین کو بادشاہ وقت نے بطریق اورار واستحقاق کے کسی شخص کو دیا تو وہ زمین اُس
ص کے پاس بطور عاریت کے ہوئی ۔ البتہ بادشاہان قدیم کے فرمان کو دیکھنا چاہیئے تا تمیز ہو جائے
وہ کون زمین ہے جس کو بادشاہان قدیم نے بطریق تابید کے دیا تھا اور وہ کون
مین ہے جسکو بادشاہان قدیم نے بطریق اورار واستحقاق کے دیا تھا پس اگر وہ زمین
منظوری معافی خراج دی گئی ہو تو اُس زمین مین خراج بھی واجب نہین اسواسطے
اس صورتمین اراضی بطور تملیک کے دی گئی اور گویا اس کا خراج بھی اُس شخص کو

Marfat.com

دے دیا گیا جس کو وہ زمین دی گئی اور اگر صرف اراضی بطور تملیک کے دی گئی ہو بدون معافی خرا
کے تو اُس زمین مین خراج واجب ہو جاتا ہے اور پہلی صورت مین جس امام نے وہ زمین دی تھی اس
بعد کے امام کے لیے جائز ہے کہ اُس زمین کا خراج لیوے - بہرکیف ہر حال مین یہان کی زمین مشتبہ
اور یقیناً معلوم نہین کہ کس طور پر یہان کی زمین پادشاہان قدیم نے رعایا کو دی تھی واللہ اعلم بعض
معتبرین سے معلوم ہوا کہ اکثر قصبات مین جو زمین شرفا کے پاس ہے اُس کو محدود کہتے ہین اور
زمین آباد کی ہوئی ہے یعنی باجازت امام وقت اُس کو آباد کیا اور اُس کے مالک ہوئے - اس
کی دلیل یہ ہے کہ اُس زمین مین دہان کے زمینداروں کو کچھ دخل نہین بلکہ وہ زمین شرفا کے اختیا
مین ہے اگر وہ چاہین تو اس مین خود کاشت کرین اور اگر اُن کی خواہش ہو تو اپنی طرف سے دوسر
کو کاشت کے لیے دیوین تو ایسی زمین بحیثیت رقبہ کے البتہ قابل خرید و فروخت کے ہوگی - اور
زمین کا خراج امام وقت کی اجازت پر موقوف رہے گا - اور نذر لینا اُس زمین کے بارہ مین اور
کر نا دینے سے زمین معاش کو مہر وغیرہ مین اور ترجیح بعضے وارثون کی بعضے پر جو معمول پادشاہ
تیموریہ کا ہے - ان اُمور سے ایسی زمین کی عدم مالکیت معلوم ہوتی ہے -

سوال - کیا فرماتے ہین علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ کوئی شخص
نذر مانے کہ یہ میرا کام میری حاجت کے موافق ہو جائے مین گائے سیّد احمد کبیر کی یا بکرا شیخ سد
وغیرہ کا دون گا اور بعد پوری ہونے حاجت کے خدا کا نام لے کر گائے ذبح کرے اور اُس کی نیت
یہ ہو کہ اس گائے وغیرہ کی نسبت سیّد احمد کبیر اور شیخ سدو کے ساتھ ہے اور حدیث شریف مین
اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی عمل کا دار و مدار صرف نیت پر ہے اور یہ بھی حدیث شریف ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْ
اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نہین دیکھتا تمھاری صورتون کو ولیکن اللہ تعالیٰ
دیکھتا ہی تمھارے دلون کو اور تمھاری نیتون کو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ عمل مین نیت کو ضرور دخل ہے
وَنِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی نیت مومن کی بہتر ہے اُس کے عمل سے اس سے بھی معلوم ہوتا
کہ نیت کو دخل ضرور ہی تو صورت مذکورہ مین کھانا گائے وغیرہ کا درست ہی یا نہین اس کا جواب آپ
علمائے بیان فرمادین - اللہ تعالےٰ اِس کا اجر آپ صاحبون کو مرحمت فرماوے -

جواب - بعضے علمائے نے جواب دیا ہے کہ گائے وغیرہ صورت مذکورہ مین حلال ہے کھا

ے وغیرہ کو درست ہے۔ علی الخصوص اُس وقت مین جبکہ ذبح کرنے والے کی یہ نیت نہو کہ سید احمد کبیر
رہ کی تعظیم اس ذبح سے ہووے اور ایسا ہی معمول ہے کہ سید احمد کبیر وغیرہ کی گائے ذبح کرنے
ذبح کے وقت سید احمد کبیر وغیرہ کی نیت نہین ہوتی۔ لیکن یہ امر کہ وہ گائے حلال ہے اور اُس کو
ناجائز اس کا ثبوت قرآن شریف سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ
عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ
عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ یعنی پس کھاؤ تم لوگ وہ جس پر اللہ تعالیٰ کا
ذکر کیا جاوے اگر تم اللہ تعالیٰ کی آیتون پر ایمان لائے ہو اور کیا تمھارا حال ہے کہ تم نہین کھاتے
جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جاوے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تفصیل فرمادی ہے اوس کی جس کو
م کیا ہے تم لوگونپر تو یہ کلام پاک عام ہے اس سے عام طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جس پر اللہ تعالےٰ
ام ذکر کیا جاوے وہ حلال ہے پھر دوسری آیت مین بعض صورتین خاص کردی گئی ہین کہ اُن
ص صورتون مین حرمت کا حکم ہے اور وہ صورتین یہ ہین جانور مردار اور خون اور گوشت سؤر کا
جسپر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے اور گلا گھونٹا ہوا اور عصا سے جو مارنے سے مرجاوے اور جو جانور
پر سے گر کر مرجاوے اور جس جانور کو دوسرا جانور سینگ سے مار ڈالے اور جس جانور کو درندہ جانور
کھایا ہو اور وہ جانور جو بت پر ذبح کیا جاوے اور وہ جانور جس سے مقصود ہو کہ غیر اللہ سے
رب حاصل ہووے اور جو حکم عام ایسا ہو کہ اُس کی بعض صورتین خاص کی گئی ہون اور اُن
ض خاص صورتون مین دوسرا حکم ہو تو ایسے حکم عام کے بارہ مین یہ حکم ہے کہ بعد خاص کرنے کے
س حکم عام کے جو افراد باقی ہون اُن سب باقی افراد کو وہ حکم عام شامل رہتا ہے۔ اگرچہ
شمول باعتبار ظن کے ہوتا ہے تو اس مقام مین جو صورتین حرمت کی خاص کی گئی ہین ان
صورتون مین وہ ذبیحہ داخل نہین جو سوال مین مذکور ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس ذبیحہ سے
غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو اُس کے سوا اور جو باقی صورتین حرمت کی اوپر مذکور ہوئین اُن باقی
صورتون مین وہ ذبیحہ داخل نہین جو سوال مین مذکور ہے۔ لیکن حرمت کی صورتون مین اوپر
یہ صورت بھی مذکور ہے کہ جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو وہ بھی حرام ہے تو اب یہ امر ثابت کرنا
ضرور ہے کہ جو ذبیحہ سوال مین مذکور ہے وہ ایسا نہین ہے کہ اس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو تو

Marfat.com

البتہ اُس حال مین وہ ذبیحہ حلال ہوگا اور یہی ثابت کرنا منظور ہے تو اس امر کا بیان یہ ہے کہ جس ذبیحہ سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو اوس ذبیحہ سے وہ ذبیحہ مراد ہے جس کا گوشت کھانا مقصود نہ ہو - بلکہ یہ مقصود ہو کہ گوشت کسی غیر کو دیدیا جاویگا چنانچہ اس کا مفصل بیان آیندہ آویگا اور جو ذبیحہ سوال مین مذکور ہے وہ ذبیحہ ایسا نہین کہ اُس کا گوشت کھانا مقصود نہو اُس کا حلال ہونا حدیث سے اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ وہ سب ذبیحہ حلال ہے - جو ذبیحہ مہمان کے لیے ہو یا بغرض طعام ولیمہ و اعراس یا ذبیحہ جو عقیقہ مین ذبح کیا جاوے یا بغرض تجارت ذبح کیا جاوے جیسا کہ مثلاً ذبیحہ قصاب کا ہوتا ہے تو ان صورتون مین ذبیحہ اللہ تعالےٰ کے نام سے ذبح کیا گیا اور اُس کے ذبح مین غیر اللہ کی بھی نیت ہے - مثلاً مہمان کو کھانا یا طعام ولیمہ مین لوگون کو کھلانا اور جو صورت ذبیحہ کے سوال مین مذکور ہے اُس مین بھی ایسا ہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نام سے وہ ذبح کیا گیا اور اُس کے ذبح مین غیر اللہ کی نیت بھی ہے - مثلاً شیخ سدو وغیرہ کی نیت ہے تو اُس ذبیحہ مین اور اُن سب ذبیحہ مین جس کا حلال ہونا حدیث سے ثابت کیا گیا - دونون مین اس امر مین کچھ فرق نہین کہ دونون مین ذبیحہ اللہ تعالےٰ کے نام سے ذبح ہوا ہے اور غیر اللہ کی بھی نیت ہے اور ان دونون امر مین فرق کرنا محض دعویٰ بلا دلیل ہے اور لیکن یہ امر کہ جو ذبیحہ سوال مین مذکور ہے اُس کا حلال ہونا فقہا کے قول سے ثابت ہے تو اس امر کا بیان یہ ہے کہ فتاوائے سراجیہ مین لکھا ہے وَالْكِتَابِيُّ اِذَا ذَبَحَ بِاسْمِ الْمَسِيْحِ لَا يَحِلُّ وَلَوْ ذَبَحَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاَرَادَ بِهِ الْمَسِيْحَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَحِلُّ اہل کتاب جب ذبح کرے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تو وہ ذبیحہ حلال نہین اور اگر اُس اہل کتاب نے ذبح کیا نام سے اللہ کے اور اُس کی مراد اللہ سے حضرت عیسے علیہ السلام ہین تو وہ ذبیحہ حلال ہے اور اس بیان سے کوتاہ نظرون کا یہ قول دفع ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہین کہ نیت اگرچہ ذبح مین شرط نہین لیکن نیت فاسدہ وخبیثہ ذبیحہ کو حرام کر دے گی اور ہدایہ مین مذکور ہے - وَالثَّالِثَةُ اَنْ يَّقُوْلَ مَفْصُوْلًا عَنْهُ صُوْرَةً وَّمَعْنًى بِاَنْ يَّقُوْلَ قَبْلَ التَّسْمِيَةِ وَقَبْلَ اَنْ يَّضْجَعَ الذَّبِيْحَةَ اَوْ بَعْدَهَا وَهٰذَا لَا بَاْسَ بِهٖ صاحب ہدایہ کے اس قول تک وَالشَّرْطُ هُوَ الَّذِيْ فِي الْخَالِصِ الْمُجَرَّدِ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ تیسری صورت ذبح کی یہ ہے کہ ذبح کرنیوالا غیر اللہ کا نام اسطرح ذکر کرے کہ غیر اللہ کا نام

Marfat.com

بدا ہو اللہ تعالیٰ کے نام سے باعتبار ظاہر اور باطن کے اس طرح سے کہ غیر اللہ کا نام بسم اللہ سے
پہلے ذکر کرے خواہ غیر اللہ کا نام ذکر کرے جانور کو لٹانے سے پہلے یا جانور کو لٹانے کے بعد اور
اس مین مضائقہ نہین ۔ پھر صاحب ہدایہ نے اسی مقام مین کچھ اور عبارت کے بعد لکھا ہے
ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے شرط ہے کہ ذبح کے وقت خالص ذکر اللہ تعالیٰ کا کیا جاوے
اور وہ ذکر مجرد ہو غیر اللہ کی نیت سے تو مراد اس ذکر خالص مجرد سے فقط ذکر باللسان ہے اس
واسطے کہ اس بیان کے قبل صاحب ہدایہ نے لکھا ہے بِاَنْ یَّقُوْلَ قَبْلَ التَّسْمِیَۃِ الخ اپنے
اس قول کی تفسیر مین صُوْرَۃً وَمَعْنًی اور عنایہ مین صاحب ہدایہ کے قول مذکور کی شرح
مین لکھا ہے وَالْمَامُوْرُ بِہٖ ھٰھُنَا الذِّکْرُ عَلَی الذَّبْحِ وَالْمُرَادُ بِالذِّکْرِ الْمُتَعَدِّیْ
اِلَی الذِّکْرِ بِاللِّسَانِ کَمَا تَقَرَّرَ وَاحْتَجَّ بِہِ الْمَالِکُ رح فِیْ حُرْمَۃِ مَتْرُوْکِ التَّسْمِیَۃِ
عَمْدًا فَلَا تَحِلُّ الذَّبِیْحَۃُ تَحْتَ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اَیْضًا
یعنی ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذبح کے وقت ذکر کیا جاوے اور جو
ذکر متعدی باتھ علی کے ہو اس سے مراد ذکر باللسان ہوتا ہے چنانچہ یہ امر اپنے مقام مین ثابت
ہوا ہے اور یہی دلیل ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اُن کے اس مسئلہ مین کہ وہ ذبیحہ حرام ہے جس کو
ذبح کرنے کے وقت بھول سے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو تو وہ ذبیحہ جو اللہ تعالےٰ کے نام سے
ذبح کیا جاویگا وہ ذبیحہ اللہ تعالےٰ کے اس کلام پاک مین بھی داخل نہ ہوگا ۔ وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا
لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ یعنی اور مت کھاؤ وہ جانور جس کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ذکر
نہ کیا جاوے اور یہ مسئلہ مفسرین کے قول سے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ تفسیر احمدی مین مذکور ہے
بَقَرَۃً الْمَنْذُوْرَۃَ کَمَا ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ لِاَنَّہٗ لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ
غَیْرِ اللّٰہِ وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ کَانُوْا یُنْذِرُوْنَھَا لِاَصْنَامِھِمْ اِنْتَھٰی
یعنی گائے نذر مانی ہوئی جیسا ہمارے زمانہ مین رسم ہے حلال طیب ہے اس واسطے کہ اس
گائے پر ذبح کرنے کے وقت نام غیر اللہ کا ذکر نہین کیا جاتا اگرچہ وہ گائے غیر اللہ کی نذر مانی ہوئی
ہوتی ہے اور اس مسئلہ مین حق ظاہر صاف یہ امر ہے جسکو مولانا محمد صاحب مبین رح نے اپنے اُس رسالہ مین
لکھا ہے جو رسالہ نذر کے بیان مین ہے کہ نذر شیخ سدو کی اور اُن کے مانند اوروں کی نذر حرام ہے

Marfat.com

اور بکرا دغیرہ جو بنام شیخ سدو کے ذبح کرتے ہین تو اگر وقت ذبح کے شیخ سدو کا نام لیا ہو
اُس بکرا دغیرہ کا گوشت مردار ہو جاتا ہے۔ وہ کھانا ناجائز ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالے
وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ یعنی اور مت کھاؤ وہ جانور جس پر ذکر
کیا جاوے نام اللہ کا اور یہ ذکر نہ کرنا فسق ہے اور اگر اس بکرا دغیرہ کو خدا کے نام سے بسم اللہ
کہکر ذبح کیا ہو تو اگرچہ دل مین نسبت فاسد ہوتا ہم وہ کھانا ظاہر احلال ہے لیکن متقی
پرہیزگار کو چاہیئے کہ اُس کو نہ کھاوے ورنہ جاہلون کا یہ گمان ہوگا کہ ایسی نذر حلال ہے تو جا
گمراہ ہون گے یہ مضمون مولانا محمد مبین رح کے کلام کا ہے لیکن جو گائے غیر اللہ کی نذر ہو اُس کی حر
کا فتوی اُنھین لوگون نے دیا ہے جن کا قول اُن کے فعل کے مطابق نہین مثلاً وہ لوگ فرقہ شیع
کو کافر مطلق بالاجماع کہتے ہین اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا
وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ الآیۃ یعنی اور مت نکاح کرو مسلمان عورتون کا مشرکین
سے جب تک وہ ایمان نہ لاوین اور البتہ بندہ مومن بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا
معلوم ہو تو وہ لوگ باوجود اس کے کہ شیعہ کو کافر مطلق کہتے ہین اور اس آیت کے خلاف لڑکیو
وغیرہ کا نکاح شیعہ کے ساتھ کر دیتے ہین اور وہ لوگ اپنے مسکن کو دارالحرب قرار دیتے ہین
اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا یعنی کیا اللہ تعا
کی زمین کشادہ نہ تھی کہ وہان تم ہجرت کر جاتے تو اِس کلام پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ دارالحرب سے
ہجرت کرنا فرض ہے دارالحرب کہتے ہین مگر اس آیت کے خلاف وہان اقامت کیے رہتے ہین
ہجرت نہین کرتے اور وہ لوگ اپنے بزرگون کا عرس اپنے اوپر مثل فرض کے جانتے ہین اور سال
بسال مقبرہ پر لوگون کا مجمع کرتے ہین اور کھانا اور شیرینی وہان لیجا کر تقسیم کرتے ہین اور مقبر
بت بنا دیتے ہین جس کی پرستش کی جاتی ہے یہ نہایت تعجب کی بات ہے اور وہ لوگ یہ نہین سمجھ
کہ حربی کا کیا کام کہ وہ مسلمانون کے بارہ مین فتوی دیوے بلکہ وہ لوگ اُس فتوی کی وجہ سے
اس امر کے مصداق ہو جاتے ہین کہ وہ لوگ خود گمراہ ہوئے اور اکثر لوگون کو گمراہ کیا اِس واسطے
کہ جو ذبیحہ غیر اللہ کی تعظیم واکرام کے لیے ہو وہ ذبیحہ حرام ہے اور ذبح کرنے والا اِس صورت مین
مرتد ہو جاتا ہے اور اُس کی عورت کو طلاق بائن ہو جاتی ہے اور فقہا کا اس امر پر اتفاق ہے

Marfat.com

یا۔ ذبیحہ وہ ہے جو غیر اللہ کی تعظیم واکرام کے لئے ہو اور وہی ذبیحہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (وہ کہ پکارا جائے واسطے غیر اللہ کے)
دوسرا ذبیحہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم واکرام کے لئے ہو ان دونون ذبیحہ مین یہ فرق ہے
س کے لیے وہ ذبیحہ ذبح کیا جائے اگر اُس ذبیحہ کا گوشت اُس شخص کو دیا جائے تا وہ کھاوے
ہ ذبیحہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا اور ان ذبیحہ کے گوشت کا فائدہ مہمان وغیرہ کے لیئے ہوگا اور اسی
سے ذبیحہ قصاب کا حلال ہے اور وہ ذبیحہ بھی حلال ہے جو طعام ولیمہ وغیرہ مین صرف کرنے کے
ہو ایسا ہی بزازیہ مین مذکور ہے اور اگر وہ ذبیحہ جس کے لیے ذبح کیا جاوے اُسکو کھانے کے
ذبیحہ کا گوشت نہ دیا جاوے بلکہ ارادہ ہو کہ وہ گوشت اُس شخص کے سوا کسی غیر کو دیدیا جاوے گا تو وہ ذبیحہ غیر اللہ کی تعظیم کے
ہوگا اور وہ ذبیحہ حرام ہوگا اور اسی وجہ سے وہ ذبیحہ حرام ہے جو اُمرا کی تعظیم کے لیے ذبح کیا
ے ایسا ہی دُرِّ مختار اور بزازیہ مین ہے تو جب اُن لوگون نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ ذبیحہ حرام ہے
ال مین مذکور ہے تو اُن لوگون نے حلال کو حرام کیا اور وہ لوگ مصداق ضالین کے ہوے
گمراہ ہوے اور بوجہ اس فتویٰ کے اُس ذبیحہ کا گوشت نہ نذر کرنے والے نے کھایا اور نہ کسی
نے کھایا تو ذبح کرنے والا مرتد ہو گیا اور جن لوگون نے حرمت کا فتویٰ دیا ہے وہ لوگ مصداق
داخل ہوئے یعنی گمراہ ہوئے اور سوا اسلام کے جو عباداتِ خالصہ ہین اُن عبادات خالصہ
ا اور دوسرے اعمال کی صحت وفساد مین نیت کو کچھ دخل نہین مثلاً نیت کو اشیاء کی حلت
ت مین کچھ دخل نہین علی الخصوص اُس امر مین نیت کو کچھ بھی دخل نہین جس مین صرف
انی کا حکم ہے جیسا کہ یہ مسئلہ ہے جس کی تحقیق یہان ہم کر رہے ہین اور اسکا مفصل بیان
ذکور ہوا ہے اسواسطے کہ نکاح بغیر نیت کے حرام نہین ہو جاتا یا نکاح مین نیت زنا کی ہو
نکاح بھی حرام نہین ہو جاتا اور زنا اس وجہ سے حلال نہین ہو سکتا کہ یہ نیت ہو کہ اس
ے ولد صالح پیدا ہووے اور عبادت مین فراغت حاصل ہووے اور شراب اسوجہ سے
نہین ہو سکتی کہ وہ شراب اس نیت سے پی جاوے کہ نماز اور جہاد کی قوت حاصل ہووے
جو حدیث ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ تو اس حدیث کی یہ تاویل ہے کہ اس حدیث
ضاف محذوف ہے مثلاً ثَوَابُ الْاَعْمَالِ یا اس حکم سے بعض اعمال خاص کر لیے
ن۔ چنانچہ یہ مسئلہ اصول وفروع مین ثابت ہوا ہے وہان دیکھنا چاہیے۔

Marfat.com

جواب۔ اور اعتراضات تحریر فرمائے ہوئے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی
کے اوپر کے جواب پر **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ ذبح کرنے والے کی نیت نہو۔ آخر تو جا
چاہیئے کہ ذبح کرنے والا ضرور ہے کہ وکیل اور نائب اُس شخص کا ہوگا کہ اُس شخص کی نیت ہے ک
وہ جانور غیر اللہ کی تعظیم کے لیے ذبح کیا جاوے تو اس مؤکل و منیب کی نیت حل و حرمت
تاثیر کرے گی جیسا کہ قربانی مین ایسا ہی حکم ہے **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے اور وہ کہ قصد کیا
اُس سے تقرب غیر اللہ کا آخر تو تخصیص اس فرد کی قرآن شریف سے ثابت نہین ہو سکتی مگر اس
وقت مین کہ اسی معنی پر حمل کیا جاوے یہ قول اللہ تعالیٰ کا وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مجیب کے
اس قول مین تکرار لازم آتی ہے اسواسطے کہ مجیب نے اُن چیزون کو ذکر کیا ہے جو خاص کی گئی
ہین اور وہ حرام ہین اُن کی تفصیل مین وما اہل بہ لغیر اللہ کو ذکر کیا ہے پھر اُسکے بعد یہ بھی ذک
کیا ہے وما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ تو مجیب کے اس بیان مین تکرار لازم آتا ہے اور تخصیص اس
فرد کی حدیث سے بھی ثابت نہین ہو سکتی مگر جب حمل کیا جاوے اسی معنی پر یہ قول آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ (وہ ملعون ہے جو ذبح کرے غیر اللہ کے لیے) مگر یہان یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث سے
ایسے ذبیحہ کی حرمت نہین معلوم ہوتی ہے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جاوے بلکہ اس حدیث سے
ایسے طریقۂ ذبح کی حرمت سمجھی جاتی ہے جو ذبح غیر اللہ کے لیے ہو جیسا کہ ذبح کیا اُس بکری
جو غصب کی گئی ہو اور پھر اُس بکری کی قیمت اُسکے مالک کو تاوان دیدیا یعنی اس حال مین
بکری جو ذبیحہ ہے حرام نہوگی بلکہ اُسکو ذبح کرنا حرام ہوا **قولہ** یعنی یہ جو قول مجیب کا ہے کہ عا
مخصوص منہ البعض شامل ہوتا ہے اپنے باقی افراد کو اگرچہ یہ شمول بطریق ظن کے ہو تو یہ بھی
جاننا چاہیے کہ ایسے عام مین دوسری تخصیصات بھی جاری ہوتی ہین جو دلائل ظنیہ سے ثابت
ہون مثلاً اخبار آحاد اور قیاس مجتہدین جس سے اُس جانور کی حرمت ثابت ہوتی ہے جو غیر اللہ
کی تعظیم کے لیے ذبح کیا جاوے تو اس آیت کو قیاسات مجتہدین کے معارضہ مین پیش کرنا مفید نہ
قولہ یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ لیکن داخل نہونا اُس جانور کا اُس مین جس سے غیر اللہ کا تقر
مقصود ہوا آخر تو یہ ظاہر ہے کہ مجیب کا یہ قول مخدوش ہے اسواسطے کہ ما اہل بہ لغیر اللہ اگر حمل کیا
اُس پر جس سے مقصود ہو تقرب غیر اللہ کا کہ عدم دخول اُس جانور کا جو غیر اللہ کی تعظیم کے

Marfat.com

ذبح کیا گیا ہو مَا قُصِدَ بِهِ التَّقَرُّبُ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ مین ظاہر نہین قولہ یعنی مجیب کا جو یہ قول
ہے کہ اسواسطے کہ مَا قُصِدَ بِهِ التَّقَرُّبُ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ سے وہ ذبیحہ مراد ہے جسکے ذبح سے
تقرب لغیر اللہ مقصود ہے یہ دونون امر پائے جاتے ہین یعنی قصد
اسکا گوشت کھانا مقصود نہ ہو تو مجیب کے اس قول پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ معنی ما قصد
بہ التقرب لغیر اللہ کا معنی لغوی نہین تو مجیب پر لازم ہے کہ یہ بیان کرے کہ کس وجہ سے یہ لفظ
اس معنی پر دلالت کرتا ہے اور اگر مجیب اس اعتراض کا جواب نہین دسکتا تو یہ قول اس قابل
ہے کہ مجیب ہی پر رد کر دیا جاوے اور یہ قول کیون مردود نہ ہو اسواسطے کہ مثلاً قربانی سے مقصود
ہوتا ہے کہ تقرب اللہ تعالیٰ کا حاصل ہووے اور یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ اُسکا گوشت کھایا جاوے
تو جبکہ اُس امر مین جس سے تقرب الی اللہ مقصود ہے یہ دونون امر پائے جاتے ہین یعنی قصد
تقرب اور قصد کھانے کا گوشت کے اور باوجود اس کے وہ امر تقرب الی اللہ کے لیئے ثابت ہوتا ہے
تو جس امر سے کہ غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو تو اُس سے اگر یہ بھی مقصود ہو کہ اُسکا گوشت کھایا جاوے
تو بطریق اولیٰ وہ امر غیر اللہ کے تقرب کے لیئے ہوگا قولہ یعنی مجیب کا یہ قول ہے کہ بلکہ ما قصد بہ التقرب
الی غیر اللہ سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ اُسکا گوشت کسی غیر کو دیدیا جاویگا تو مجیب کی مراد غیر سے کیا
ہے چاہیئے کہ وہ بیان کرے تا اُس غیر مین ہم کلام کرین قولہ یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ جو ذبیحہ
مثلاً اس غرض سے ہوتا ہے کہ مہمان وغیرہ اُس کا گوشت کھا دین اور جو ذبیحہ اس غرض سے
ہوتا ہے کہ غیر اللہ سے تقرب حاصل ہووے تو ان دونون ذبیحہ مین نیت غیر اللہ کی
ہوتی ہے تو مجیب کے اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ جو ذبیحہ مثلاً مہمان کے لیے ہوتا ہے تو خاص اس
ذبح سے یہ مقصود نہین ہوتا کہ مہمان سے تقرب حاصل ہو بلکہ صرف یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ مہمان اُس
ذبیحہ کا گوشت کھا دے تو معلوم ہوا کہ اس قائل کو شبہہ اسوجہ سے ہوا کہ ذبح اور مذبوح مین وہ فرق
نہین جانتا تو جاننا چاہیئے کہ ذبح سے مراد ہے خون بٹانا اور مذبوح سے مراد ہے ذبیحہ کا لحم و شحم
یعنی گوشت اور چربی تو جب یہ مقصود ہو کہ خون بٹانے سے تقرب غیر اللہ کا حاصل ہووے تو ذبیحہ
حرام ہو جاویگا اور جب یہ مقصود ہو کہ خون بٹانا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے ہوا اور غیر کا تقرب گوشت
کھلانے سے حاصل ہووے تو ذبیحہ حلال ہوگا اسواسطے کہ ذبح سے مراد خون بٹانا ہے مذبوح
کا معنی خون بٹانا نہین بلکہ مذبوح سے وہ چیز مراد ہے جو ذبح کے بعد حاصل ہوتی ہے یعنی

Marfat.com

لحم وشحم یعنی گوشت وچربی اور اسی بنا پر ہمنے یہ کہا کہ یہ بلاشبہ حلال ہے کہ بازار سے گوشت خرید لیا جاوے یا گائے یا بکری ذبح کی جاوے اس ارادہ سے کہ گوشت اور کھانا پکاکر فقرار کو کھلایا جاوے اور اسکا ثواب کسی میت کی روح کو پہونچایا جاوے یعنی اس کے حلال ہونے مین کچھ شبہ نہین اور یہ امر کہ ایسی حالت مین صرف ثواب رسانی مراد ہوتی ہے اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس میت کے نام سے کوئی خاص گائے معین نہین کی جاتی اور نہ یہ اعلام کیا جاتا ہے کہ فلان گائے فلان میت کے نام پر ذبح کی جاوے گی بلکہ یہی خیال رہتا ہے کہ خواہ بازار سے گوشت خرید لیا جائے یا گائے ذبح کی جاوے دونون صورت مین ایک ہی بات ہے ہر حال مین ثواب رسانی کی نذر پوری ہوجاویگی **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ جو ذبیحہ اِس غرض سے ہو کہ اُس کا گوشت کھلایا جاوے اِن دونون ذبح مین فرق کرنا دعویٰ بلادلیل ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ان دونون ذبیحہ مین فرق ہے وجہ فرق کی اوپر بیان ہوئی یعنی فرق یہ ہے کہ پہلی صورت مین خون بہانا صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے ہوتا ہے یہ مقصود نہین ہوتا کہ اُس خون بہانے سے غیر کا تقرب حاصل ہووے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ فقرار کو وہ گوشت کھلایا جاوے اور اُسکا ثواب کسی کی روح کو پہونچایا جاوے یا یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ گوشت کھانے کھلانے کے مصرف مین آوے مثلاً طعام ولیمہ یا اعراس مین وہ گوشت صرف ہووے اور دوسری صورت مین یعنی جب خاص ذبح سے غیر اللہ کا تقرب ہونا منظور ہو تو یہ مقصود ہوتا ہے کہ نفسہ خون کا بہانا اس غرض سے ہو کہ اُس خون کے بہانے سے غیر اللہ کا تقرب حاصل ہووے۔ **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ اہل کتاب جب ذبح کرے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تو وہ ذبیحہ حلال نہین اور اگر وہ ذبح کرے اللہ تعالیٰ کے نام سے تو وہ ذبیحہ حلال ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو عین مذہب اُسی شخص کا ہے جو اس امر کا قائل ہے کہ وہ ذبیحہ حرام ہے جس کے ذبح سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو اسواسطے کہ جو حرمت کا قائل ہے اُس کا کلام یہ ہے کہ اگر کوئی شخص لوگون کے سامنے یہ کہے کہ مین نے یہ نذر کی کہ گائے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے ذبح کرون اور اس شخص کی مراد اللہ سے سید احمد کبیر ہون تو اُسکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلول کیا ہے سید احمد کبیر مین نعوذ باللہ من ذلک تو جو گائے وہ ذبح کرے گا وہ حلال ہوگی اسواسطے کہ اُس شخص کی نیت مین خلل نہین بلکہ

س کی خالص نیت اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیئے ہے لیکن اُس کا عقیدہ غلط ہے کہ اللہ تعالےٰ نے
یدا حمد کبیر مین حلول کیا ہے جیسا نصرانی کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام
ن حلول کیا ہے اسواسطے کہ نصرانی کا یہ قول ہے کہ اللہ مسیح ابن مریم ہین تو نصرانی کا خطا معنون
ن ہے عنوان مین نہین تو عنوان اُس کا حق ہے البتہ اُس کا معنون باطل ہے بخلاف اُس شخص
کے جس نے یہ کہا کہ مین نے نذر مانی ہے کہ گائے سید احمد کبیر کے لیئے ذبح کرون تو اُس شخص نے
طا کی عنوان اور معنون دونون مین جیسا کہ مثلاً ذبح کیا نصرانی نے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام
ے تو یہ بھی خطا ہے عنوان اور معنون دونون مین قولہ یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ اس بیان سے
ا د تطرد ن کا قول دفع ہوگیا تو مجیب کے بیان سے ان لوگون کا قول دفع نہین ہوتا اس
سطے کہ ان لوگون کی مراد نیت خبیثہ سے یہ ہے کہ نیت کرنے والے سے عنوان مین خطا ہو یہ مطلب
ین کہ معنون مین خطا ہو قولہ یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ تیسری
ورت ذبح کی یہ ہے کہ غیر اللہ کا نام جدا ذکر کیا جاوے اللہ تعالےٰ کے نام سے ظاہر اور باطن مین
سکا جواب یہ ہے کہ اس بیان کو یہان کی نزاع سے کچھ تعلق نہین اسواسطے کہ صاحب ہدایہ کا یہ
ں اس بارہ مین ہے کہ ذکر لسانی مجرد ہو نیت تقرب غیر سے یعنی اس حال مین ذبیحہ کے حلال
نے مین خلاف نہین کہ ذبح کرنے والے نے پہلے غیر اللہ کا نام لیا ہو لیکن ذبح کے وقت غیر اللہ
م نہ لیوے اور نہ ذبح کے وقت غیر اللہ کے تقرب کی نیت ہو چنانچہ اُسکا بیان مفصل انشاء اللہ
لی آیندہ آویگا تو یہان کی نزاع اس امر مین ہے کہ ذبح کے وقت غیر کا نام بہ نیت تقرب
کیا یا نہ کیا لیکن اگر ذبح کے وقت ذبح سے غیر کے تقرب کی نیت ہو تو ایسا ذبیحہ حرام ہے اور
ب نے یہی اقرار کیا ہے قولہ یعنی اور مجیب کا جو یہ قول ہے کہ اس واسطے کہ مراد ذکر خالص مجرد
ے صرف ذکر باللسان ہے تو مجیب کے اس قول مین یہی ظاہر طور پر خلل ہے اسواسطے کہ مراد
ر خالص مجرد سے اگرچہ ذکر لسانی ہے لیکن مجیب کی مراد خلوص و تجرد سے صرف یہی ہے کہ
ت ذبح غیر کا ذکر زبان سے نہ ہو اور مجیب کی یہ مراد نہین کہ بوقت ذبح کے تقرب غیر کی
ت بھی نہ ہو تب ذبیحہ حلال ہوگا تو مجیب کا یہ خیال غلط ہے اور مجیب نے عنایہ شرح ہدایہ
ے قول نقل کیا ہے اُس قول کو یہان کی نزاع سے کچھ واسطہ نہین اسواسطے کہ کسی عاقل کو

Marfat.com

اِس امر مین شبہہ نہین ہوسکتا کہ وقت ذبح کے اللہ کا نام لینے مین یہ حکم ہے کہ ذکر لسانی خالص مجرد
ہو ذکر غیر سے یعنی ہر عاقل یہ ضرور جانتا ہے کہ بوقت ذبح غیر اللہ کا نام نہ لینا چاہیئے بلکہ یہان کی
نزاع اِس امر مین ہے کہ بوقت ذبح اللہ کا نام ذکر کیا جاوے لیکن اُس ذبح سے مقصود یہ ہو کہ غیر کا
تقرب حاصل ہووے تو ایسے ذبیحہ مین شرعًا کیا حکم ہے **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ قول
مفسرین سے ایسے ذبیحہ کی حلت ثابت ہوتی ہے تو مجیب نے تفسیر احمدی کا جو قول نقل کیا ہے
وہ قول خلاف ہے اقوال سے جم غفیر فقہا کے جو انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بیان کیا جاویگا تو مجیب کے
قول کی تائید صرف قول سے تفسیر احمدی کے کس طرح ہوسکتی ہے حالانکہ وہ قول خلاف ہے علماء
کبار کے اقوال سے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ تفسیر احمدی مین جو یہ لکھا ہے کہ ایسا ذبیحہ حلال طیب ہے
تو یہ بھی اشکال سے خالی نہین اس واسطے کہ اس مین شک نہین کہ ایسے ذبیحہ کی حلت مین اختلاف ہے
اور اس مسئلہ کے ادلہ مین تعارض ہے تو یہ مقام محل شبہہ ہوا اور اصول فقہ مین ثابت ہے کہ جب
کسی امر کی حلت و حرمت مین شبہہ ہو تو احتیاطًا اسکی حرمت کا حکم دیا جاویگا - چنانچہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور درمیان حلال اور حرام کے بعض
امور مشتبہہ ہین اُن امور کو اکثر لوگ نہین جانتے تو جس نے پرہیز کیا اُن امور مشتبہہ سے اُسنے
بچالیا اپنا دین اور اپنی عزت اور جو واقع ہوا امور مشتبہہ مین تو وہ واقع ہوا حرام مین مانند اُس
چرواہے کے جو چراتا ہے گرد کسی غیر کی چراگاہ محفوظ کے تو کچھ بعید نہین کہ اُس کے جانور اُس چراگاہ
مین پڑجاوین **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ اگر بنام خدا بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا جاوے
تو ظاہر اوہ ذبیحہ حلال ہے اگرچہ دل مین نیت فاسد ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ لفظ ظاہر اسے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ایسے ذبیحہ کی حلت مین اُسکو بھی شک ہے اور اسی وجہ سے متقی کو اُس کے کھانے سے
منع کیا ہے اور جم غفیر فقہا کے اقوال انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ مذکور ہون گے اُن سے بلا شک ایسے
ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے تو اب حرمت کا اعتبار زیادہ بہتر ہوا اس واسطے کہ شک کرنے والے
کے قول کا اعتبار نہین **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ فرقہ شیعہ کو کافر مطلق کہتے ہین تو مجیب
کا یہ قول بھی غلط ہے اس واسطے کہ کوئی یہ نہین کہتا کہ شیعہ بالاجماع کافر ہین بلکہ شیعہ کے بارہ مین
اختلاف ہے ماوراء النہر کے علماء حنفیہ نے شیعہ کو کافر کہا ہے اور مصر و عراق کے علماء حنفیہ سے

Marfat.com

ن لوگون کو کافر نہین کہا ہے بلکہ اُن علمار نے شیعہ کو بدعتی اور گمراہ قرار دیا ہے اور علمار شافعیہ
ے بھی ان لوگون کا کفر ثابت نہ کیا ہے بلکہ اُن علمار نے بھی شیعہ کو بدعتی اور گمراہ کہا ہے قولہ
نی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ یہ لوگ لڑکیون وغیرہ کا نکاح شیعہ کے ساتھ کر دیتے ہین تو یہ قول
ی غلط ہے اسواسطے کہ تزویج بنات وغیرہ سے یہ مراد ہے کہ کوئی شخص ولی یا مالک کسی عورت
ے امور مین ہو اور وہ شخص اُس عورت کا نکاح کسی کے ساتھ کر دیوے اور اگر وہ شخص اُس
ورت کا ولی نہ ہو اور نہ وہ اُس عورت کے امور مین مالک ہو بلکہ وہ عورت اُس شخص کے اقارب
ے ہو مثلاً لڑکی کی لڑکی ہو اور اُسکا باپ زندہ ہو یا لڑکی چچا کی یا لڑکی ماموں کی ہو اور اُس کے
سرے ولی موجود ہون اور اُس شخص کو اُس عورت اور اُس کے ولی کے بارہ مین جبر و ولایت
اتحقاق حاصل نہو اور اُس عورت کا نکاح کیا جاوے تو یہ ظاہر ہے کہ اُس شخص کی طرف نکاح
دینے کی نسبت نہین ہو سکتی - چنانچہ عرب کا یہ قول ہے کہ ہمارے پوتے ہمارے لڑکے ہین اور
ارے نواسے غیر کے لڑکے ہین قولہ یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ یہ لوگ اپنے مسکن کو دار الحرب
ر دیتے ہین اور پھر وہان سے ہجرت نہین کرتے تو جاننا چاہیئے کہ جس دار الحرب سے ہجرت کرنا
ض ہے اُس سے مراد وہ دار الحرب ہے کہ کفار حربی وہان کے باشندون کو اظہار اسلام و روزہ
ز جمعہ و جماعت و اذان و ختنہ کرنے سے منع کرین اور اگر ایسا نہو بلکہ وہان کے مسلمان اظہار اسلام
ے تامل کرتے ہون اور جمعہ و جماعت قائم رکھتے ہون اور وہان احکام اسلام بے تامل بیان کرتے
ون - تو ایسے دار الحرب سے ہجرت کرنا فرض نہین اور بتقدیر وجوب بھی ہجرت فی الفور واجب
ین ہو جاتی بلکہ اُس وقت ہجرت واجب ہوگی جب کوئی پناہ کی جگہ پائی جاویگی اسواسطے کہ
یغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس مکہ معظمہ مین بعد ظہور نبوت کے اقامت فرمائی باوجود اسکے
فار مکہ اظہار دعوت اسلام سے منع کیا کرتے تھے اور اہل اسلام کو مار پیٹ اور برا کہنے کی اذیت
کرتے تھے اور مسجد حرام مین نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے - تو حق تعالیٰ نے انصار کو بعد تیرہ برس کے
ن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناصر و معین کیا اور مدینہ منورہ مین سکونت کے لیے جگہ ملی تو اُس
وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو مجیب کا یہ طعنہ ہرگز صحیح نہین قولہ یعنی مجیب
کا جو یہ قول ہے کہ یہ لوگ اپنے بزرگون کا عرس فرض جان کر کرتے ہین تو یہ بھی مجیب کی صرف

Marfat.com

جہالت ہے اسواسطے کہ سوائے فرائض شرعیہ مقررہ کے کوئی شخص کسی دوسرے امر کو فرض نہیں
جانتا البتہ یہ امور مستحسن ضرور ہین یعنی زیارت قبور اور برکت حاصل کرنا زیارت قبور صالحین
سے اور استمداد صالحین سے کرنا تلاوت قرآن وثواب رسانی کے ذریعہ سے ودعائے خیر وتقسیم طعام
وشیرینی یعنی یہ امور باتفاق علماء بہتر ہین اور تعیین روز عرس کی صرف اس وجہ سے ہوتی ہے
کہ وہ دن یادگار رہوتا ہے کہ اُسدن اُنھون نے دارالعمل سے دارالثواب مین انتقال فرمایا ور
جس دن یہ عمل کیا جاوے باعث فلاح وسبب نجات ہے اور خلف کو لازم ہے کہ اپنے سلف
ساتھ اس طریقہ سے نیکی واحسان کرین چنانچہ احادیث مین مذکور ہے کہ ولد صالح اپنے باپ کیلئے
دعا کرتا ہے اور یہ خیال نہایت جہالت ہے کہ تلاوت قرآن وثواب رسانی اہل قبور کی عبادت
البتہ مشابہت بت پرستون کی ان امور مین پائی جاتی ہے یعنی قبر کو سجدہ کرنا اور اُس کا طواف
کرنا اور اس طرح دعا کرنا کہ اے فلان تم ایسا کرو تم ایسا کرو اور جو شخص ایسا نہین کرتا تو وہ مستوجب
طعن نہین چنانچہ منثور سیوطی مین مرقوم ہے۔ اَخْرَجَهُ ابْنُ مُنْذِرٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنْ اَنَسٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْ اُحُدًا كُلَّ عَامٍ فَاِذَا اَتَفَوَّجَ
الشِّعْبَ سَلَّمَ عَلٰى قُبُوْرِ الشُّهَدَآءِ وَقَالَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ
وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ قُبُوْرَ
الشُّهَدَآءِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ حَوْلٍ فَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَ
اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانَ اِنْتَهٰى وَفِي التَّفْسِيْرِ الْكَبِيْرِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْ قُبُوْرَ الشُّهَدَآءِ رَاْسَ حَوْلٍ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى
الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ هٰكَذَا يَفْعَلُوْنَ اِنْتَهٰى یعنی حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم جبل اُحد کے پاس ہر سال تشریف لیجاتے تھے تو جب غار کے منہ پر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پہونچتے تھے تو قبور شہدا کے پاس کھڑے ہوکر سلام کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے سَلَامٌ
عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ یعنی تم لوگون کے لیئے سلامتی ہو تم لوگون کے صبر کے
اجر مین پس کیا خوب ہوا انجام دار آخرت کا اور ابن جریر نے حدیث بیان کی روایت سے
محمد بن ابراہیم کے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال تشریف لیجاتے تھے قبور شہدا کے پاس اور

قبر کو سجدہ اور طواف وغیرہ

ہر سال قبور شہداء اُحد پر تشریف لیجانا

رماتے تھے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ
حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ روایت ہے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال قبور شہدا کے پاس تشریف لیجاتے تھے اور وہان یہ فرماتے تھے
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور خلفاے اربعہ کا بھی ایسا ہی معمول تھا **قولہ**
ن مجیب کا جو یہ قول ہے کہ جو ذبیحہ واسطے تعظیم غیر اللہ کے ہو وہ حرام ہے اور وہ ذبح کرنے والا
ند ہے اور اُس ذبح سے اُس کی عورت کو طلاق بائن ہو جاتا ہے تو جاننا چاہیئے کہ یہی بعینہٖ مذہب
ن علمار کا ہے جو ایسے ذبیحہ کی حرمت کے قائل ہین تو مجیب نے حق کی طرف رجوع کیا اور اُن سے
ن کا اقرار لیا یا بے اختیار اُس کی زبان پر حق جاری ہوا **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ جو ذبیحہ
سطے تعظیم غیر اللہ کے ہو وہی مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہے تو اس قول سے بھی معلوم ہوتا ہی
جیب نے اُن علمار کے قول کی جانب رجوع کیا جو ایسے ذبیحہ کی حرمت کے قائل ہین اور مجیب
ب یہ خیال ہوا کہ نذر کی گائے داخل ہے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مین تو یہ امر قابل یاد
ہنے کے ہے **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ فقہا کا اس امر پر اجماع ہے کہ جو ذبیحہ واسطے تعظیم
ر اللہ کے ہو اور جو ذبیحہ واسطے تعظیم اللہ کے ہو اُن دونون ذبیحہ مین فرق یہ ہے کہ اگر وہ ذبیحہ
انے کے لیئے دیا جاوے تو وہ ذبح واسطے تعظیم اللہ کے ہوگا اور اُس کے گوشت سے فائدہ
ان وغیرہ کو ہوگا اور اسی واسطے ذبیحہ قصاب کا حلال ہے اور وہ ذبیحہ بھی حلال ہے جو طعام
یمہ وغیرہ مین صرف کرنے کے لیے ہو اور جو ذبیحہ کھانے کے لیے نہ دیا جاوے بلکہ کسی غیر کو
دیا جاوے تو وہ ذبح واسطے تعظیم غیر اللہ کے ہے تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا تو مجیب کو چاہیئے اس اجماع
ے ثبوت کے لیئے فقہا کے اقوال کو نقل کرے ورنہ اس کا یہ دعویٰ قابل سماعت نہین - **قولہ**
ی مجیب نے جو یہ کہا ہے کہ وہ ذبیحہ کھانے کے لیئے دیا جاوے تو مجیب کی مراد اس سے کیا ہے اگر یہ
د ہے کہ ذبح سے یہ مقصود ہو کہ ذبیحہ کو ذبح کرنے والا خود کھا دے تو اس سے قصاب کا ذبیحہ
رج ہو جاتا ہے بلکہ اکثر ذبیحہ خارج ہو جاتا ہے جو اس غرض سے ہوتا ہے کہ طعام ولیمہ یا عرس
ن صرف کیا جاوے اسواسطے کہ ایسے ذبیحہ سے یہ مقصود نہین ہوتا کہ ذبح کرنیوالا خود کھا دے
رنہ یہ ضرور معمول ہے تو مجیب کا جو یہ قول ہے کہ ذبح واسطے تعظیم اللہ کے ہوگا اور اُس گوشت

Marfat.com

کا فائدہ واسطے مہمان وغیرہ کے ہوگا - یہ سہو ظاہر ہے اسواسطے کہ مہمان کا کھا لینا ذابح کا کھا لینا نہین
تو اس سے یہ غلط لازم آتا ہے کہ ذبیحہ قصاب کا اور وہ ذبیحہ جو طعام ولیمہ یا اعراس مین صرف
کرنے کے لیے ہوتا ہے وہ حرام ہوجائے اور اس قسم مین داخل ہوجاوے اور قسم اوّل مین داخل
نہ ہووے حالانکہ ایسا نہین بلکہ ذبیحہ قصاب کا حلال ہے اور وہ ذبیحہ بھی حلال ہے جو طعام ولیمہ
یا اعراس مین صرف کرنے کے لیے ہو اور اگر یہ مراد ہے کہ غیر کھاوے تو اس سے لازم آتا ہے کہ
یہ سب ذبیحہ یعنی جو ذبیحہ جزاے ممنوعات احرام مین ہو اور نذر خاص اللہ کی اور کفارہ مین
جنایات منہیات کے یہ سب بھی حرام ہوجاوے تو غیر کو دنیا اگر حلال ہے تو یہ سب ذبیحہ حرام
کیونکر ہوگا اور غیر کو دنیا اگر حرام ہے تو حکم شرعی کا مدار ایسے ذبیحہ پر کیونکر ہوگا اسواسطے کہ حرام
کا اعتبار نہین قولہ یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ اسیواسطے وہ ذبیحہ حرام ہے جو امرا کی تعظیم کیلیے
ہو تو مجیب کے اس قول سے بھی نہایت تعجب ہے اور اسکی دو وجہ ہین ایک وجہ یہ ہے کہ سید احمد کبیر
امرا مین داخل ہین یا نہین تو اگر مجیب یہ کہے کہ سید احمد کبیر امرا مین داخل ہین تو پھر اس کی کیا وجہ
ہوگی کہ جو گائے سید احمد کبیر کی تعظیم کے لیے ذبح کی جاوے وہ حرام نہین - یعنی اس سے لازم
ہوگا کہ وہ گائے حرام ہوجاوے حالانکہ مجیب نے ظاہر طور پر تفسیر احمدی سے نقل کیا ہے کہ
وہ گائے حلال ہے اور شروع فتوی مین بھی یہی کہا ہے کہ ایسی گائے حلال ہے اور اگر مجیب
یہ کہے کہ سید احمد کبیر امرا مین داخل نہین تو پھر اسکی کیا وجہ ہوگی کہ امرا کے لیے جو گائے
نذر مانی جاوے اور اُن کی تعظیم کی لیے ذبح کی جاوے تو وہ گائے تو حرام ہوگی اور حقیر لوگونکے
لیے جو گائے نذر مانی جائے اور اُن کی تعظیم کے لیے ذبح کی جاوے وہ گائے حلال ہوگی الحاصل
ظاہر طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مجیب کا یہ کلام خبط ہے اور دوسری وجہ اس امر کی کہ مجیب کا یہ کلام
باعث تعجب ہے یہ ہے کہ جو گائے مثلاً سید احمد کبیر کی تعظیم کے لیے ذبح کی جاتی ہے اُس کا گوشت
وفات اور رقاص کو دیا جاتا ہے اور وہ لوگ وہ گوشت پکاتے ہین اور وہ گوشت ذابح و
غیر ذابح کھاتے ہین تو مجیب کے قول کے موافق وہ گائے کیونکر حرام ہوگی جب کہ ذابح بھی اُسکے
کھانے مین شریک ہوتا ہے قولہ یعنی مجیب کا جو یہ قول ہے کہ جب اُس شخص نے یہ فتوی دیا کہ ذبیحہ
مذکورہ حرام ہے تو یہ شخص حلال کو حرام کہنے کی وجہ سے گمراہ ہوا تو مجیب کا یہ کلام بھی غلط ہے

Marfat.com

اسطے کہ حضرت امام اعظمؒ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ سوسمار حرام ہے تو مجیب کے قول مطابق
م شافعیؒ کے نزدیک تحریم حلال کا طعن حضرت امام اعظمؒ کی شان مین لازم آویگا اور حضرت
فعیؒ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ طاؤس حرام ہے تو مجیب کے قول کے مطابق لازم آتا ہے کہ حنفی کے
یک حضرت امام شافعیؒ کی شان مین تحریم حلال کی طعن ہووے اور نعوذ باللہ من ذلک
ی غلط کلام سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ صاحبان ضلالت پر تھے تو مجیب جو جواب اس اعتراض
یگا وہی ہمارا جواب بھی مجیب کا اعتراض دفع کرنے کے لیئے کافی ہوگا **قولہ** یعنی مجیب کا جو یہ
ی ہے کہ نیت کو حل وحرمت مین اشیاء کے دخل نہین تو نہایت تعجب ہے کہ مجیب نے باوجود
ئے دانش وعلم کے مختصرات اصول پر بھی نظر نہ ڈالی اور اُس کو یہ مثال معلوم نہ ہوئی ضَرَبَتْ
یْھِمُ تَادِیْبًا وَاِیْدَاءً اور اُس نے کتب حنیفہ مین یہ فرق نہ دیکھا کہ نبیذ کو پینا بغرض حصول قوت
بیذ کو پینا بہ نظر تلہی ان دونون صورتون مین فرق ہے۔

ب نامۂ مولوی نور محمد صاحب۔ فقیر عبدالعزیز بعد ابلاغ سلام مسنون کے التماس
ہے کہ رقیمہ کریمہ نے شرف ورود فرمایا جو دربارہ استفسار مسئلہ توحید وجودی وتوحید شہودی
راقادیل دشت ناک میان رمضان شاہ کے ہے مہربان من حقیقۃ الامر یہ ہے کہ صوفیہ کرام
دیم مسئلہ ہے وہ حضرات اس مسئلہ کی جانب اشارہ فرمایا کرتے تھے ایسے طور پر کہ اُس مین
س کا احتمال ہووے اُس مین حکایت کی تاویل بھی کرسکتے تھے اور اُسکو محمول سکر پر بھی کرسکتے
چنانچہ آپ نے خود چند بزرگون سے نقل فرمایا ہے لیکن جبکہ سلف صوفیہ کا طبقہ گذر گیا اور
ن نبویہ سے پانسو برس گذرے تو حضرات صوفیہ کے دو فرقے ہوگئے اُن مین سے ایک جماعت
ے سلف کے اشارات کو حقیقت پر محمول کیا اور وہ لوگ اس امر کے قائل ہوئے کہ وجود واحد
ب وجوب وامکان وقدیم وحادث ومجرد وجسمانی ومومن وکافر ونجس وطاہر مین ظاہر ہے لیکن
اس کے ہر مظہر کے لیئے حکم جداگانہ ہے اور فرق احکام مظاہر مین ضرور ہے مومن کے بارہ
حکم رہائی کا ہے اور کافر کے بارہ مین حکم قتل وقید کا ہے اور علی ہذا القیاس جمیع صفات متضادہ
رہ مین ایسا ہی ہے کہ ہر صفت کے لیے حکم جداگانہ ہے چنانچہ کسی عارف
لام ہے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ✦ چون فرق مراتب نہ کنی زندیقی

Marfat.com

یعنی وجود کے ہر مرتبہ کے لیے حکم جداگانہ ہے - اگر تو فرق مراتب
نہ کرے تو زندیق ہے اور اسی فرق کی بنا پر احکام ظاہر شریعت کے مبنی ہین چنانچہ زن منکوحہ حلال
ہے اور زن اجنبیہ حرام ہے اور باپ واجب التعظیم ہے اور کافر سرکش واجب التحقیر ہے اور فرق احکا
مین نہ کرنا اور صرف وحدت وجود کی جانب لحاظ رکھنا خلاف شرع ہے اور الحاد و زندقہ ہے اس جماعت
صوفیہ کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ وجود عین ذات حق ہے اور ظہور وجود کا مظاہر مختلفہ مین ہے لیکن
باوجود اس کے وجود مرتبہ احدیت مین پاک اور منزہ نقائص سے ہے اور متصف ساتھ کمالات کے
ہے اور نقصان مراتب کثرت کا اُس وجود مین عائد نہین ہوتا چنانچہ آفتاب کی شعاع نجاست پر
پڑتی ہے مگر باوجود اس کے وہ نجس نہین ہوجاتی اور انسان کی حقیقت کلیہ نے مسلمان و کافر و
صالح و فاسق و عالم و جاہل مین ظہور کیا مگر باوجود اس کے اُس نے خود نقصان قبول نہ کیا اور
یہی مذہب اکثر حضرات صوفیہ اور علماء نامدار نے اختیار کیا ہے اور اس باب مین رسالے اور
کتابین لکھی ہین ان حضرات مین زیادہ معتبر یہ اصحاب ہوئے یعنی قادریہ مین شیخ اکبر محی الدین
ابن عربی اور شیخ صدر الدین قونوی اور شیخ عبد الکریم جیلی اور شیخ عبد الرزاق جھجانوی
اور شیخ اماں پانی پتی - اور کبرویہ مین مولانا جلال الدین رومی اور شمس الدین تبریزی اور
سہروردیہ مین شیخ فرید الدین عطار اور چشتیہ مین سید محمد گیسو دراز اور سید جعفر مکی اور نقشبند
مین حضرت خواجہ عبید اللہ اور ملا نور الدین جامی اور ملا عبد الغفور لاری اور حضرت خواجہ
باقی باللہ کابلی اور شیخ عبد الرزاق کاشی اور شمس الدین فخاری اور قیصری اور سعید الدین فرغانی
وغیرہ گذرے اور تصانیف ان سب بزرگون کی موجود اور مشہور ہین اور حضرات صوفیہ کی دوسری
جماعت نے اُن سب اشارات کو تاویل حکایت یا سکر پر محمول کیا ہے اور انکار وحدت وجود کیا
ہے - اور یہ کہا ہے کہ وحدت وجود بعضے اوقات مین سالک کو نظر آتی ہے اگرچہ وہ حقیقت مین
نہین چنانچہ آفتاب کی روشنی مین سب ستارے بے نور ہوجاتے ہین اور نظر نہین آتے حالانکہ
نفس الامر مین موجود رہتے ہین اور اُن مین روشنی بھی رہتی ہے لیکن دن مین بہ سبب غلبہ
آفتاب کے ستارونکی روشنی مضمحل ہوجاتی ہے اور ایسا ہی ہے حال چراغ کا مشعل کے
سامنے تو جن لوگون نے توحید کی صرف راہ ناپی ہے اُنکی توحید صرف شہود اور نظر مین ہے

Marfat.com

جود مین نہین اور یہی ہے مذہب شیخ علاؤالدین سمنانی کا اور یہی ہے مذہب دوسری جماعت کا
ی جو قوم امام سے ہوئی ہے اور مذہب امام ربانیؒ اور اُن کے تابعین کا بھی یہی ہے اور ان سب
ضرات نے اس عقیدے کے اثبات مین رسالے اور تصنیفات لکھی ہے چنانچہ آپ کو معلوم ہوگا تو
سلوگ کہ بعد اس اختلاف کے ہوئے کسی ایک جانب یقین نہین کر سکتے ہملوگون کو یہی مناسب
ہ کہ جیسا یہ سمجھتے ہین کہ مذاہب اربعہ مین حق دائر ہے اور یہ کہتے ہین کہ مثلاً مذہب حنفی صواب ہے
ں مین احتمال خطا کا نہین ہے اور اسکے سوا اور مذہب مثلاً مذہب شافعی و مالکی خطا ہے اُسمین احتمال
واب کا ہے ایسا ہی حضرات صوفیہ کا یہ جو دو مذہب ہے توحید وجودی اور
ید شہودی تو یہ مناسب نہین کہ ان دونون مذہب مین سے ایک کو صحیح جانین اور دوسرے کو
ہی سمجھین اس واسطے کہ اس مین تضلیل و تکفیر اکثر علماء و مشائخ کبار کی لازم آویگی اور اگر کوئی
س ایک جانب بھی پیروی کرنے کی وجہ سے غلو کو راہ دیوے اور فرق مراتب سے نظر اُٹھا لیوے
قدم جادۂ اعتدال سے باہر رکھے اور عابد کو معبود اور حادث کو قدیم سمجھے اور ملوث کو منزہ اور
م کو حلال اور نجس کو طاہر جانے تو وہ شخص بیشک ملحد و زندیق ہو جاوے گا - حاصل کلام
یسا اختلاف درمیان سُنّی و رافضی و خارجی کے ہے اس طرح کا اختلاف ان دو مذہب
صوفیہ کے نہین کہ موجب کسی ایک جانب کی تضلیل و تکفیر کا ہو بلکہ یہ اختلاف مثل اختلاف
ب اربعہ کے ہے - البتہ اگر کوئی شخص قائلانِ توحید وجودی مین سے قدم جادۂ اعتدال سے
رکھے اور اپنا عقیدہ الحاد و زندقہ تک پہونچا دے تو البتہ وہ گمراہ ہو جاویگا اور ایسا ہی اگر کوئی
ں قائلان توحید شہودی مین سے قدم جادۂ اعتدال سے باہر رکھے اور تضلیل و تکفیر ایک جماعت کثیر
یہ کی کرے تو البتہ وہ بھی مستوجب طعن و ملامت کا ہوگا - یہی خلاصہ اس مسئلہ کا ہے لیکن تم امر
ں میان رمضان صاحب کا کیا ہے تو ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ اگر پابند شرع کے ہین اور نماز و روزہ
ت قرآن و ذکر و خوف و فکر و جہاد و تقویٰ و صلاح کی فہمائش کرتے ہین تو وہ الحاد اور زندقہ سے
دور ہین اور اگر معاذ اللہ پابند شرع کے نہین اور زندقہ کی فہمائش کرتے ہین تو البتہ قابل
ضلیل و تکفیر ہین اور کتب فقہ مین مذکور ہے کہ اگر کسی مسئلہ مین چند وجوہ ہون جو موجب
ہون اور ایک وجہ عدم کفر کی ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ میلان جانب عدم کفر کے کرے سوائے

Marfat.com

اس صورت کے جبکہ وہ قائل خود تصریح وجہ کفر کی کرتا ہو چنانچہ فتاوی عالمگیری مین لکھا
اِذَا کَانَ فِی الْمَسْئَلَۃِ وُجُوْہٌ تُوْجِبُ الْکُفْرَ وَوَجْہٌ وَّاحِدٌ یَمْنَعُ فَعَلَی الْمُفْتِیِّ اَنْ یَّمِیْلَ اِلَی
الْوَجْہِ اِلَّا اِذَا صَرَّحَ بِاِرَادَۃِ تُوْجِبُ الْکُفْرَ فَلَا یَنْفَعُہُ التَّاوِیْلُ حِیْنَئِذٍ ثُمَّ اِنْ کَانَ نِیَّۃُ
الْقَائِلِ الْوَجْہَ الَّذِیْ یَمْنَعُ التَّکْفِیْرَ فَھُوَ مُسْلِمٌ وَاِنْ کَانَ نِیَّتُہُ الْوَجْہَ الَّذِیْ یُوْجِبُ التَّ
لَا یَنْفَعُہُ فَتْوَی الْمُفْتِیِّ اِنْتَھٰی یعنی جب مسئلہ مین چند وجوہ ہون جو موجب کفر ہون اور ایک
مانع کفر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اُسی ایک وجہ کی جانب میلان کرے سوا اس صورت کے کہ قا
تصریح کر دے اپنے ارادہ کی جو موجب کفر ہو تو اس وقت مین اُس کے حق مین تاویل مفید نہ ہو
تو اگر نیت قائل کی مانع کفر ہو تو قابل تسلیم ہوگی اور اگر نیت قائل کی موجب تکفیر ہو تو اُس کے حق
تاویل مفید نہ ہوگی یہ مضمون فتاوے عالمگیری کی عبارت مذکورہ کا ہے۔

جواب نامۂ حافظ مصری صاحب ۔عنایت نامۂ سامی نے شرف ورود فرمایا جو
اُس منافقہ کے ہے جو درمیان محمد رمضان صاحب و مولوی نور محمد صاحب کے دربارۂ توحید
وجودی اور انکار اُسکے ہوا ہے مہربان من قائلان توحید وجودی اکثر اولیاء اللہ سے ہو
ہین اور وہ خواص اہل سنت و جماعت سے ہر طریقہ مین گذرے ہین چنانچہ ایک خط بنام مولوی
نور محمد صاحب کے قبل اسکے لکھا گیا ہے مشتمل اوپر نام نامی بعضے حضرات کے جو منجملہ اُن بزرگوار
گذرے تو جو شخص قائل توحید وجودی کا ہو اُسکو کافر کہنا اور اُسکے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کرنا
اُس کے ساتھ مناکحت نہ کرنا اور اُسکا ذبیحہ نہ کھانا ہرگز گوارا نہین بلکہ اُسکو مسلمان اور اہلسنت
جاننا چاہیئے اور جو معاملات فیما بین مسلمانان اہلسنت کے ہین اُن کا برتاؤ اُسکے ساتھ کرنا چاہیئے
مثلاً ابتدا بالسلام و جواب سلام و جواب عطسہ و عیادت مریض و جنازہ و دعائے مغفرت و رحمت
ایسے معاملات مین اُنسے پرہیز نہ کرنا چاہیئے البتہ یہ اعتقاد یعنے اعتقاد توحید وجودی کا ضروریات
عقائد اسلام سے نہین اگر کسیکو اس مسئلہ کا اعتقاد نہ ہو اور وہ اس مسئلہ کو نجانے تو اُسکے اسلام
کچھ نقصان لازم نہین آتا لیکن اولیاء اللہ جو قائل توحید وجودی کے گذرے ہین اُن کی تحقیر
اہانت و تکفیر و تضلیل نہ کرنا چاہیئے اور عوام کے حق مین یہی بہتر ہے کہ اس مسئلہ مین نفی و اثبات
سے سکوت اختیار کرین اور اس مین بحث و تکرار نہ کرین اسواسطے کہ ہر شخص کی عقل مین یہ مسئلہ نہیں

Marfat.com

عث فساد عقیدہ کا ہو جاتا ہے اور کتاب بلبل باغ نبیؐ کے اشعار مین ایسے الفاظ ہین جسطرح
فاظ مثنوی مولانا جلال الدین رومیؒ مین ہین اور جسطرح کے الفاظ شیخ فریدالدینؒ عطار اور فخرالدین
ی اور دیگر بزرگان نے فرمایا ہے لیکن چاہیئے کہ ایسے الفاظ عوام کی مجلس مین نہ کہے جاوین تا
سے عوام فتنہ مین نہ پڑ جائین اور لفظ حقیقۃ الحقائق کا اصطلاحات قدمائے صوفیہ سے ہے
یہ لفظ شرع مین وارد نہین اور فرقہائے اہل سنت کے ہر دو فرقے کے بعض الفاظ اصطلاحی
ئے اور شرع مین وارد نہین مثلاً واجب الوجود اصطلاح متکلمین اہلسنت کی ہے اور وجود مطلق
لاح صوفیہ اہلسنت کی ہے اور یہ لفظ قیصری اور فرغانی اور مولانا جامیؒ ایسے بزرگان نے استعمال
ہے اور یہ الفاظ شرع مین وارد نہین تو اطلاق ان الفاظ کا اگرچہ بدعت ہے مگر سیئہ نہین اسواسطے
یسے ایسے علماء نے باوجود دیانت وتقویٰ کے ان الفاظ کو استعمال کیا ہے اور شاہ محمدؒ رمضان
سب کہ لوگون کو نماز روزہ مین مشغول کرتے ہین اور دختر کشی اور حرام جاننا اہل قرابت
دران چچازاد کے ساتھ نکاح کرنے کو اور رسوم کفران سب امور سے وہ منع کرتے ہین یہ بہت
رہے اُن کے اُس فعل مین مانع نہونا چاہیئے بلکہ اس امر مین کوشش کرنا چاہیئے کہ احکام
یہ رواج پاوین اور مشتہر ہوجاوین اسواسطے کہ اس مین بہت ثواب ہے کہ سنت کو رواج دیا جاوے
بدعت دور کی جاوے والسلام۔

سوال۔ کیا فرماتے ہین محققین کتاب وسنت واجماع اس مسئلہ مین جو دربارۂ فضیلت اولاد
ن واولادِ اعمامِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اُن صاحبون کی فضیلت ہمارے
یک ثابت ہے لیکن سوال دربارۂ فضیلت اولاد کے ہے اور یہ ظاہر ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ
تْقَاکُمْ یعنی بزرگترین تم لوگون مین سے نزدیک اللہ کے وہ ہے جو تم لوگون مین زیادہ
ہیزگار ہو لیکن کلام فضیلت مین نسب کے ہے۔ بعضے علماء اولاد شیخین کو اولاد آنحضرتؐ
ی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دیتے ہین تو اصول ثلاثہ یعنی کتاب سنت واجماع مین سے اُنکے
ی دلیل اس مدعا پر ہے حالانکہ بالاجماع لفظ ذوی القربیٰ مین اولاد اعمام داخل ہے اور احادیث
ہ مین وارد ہے حق مین حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کہ اَلْعَبَّاسُ
وَانَا مِنْہُ یعنی فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عباسؓ مجھ سے ہین اور مین اُن سے

ہون اور یہ بھی حدیث مین وارد ہے حق مین حضرت عباس اور اُن کی اولاد کے ھٰذا ع
صِنْوُ اَبِیْ وَھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ اُسْتُرُ وْھُمْ مِنَ النَّاسِ کِسَتْرِیْ اِیَّاھُمْ بِمَلَاءِ لِیْ ھٰذِ
یعنی فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ یعنی حضرت عباس رضؓ چچا میرے ہین اور بھائی
باپ کے ہین اور وہ لوگ میرے اہل بیت ہین حفاظت کرو ان لوگون کی اور لوگون سے جسط
حفاظت کرتا ہون مین ان لوگون کی اپنی چادر مین اور سوا اس حدیث کے اور بھی احادیر
صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد حضرت عباس رضؓ بن عبد المطلب کو
اہل بیت سے تعبیر فرمایا ہے اور کیا فرماتے تھے صاحبان قرن اوّل وثانی جو صحابہ رضؓ وتابعین
ہوئے ہین شان مین عبد اللہ رضؓ و فضل رضؓ بن عباس رضؓ کے اور شان مین محمدؒ و عبد الرحمن رضؓ فرزنا
حضرت ابو بکر رضؓ کے اور ہر زمانہ مین عجم مین جو بلاد اسلامیہ ہوئے اُن مقامات مین سوا ہندوستا
کے اولاد حضرت عباس رضؓ کو لفظ سادات سے تعبیر کرتے آئے ہین اور کیا کہتے ہین مدعیان حدیر
مسئلہ زکوٰۃ و خمس مین کہ باجماع امت اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اولاد اعمام آنحضرر
صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین اس مسئلہ مین قطعی طور پر ہمیشہ ایک ہی حکم ہے اور مسئلہ فضیلت خلفاے راشدین کا اور یہ کہ یہ فضیل
قطعی ہے یا غیر قطعی ہے اور اجماع سے ثابت ہوئی ہے یا غیر اجماع سے ثابت ہوئی ہے اور معنی
اس فضیلت کا اور اقوال صحابہ وتابعین وعلماے مجتہدین کے اس بارہ مین یہ سب باستیعاب
کتب عقائد مین مذکور ہے اس فضیلت کو اس مدعا سے کچھ تعلق نہین اور یہ فضیلت اس مدعا
کے لیئے دلیل بھی نہین ہو سکتی مسائل حق وہ ہین جو اصول ثلثہ سے ثابت ہین اور اُس مین
کسی ایک جانب کی رعایت نہین آپ حضرات اس سوال کا جواب بیان فرماوین اللہ تعالےٰ
آپ صاحبون کو اسکا اجر مرحمت فرماوے۔

جواب۔ تفضیل کی یعنی فضیلت دینے کی دو قسم ہے تفضیل انواع واصناف بر یکدیگر یعنی
فضیلت دینا ایک نوع اور ایک صنف کو دوسرے نوع اور دوسرے صنف پر و تفضیل
اشخاص بر یکدیگر یعنی فضیلت دینا ایک شخص کو دوسرے شخص پر قسم اوّل تفضیل کی فیما بین
اولاد شیخین و اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ممکن ہے اور تفضیل اشخاص کی فیما بین اُن کے
اس کا عدم ثبوت قطعی ہے بلکہ ایسی تفضیل اشخاص غیر مین بھی ثابت نہین تو مناسب ہے کہ قسم

Marfat.com

فضیل مین بحث کی جاوے تو جاننا چاہیئے کہ تفضیل باعتبار ثواب و درجات آخرت کے موافق
ں قطعیہ کے باعتبار نسب کے نہین بلکہ ایسی تفضیل باعتبار تقویٰ و احتیاط کے ہے چنانچہ
حالے نے فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ یعنی زیادہ بزرگ تم لوگون مین سے
ب اللہ کے وہ ہے جو تم لوگون مین زیادہ پرہیزگار ہے اور ایسا ہی احادیث مشہورہ سے بھی
ہے مثلاً حدیث شریف مین ہے کہ سب آدمی اولاد حضرت آدم علیہ السّلام کی ہین اور حضرت آدمؑ
سے پیدا ہوئے کسی کو فضیلت کسی دوسرے پر نہین مگر باعتبار دین و تقویٰ کے تو یہ ممکن ہے کہ
باردین و تقویٰ کے اولاد ارذال کو فضیلت ہو جاوے اولاد اشراف پر اور کیا خوب مضمون
شعر کا ہے ؎ حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب زروم + زخاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی است
نی حضرت حسن بصریؒ بصرہ مین پیدا ہوئے اور حضرت بلالؓ حبش مین پیدا ہوئے اور حضرت
ب رومؓ مین پیدا ہوئے اور خاک مکہ معظمہ سے ابو جہل پیدا ہوا یہ کیا عجیب بات ہے اور شرع
فضیل ثابت ہے یعنی شرعًا یہ ثابت ہے کہ فضیلت باعتبار تقویٰ کے ہوتی ہے اور دو قسم
بل اور بھی ہے کہ بعض احکام شرعیہ مین اسکا اعتبار ہے پہلی قسم کفو ہونا ہے دربارۂ نکاح
تمام قریش اس مین برابر ہین چنانچہ کتب فقہ مین مرقوم و مشہور ہے قُرَیْشٌ کُلُّھُمْ اَکْفَاءٌ
لِبَعْضٍ یعنی قریش سب برابر ہین بعض قریش کفو ہین بعض قریش کے اور قریش کے سوا
رے لوگ ہین وہ کفو قریش کے نہین دوسری قسم تفضیل کی باعتبار شرافت قریب ہونے
سب کے ہے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس قسم کی فضیلت بنی ہاشم کو ہے
ون پر جو لوگ بنی ہاشم کے سوا ہین اور اسی وجہ سے ثابت ہوا کہ خمس غنیمت مین آنحضرت
ہ علیہ وسلم کے ذوی القربیٰ کا جو حصّہ ہوتا ہے وہ بنی ہاشم مین صرف کرنا چاہیئے اور مال
ی ہاشم پر حرام ہے اور بنی عبد المطلب کو اُن لوگون پر جو لوگ بنی عبد المطلب کے سوا ہین
ج کی دوسری شرافت ہے جو حدیث مین وارد ہے کہ مَا مِنْ اَحَدٍ لَہٗ یَدٌ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ وُّلْدِ
لْمُطَّلِبِ اِلَّا اَنَا اُکَافِیْ بِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یعنی کسی شخص کا احسان جو ایسے کسی شخص
و بنی عبد المطلب سے ہو تو مین ضرور اُسکی مکافات قیامت مین کرونگا اور شفاعت آنحضرت
ہ علیہ وسلم کی بنی عبد المطلب کے حق مین پہلے ہوگی بہ نسبت دوسرے لوگون کے چنانچہ

Marfat.com

حدیث مین ہے اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ مِنْ اُمَّتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ مِنْ قُرَیْشٍ
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین پہلے شفاعت اپنی امت مین سے اپنے اہل
کی کرونگا پھر اُن کے بعد پہلے شفاعت اُن لوگون کی کرونگا جو قریش مین سے ہون گے اور اُن
قرابت ہمارے ساتھ زیادہ قریب ہوگی پھر اسیطرح میری شفاعت درجہ بدرجہ قریش مین ہوتی ر
کہ بعد شفاعت کے جو لوگ باقی رہجاوینگے پھر اُن لوگون مین جو قرابت مین مجھ سے زیادہ قریب ہ
اُسکی شفاعت کرونگا اور ظاہر ہے کہ باعتبار قرابت نسب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جسقدر بنی عبدالمطلب قریب ہین اُسقدر کوئی دوسرا قریب نہین تو اگر کسی شخص کا یہ کلام ہے
فضیلت ہے اولاد شیخین کو اولاد عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تو اگر اُسکی مراد یہ ہے کہ یہ فضیل
باعتبار شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے یعنی شفاعت حق مین اولاد شیخین کے پہ
ہوگی اور اُن کے بعد اولاد عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی تو یہ امر اوپر کی حدیث سے صراحتاً
ہے اور اگر اُسکی کوئی دوسری مراد ہے تو چاہیئے کہ وہ بیان کرے تا اُس مین کلام کیا جاوے اور
ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا خاص طور پر حق مین اولاد حضرت عباس رضؓ کے کی
چنانچہ یہ مضمون سوال مین مذکور ہے ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے کہ تفضیل شیخین کی نزاع باعث ہو
ہے تفضیل اولاد شیخین کی نزاع کے لیئے اور یہ امر صراحتاً باطل ہے اسواسطے کہ یہ لازم نہین کہ افضل
کی اولاد بھی افضل ہو مگر اُس صورت مین یہ ہوسکتا ہے جبکہ فضیلت باعتبار قرابت نسب کے ہو
اور یہ یہان اوّل ہی سے مفقود ہے مسئلہ دربارہ سرود و غنا یعنی راگ کے جو ساتھ دف کے ہ
روایات حنفیہ اس بارہ مین مختلف ہین ارجح و اقویٰ یہ روایت ہے جو دلائل سے ثابت ہے او
مطابق احادیث کثیرہ کے ہے اور وہ احادیث کتب معتبرہ مین مشہور ہین کہ سرود و غنا یعنی راگ
جو بلا مزامیر ہو مباح ہے اور دف مزامیر سے مستثنیٰ ہے اسواسطے کہ دف کا سننا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایات صحیحہ سے ثابت ہے تو عالم محقق کو چاہیئے کہ اُن ہی روایتون کے موافق
فتویٰ دیوے اور بزرگان چشتیہ نے سماع غنا کا اسی طور پر فرمایا ہے کہ وہ غنا بلا مزامیر والآت
ہوتا تھا چنانچہ شیخ ابن ہمام نے فرمایا ہے قَیَّدَ حُرْمَةَ التَّغَنِّیْ بِمَا اِذَا کَانَ فِی اللَّفْظِ مَا لَا یَحِلُّ
کَصِفَةِ الْمَذْکَرِ وَالْمَرْاَةِ الْمُغَنِّیَةِ الْحَسَنَةِ وَوَصْفِ الْخَمْرِ الْمُبِیْحِ اِلَیْهَا وَالدَّیْرَانِیَّاتِ وَالْحَانِیَاتِ

سرود و غنا

ابن ہمام کا قول

هجآءِ مُسْلِمٍ اَوْ ذِمِّیٍّ لَا اِذَا اَرَادَ اِنْشَادَ الشِّعْرِ لِلْاِسْتِشْهَادِ اَوْ لِیَتَعَلَّمَ فَصَاحَتَهٗ وَبَلَاغَتَهٗ
مَا اِذَا قِیْلَ ذٰلِكَ عَلَی الْمَلَاهِیْ مُنِعَ وَاِنْ كَانَ مَوَاعِظَ وَحِكَمًا لِاَنَّ تَغَنِّیَهٗ لَا لِذٰلِكَ التَّغَنِّیْ اِنْتَهٰی
نی صرف وہ غنا حرام ہے جس مین الفاظ ناجائز ہون مثلاً ناجائز تعریف مرد کی ہو یا تعریف گانے
الی حسینہ کی ہو یا تعریف شراب کی ہو جو برانگیختہ کرتی ہے طرف عورت مذکورہ کے یا تعریف زنانِ
نانہ کی ہو یا بیان مادہ جانور کا ہو جو بحالت شہوت ہوتی ہے یا ہجو مسلمان یا کافر ذمی کی ہو تو
غنا حرام ہے اور یہ حرام نہین کہ شعر پڑھا جاوے کسی مدعا کی دلیل مین اور یہ بھی حرام نہین
شعر پڑھا جاوے بغرض سیکھنے فصاحت و بلاغت کے البتہ منع ہے شعر پڑھنا بغرض لہو و لعب
اگرچہ اس مین نصیحت ہو اور حکمت ہو آلات تغنی کی نہ نفس تغنی کی یہ مضمون شیخ ابن ہمام
عبارت مذکورہ کا ہے اور مغنی شرح کنز الدقائق مین لکھا ہے۔ وَاخْتَلَفُوْا فِی التَّغَنِّیْ الْمُجَرَّدِ
بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ حَرَامٌ مُطْلَقًا وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ لَا بَاْسَ بِاَنْ یَتَغَنَّیَ لِیَسْتَفِیْدَ بِهِ الْقَوَافِیَ وَالْفَصَاحَةَ
نْهُمْ مَنْ قَالَ بِجَوَازِ التَّغَنِّیْ لِدَفْعِ الْوَحْشَةِ اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ وَلَا یَكُوْنُ عَلٰی سَبِیْلِ اللَّهْوِ
یْهِ مَالَ السَّرَخْسِیُّ اِنْتَهٰی یعنی اختلاف ہے غنا بلا مزامیر مین بعضے
کا قول یہ ہے کہ غنا بلا مزامیر بھی حرام ہے مطلقا اور بعضے علماء کا قول ہے کہ اس غنا مین مضائقہ
ن جو قافیہ معلوم ہونے کی غرض سے ہو یا یہ مقصود ہو کہ فصاحت حاصل ہووے اور
نے علماء کا قول ہے کہ وہ غنا جائز ہے جو دفع وحشت کے لیئے ہو اور تنہائی مین ہو کوئی دوسرا
اور بطریق لہو و لعب کے بھی نہ ہو اور اسیطرف میلان ہے علامہ سرخسیؒ کا یہ مضمون مغنی شرح
الدقائق کی عبارت مذکورہ کا ہے اور بدائع مین یہ لکھا ہے وَالسَّمَاعُ فِیْ اَوْقَاتِ السُّرُوْرِ
دَ اللّٰهُ مُبَاحٌ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ السُّرُوْرُ مُبَاحًا كَالْغِنَاءِ فِیْ اَیَّامِ الْعِیْدِ
لْعُرْسِ وَفِیْ وَقْتِ قُدُوْمِ الْغَائِبِ وَوَقْتِ الْوَلِیْمَةِ وَالْعَقِیْقَةِ وَعِنْدَ وِلَادَةِ الْوَلَدِ
خِتَانِهٖ وَعِنْدَ حِفْظِ الْقُرْاٰنِ اِنْتَهٰی یعنی سماع مباح ہے جو بوقت خوشی ہو بخیال
قی سرور کے بشرطیکہ وہ خوشی مباح ہو مثلاً غنا جائز ہے ایام عید مین اور شادی مین اور بوقت
سی شخص کے غیر جگہ سے اور بوقت طعام ولیمہ اور عقیقہ مین اور بوقت ولادت لڑکے کے اور
مین اور بوقت خوشی حفظ قرآن شریف کے یعنی ان اوقات مین غنا جائز ہے یہ مضمون

Marfat.com

بدائع کی عبارت مذکور کا ہے۔

سوال معنی آیۂ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا کیا ہے اور مصداق اس آیت کا کیا ہے۔

جواب اللہ تعالیٰ کا جو یہ کلام پاک ہے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جانور حرام ہے جو پکارا گیا ہو اور مشتہر کیا گیا ہو کہ یہ جانور لغیر اللہ ہے یعنی غیر خدا کے لئے ہے خواہ وہ غیر بت ہو یا کوئی روح خبیث ہو کہ بطریق بھوگ کے اُسکے نام پر جانور دیوین یا جن ہو جو کسی گھر پر مسلط ہوا اور وہان کے لوگون کو ایذا دیتا ہو اور بغیر جانور دیے ایذا رسانی سے باز نہ آتا ہو یا توپ روانہ کرنے نہ دیوے خواہ وہ غیر خدا پیر ہو اس طریق سے کوئی جانور قرار دے دیوین تو اُن سب صورتون مین وہ جانور حرام ہوگا اور حدیث صحیح مین وارد ہے کہ مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو شخص جانور ذبح کرے بغرض تقرب غیر خدا کے تو وہ شخص ملعون ہے خواہ بوقت ذبح نام خدا کا لیوے یا نہ لیوے اسواسطے کہ جب اُس نے مشتہر کر دیا کہ یہ جانور واسطے فلان کے ہے تو بوقت ذبح نام خدا کا لینے مین کچھ فائدہ نہین اسواسطے کہ وہ جانور منسوب ہوگیا ساتھ غیر خدا کے اور اس جانور مین ایک طرح کا خبث پیدا ہوگیا جو زیادہ خبث مردار سے ہے اس واسطے کہ مردار کی جان جانے کے وقت ذکر نام خدا کا نہ ہوا اور جان اس جانور کی ملک غیر خدا کی قرار دیکر مار ڈالا اور یہ عین شرک ہے اور جب یہ خباثت اس جانور مین سرایت کر گئی تو اب وہ جانور ذکر سے نام خدا کے حلال نہین ہو سکتا مانند سگ و خوک کے کہ اگر وہ بنام خدا بھی ذبح کیا جاوے تو حلال نہین ہو سکتا اور سر اس مسئلہ کا یہ ہے کہ جان کو واسطے غیر جان آفرین کے نثار کرنا درست نہین اور ماکولات و مشروبات و دیگر اموال کو بھی بطور صدقہ کے دینا بہ نیت تقرب لغیر اللہ کے حرام اور شرک ہے لیکن ثواب ان چیزون کا جو دینے والے کو ہوتا ہے وہ کسی غیر کو پہونچانا جائز ہے اسواسطے کہ جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو بخشدیا جاوے جیسا کہ جائز ہے کہ اپنا مال کسی غیر کو دیدیا جاوے اور جان جانور کی آدمی کی ملکیت نہین کہ وہ کسی غیر کو بخش سکتا ہے اور یہ وجہ بھی ہے کہ مال دینا اسواسطے بھی باعث ثواب ہے کہ آدمی اُس سے منتفع بہ ہوتا ہے اور جو لوگ فوت ہوگئے ہین وہ اس جہان سے مفارقت کے بعد اس قابل نہ رہے کہ کسی خاص مال سے منتفع بہ ہوون طریقہ اُن کو نفع پہونچانیکا شرع مین یہ قرار پایا ہے کہ مال مستحقین صدقہ

Marfat.com

کو دیا جاوے اور اُسکا ثواب میت کو پہونچا جاوے اور جان جانور کی ہرگز قابل انتفاع زندگی
ین آدمی کے نہین تو بعد مرنے کے بھی وہ قابل انتفاع نہ ہوگی البتہ قربانی طرف سے میت کے
کرنا حدیث مین آیا ہے - لیکن مراد اُس سے بھی یہی ہے کہ دینا جان کا یعنی ذبح کرنا واسطے خدا کے
ہوتا ہے اور ثواب اُسکا میت کو بخشدیا جاتا ہے نہ یہ کہ خاص ذبح کرنا واسطے میت کے ہوتا ہے
اور بعضے جہال مسلمان اس مسئلہ مین کج فہمی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بلاشبہ جائز ہے کہ گوشت
یکا یا جائے - اور بنام میت کے دیدیا جاوے تو یہی مراد ہماری اُسوقت بھی ہوتی ہے جب
جانور بنام میت کے ذبح کرتے ہین تو ایسے لوگون کو سمجھانے کے لیئے صرف ایک نکتہ کافی ہے کہ اُسے
سمجھا جاوے کہ تم جب نذر مانتے ہو کہ جانور بنام غیر خدا ذبح کرین گے تو اگر عوض اُس جانور کے
گوشت اُسی قدر خرید لو اور اُسکو پکاؤ اور فقراء کو کھلا دو تو تمھارے نزدیک وہ نذر ادا ہو جاویگی
نہین اگر نذر ادا ہو جاوے گی تو البتہ سچ کہتے ہو کہ تمھارا مقصود ذبح سے یہی ہے کہ گوشت کھلا کر
میت کو ثواب رسانی کردی جاوے تمھاری کوئی دوسری نیت نہین اور اگر بصورت مذکورہ تمھارے
نزدیک نذر ادا نہ ہوگی تو بیشک ایسی نذر مین تمھاری نیت یہی ہوتی ہے کہ خاص ذبح کرنا بہ نیت
قرب غیر خدا کے ہوگا اور اس سے شرک صحیح لازم آتا ہے اور یہ آیت چار جگہ قرآن شریف مین وارد
ہوئی اس آیت کے لفظ مین غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فرمایا ہے
نہ ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ نہ فرمایا تو جب یہ مشتہر کیا جاوے اور پکار دیا جاوے کہ فلان گائے نام پر فلان
کے ہے اور فلان بکرا نام پر فلان کے ہے اور وہ جانور خدا کا نام لیکر ذبح کیا جاوے تو اب گوشت اُس
جانور کا حلال نہو جاویگا اور یہ کہنا کہ اُهِلَّ سے مراد ذبح ہے خلاف عقل اور خلاف عرف کے ہے
زمانہ نزول قرآن شریف جو لغت عرب کی تھی اور جو عرف وہان کا تھا اُس لغت اور عرف مین
کہیں اہلال بمعنی ذبح نہین آیا ہے نہ کسی شعر مین ایسا ہے نہ کسی عبارت مین بلکہ اہلال کا معنی لغت
سب مین یہ ہے بلند کرنا آواز کا اور شہرت دینا چنانچہ اہلال اس معنی مین بھی آیا ہے لڑکے کا
جب پیدائش کے وقت آواز بلند کرنا اور اہلال بمعنی تلبیہ حج وغیرہ بھی مستعمل ہے اور اگر کہا جاوے اہلت للہ تو ہرگز اسکا معنی ذبحت للہ
نہ ہوگا اور اگر اہلال بمعنی ذبح کہا جاوے تو یہ قباحت بھی ہے کہ اگر اُهِلَّ بمعنی ذبح کہا جاوے تو ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ معنی اس آیت
کے ذبح کیا گیا ہو واسطے غیر آنکے اور ذُبِحَ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ معنی اس آیت کا ہونگا اور جو لوگ ایسے جانور کو حلال کہتے ہین اُنکا بیان ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ وہ جانور حرام ہے

Marfat.com

جو ذبح کیا گیا ہو نام سے غیر اللہ کے تو جو جانور نام سے اللہ کے ذبح کیا گیا ہو وہ حرام نہ ہوگا اگرچہ قبل ذبح کے نام سے غیر اللہ کے پکارا گیا ہو۔ حالانکہ وہ لوگ اس آیت کا جو معنی کہتے ہین ذُبِحَ بِاسْمِ غَیْرِ اللّٰہِ وہ معنی کسی صورت مین ثابت نہین ہوتا اور اس آیت مین اہلال کو بمعنی ذبح کے کہنا اور لِغَیْرِ اللّٰہِ کی جگہ مین بِاسْمِ غَیْرِ اللّٰہِ بتانا گویا کلام الٰہی مین تحریف کرنا ہے اور تفسیر نیشاپوری مین لکھا ہے اَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ لَوْاَنَّ ذَبَحَ ذَبِیْحَۃً وَقَصَدَ بِذَبْحِہَا التَّقَرُّبَ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ صَارَ مُرْتَدًّا وَذَبِیْحَتُہٗ ذَبِیْحَۃُ مُرْتَدٍّ اِنْتَہٰی یعنی علمار کا اس پر اجماع ہے کہ ذبح کیا کسی نے کوئی ذبیحہ اور قصد کیا اُسی ذبح سے تقرب غیر اللہ کا تو وہ شخص مرتد ہو جاویگا اور اُس کا ذبیحہ مانند ذبیحہ مرتد کے ہوگا یہ مضمون تفسیر نیشاپوری کی عبارت مذکورہ کا ہے اور کفار زمانۂ جاہلیت مین جب مکہ معظمہ کا قصد کرتے تھے تو جب وہ اپنے مکان سے باہر ہوتے تھے تو راہ مین بتون کو پکارتے تھے اور جب مکہ معظمہ مین پہونچتے تھے تو طواف خانۂ کعبہ کا کرتے تھے تو یہ طواف اُنکا اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہرگز قابل قبول نہوتا تھا۔ اسواسطے اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِہِمْ ھٰذَا پس چاہیئے کہ کفار نزدیک نہ جاوین مسجد حرام کے بعد اس سال کے تو اس مقام مین بھی ایسا ہی ہے کہ جب پکار دیا اور مشتہر کیا کہ یہ جانور نام پر فلان کے ہے اور اس کو اُس فلان کے واسطے قرار دیتا ہون اور بوقت ذبح نام سے خدا کے ذبح کرایا تو اب یہ امر موجب اُس جانور کی حلت کا نہوگا اور سراس مسئلہ کا یہ ہے کہ عوام کا یہ خیال ہے کہ ہر حال مین طریقہ ذبح کا یہی ہے کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا جاوے تو وہ لوگ اسی طریقہ سے اُس حال مین بھی ذبح کرتے ہین جب اُنکو مقصود ہوتا ہے کہ جان کسی جانور کی غیر خدا کے نام پر دیوین چنانچہ فاتحہ وقل ودرود پڑہنا یہ طریقہ متعین ہے واسطے پہونچانے ماکولات ومشروبات کے ارواح کو خواہ مقصود ثواب رسانی ہو خواہ بہ نیت تقرب غیر اللہ کے ہو اور بقصد دفع شر وبارادۂ چاپلوسی وتملق غیر اللہ کے ہو البتہ بوقت ذبح ذکر کرنا نام خدا کا اُس صورت مین مفید ہوگا جب پہلے قصد تقرب غیر خدا کا دل سے دور کر دیوے اور یہ مشتہر کر دیوے کہ مین اس کام سے باز آیا اب یہ نکتہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سورہ مین یعنی سورۂ بقر مین لفظ بہ کا لفظ لغیر اللہ پر مقدم ہے اور سورۂ مائدہ وانعام ونحل مین لفظ بہ کا لفظ لغیر اللہ سے موخر ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ باتصل فعل کے

Marfat.com

رکی جاوے دیگر متعلقات پر مقدم رہے اسواسطے کہ باس مقام مین واسطے تعدیہ فعل کے ہے
ند ہمزہ و تضعیف کے یعنی فعل لازم باکے ذریعہ سے متعدی ہوسکتا ہے جیساکہ یہ بھی متعدی
نے کا طریقہ ہے کہ فعل لازم کے مصدر کے شروع مین ہمزہ لے آوین یعنی وہ فعل باب افعال
ذکر کرین یا فعل لازم مین تضعیف کرین یعنے عین کلمہ مشدد کرکے باب تفعیل سے وہ فعل ذکر
ین توجب منظور ہو کہ فعل لازم باکے ذریعہ سے متعدی بنایا جاوے تو چاہیئے کہ حتی الامکان
تصل فعل کے مذکور ہووے اور یہ آیت اس مقام مین یعنی سورۂ بقر مین اوّل مرتبہ مذکور ہوئی
ے تو اس مقام مین با اپنی اسی اصل کے مطابق متصل فعل کے مستعمل ہوئی ہے اور دوسری
ورتون مین کہ محل انکار و مقام سرزنش ہے ذبح بقصد غیر اللہ با پر مقدم مذکور ہوا ہے اور
یوجہ سے باقی سورتون مین جملہ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ کو موقوف رکھا اسواسطے کہ یہ جملہ شروع قرآن
ن معلوم ہوچکا ہے اور یہ چار چیز جو اس آیت مین مذکور ہوئی ہے یعنی مردار و خون و گوشت
ک اور وہ جانور جو غیر خدا کا قرار دیکر ذبح کرین یہ چار چیز اُس جنس سے ہے جو ہر فرقہ پر ہر حال
ن حرام ہے اور اُس جنس سے نہین جو کسی پر حرام ہو اور کسی پر حلال ہو مانند مال زکوٰۃ و صدقات
ے کہ غنی پر اسکا لینا حرام ہے اور فقیر کے لیئے حلال ہے اور یہ چار چیز اُس جنس سے بھی نہین جو کسی
ال مین حرام ہو اور کسی حال مین حلال ہو مانند دوائے گرم سمی مضر کے کہ محرور مزاج کیلیئے
رام ہے اور اُسی کے مزاج مین جب برودت آجاوے تو اُسکے لیئے یہ دوا حلال ہوجاویگی البتہ بحالت
طرار ان چیزون کا کھانا باوجود حرمت کے معاف ہوجاتا ہے جیساکہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے فَمَنِ اضْطُرَّ الخ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فائدہ - جو کام بسم اللہ کہکر شروع کیا جاوے اُس مین برکت ہوگی یہ مسئلہ حضرت جابرؓ کی
روایت سے ثابت ہے اور بسم اللہ مین اُنیس ۱۹ حرف ہین وہ سبب ہے اس امر کے لیئے کہ اُسکی
برکت سے اُنیس ۱۹ زبانیہ یعنی موکلان دوزخ سے نجات ہوجاوے گی یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
کے قول سے ثابت ہے اور بسم اللہ سکھانے سے برات لکھدیجاتی ہے دوزخ سے حق مین معلم
کے اور حق مین لڑکے کے جو بسم اللہ سیکھے اور حق مین اُس لڑکے کے والدین کے یہ ثابت ہے

Marfat.com

بروایت حضرت ابن عباسؓ کے اور یہ حدیث مرفوع ہے اور بسم اللہ
مفید ہے دفع بلا کے لیے بھی جب کوئی شخص دریا کی موج مین پڑجاوے
اور کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
تو موج سے نجات پاویگا یہ حضرت علیؓ کی روایت مین ہے اور یہ حدیث
بھی مرفوع ہے اور یہ جو حدیث ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَایُبْدَءُ فِیْہِ بِبِسْمِ
اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَھُوَ اَقْطَعُ یعنی جو امر ذیشان نہ شروع کیا جاوے
ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے تو وہ ناتمام رہیگا تو یہ حدیث
بروایت صحیح حضرت ابوہریرہؓ سے ثابت ہے اور یہ حدیث بھی مرفوع ہے اور عطا
روایت ہے کہ جب گدھا رات کو بولے تو یہ کہنا چاہیئے بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ من الشیطا
الرجیم اور یہ بھی ثابت ہے کہ بسم اللہ مہر ہوجاتی ہے اسباب اور کپڑا اور دیگر اشیاء نفیس پر تا
کا اثر اُس اسباب وغیرہ مین نہوسکے اور جو شخص بسم اللہ پڑھتا ہے اُسکو چار ہزار نیکی ملتی ہے
چار ہزار درجہ حاصل ہوتا ہے اور چار ہزار گناہ اُسکے دور کردیے جاتے ہین اور دیلمی کی رو
سے ثابت ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت نقل کی
تَوَضَّاَ رَجُلٌ فِیْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَغُفِرَ لَہٗ یعنی ایک شخص کا ذکر ہے کہ اُنھون
معمول کرلیا بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اکثر اوقات مین پس وہ بخشدیے گئے اور بروایت حضر
ابن عباسؓ بطریق مرفوع ثابت ہے کہ باسم اللہ کی راز لکھنا چاہیئے تا سین کے شوشہ
مل نہ جاوے اور دیلمی نے نقل کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہؓ کو جو کاتب
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے فرمایا یَا مُعَاوِیَۃُ اَلْقِ دَوَاتَکَ وَحَرِّفِ الْقَلَمَ وَاَنْصِ
الْبَاءَ وَفَرِّقِ السِّیْنَ وَلَاتُعَوِّرِ الْمِیْمَ وَحَسِّنِ اللّٰہَ وَمُدَّ الرَّحْمٰنَ وَجَوِّدِ الرَّحِیْمَ یعنی اے معاو
رکھو دوات کو اور بناؤ قلم اور دراز لکھو با کو اور جدا کرو سین کو اور ناقص نہ لکھو میم اور بہتر لکھ
اور کھینچکر لکھو رحمٰن اور بہتر لکھو رحیم اور ابوداؤد نے ایک کتاب مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی ا
علیہ وسلم نے ایک پرچہ کاغذ کا زمین پر گرا دیکھا تو ایک جوان سے جو آپ کے ہمراہ تھا فرما
لُعِنَ مَنْ فَعَلَ ھٰذَا یعنی اُس پر لعنت ہے جس نے یہ فعل کیا ہے بسم اللہ کو جب رکھو

Marfat.com

سب مین رکھو یعنی مقام محترم مین رکھوا ور خطیب نے بروایت انس رضہ بطریق مرفوع ذکر کیا ہے
شخص کوئی کاغذ زمین سے اوٹھالیوے جس مین بسم اللہ لکھا ہو تو وہ شخص لکھا جاتا ہے نزدیک
ر کے صدیقین سے اور اُسکے والدین کے عذاب مین تخفیف ہوجاتی ہے اگرچہ وہ کافر ہون -
واصل الحمد - الحمد للہ اصل شکر ہے اور واقعۂ ردِ ناقہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی
ہی الحمد للہ فرماکر شکر ادا فرمایا - چنانچہ روایت کی اس کو طبرانی نے نواس بن سمعان سے اور خواص
الحمد کے یہ ہے کہ یہ قائم مقام دعا کے ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ مین حضرت جابر بن عبداللہ رضہ
سے روایت ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور بہترین دعا الحمد للہ ہے اور خواص سے الحمد کے یہ بھی ہے کہ یہ
دیگا میزان کو یعنی پُر کردیگا نیکی سے میزان کے پلّہ کو قیامت مین اور یہ بھی حدیث مین وارد ہے
اَلتَّوْحِیْدُ ثَمَنُ الْجَنَّۃِ وَالْحَمْدُ ثَمَنُ کُلِّ نِعْمَۃٍ یعنی توحید قیمت ہے بہشت کی اور حمد قیمت
ہر نعمت کی اور یہ بھی حدیث مین ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَءُ فِیْہِ بِحَمْدِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ
کہ جو امر ذیشان شروع نہ کیا جاوے ساتھ حمد اللہ کے تو وہ ناقص رہے گا اور حضرت علی رضی اللہ
سے منقول ہے کہ جو شخص بوقت چھینک کے کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَا کَانَ
اس شخص کے دانت اور کان مین درد نہ ہوگا اور یہ بھی حدیث مرفوع مین آیا ہے واثلہ
سقع سے کہ جو شخص بوقت چھینک کے فوراً الحمد للہ کہے تو اُس کے حق مین یہ کہنا اس امر
لیئے باعث ہوجاویگا کہ امراض شکم سے اُس کو شفا ہووے اور بوقت روانہ کرنے لشکر کے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر مانی تھی کہ لَاَشْکُرَنَّ اللّٰہَ حَقَّ شُکْرِہٖ یعنی البتہ شکر کرون گا
تعالےٰ کا جو حق اُسکے شکر کرنے کا ہے تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کلمہ پر اکتفا فرمایا
صرف الحمد للہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ الحمد للہ کہنے سے اللہ تعالیٰ کا کامل شکر ادا ہوجاتا ہے

ترجمہ شکر ہے اللہ کا کہ وہ پروردگار ہے اور شکر ہے ہر حال مین جو حال ہووے -

Marfat.com

رسالہ معاد جسمانی

پاک ہے اللہ جس نے پیدا کیا انسان کو مٹی سے اور قرار دیا نسل اُس کی کو پشت کے پانی
یعنی منی سے کہ وہ ناچیز پانی ہے پھر برابر کیا انسان کو اور پھونکی اُس مین اپنی روح سے پھر ہوا
انسان ظاہر طور پر مخاصمت کرنے والا اور واسطے اسکے پیدا کیا اسکو اور صادر ہوا کل
تیرے رب کا البتہ بھروںگا جہنم جن اور آدمی سے حمد کرتے ہین ہم اللہ کی خوشی اور رنج مین سے
ہر حال مین اور شکر کرتے ہین ہم اللہ کی سختی اور آسانی مین اور درود بھیجتے ہین اپنے پیغمبر سرور
پر اور آپ کی آلؑ اور اصحابؓ پاک پر بعد حمد و صلوۃ کے جاننا چاہیئے کہ زیادہ ہوا اختلاف معا
روحانی و جسمانی مین اور گمان کر لیا ہر شخص نے جو اُسکے دل مین گذرا اور جو امر نص صادق
ثابت ہوا اُس سے چشم پوشی کر لی بلکہ گمان کیا اُن لوگون نے امر صحیح کو اپنی عقل و وہم مین ایک امر
کیا ہوا۔ اور سمجھا امر صحیح کو ورا عقل سے اور خلاف عقل کے اور قسم ہے اپنی عمر کی کہ یہ امر معہ
روحانی و جسمانی میرے نزدیک امر ظاہر ہی ثابت ہے دلائل عقلیہ تامہ سے اور مراد میری دلائل عقلیہ
وہ قواعد نہین جسکو وضع کیا قوم نے موافق اپنی عقل کے اور کیونکر یہ میری مراد ہو سکتی ہے جا
اکثر باریکی اس قوم کے کاملین پر ظاہر نہ ہوئی۔ بلکہ مراد میری اُن قواعد سے وہ ہے جو مطابق
نفس الامر کے باعتبار عقل کے اور حاصل کلام تشریح اُس کلام کی موقوف ہے تمہید
چند اصول کے اور اُسکو جناب والد صاحب نے اپنی کتابون مین نہایت شرح و بسط
ساتھ لکھا ہے تو جس شخص کو منظور ہووے کہ تفصیل ان اصول کی دریافت کرے تو چاہ
کہ ان تصانیف کو دیکھے جو اقوال صادقہ سے مالامال ہی۔ اصل حقیقت انسانیہ ہمارے نزد
یہ ہے کہ وہ اصل ہے واسطے نفس کلیہ کے مدبر ہی واسطے نسمہ کے اور نسمہ ایک حالت ہے بدن
مدبر ہے واسطے اس بدن کے حامل ہے واسطے قوی کے اصل فصل قریب واسطے انسان کے وہ فیض
ہے جو قائم ہے ساتھ صورت حیوانیہ کے شان سے اُس فیض کے ہے التساع قوی ثلثہ یعنی قو
وعقل ونفس کا اور تحصیل انسان کا صرف بسبب نفس کے ہے جو حامل ہے واسطے ان
کے اور باقی چیزین مانند شرائط کے ہین واسطے وجود ابتدائی انسان کے اصل وہ اصل

Marfat.com

اس کے سبب سے زید زید ہے اور عمرو عمرو ہے باعتبار تحقیق کے یہ مشخصات نہین بلکہ یہ مشخصات
مانند مصلح کے ہین کہ بسبب اُسکے یہ نفس زید کا ہوا اور وہ نفس عمرو کا ہوا اور اس سے ظاہر ہوا
کہ جو حرکت کم مین ہوتی ہے موضوع اُسکا شخص انسان ہے کہ متقوم ہے نفس حقیقت واحدہ سے
ساتھ کسی مادہ مبہمہ کے اور مادہ صرف شرط ہے واسطے تقوم اُس حقیقت کے اور تحصل
اُس حقیقت کے اور ظہور احکام اُس حقیقت کے مانند مصلحات باقیہ وامثال متجددہ کے
اس مضمون مین نہایت غور درکار ہے اسواسطے کہ یہ مسئلہ دقیق ہے اور مقام غور ہے اصل معنی
موت کا جدا ہو جانا دم کا ہی بدن سے نہ جدا ہونا نفس کا ہے دم سے تو یہ مضمون یاد رکھنا چاہیئے
اصل عجب خاصیت سے اس مصلح کے یہ ہے کہ وہ دم مین سرایت کرتا ہے تو یہ ممکن نہین
کہ وہ مجرد محض ہو ولیکن تقوم اُس کا صرف بسبب دم کے ہوتا ہے اور وہ مانند اُس انسان
کے ہوتا ہے جس کا ہاتھ پاؤن کٹا ہوا اور اعضاء رئیسہ نہ کٹے ہون جو معنی صورت انسان کا ہے
اصل چیزین عالم مین بوجہ اقتضاء حکمت الٰہیہ کے ہین مثلاً محال ہونا خلا کا اس واسطے کہ انسان
جب چوستا ہے شیشی کو تو اُس سے ہوا خارج ہوتی ہے حتی کہ جب نہین باقی رہتی گنجائش
تخلخل کی اور اس سے زائد تخلخل نامناسب ہے واسطے حقیقت ہوا کے تو اس وقت
وہ شیشی ٹوٹ جاتی ہے اور ایسا ہی جب شیشی مین پھونکتے ہین حتی کہ جب نہین باقی رہتی
گنجایش واسطے زائد تکاثف کے یعنی تکاثف اس حد تک پہونچ جاتا ہے جو حکم مین طبیعت
ہوائیہ کے ہے تو اُس وقت مین بھی شیشی ٹوٹ جاتی ہے اور اس سے سمجھنا چاہیئے کہ امراض
اگرچہ تحلیل کرتے ہین دم کو لیکن تا بقاء حیات ایسی حالت طبیعت انسانیہ کی نہین ہو جاتی
کہ ناممکن ہو جاوے تعلق دم کا ساتھ اس طبیعت انسانیہ کے تو جب طبیعت انسانیہ اسقدر
تحلیل ہو جاتی ہے کہ ناممکن ہو جاتا ہے تو لد دم کا تو اُس وقت انسان مر جاتا ہے اور یہ
ناممکن ہے کہ طبیعت انسانیہ اس قدر تحلیل ہو جاوے کہ محال ہو جاوے تعلق دم کا ساتھ
اُس کے اور باوجود اس کے وہ انسان زندہ ہے اگر یہ شبہہ ہو کہ حیوان ارضی جو
حیوان زمین کے اندر رہتے ہین اُن کے بدن کے ساتھ تعلق دم کا نہین ہوتا اُن کے
بدن مین بھی غشا یعنی وہ پردہ ہو جو دم لینے کے لیے ضرور ہے تو کیا ایسا پردہ اُن کے

Marfat.com

بدن مین بھی ہوتا ہے یا نہین تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ جہانتک ہم کو علم ہے یہ امر ہے کہ جو چیز واجب ہے طبیعت کے لیے کلیتہً وہ حکم مین طبیعت کے ہے اصل دم بعد موت کے حامل ہوتی ہے واسطے قویٰ کے چنانچہ شیخ ابو علی اور شیخ ابو نصر کا یہ قول ہے کہ نفس کا تعلق جسم ہوائی کے ساتھ ہوتا ہے تا اُسکے ذریعہ سے تخیل وتوہم ہوسکے تو ایسا ہی ہم کہتے ہین کہ باقی رہجاتی ہے قوت حس مشترک کی نفس مین اور حاصل ہوتے ہین نفس کو علوم سمعیہ و بصریہ بمنزلہ حدس کے نتیجہ مین اور بمنزلہ اوہام کے جو پیدا ہوتے ہین مشاہدۂ قرائن سے۔

اصل۔ جبتک نفس عالم برزخ مین رہیگا اُس پر عذاب یا اُسکو تنعم یعنی آرام چند وجوہ سے ہوتا رہے گا یعنی بہ سبب ادراک عقلی و وہمی کے اور بسبب ظاہر ہونے صور تون اور اشکال کے کہ لاحق ہوتی ہے بسبب اُسکے تخییل اشباح معانی کی جیساکہ ہوتی ہے تخییل خواب مین اور بسبب الہام ملائکہ کے پھر قرار پاتی ہے عزیمت نفس کی اُس پر کہ اُن اشباح سے راحت ہوگی یا قرار پاتی ہے وہ عزیمت اس پر کہ ان اشباح سے تکلیف ہوگی پھر حاصل ہوتی ہے راحت یا تکلیف اُسی عزیمت سے اور خیال کرنے سے نفس کے اُن اشباح کو حقیقت عجیبہ جس کی تعبیر ہوتی ہے ساتھ ظاہر کرنے باغ کے باغہائے جنت سے یا غار کے غارہائے دوزخ سے۔

اصل۔ جب ارادہ ہوگا اللہ تعالیٰ کا بعد فنا کرنے عالم کے اور حادث ہونے قیامت کے اس امر کا کہ جمع کرین لوگون کو اور اسکا سبب بہت ہے وہ سب ضبط کرنا ناممکن ہے علی الخصوص اس مختصر مین اُس کی گنجائش نہین تو اللہ تعالےٰ کا فیض ارواح پر ہوگا من قبیل مثال نوع انسان کے اور حادث ہونے ہیئت کے عالم مین جس سے قوت ہوتی ہے ارواح مین اور کمال ہوتا ہے ارواح کو تو اُس وقت عود کر آوے گی ارواح مین صحت اُس کی اور دفع ہوجاوے گی خرابی اُس سے تو اُس وقت ارواح کو جسم طیار ہوگا اس وقت اجسام بطور اُس درخت کے ہونگے جو کاٹ دیا گیا ہو اور صرف پھیڑی درخت کی باقی رہ گئی ہو پھر کبھی بارش ہوا اور ہوا مناسب چلے تو اُس پھیڑی سے شاخین اور شگوفہ اور پتے طبعی طور پر نکلین تو اُسوقت اگر بدن ارضی ہوگا جس کو کچھ مناسبت نفس ناطقہ اور نسمہ ہوائیہ

سے رہیگی تو روح کے لیے وہ بدن بمنزلہ سواری کے جانور کے ہو جاویگا اور روح کا تعلق اُس
دن کے ساتھ ہو گا ورنہ خالق حقیقی اُس روح کے لیئے بدن مناسب پیدا فرما وے گا
اصل۔ جب حشر مین لوگ جمع کیئے جاوین گے اور قوی ہو جاویگا ان اجسام مین حکم مثال اور
شبہہ مثل انسانیہ کا اور غالب ہو گا حکم نوع کا تو اُس وقت حساب و مناقشہ ہو گا۔
اصل سر انواع تعذیب و تنعیم مین یہ ہے کہ خواہش ہوتی ہے نفس کی کہ ہمکو حاصل ہو کمال ہر طرح
کا قوی جسمانیہ اور روحانیہ مین پھر ہر قوت کو جس چیز سے لذت حاصل ہوتی ہے وہ چیز حاصل
ہو جاوے تو ہمکو کامل راحت ہو بسبب حاصل ہو جانے اون سب چیزونکے جن سے تمام
قوتون کو لذت اور آرام حاصل ہو واللہ اعلم۔

مسئلہ تفضیل ریاض النضرۃ مین ساتوین فصل مین لکھا ہے احوال مین حضرت
علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے وَقَدْ اَجْمَعَ اَهْلُ السُّنَّةِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ
مِنْ اَهْلِ الْفِقْهِ وَالْاَثَرِ اَنَّ عَلِيًّا اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ عُثْمَانَ وَهٰذَا مِمَّا لَمْ
يُخْتَلَفْ فِيْهِ وَاِنَّمَا اخْتَلَفُوْا فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ وَاخْتَلَفَ بَعْضُ السَّلَفِ
فِيْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ بَكْرٍ ذَكَرَهُ اَبُوْ عُمَرَ وَبْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِيْ كِتَابِ
الصَّحَابَةِ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَجَّابِ السَّعْدِيُّ فِيْ كِتَابِهِ
الْمُسَمّٰى بِالْحُجَّةِ لِسَلَفِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْ تَسْمِيَتِهِمُ الصِّدِّيْقَ بِخَلِيْفَةِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَمَ فِيْ ذٰلِكَ اَبُوْ عُمَرَ وَغَلِطَ غَلَطًا ظَاهِرًا اَمَّنْ
تَاَمَّلَهُ يَعْنِيْ الْخِلَافَ فِيْ تَفْضِيْلِ عَلِيٍّ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَذٰلِكَ اَنَّهُ ذَكَرَ فِيْ كِتَابِهِ
تَعْرِيْضًا لَا تَصْرِيْحًا اَنَّهُ كَانَ مِنْ جُمْلَةِ مَنْ يَّعْتَقِدُ ذٰلِكَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ
مِمَّنْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ خَيْرُ الْاُمَّةِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ يَعْتَقِدُ فِيْ عَلِيٍّ
اَنَّهُ خَيْرٌ مِّنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ ذٰلِكَ وَاِذَا تَقَرَّرَ اَنَّ اَهْلَ السُّنَّةِ اَجْمَعُوْا عَلٰى ذٰلِكَ عُلِمَ اَنَّ ابْنَ
عُمَرَ لَمْ يُرِدْ بِاَحَادِيْثِهِ الْمُتَقَدِّمِ ذِكْرُهَا فِيْ بَابِ الثَّلَاثَةِ نَفْيَ اَفْضَلِيَّةِ عَلِيٍّ بَعْدَ عُثْمَانَ
وَيَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ اَنَّهُ قَدْ جَاءَ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ حَدِيْثِهِ فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ يَا اَبَا عَبْدِ
الرَّحْمٰنِ فَعَلِيٌّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ عَلِيٌّ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ لَا يُقَاسُ بِهِمْ عَلِيٌّ مَرَّ سُوْلِ اللّٰهِ

Marfat.com

فِیْ دَرَجَتِہٖ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَفَاطِمَۃُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ دَرَجَتِہٖ وَعَلِیٌّ مَعَ فَاطِمَۃَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَخْرَجَہُ عَلِیُّ ابْنُ نَعِیْمِ الْمِصْرِیُّ اِنْتَھٰی مَوْضَعَ الْحَاجَۃِ مِنْہُ

یعنی اجماع ہے اہلسنت متقدمین و متاخرین کا جو اہل فقہ و اہلحدیث سے ہوئے ہین اس
کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہین اُن لوگون مین جو بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
باقی رہے اور اس مسئلہ مین اختلاف نہین بلکہ اس امر مین علماء کا اختلاف ہے کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین کون صاحب افضل ہوے اور بعض
متقدمین کا اسمین اختلاف ہی کہ حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ مین کس صاحب کو زیادہ فضیلت
ہے اور ذکر کیا اس اختلاف کو ابوعمرو بن عبدالبر نے کتاب الصحابہ مین اور کہا ابوالقاسم
عبدالرحمن بن جناب سعدی نے اپنی کتاب حجۃ السلف ہذہ الامۃ مین بیان مین اس
امر کے کہ علماء سلف نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا ہے
وہم ہوگیا اس مسئلہ مین ابوعمرو کو اور اُن سے ظاہر غلطی ہوگئی یعنی علمائے محققین مین سے
کوئی اسکا قائل نہین کہ حضرت علیؓ کو فضیلت ہے حضرت ابوبکرؓ پر اور ابوعمرو کی غلطی اسوجہ سے
کہی جاتی ہے کہ ابوعمرو نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے تعریضًا نہ صراحۃً یہ کہ اس خیال
کے لوگون مین سے ایک ابوسعید ہوے یعنی ابوسعید کا یہ اعتقاد تھا کہ حضرت علیؓ کو
فضیلت ہے حضرت ابوبکرؓ پر حالانکہ ابوسعید ان لوگون سے ہین جن لوگون نے خود روایت
کی ہے حضرت علیؓ سے کہ حضرت ابوبکرؓ افضل ہین امت مین بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے تو کس طرح ابوسعید کا یہ اعتقاد رہا ہوگا کہ حضرت علیؓ افضل ہین حضرت ابوبکرؓ سے
حالانکہ خود ابوسعید نے روایت کی حضرت علیؓ سے کہ حضرت ابوبکرؓ افضل ہین امت مین
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جب ثابت ہوا کہ اہلسنت کا اس امر پر اجماع ہے
کہ حضرت علیؓ افضل ہین اُن لوگون مین جو بعد حضرت عثمانؓ کے باقی رہے تو اس سے
معلوم ہوا کہ ابن عمر کی مراد یہ نہین ہے اپنی ان احادیث سے جس کا ذکر اوپر ہوا ہے

Marfat.com

ثلثہ مین کہ حضرت علیؓ افضل ہوے بعد حضرت عثمانؓ کے اور اس مدعا کے لیے دلیل یہ ہے
ت ابن عمرؓ کی حدیث مین بعض طریقہ سے آیا ہے کہ پس کہا ایک شخص نے حضرت ابن عمرؓ
ے کہ یا اباعبدالرحمن پس حضرت علیؓ یعنے آپ کی فضیلت کیسی ہے تو حضرت ابن عمرؓ نے
کہ حضرت علیؓ اہلبیت سے ہین اہل بیت کی فضیلت پر قیاس نہ کیا جائیگا حضرت علیؓ ساتھ
ول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ مین اللہ تعالیٰ کے
یک چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی تابعداری کی اُن کی
یات نے ایمان مین تو ملا دیا ہمنے اُن کے ساتھ اُن کی ذریات کو اور حضرت فاطمہؓ ساتھ
ول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین درجہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت علیؓ
ھ حضرت فاطمہؓ کے ہین بیان کیا اس حدیث کو علی بن نعیم مصری نے یہ مضمون ریاض
نضرہ کی عبارت مذکورہ کا ہے اور اس عبارت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ کلام سے
رت ابن عمرؓ کے یہ مقصود ہے کہ رد ہو جاوے کلام اُس شخص کا جس نے کلام سے
رت ابن عمرؓ کے سمجھا ہے کہ ایسا نہین کہ حضرت علیؓ کو فضیلت ہے اور لوگون پر بعد
رت عثمانؓ کے تو حضرت ابن عمرؓ کے کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہ مین یہ امر تھا کہ صحابہؓ ان تین صاحبون مین سے بہ ترتیب ایک کو دوسرے پر فضیلت
یتے تھے اور آیندہ سکوت کرتے تھے اور درحقیقت بعد حضرت عثمانؓ کے اور صحابہؓ
ا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ افضل ہین اس واسطے کہ آپ اہلبیت سے ہین اور اہلبیت کو
حابہ پر قیاس نہ کرنا چاہیئے البتہ بعض فضیلت مین کہ اُس مین نص سے فضیلت بعض
سرے صحابہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ثابت ہے اُس کا قائل ہونا چاہیئے باقی
رسب صحابہؓ مین آپ کو افضل جاننا چاہیے۔ اور اکثر مسائل ہین کہ زمانہ مین آنحضرتؐ
ی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو اُس سے بحث نہ ہوئی یہ مسئلہ بھی منجملہ اُن ہی مسائل کے
ن اور لفظ اَحَدٌ کا بعد لَا یُقَاسُ بِهِمْ کے ریاض النضرہ مین موجود نہین تا وہ جائے
ستدلال ہو سکے اور جو کچھ صاحب رسالہ نے لکھا ہے کہ اثر شَدَّدَ نَا
مَنْعٍ عَظِيْمٍ مُتَوَجِّهٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَدِلَّةِ الْمُتَمَسَّكَةِ بِهَا عَلٰى اَفْضَلِيَّةِ الثَّلَاثَةِ

Marfat.com

یعنی ہدایت کی ہمکو طرف منع عظیم کے یہ متوجہ ہے جمیع ادلہ پر جس سے افضل ہونا صحابہ ثلثہ
ثابت کیا جاتا ہے تو صاحب رسالہ کا یہ کلام دو امر پر مبنی ہے ایک یہ لفظ اَحَدٌ کا اس
موجود ہو حالانکہ وہ موجود نہین ہے دوسرے یہ کہ جو الفاظ حدیث مین حضرت ابن عمر
ہین وہ بروایت صحابہؓ یعنی مانند اُنکے اور لوگون کی روایت سے ثابت ہو حالانکہ یہ
خلاف واقع ہے بلکہ اصح الفاظ اس حدیث کے یہ ہین جو امام بخاری نے روایت کی
عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ اَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ یعنی حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ
فضیلت دیتے تھے بعض لوگون کو بعض پر تو بہتر کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ کو پھر آپکے بعد بہتر کہتے تھے حضرت عمرؓ کو
آپکے بعد بہتر کہتے تھے حضرت عثمان کو اور ترمذی مین دونون لفظ واقع ہین اس جگہ وہ اعتراض
نہین ہوسکتا ہے اور اسقدر قیل وقال صرف روایت مین حضرت ابن عمرؓ کے ہے باقی
سب ادلہ مین جو بارہ مین ہین ہرگز یہ اعتراض نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ ان ادلہ کے ا
سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ان صحابہؓ کو علی العموم امت کے سب لوگون پر فضیلت
اور سب سے زیادہ تصریح اس امر کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت مین
عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ ا
بَعْدَ نَبِيِّهَا خَيْرُهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَخَيْرُهُمْ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ وَلَوْ شِئْتُ اَنْ اُسَمِّيَ الثَّا
فَسَمَّيْتُهُ اَخْرَجَهُ خَيْثَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى وَ
رِوَايَةٍ ثُمَّ سَكَتَ بَعْدَ ذِكْرِهِمَا فَرَاَيْنَا اَنَّهُ يَعْنِيْ نَفْسَهُ خَرَّجَهُ خَيْثَمَةُ بْنُ سُلَيْمَ
اَيْضًا وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَفْضَلِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ بَكْرٍ
عُمَرُ ثُمَّ رَجُلٌ اٰخَرُ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
وَسَلَّمَ حَتّٰى عَرَفْنَا اَنَّ اَفْضَلَنَا بَعْدَهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَمَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَ
وَسَلَّمَ حَتّٰى عَلِمْنَا اَنَّ اَفْضَلَنَا بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ عُمَرُ وَمَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى عَرَفْنَا اَنَّ اَفْضَلَنَا بَعْدَ عُمَرَ رَجُلٌ اٰخَرُ وَلَمْ يُسَمِّهِ اَخْ
الْحَافِظُ السَّلَفِيُّ كَذَا فِيْ رِيَاضِ النَّضْرَةِ وَفِيْ رِيَاضِ النَّضْرَةِ فِيْ

Marfat.com

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل
امۃ محمد بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رواہ ابوداؤد والحافظ
فی الموافقات وعنہ قال اجتمع المہاجرون والانصار علی ان خیر
ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر وعمر وعثمان بہیئتہ الآن وعنہ
قال کنا نتحدث فی حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ
فرما کانوا ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان فیبلغ ذلک
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینکرہ اخرجہما خیثمۃ بن سلیمان والحاکم

فی روایت ہے عبد خیر سے کہ کہا انھون نے کہ مین نے سنا حضرت علیؓ کو منبر پہ فرماتے
ے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا کہ کیا خبر نہ کردون تم لوگون کو اس
ر کی کہ افضل اس امت مین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہین پھر آپ نے فرمایا
فضل اس امت کے لوگون مین حضرت ابوبکرؓ ہین پھر بعد حضرت ابوبکرؓ کے اور لوگون مین افضل حضرت
ہین اور اگر مین چاہون تو تیسرے صاحب کا بھی نام بتا دون یعنی ان کا نام کہدون جو بعد
حضرت عمرؓ کے افضل ہین اور بعض روایات مین ہے کہ آپ نے سکوت فرمایا بعد فرمانیکے یعنی
کی مراد یہ تھی کہ تیسرے صاحب آپ ہی ہین اور ابوجحیفہ سے روایت ہے کہ کہا ابوجحیفہ نے
رمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ کیا خبر نہ کردون اس امر کی کہ افضل اس امت مین کون صاحب
ہے پھر آپ نے فرمایا کہ افضل اس امت مین حضرت ابوبکرؓ ہین پھر حضرت عمرؓ ہین پھر ایک دوسرے
صاحب ہین اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ نے کہ انتقال نہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان تک کہ جانا ہم لوگون نے یہ کہ افضل ہم لوگون مین سے بعد آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر ہین اور انتقال نہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے یہانتک کہ جانا ہم لوگون نے یہ کہ افضل ہم لوگون مین سے بعد حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حضرت عمرؓ ہین اور انتقال نہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہان تک کہ جانا ہم لوگون نے یہ کہ افضل ہم لوگون مین سے بعد حضرت عمرؓ کے ایک
صاحب ہین اور حضرت علیؓ نے انکا نام ذکر نہ کیا یہ حدیث حافظ سلفی نے بیان کی ہے

Marfat.com

ایسا ہی ریاض النضرۃ مین ہے اور ریاض النضرۃ مین حدیث ابن عمر کی روایات مین ہے ک
روایت ہے ابن عمر سے کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین کہا کرتے تھے کہ افضل امت
محمدی مین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکرؓ ہین پھر حضرت عمرؓ ہین پھر افضل حضرت
عثمانؓ ہین اور روایت ہے حضرت ابن عمرؓ سے کہا حضرت ابن عمرؓ نے کہ اجماع ہوا مہاجرین او
انصار کا اس امر پر کہ افضل اس امت کے لوگون مین سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان ہین اسی ترتیب پر جس طرح اب یہ حضرات بہ ترتیب
خلیفہ ہوے ہین اور روایت ہے حضرت ابن عمرؓ سے کہا حضرت ابن عمرؓ نے کہ ہم لوگ کہا کرتے
حیات مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اوسوقت اصحاب بھی آن حضرت صلی ا
علیہ وسلم کے بہت زیادہ تھے کہ افضل اس امت کے لوگون مین سے بعد پیغمبر اس امت کے بع
بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکرؓ ہین پھر حضرت عمرؓ ہین پھر حضرت عثمانؓ ہین او
خبر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتی تھی اور آپ اس بارہ مین انکار نہ فرماتے تھے حاص
کلام بنا اس اعتراض کی صرف ایک روایت پر حضرت ابن عمرؓ کے ہے اور وہ روایت مرجو
اور اکثر روایات حضرت ابن عمرؓ کی دوسرے لفظ کے ساتھ وارد ہے تو صرف ایک روایت
سے کہ وہ بھی مرجوح ہے اس اعتراض مین کیا فائدہ ہو سکتا ہے اور جو روایات دوسر
صحابہ سے علی الخصوص حضرت علیؓ سے ہے اس کا کیا جواب ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علماء متاخرین نے بغرض محفوظ رہنے مذہب امام ابو حنیفہؒ کے چند قواعد جمع کیے ہین اس غرض
کہ اُن قواعد سے وہ لوگ رد کرتے تھے جملہ اُن اعتراضات کو جو اس بنا پر ہوتے تھے کہ مث
فلان مسئلہ اس مذہب کا حدیث صحیح کے خلاف ہے **قاعدہ** اول خاص کے بارہ
حکم ہے کہ وہ صاف طور پر بیان کیا ہوا ہے تو اُسکے ظاہر معنی کے سوا دوسرے کوئی م
نہین کہا جا سکتا علماء متاخرین نے اس قاعدہ سے اُن امور کو رد کیا ہے فرضیت ق
سورۂ فاتحہ کی نمازین اور فرضیت تعدیل ارکان وغیرہ کی اور علماء کا بیان یہ ہے

رسالہ اصول مذہب ابی حنیفہ

Marfat.com

لفظ اسجد وا ارکعوا اور ارکع کا خاص ہے اسکا معنی صاف طور پر بیان کیا ہوا ہے تو اگر
اس کے معنی مین کچھ اور بڑھا کر بیان کیا جاوے تو یہ لازم آویگا کہ اُس کے ظاہر اصل
معنی کے سوا کوئی دوسرا معنی بیان کیا گیا **قاعدہ دوسرا** زیادت کتاب بمنزلہ نسخ کے ہے
تو یہ زیادت نہوگی مگر آیت صریح یا حدیث مشہور صریح سے **قاعدہ تیسرا** حدیث مرسل
مانند حدیث مسند کے ہے **قاعدہ چوتھا** ترجیح نہوگی کسی حدیث کو بسبب کثرت راویونکے
بلکہ ترجیح بسبب فقہ راوی کے ہوگی **قاعدہ پانچوان** جرح قابل قبول نہین مگر جب
اُس کی تفسیر کی جائے اور یہ قاعدہ اُس سبب سے ثابت ہے کہ جرح و تعدیل اکثر اجمالی ہے
قاعدہ چھٹا ابن ہمام نے اپنی بعض کتاب مین لکھا ہے جس روایت کو صحیح کہا امام بخاریؒ اور
مسلمؒ نے اور اُن لوگون نے جو اُن کے مانند ہوئے تو ہم لوگون پر واجب نہین کہ ہم لوگ
اُسکو قبول کرین اور کس طرح ہم لوگ اُس کو قبول کر سکتے ہین اس واسطے کہ اکثر راویون مین
لوگون نے اپنے اجتہاد کی بنا پر اختلاف کیا ہے کسی راوی کے بارہ مین بعضے نے جرح کیا ہے
اور بعضے نے تعدیل کی ہے تو ممکن ہے کہ جس راوی کو لوگون نے مجروح کیا ہو وہ ہمارے
امام کے نزدیک عادل ہو اور ایسا ہی یہ بھی ممکن ہے کہ جس راوی کو لوگون نے ضعیف
کہا ہو یا اوسکے بارہ مین وضع حدیث کی تہمت لگائی ہو وہ راوی ہمارے امام کے نزدیک
مستوجب اُس طعن کا نہو تو ہم لوگون پر واجب نہین کہ اُن لوگون کا قول قبول کرین اور
کس طرح ہملوگ قبول کر سکتے ہین۔ اسواسطے کہ ممکن ہے کہ جس راوی کو لوگون نے
مجروح کیا ہو وہ عادل ہو قابل اعتبار ہو تو اب ہم لوگ اسی قول پر اعتماد کرین گے
جو ہمارے مذہب کے اصحاب نے ذکر کیا ہے **قاعدہ ساتوان** کہا بعض صاحب
فتاوی نے کہ جب کسی مسئلہ مین قول امام اعظم اور صاحبین کا ہو اور اُس مسئلہ مین کوئی حدیث
بھی ہو اور اُس حدیث کے بارہ مین حکم صحت کا دیا گیا ہو تو واجب ہے کہ امام اعظمؒ اور صاحبین
کے قول کی اتباع کی جائے نہ حدیث کی اسواسطے کہ ہم جانتے ہین شان مین حضرت امام اعظمؒ
اور صاحبین کے یہ کہ باوجود صحیح ہونے احادیث کے آپ صاحبون نے یہ دریافت فرمایا ہے
کہ کس حدیث مین معارضہ ہے اور کس حدیث سے استنباط صحیح ہے یعنی یہ سب تحقیق کر کے

Marfat.com

ان حضرات نے کسی مسئلہ مین حکم فرمایا ہے کہ ان ائمہ کا قول خلاف حدیث کے نہین او
ان ائمہ کرام کی شان مین ہمارا گمان نہین کہ ان ائمہ کو حدیث نہ پہونچی ہو اسواسطے کہ ان
ائمہ کا زمانہ قریب ہوا ہے زمانہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان ائمہ کا علم وسیع تھا
قاعدہ آٹھوان جس روایت کو راوی غیر فقیہ نے روایت کیا ہو اور وہ ایسی روایت
نہین کہ اُس مین راے کو دخل ہو سکے تو اُس کو قبول کرنا واجب نہین **قاعدہ نوان**
عام قطعی ہے مانند خاص کے تو تخصیص نہین ہو سکتی عام مین خاص کے ذریعہ سے مگر
اُس وقت مین ایسی تخصیص ہو سکتی ہے کہ وہ خاص قطعی ہو تو یہ تخصیص بمنزلہ نسخ کے ہو گی
البتہ جب عام مخصوص منہ البعض ہو تو تخصیص مین یہ شرط نہین کہ خاص قطعی ہو روایت ہے
حضرت عثمانؓ سے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَھُوَ
یَعْلَمُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص فوت ہوا اور وہ یہ جانتا ہے کہ نہین ہے کوئی معبود قابل پرستش
کے سوا اللہ کے تو وہ بہشت مین داخل ہو گا روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اس حدیث
سے ظاہر ہے کہ ایمان سے مراد صرف تصدیق ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْوُضُوْءُ مِنْ کُلِّ دَمٍ سَائِلٍ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو لازم ہوتا ہے خون بہنے والے سے
روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اور استدلال کیا حنفیہ نے اس حدیث سے
اس مسئلہ مین کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اُس نجاست کے نکلنے سے بھی جو غیر سبیلین سے خارج ہو
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَآئِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا
الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب جاؤ پاخانہ کے لیے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ بیٹھو اور قبلہ کی طرف پیٹھ بھی
کر کے نہ بیٹھو بلکہ پورب رخ یا پچھم رخ بیٹھا کرو روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری اور
امام مسلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث مدینہ منورہ مین فرمائی اور وہان
پورب رخ اور پچھم رخ بیٹھنے مین قبلہ کیطرف نہ رخ ہوتا ہے اور نہ پیٹھ ہوتی ہے اسواسطے

Marfat.com

وہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورب رخ یا پچھم رخ بیٹھا کرو تو ہر جگہ قبلہ کا لحاظ چاہیئے
کہ پائخانہ کے لیئے بیٹھنے مین منہ یا پیٹھ قبلہ کی جانب نہ ہووے۔ یہ حدیث بھی موافق مذہب
امام ابوحنیفہؒ کے ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُ بَعْضَ
اَزْوَاجِہٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بوسہ لیتے تھے بعض ازواج کا پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے روایت کیا اس
حدیث کو ترمذی نے امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا ہے کہ عورت کو چھونے سے
وضو نہین ٹوٹتا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَکَرَہٗ
بَعْدَ مَا یَتَوَضَّأُ قَالَ وَھَلْ ھُوَ اِلَّا بِضْعَۃٌ مِّنْکَ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ
وَاَبُوْدَاوٗدَ یعنی پوچھا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ اس بارہ مین کہ کوئی شخص
بحالت وضو اپنا ذکر چھوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیا ہے سوا اسکے
کہ ایک پارۂ گوشت ہے تمھارا روایت کیا اس حدیث کو نسائی اور ترمذی اور ابوداؤد
نے یہ حدیث دلیل ہے امام ابوحنیفہؒ کی اس مسئلہ مین کہ مس ذکر ناقض وضو نہین یعنے
ذکر کو چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ
اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی روشنی مین پڑھو فجر کی نماز اس واسطے
کہ اس مین زیادہ ثواب ہے ظاہر ہے کہ اس حدیث سے تائید ہوتی ہے امام ابوحنیفہ کے
مذہب کی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ
مُؤْتَمَنٌ اَللّٰھُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّۃَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِیْنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ
وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امام ضامن ہے
اور موذن امانت دار ہے اے پروردگار رہنمائی فرما ائمہ کی اور مغفرت فرما موذنین کی
روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے ظاہر ہے کہ اس حدیث سے
تائید ہوتی ہے مذہب امام ابوحنیفہؒ کی اس مسئلہ مین کہ نماز مقتدی کی موقوف ہے امام
کی نماز پر اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الْمَغْرِبَ بِسُوْرَۃِ الْاَعْرَافِ
فِیْ رَکْعَتَیْنِ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ یعنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی مغرب کی اور

Marfat.com

دونون رکعت مین سورۂ اعراف پڑھی روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے یہ حدیث
دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ وقت مغرب کا بہت تنگ نہین اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ
فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ یعنی فرما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امام اس غرض کے لیے ہے کہ اسکی تابعداری کیجا
تو وہ جب اللہ اکبر کہے تو تم لوگ بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قرآن شریف پڑھے تو تم لوگ
چپ رہو روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے اس حدیث سے تائید ہوتی
ہے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی یعنی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنا چاہیئے نہی رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰی یَدَیْہِ اِذَا نَھَضَ فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ
یعنی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ مرد زمین پر ٹیک لگاکر نماز مین اُٹھے
یعنی کھڑا ہووے روایت کی اس حدیث کو ابو داؤد نے یہ حدیث دلیل ہے امام ابو حنیفہؒ کے
مذہب کی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مُصَلِّیًا بَعْدَ الْجُمُعَۃِ
فَلْیُصَلِّ اَرْبَعًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص
تم لوگون سے نماز پڑھتا ہو بعد جمعہ کے تو چاہیئے کہ وہ نماز پڑھے چار رکعت روایت کیا
اس حدیث کو مسلم نے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت بعد فرض جمعہ کے چار رکعت
ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ
نَامَ عَنْ وِتْرِہٖ فَلْیُصَلِّ اِذَا اَصْبَحَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص سو جاوے نماز وتر سے تو چاہیے کہ بوقت صبح پڑھے روایت
کیا اس حدیث کو ترمذی نے امام ابو حنیفہؒ نے اس سے ثابت کیا ہے کہ نماز وتر کی واجب ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْدَثَ اَحَدُکُمْ وَقَدْ جَلَسَ
فِیْ اٰخِرِ صَلٰوتِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلٰوتُہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بے وضو ہووے کوئی تم لوگون مین سے
اخیر قعدے مین قبل سلام پھیرنے کے تو اُس کی نماز جائز ہو جاوے گی روایت کیا اس

Marfat.com

حدیث کو ترمذی نے یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے اسواسطے کہ لفظ سلام کا کہنا آخر
نمازمین امام اعظمؒ کے نزدیک فرض نہین عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ
اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَرْفَعْ
یَدَیْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ لَمْ یُعِدْ اِلَّا فِیْ افْتِتَاحٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ
یعنی روایت ہے علقمہؓ سے کہ کہا علقمہؓ نے کہ کہا ہم لوگون سے حضرت
ابن مسعودؓ نے کہ کیا نماز پڑھون ساتھ تم لوگون کے مثل نماز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے پھر نماز پڑھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور نہ اُٹھائے اپنے دونون
ہاتھ مگر ایک مرتبہ ساتھ تکبیر افتتاح کے روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور نسائی
نے اس حدیث سے تائید ہوتی ہے امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی اس امر مین کہ
تکبیر افتتاح کے سوا اور کسی تکبیر مین رفع یدین نہین اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ شروع کرتے تھے
نماز ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے روایت کی اس حدیث کو مسلمؒ نے اس
حدیث سے حنفیہ کی تائید ہوتی ہے اس مسئلہ مین کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ سے نہین
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ
خِدَاجٌ ثَلٰثًا غَیْرُ تَمَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جس نے ایسی نماز پڑھی کہ اُس مین سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہوگی
تین مرتبہ فرمایا یعنی وہ نماز ناتمام ہوگی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اس
حدیث سے امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے اسواسطے کہ جس نماز مین سورۂ
فاتحہ نہ پڑھی جاوے تو اُس نماز کے بارہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ
خداج کا فرمایا اور خداج ناقص کو کہتے ہین تو اس سے معلوم ہوا کہ پڑھنا سورۂ فاتحہ
فرض نہین اسواسطے کہ اگر فرض ہوتا تو دوسرا لفظ فرماتے مانند فساد یا عدم جواز کے
معلوم ہوا کہ پڑھنا سورۂ فاتحہ کا نماز مین واجب ہے فرض نہین اسواسطے کہ فرض

Marfat.com

چھوڑ دینے سے نماز میں صرف نقصان نہیں ہوتا بلکہ وہ نماز باطل ہو جاتی ہے عَنْ اَبِیْ
هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَةَ وَمَنْ فَاتَتْهُ اُمُّ
الْقُرْاٰنِ فَقَدْ فَاتَهٗ خَیْرٌ کَثِیْرٌ رَوَاهُ مَالِکٌ یعنی روایت ہے
حضرت ابوہریرہؓ سے کہ وہ کہتے تھے کہ جس نے پایا رکوع کو پس پائی اُس نے وہ
رکعت اور جس سے فوت ہوئی سورۂ فاتحہ تو اُس سے فوت ہو گئی بہت نیکی روایت کیا
اس حدیث کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی دلیل ہے اس مسئلہ کے لیے کہ سورہ فاتحہ
نماز میں فرض نہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَاعِدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہو گی نماز اُس کی جس نے سورہ فاتحہ
اور اس سے زیادہ نہ پڑھا روایت کیا اس حدیث کو مسلمؓ نے اس حدیث سے بھی
ظاہر اً تائید ہوتی ہے مذہب امام ابوحنیفہؒ کی اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا لَا صَلٰوةَ تو اگر اس سے یہ مراد کہی جاوے کہ اصل نماز نہ ہو گی تو لفظ
فَصَاعِدًا کا درست نہیں ہوتا اس واسطے کہ بالاجماع اس کا کوئی قائل نہیں
کہ سورہ فاتحہ سے زیادہ پڑھنا واجب ہے تو معلوم ہوا کہ اس حدیث میں
مراد نفی نماز سے نفی کمال ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَفْطَرَ
فِیْ تَطَوُّعِهٖ فَلْیَقْضِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جس نے افطار کیا روزہ نفل میں تو اس پر لازم ہے کہ اُسکا قضا
روزہ رکھے روایت کیا اس حدیث کو احمدؒ نے یہ دلیل ہے مذہب ا
ابوحنیفہؒ کی اس مسئلہ میں کہ نفل لازم ہو جاتی ہے شروع کر لینے سے

Marfat.com

رسالۂ غنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غنا کی حرمت کلام خدا و احادیث سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے
مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنی اور لوگون مین سے
سا شخص بھی ہے جو خرید کرتا ہے یعنی اختیار کرتا ہے لہو حدیث کو تا بہکاوے اللہ تعالیٰ کی راہ
معالم مین نقل کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابن عباس اور حضرت حسن اور
رت عکرمہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے کہ لہو الحدیث سے مراد غنا و مزامیر و آلات
شلاً رباب وغیرہ ہے اور مدارک مین لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ
م کھا کر کہتے تھے کہ لہو الحدیث سے مراد غنا ہے اور در المعانی مین لکھا ہے کہ لہو الحدیث غنا و مزامیر
ے اور کشاف مین مذکور ہے کہ لہو الحدیث مانند غنا و تعلیم موسیقیات کے ہے اور مغنی مین لکھا ہے
الحدیث غنا اور حرام ہے اُس کی حرمت اُس نص سے یعنی آیت مذکورہ سے ثابت ہے
و شخص اُس کو حلال جانے وہ کافر ہے اور تفسیر تعلیمی مین لکھا ہے کہ لہو الحدیث سے مراد غنا اور
بربط اور دف اور ستار اور طنبورہ کا ہی اور یہ سب اس نص سے یعنی آیت مذکورہ سے حرام ہے
س ان چیزون کو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ آیت کریمہ ان چیزون کی حرمت پر دلالت
ہے اسو جہ سے کہ حق تعالیٰ نے غنا کو ساتھ لہو الحدیث کے مسمی کیا اور غنا کی تعبیر ساتھ لفظ
حدیث کے کی اور لہو سواے اقسام ثلثہ کے حرام ہے اور اقسام ثلثہ کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ
ہ آوے گا اور یہ حرمت قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
تو بیخ کے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا یعنی کیا گمان کیا تم لوگون نے کہ پیدا کیا ہم نے
ون کو بطور عبث کے یعنی کیا ہم نے یہ فعل عبث کیا ہے اور اس سے ہمکو لہو و لعب مقصود ہے
یہِ السَّلَامُ كُلُّ شَيْءٍ يَلْهُوْا بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ اِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهٖ وَتَاْدِيْبُهُ فَرَسَهُ
لَعِبَتُهُ اِمْرَأَتَهُ وَاِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

Marfat.com

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو چیز بنظر لہو یعنی بطور کھیل کے کوئی مرد کرے
تو وہ باطل ہے مگر تیر اندازی اور پھیرنا یعنی سکھلانا اپنے اپنے گھوڑے کو اور باہم کھیل کرنا
اپنی عورت کے ساتھ اور یہ یعنی یہ تین قسم کے کھیل حق ہین یعنے جائز ہے روایت کی اس
حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے اور اباحیہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ آیہ کریمہ ا باحیہ کا قول ۱
حرمت غنا پر مطلقًا یعنی ہر حال مین دلالت نہین کرتی اسواسطے کہ اس آیہ کریمہ سے ثابت
ہوتا ہے کہ غنا اسوقت حرام ہے جب بطریق لہو کے ہو اور جب غنا بطریق لہو کے نہو تو وہ حرام
نہین تو اباحیہ کی جماعت کا قول باطل ہے اسواسطے کہ جب لہو الحدیث کی تفسیر غنا کے ساتھ
ہوئی ہے جیسا اوپر معلوم ہوا یعنی لہو الحدیث مفسر ہے اور غنا مفسِّر ہے اور غنا لہو الحدیث
ہے تو تقیید مفسر کی ساتھ مفسر کے اس کا کچھ معنی نہین اور ایسا ہی اُس جماعت اباحیہ
کے لوگ سمجھتے ہین کہ ظاہر آیہ کریمہ سے تقیید ثابت ہوتی ہے اور وہ لوگ کہتے ہین کہ غنا قول ۲
مطلقًا یعنی ہر حال مین حرام نہین بلکہ اس وقت حرام ہے جبکہ باعث اضلال ہووے
یعنی اُس سے گمراہ کرنا منظور ہووے تو اباحیہ کا یہ قول بھی باطل ہے اسواسطے کہ جب ثابت ہے
کہ غنا لہو الحدیث ہے تو حرمت اُسکی ثابت ہوگئی اور تقیید باضلال جو منشا جماعتِ اباحیہ کے
اس وہم وخیال باطل کا ہے وہ تقیید قسم سے اُس تقیید کے ہے جو ان احادیث مین
وارد ہے وَمُلْحِدٌ فِی الْحَرَامِ وَاَنْ تَزْنِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ یعنی اور دین سے برگشتہ ہونے والا
حرم شریف مین اور زنا کرنا اپنے ہمسایہ کی عورت سے تو الحاد یعنی دین سے پھر جانا مطلقًا
حرام ہے جس جگہ ہو لیکن الحاد یعنی دین سے پھر جانا حرام مین زیادہ بُرا ہے اور زنا مطلقا حرام
ہر حال مین لیکن زنا ہمسایہ کی عورت کے ساتھ نہایت بُرا ہے اور آیۂ کریمہ مذکورہ مین
اللہ تعالےٰ نے اُن لوگون کی نہایت مذمت فرمائی ہے جن لوگون نے لہو الحدیث کو کہ فی نفسہ
حرام ہے گمراہ کرنے کے لیے اختیار کیا ہے تو اس آیۂ کریمہ سے اصل غنا کی اباحت ثابت نہین
ہوتی وَفِی الْفَتَاوَی الْعَالَمْگِیْرِیَّةِ عَنْ جَوَاهِرِ الْفَتَاوَیٰ قَالَ السَّمَاعُ وَالْقَوْلُ وَالرَّقْصُ
الَّذِیْ یَعْمَلُهُ الصُّوْفِیَّةُ فِیْ زَمَانِنَا حَرَامٌ لَا یَجُوْزُ الْقَصْدُ اِلَیْهِ وَالْجُلُوْسُ
عَلَیْهِ وَهُوَ الْغِنَاءُ وَالْمَزَامِیْرُ سَوَاءٌ یعنی فتاویٰ عالمگیری مین منقول ہے

Marfat.com

ع اہر الفتاوی سے کہ سماع اور قول اور وجد جو معمول کیا ہے ہمارے زمانہ کے صوفیہ نے وہ
رام ہے اُس کا قصد نہ کرنا چاہیئے اور نہ وہان بیٹھنا چاہیئے اور صوفیہ کا یہ فعل اور غنا اور
زامیر سب حرام ہے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
لی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ الْمُغَنِّیَ وَالْمُغَنّٰی لَہٗ یعنی لعنت کی اللہ تعالیٰ نے
نے والے پر اور اُس پر جس کے لیے گایا جاوے اور طبرانی اور خطیب بغدادی نے
وایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے غنا سے اور اس کے سننے
ے اور سنن الہدی مین ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ نَہَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْغِنَاءِ
لْاِسْتِمَاعِ اِلَی الْغِنَاءِ یعنی منع فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے غنا سے اور سننے سے
نا کے اور مغنی مین مذکور ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ
مَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ یعنی غنا اُگاتا ہے نفاق کو یعنی پیدا کرتا ہے نفاق کو جیسا اُگاتا ہے
ی گھاس کو اور احیاء العلوم مین معاذ بن جبلؓ کی یہ روایت مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
یہ وسلم نے فرمایا اَذْھَبَ الْاِسْلَامُ اللَّھْوَ وَالْبَاطِلَ وَالْغِنَاءَ یعنے لے گیا اسلام
نے باطل کر دیا اسلام نے لہو اور باطل اور غنا کو اور طبرانی نے حضرت امیر المومنین عمرؓ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْقَیْنَۃُ سَخَطٌ وَغِنَاھَا حَرَامٌ
نی لونڈی گانے والی سبب غضب ہے اور اُس کا غنا یعنی گانا حرام ہے اور بیہقی نے
عب الایمان مین حضرت جابرؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
رمایا کہ اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ یعنی غنا جماتا ہے نفاق کو جیسا
ماتا ہے پانی یعنی اُگاتا ہے زراعت کو اور حقائق مین لکھا ہے کہ مُجَرَّدُ الْغِنَاءِ وَالْاِسْتِمَاعِ
لَیْہِ مَعْصِیَۃٌ یعنی نفس غنا اور اُس کا سننا گناہ ہے اور مضمرات مین لکھا ہے کہ
ن اَبَاحَ الْغِنَاءَ یَکُوْنُ فَاسِقًا یعنی جس نے مباح کہا غنا کو یعنی راگ کو وہ فاسق ہے
ور اختیار مین لکھا ہے کہ اِنَّہٗ کَبِیْرَۃٌ فِیْ جَمِیْعِ الْاَدْیَانِ یعنی غنا گناہ کبیرہ ہے
دین مین اور محیط مین لکھا ہے کہ اَلتَّغَنِّیْ وَالتَّصْفِیْقُ وَاِسْتِمَاعُھُمَا کُلُّ ذٰلِکَ
رَامٌ وَمُسْتَحِلُّھُمَا کَافِرٌ یعنی گانا اور تالی بجانا اور یہ دونون سننا یعنی گانے اور تالی کی

Marfat.com

آواز سُننا یہ سب حرام ہے اور ان دونون امر کو جو حلال کہے وہ کافر ہے اور اختیار الفتا
مین لکھا ہے وَيُكْرَهُ التَّرْجِيعُ بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَالْاِسْتِمَاعُ اِلَيْهِ لِاَنَّهُ يُشْبِهُ
بِفِعْلِ الْفَسَقَةِ حَالَ فِسْقِهِمْ وَالتَّغَنِّيْ یعنی مکروہ ہے ترجیع قرارۃ مین قرآن شریف
اور سُننا ترجیع کا اس واسطے کہ اس مین مشابہت پائی جاتی ہے ساتھ فعل فاسقون
جو وہ بحالت فسق کرتے ہین! ورود فعل تَغَنِّيْ یعنی گانا ہے اور فتاوای بیہقی مین لکھا
اَلتَّغَنِّيْ وَاسْتِمَاعُهُ وَضَرْبُ الدَّفِّ وَجَمِيْعُ اَنْوَاعِ الْمَلَاهِيْ حَرَامٌ وَ
مُسْتَحِلُّهَا كَافِرٌ هَدَى اللّٰهُ تَعَالٰى الزُّهَّادَ وَالْجَهَلَةَ الَّذِيْ
اِبْتُلُوْا بِهٖ خِيْفَ عَلَيْهِمُ الْكُفْرُ یعنی راگ اور سُننا اُسکا اور دف بجانا اور کھیل ہر طرح
حرام ہے اور جو ان چیزون کو حلال کہے وہ کافر ہے ہدایت کرے اللہ پرہیزگارون کو اور
جہال کہ جنا مین مبتلا ہین اُن کے حق مین کفر کا خوف ہے اور جامع الفتاوی مین لکھا
اِسْتِمَاعُ الْمَلَاهِيْ وَالْجُلُوْسُ عَلَيْهَا وَضَرْبُ الْمَزَامِيْرِ وَالرَّقْصُ كُلُّهَا حَرَامٌ وَمُسْتَحِلُّهَا كَا
یعنی لہو ولعب کا کلام سننا اور وہان بیٹھنا اور مزامیر بجانا اور رقص کرنا یہ سب حرام ہے
اور جو شخص ان چیزون کو حلال کہے وہ کافر ہے اور حمادیہ مین نافع سے منقول ہے اِعْلَمْ اَنَّ
التَّغَنِّيْ حَرَامٌ فِيْ جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ یعنی جاننا چاہیے کہ گانا ہر دین مین حرام ہے اور نہایہ
مین لکھا ہے اَلتَّغَنِّيْ وَالطُّنْبُوْرُ وَالْبَرْبَطُ وَالدَّفُّ وَمَا يُشْبِهُ ذٰلِكَ كُلُّ ذٰلِكَ
حَرَامٌ وَمَعْصِيَةٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ
یعنی گانا اور طنبور اور بربط[1] اور دف اور جو اس کے مانند ہے وہ سب حرام ہے اور گناہ ہی
اور یہ ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے اس کلام پاک سے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ
یعنی اور لوگون مین سے وہ لوگ بھی ہین جو خرید کرتے ہین یعنی اختیار کرتے ہین لہو حدیث کو
یعنی کھیل کی چیزون کو اور تاتارخانیہ مین تیمیۃ سے منقول ہے سُئِلَ الْحَلْوَائِيُّ عَمَّنْ سَمَّوْا
اَنْفُسَهُمْ بِالصُّوْفِيَّةِ فَاخْتَصُّوْا بِنَوْعٍ لِبْسٍ وَاشْتَغَلُوْا بِاللَّهْوِ وَالرَّقْصِ وَادَّعُوْا لِاَنْفُسِهِمْ
مَنْزِلَةً فَقَالَ افْتَرَوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَسُئِلَ اِذْ كَانُوْا زَائِغِيْنَ مِنَ الطَّرِيْقِ الْمُسْتَقِيْمِ

[1] نام ہے ایک ساز کا ۱۲

Marfat.com

ں یفوتون من البلاد لقطع فتنتہم عن العامۃ فقال اماطۃ الاذی ابلغ فی الصیانۃ واشمل
للدیانۃ وتمیز الخبیث من الطیب اذکی واولی یعنی پوچھا گیا حلوائی سے مسئلہ اُن لوگون کے
رہ مین جن لوگون نے نام اپنا صوفیہ رکھا ہے اور اپنے لیے خاص ایک جامہ اختیار کر لیا ہے
ر وہ لوگ لہو اور رقص مین مشغول ہین اور اپنی شان مین مرتبہ عالی کا ادعا کیا ہے تو
وائیؒ نے کہا کہ ایسے لوگون نے جھوٹھ کی تہمت لگائی ہے اللہ تعالیٰ پر اور یہ بھی حلوائی
سے پوچھا گیا کہ اگر یہ لوگ راہ مستقیم سے کج روی اختیار کر لین تو کیا ان لوگون کو شہر بدر
ر دینا چاہیے تا عوام ان لوگون کے فتنہ سے بچ جاوین تو حلوائیؒ نے کہا کہ جو چیز باعث
کلیف ہو وہ دور کر دینا بہتر ہے تا لوگ محفوظ رہین اور یہ بہتر ہے دیانت مین اور فرق کر دینا
یث اور طیب مین خوب اور بہتر ہے اور یہ سب روایات نقل کی گئی ہین عالم متقی کامل
خ محمد فرخ سرہندی کے رسالہ سے جو اس بارہ مین ہے سو روایت معدن اور ہدایہ کے
ان دونون کتابون کی روایت خاص اُن ہی دونون کتابون سے نقل کی گئی ہے اور
موصوف نے اُس رسالہ مین یہ لکھا ہے کہ ستتر فقہا کا اس مسئلہ مین اتفاق ہے کہ غنا
ی راگ حرام ہے اور شیخ موصوف نے اس رسالہ مین مفصل اُن فقہا کا نام لکھا ہے اور مین نے
یہان بخوف طوالت نہین لکھا

Marfat.com

رسالہ بیع کنیزان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لونڈی اور غلام کی باعتبار ملک وعدم ملک کے چھہ قسم ہے اوّل قسم یہ ہے کہ اہل اسلا
دارالاسلام سے دارالحرب مین جاوین اور جبر وغلبہ سے کفار حربی کو گرفتار کرین اور اُنکو
ولونڈی بناکر دارالاسلام مین لے آوین خواہ کافر حربی مرد ہو خواہ عورت ہو خواہ لڑکا ہو
بڑا ہو یا کسی ایک ملک کے کفار حربی اپنے ملک دارالحرب سے دوسرے ملک دارالحرب مین
طور پر جاوین اور اُس ملک کے کفار حربی کو جبر وغلبہ سے گرفتار کرین اور اُنکو غلام ولونڈ
بناکر اپنے ملک مین لے آوین تو ان دونون صورتون مین غلام ولونڈی بنانے والے خو
مسلمان ہون یا کافر مالک اُن غلامون اور لونڈیون کے ہو جاوین گے اور بیع اور رہن ا
ہبہ کرنا ایسی لونڈی اور غلام کا اور جماع کرنا ایسی لونڈی شرعی کے ساتھ بغیر نکاح کے جائز
اِذَا سَبٰی بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَاَخَذُوْا مَالَهُمْ اَوْ بَعِيْرًا اَنَدَّ اِلَيْهِمْ اَوْ غَلَبُوْا عَلٰى مَالِنَا وَاَحْرَزُوْ
بِدَارِهِمْ مَلَكُوْهُ وَنَمْلِكُ بِالْغَلَبَةِ حُرَّهُمْ وَهَا هُوَ مِلْكُهُمْ شرح وقایہ یعنی
جب بعضے کفار نے بعضے کفار کو لونڈی اور غلام بنالیا اور اُنکا مال لے لیا یا وہ اونٹ لے لیا جو اُنکی طرف
بھاگ کر آیا ہو یا کفار غالب ہوئے اہل اسلام کے مال پر اور وہ مال اپنے دارالحرب مین لیجا
جمع کیا تو وہ کفار اُس مال کے مالک ہو جاوین گے اور جب ہم لوگون کا غلبہ کفار پر اور اُنکے
مال پر ہووے تو ہم لوگ اُن کفار اور اُن کے مال کے مالک ہو جاوین گے یہ مضمون شرح وقایہ
کی عبارت مذکورہ کی ہے اِذَا سَبٰی كَافِرٌ كَافِرًا اٰخَرَ بِدَارِ الْحَرْبِ وَاَخَذَ مَالَهُ مَلَكَهُ
لِاسْتِيْلَاءِهٖ عَلٰى مَالٍ مُّبَاحٍ وَمَلَكْنَا مَا نَجِدُ مِنْ ذٰلِكَ الشَّيْءِ لِلْكَافِرِ اِنْ غَلَبْنَا عَلَيْهِمْ
اِعْتِبَارًا بِسَائِرِ اَمْلَاكِهِمْ دُرِّمختار یعنی جب کوئی کافر کسی دوسرے کافر کو دارالحرب مین لونڈی
اور غلام بنالیوے اور اُسکا مال لے لیوے تو وہ کافر اُس دوسرے کافر کے مال کا مالک
ہو جاوے گا اسواسطے کہ اُس کافر کا غلبہ مال مباح پر ہوا ہے اور پھر جو کچھ اُس مال مین سے
جب ہم پاوینگے تو ہم اُس مال کے مالک ہو جاوینگے جیسا کہ بصورت غلبہ ہمارے کے ہم کفار کے

Marfat.com

خاص مال کے مالک ہوجاتے ہین یہ مضمون درمختار کی عبارت مذکورہ کا ہے دوسرے
قسم لونڈی اور غلام کی یہ ہے کہ کفار حربی اپنی اولاد یا اپنے دوسرے خویش کو فروخت کرین
اور اہل اسلام اُنکو خرید کر اپنے ملک مین یعنی اپنی اقامت کی جگہ مین لے آوین خواہ وہ جگہ
دارالاسلام ہو یا دارالحرب ہو تو اس بارہ مین روایات مختلف ہین کہ اس قسم کی لونڈی شرعًا
لونڈی قرار دیجاوے گی یا نہین تو اصح اور اقوی باعتبار دلیل کے یہ ہے کہ اس قسم کی لونڈی
بھی شرعًا لونڈی ہوجاتی ہے بیع اور ہبہ اور رہن اُسکو کرنا جائز ہے اور اُسکے ساتھ جماع کرنا بھی
بغیر نکاح کے جائز ہے چنانچہ روایات سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے اور بعض علمانے یہ شرط کی ہے
کہ اس قسم کی لونڈی اور غلام اُس صورت مین شرعًا لونڈی اور غلام قرار دیے جاوین گے
جبکہ وہ کفار حربی جو اپنی اولاد یا اپنے خویش کو فروخت کرتے ہین اُن کفار مین باہم بھی حکم
ورواج اس طرح کی خرید و فروخت کا ہو اور بعض علمانے یہ شرط نہین کی ہے غرضکہ اگر یہ
شرط پائی گئی تو بہتر ورنہ روایت ارجح واقوی کی بنا پر ایسی لونڈی اور غلام کے شرعی لونڈی
اور غلام قرار دیے جانے مین ان کفار کے حکم ورواج کا اعتبار نہین اسواسطے کہ کفار حربی کے
بارہ مین حکم ہے کہ کفار حربی دارالحرب مین بمنزلہ شکار اور جلانے کی لکڑی کے ہین تو جو شخص
جلانے کی لکڑی جو کسی کی ملک نہو لے لیوے تو وہ شخص اُس لکڑی کا مالک ہوجاویگا اور ایسا ہی جو شخص شکار پکڑ لیوے وہ
اُسکا مالک ہوجاوے گا اسیطرح کفار حربی کو جو شخص لیوے وہ اُسکا مالک ہوجاتا ہی لیکن یہ ضرور ہے کہ اُس کا دارحربی سے
غلبہ ہوجاوے اور دارالکفر سے دارالاسلام مین لے آوے چنانچہ ایسا ہی ہدایہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے
وَمَا الْمِلْكُ فَإِنَّمَا يَثْبُتُ بَعْدَ الْإِحْرَازِ بِدَارِ الْإِسْلَامِ وَالِاسْتِيلَاءِ إِثْبَاتَ الْيَدِ الْحَافِظَةِ وَالنَّاقِلَةِ
ہدایہ یعنی ملک ثابت ہوتی ہے بعد جمع کرنے کے دارالاسلام مین اور بعد غلبہ ہونے کے جیسا کہ
ملک ثابت ہوتی ہے چیز مباح کو کہ دوسرے کی ملک نہو لینے سے اور جیسا کہ ملک ثابت
ہوتی ہے اس صورت مین کہ بطور جائز کوئی چیز کسی کے پاس منتقل ہووے یہ مضمون ہدایہ
کی عبارت مذکورہ کا ہے وَلَوْ دَخَلَ دَارَهُمْ مُسْلِمٌ بِأَمَانٍ ثُمَّ اشْتَرَى مِنْ أَحَدِهِمْ ابْنَهُ ثُمَّ
خَرَجَهُ إِلَى دَارِنَا قَهْرًا مَلَكَهُ وَأَكْثَرُ الْمَشَايِخِ عَلَى أَنَّهُ لَا يَمْلِكُهُمْ فِي دَارِهِمْ هُوَ الصَّحِيحُ
قَالَ الْكَرْخِيُّ إِنْ كَانُوا يَرَوْنَ جَوَازَ الْبَيْعِ فَالْبَيْعُ جَائِزٌ وَإِلَّا فَلَا كَذَا فِي الْمُحِيطِ

Marfat.com

یعنی اگر دار الحرب مین کوئی مسلمان پناہ لیکر کفار سے جاوے پھر وہان کسی کافر سے اُسکا لڑکا خرید کرے پھر وہ مسلمان اُس لڑکے کو جبر اً دار الاسلام مین لے آوے تو وہ مسلمان اُس لڑکے کا مالک ہو جاوے گا اور اکثر مشائخ کے نزدیک ثابت ہے کہ مسلمان دار الحرب مین کفار حربی کا مالک نہوگا اور یہی صحیح ہے اور کرخی کا قول یہ ہے کہ اگر اُن کفار حربی کے نزدیک اس طرح کی بیع جائز ہوگی تو مسلمان کا خریدنا بھی کافر حربی کے لڑکے کو شرعاً جائز ہو جاوے گا اور اگر اُن کفار حربی کے نزدیک ایسی بیع جائز نہوگی تو مسلمان کا یہ خریدنا بھی جائز نہ ہوگا ایسا ہی محیط مین ہے وَفِیْہِ اِشْعَارٌ بِاَنَّ الْکُفَّارَ فِیْ دَارِھِمْ اَحْرَارٌ وَّلَیْسَ ذٰلِکَ فَاِنَّھُمْ اَرِقَّاءُ فِیْھَا وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مِّلْکٌ لِّاَحَدٍ عَلَیْھِمْ عَلٰی مَا فِیْ عِتَاقِ الْمُسْتَصْفٰی وَغَیْرِہٖ کَذَا فِیْ جَامِعِ الرُّمُوْزِ یعنی اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ کفار اپنے ملک مین یعنی دار الحرب مین آزاد ہین حالانکہ ایسا نہین اسواسطے کہ وہ لوگ دار الحرب مین حکم مین غلام کے ہین اگرچہ وہ کسی کی ملک مین نہین یہ مسئلہ اُس قول سے معلوم ہوتا ہے جو مستصفی مین آزاد کرنے کے بیان مین ہے ایسا ہی جامع الرموز مین ہے وَلَوْ دَخَلَ دَارَھُمْ وَاشْتَرٰی مِنْ اَحَدِھِمْ اُخْتَہٗ اَوْ بِنْتَہٗ وَیَنْبَغِیْ لَہٗ ذٰلِکَ اِذَا کَانَ ھٰذَا حُکْمُ دَارِھِمْ وَاِنْ لَّیْسَ مِنْ حُکْمِ الدَّارِ ذٰلِکَ لَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّشْتَرِیَ کَذَا فِی الْمُلْتَقَطِ فِیْ کِتَابِ الْبُیُوْعِ یعنی اگر داخل ہوا کوئی مسلمان دار الحرب مین اور خرید کیا کسی کافر حربی سے اُسکی بہن یا اُسکی لڑکی کو اور یہ مناسب ہے اُسوقت مین جب اس دار الحرب مین یہ حکم جاری ہو اور اگر یہ حکم اُس دار الحرب مین جاری نہو تو مسلمان کو سزاوار نہین کہ وہان کسی کافر حربی سے اُس کی بہن یا لڑکی خرید کرے ایسا ہی ملتقط کی کتاب البیوع مین ہی تیسری قسم لونڈی اور غلام کی یہ ہے کہ اوپر کی دونون قسم کی لونڈی کی اولاد بھی اپنی مان کے مانند مملوک ہو جاتی ہے اسواسطے کہ کتب فقہ مین لکھا ہے اَلْوَلَدُ یَتْبَعُ الْاُمَّ فِی الْحُرِّیَّۃِ وَالرِّقِّیَّۃِ یعنی اولاد تابع ہوتی ہے اپنی مان کے آزاد اور غلام ہونے مین بشرطیکہ لونڈی کی وہ اولاد اُس لونڈی کے مالک سے پیدا نہوئی ہو اور نہ اُس مالک کے کسی قرابت مند ذی رحم سے پیدا ہوئی ہو اور اگر وہ اولاد ان دونون شخصون مین سے کسی شخص سے

Marfat.com

پیدا ہوئی ہوگی تو وہ اولاد آزاد ہو جاوے گی موافق اِس حدیث کے مَنْ مَّلَکَ ذَا رَحِمٍ مَّحْرَمٍ عَتَقَ عَلَیْہِ یعنی جو شخص مالک ہو جاوے گا ذار حم محرم کا یعنی اپنے قرابت مند محرم کا تو وہ ذار حم محرم آزاد ہو جاوے گا اور اُسکے بارہ مین یہ حکم ہوگا کہ گویا اُس مالک نے خود اُسکو آزاد کیا ہے۔ چوتھی قسم لونڈی اور غلام کی یہ ہے کہ کفار ذمّی یعنی جو کفار تابع مسلمان بادشاہ کے ہون وہ اپنی اولاد یا اپنے اقارب کو فروخت کرین اور کوئی مسلمان خرید کرے تو کفار کی وہ اولاد یا وہ اقارب مملوک اُس مسلمان کے نہون گے اور ایسا ہی اگر دوسرے ملک کے کفار حربی دار الاسلام مین آوین اور دار الاسلام مین کفار ذمّی کو گرفتار کرین اور اُن کو غلام بنا کر لے جاوین تو وہ کفار ذمّی بھی مملوک اُن کفار حربی کے نہونگے اِن دونون صورتون مین کفار کی اولاد اور اقارب اور کفار ذمی کے بارہ مین حکم لونڈی اور غلام کا نہو گا اس واسطے کہ کفار ذمی دار الاسلام مین آزاد ہین تو جب کفار ذمی آزاد قرار دیے گئے تو کوئی مسلمان یا کافر اگر کسی کافر ذمی کو خرید کرے یا پکڑے تو وہ مسلمان یا کافر اُس کافر ذمی کا مالک نہو گا چنانچہ کتاب در مختار مین باب استیلاء الکفار مین لکھا ہے فَلَوْ سَبَی اَھْلُ الْحَرْبِ اَھْلَ الذِّمَّۃِ مِنْ دَارِنَا لَا یَمْلِکُوْنَھُمْ لِاَنَّھُمْ اَحْرَارٌ جسنے اگر کفار حربی لونڈی غلام بنا دین دار الاسلام کے کفار ذمّی کو تو وہ کفار حربی مالک اُن کفار ذمّی کے نہون گے اسواسطے کہ کفار ذمی آزاد ہین پانچوین قسم یہ ہے کہ اگر کوئی لونڈی ایسی ہو کہ اُسکا حال معلوم نہو کہ وہ قسم سے کفار حربی کے ہے یا قسم سے کفار ذمی کے ہے تو اگر وہ صغیرہ ہو کہ حد بلوغ کہ نہ پہونچی ہو تو وہ لونڈی جس کے قبضہ مین ہووے اُسی کے قول کا اعتبار ہو گا جو وہ کہے گا وہی صحیح مان لیا جاوے گا اور اگر وہ کبیرہ بالغہ ہو تو اس بارہ مین وہ کہے گی اُسی کا اعتبار کیا جاوے گا چنانچہ یہ حکم کتاب اشباہ والنظائر کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے اَلْجَارِیَۃُ الْمَجْھُوْلُ الْحَالِ الْمَرْجِعُ فِیْھَا اِلٰی صَاحِبِ الْیَدِ اِنْ کَانَتْ صَغِیْرَۃً وَاِلٰی اِقْرَارِھَا اِنْ کَانَتْ کَبِیْرَۃً وَاِنْ عُلِمَ حَالُھَا فَلَا اِشْکَالَ یعنی وہ لونڈی جسکا حال معلوم نہو تو اُس کے بارہ مین اُس شخص کا قول معتبر ہو گا جس کے قبضہ مین وہ لونڈی ہو اگر وہ لونڈی صغیرہ ہو اور اُسی لونڈی کے کہنے پر اعتبار ہو گا جب وہ کبیرہ ہو

Marfat.com

اور اگر اُسکا حال کسی دوسری وجہ سے معلوم ہو جاوے تو پھر کچھ اشکال نہ رہے گا چھٹی قسم یہ ہے کہ مسلمان آزاد بحالت شدت گرسنگی قحط کے وقت اپنی اولاد فروخت کرین اور کوئی دوسرا خرید لیوے تو مسلمان کی وہ اولاد شرعًا غلام یا لونڈی نہ ہوگی اگرچہ بعضے کا قول یہ ہے کہ ایسی خرید و فروخت سے حکم لونڈی کا ہو جاتا ہے لیکن اس قول پر فتوے نہین اور نہ اس قول پر عمل ہوا ہے اسواسطے کہ جمیع متون مین بلکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل اصول ہے کہ آزاد مال نہین اور جس شخص کے پاس اس قسم کی عورت ہو تو اس عورت کے ساتھ جماع کرنا بدون نکاح کے جائز نہین واللہ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہین علماء اہلسنت وجماعت اس مسئلہ مین کہ دربارۂ تعزیہ داری عشرہ محرم اور بنانے ضریح وصورت قبور وعلم وغیرہ کے شرعًا کیا حکم ہے۔

جواب۔ تعزیہ داری جو عشرۂ محرم مین معمول ہے اور بنانا ضرایح وصورت قبور وغیرہ کا درست نہین اسواسطے کہ تعزیہ داری سے مراد یہ ہے کہ ترک لذت اور ترک زینت کرے اور اپنی صورت محزون وغمگین کی صورت کے مانند بناوے یعنی عورت سوگ کرنے والی کے مانند بیٹھے حالانکہ مرد کے لیے یہ کسی حالت مین شرعًا ثابت نہین ہوتا البتہ عورت کے حق مین ثابت ہے کہ وہ بعد وفات اپنے شوہر کے چار مہینے دس دن سوگ کرے اور اگر شوہر کے سوا کوئی دوسرا اُسکے اقارب سے فوت ہو تو صرف تین دن تک اگر وہ ترک زینت وغیرہ کرے تو جائز ہے اور بعد تین دن کے درست نہین چنانچہ حدیث مین آیا ہے لَا تَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ یعنی حلال نہین واسطے کسی عورت کے جو ایمان لاوے اللہ تعالیٰ اور دن آخرت پر یہ کہ سوگ کرے کسی میت کے لیے زیادہ تین رات سے سوا شوہر کے کہ شوہر کی وفات کے بعد چار مہینے دس دن سوگ کرنا چاہیے روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے اور تعزیہ داری بدعت ہے اور ایسا ہی بنانا ضرایح اور صورت قبور اور علم وغیرہ کا ہے یعنی یہ سب بھی بدعت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بدعت حسنہ نہین کہ اُس مین مواخذہ نہین ہوتا بلکہ بدعت سیئہ ہے اور حال بدعت سیئہ کا یہ ہی

Marfat.com

حدیث مین وارد ہے شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی
ین امور وہ امور ہین جو شرع مین جدید بنالیے جاوین اور سب بدعت گمراہی ہے روایت کیا
ں حدیث کو مسلم نے اور حال بدعتی کا کہ اس طرح کی بدعتین اختیار کرتا ہے یہ ہے کہ وہ بدعتی
ت کی وجہ سے خدا کی لعنت مین گرفتار ہوتا ہے اور فرائض اور نوافل اُس کے درگاہ الٰہی
ں قبول نہین ہوتے چنانچہ حدیث مین وارد ہے مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ
نَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا رَوَاهُ
لْبَزَّارُ فِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ ثَوْبَانَ یعنی جو شخص
ئی نیا امر اختراع کرے دین مین یا جگہ دے ایسے اختراع کرنے والے کو تو اُس پر لعنت ہے
تعالیٰ کی اور فرشتون کی اور سب آدمیون کی نہین قبول کرتا اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ
نہ فدیہ روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے ابن عباسؓ سے اور بزار نے ثوبان سے اور
ی حدیث شریف مین ہے مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ
اهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا یعنی جس شخص نے
راع کیا ہمارے اس امر مین یعنی دین مین ایسی چیز جو اس مین نہین تو وہ مردود ہے
یت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ
ا سے اور یہ بھی حدیث شریف مین بدعتی کی مذمت مین ہے مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً
ضِي اللّٰهُ بِهَا وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ
ارِهِمْ شَيْئًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَوْفٍ وَهِلَالِ
ُ الْحَارِثِ رضی یعنی جس شخص نے اختراع کی بدعت ضلالت کہ اُس سے
اور اُس کے رسول راضی نہین تو اُس کو اسقدر گناہ ہوگا جسقدر گناہ اُن سب
ن کو ہوگا جو لوگ وہ بدعت کرینگے اور اُن لوگون کے گناہون مین سے کچھ گناہ کم نہو
ے گا روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے عمرؓ بن عوفؓ اور ہلال بن حارثؓ سے۔
ال۔ اُس مجلس مین یعنی تعزیہ داری کی مجلس مین بہ نیت زیارت گریہ وزاری
ضر ہونا اور وہان جاکر مرثیہ اور کتاب سننا اور فاتحہ و درود پڑھنا جائز ہے یا نہین۔

Marfat.com

جواب - اُس مجلس مین بہ نیت زیارت وگریہ وزاری کے بھی حاضر ہونا ناجائز
اس واسطے کہ اُس جگہ کوئی زیارت نہین کہ زیارت کے واسطے جاوے اور وہا
چند لکڑی جو تعزیہ دار کی بنائی ہوئی ہے وہ قابل زیارت نہین بلکہ قابل
مٹانے کے ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے مَنْ رَّاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَ
لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رَوَاہُ مُسْ
یعنی جو شخص کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو چاہیے کہ اُسکو مٹا دیوے اپنے ہاتھ سے تو
ہاتھ سے مٹانے کی اُسکو قدرت نہ ہو تو زبان سے مٹا دیوے یعنی زبان سے منع کردا
اور اگر زبان سے منع کرنے کا بھی اُسکو اختیار نہو تو اُسکو مٹا دیوے اپنے دل سے یع
دل مین اُسکو بُرا جانے اور یہ یعنی صرف دل سے منع کرنا نہایت ضعیف ایمان ہے
روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور مجلس تعزیہ داری مین جاکر مرثیہ اور کتاب سننے
بارہ مین یہ حکم ہے کہ اگر مرثیہ اور کتاب مین احوال واقعی نہو بلکہ کذب وافترا ہو اور اُسمیں
ایسا ذکر ہو جس سے تحقیر بزرگان کی ہوتی ہو تو ایسا مرثیہ اور کتاب سننا درست نہین
ایسی مجلس مین جانا بھی جائز نہین چنانچہ اسی طرح کا مرثیہ سُننے کے بارہ مین حدیث ش
مین منع وارد ہے عَنْ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّ
عَنِ الْمَرَاثِیْ رَوَاہُ ابْنِ مَاجَۃَ یعنے روایت ہے ابی اوفیؓ سے کہ منع فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیہ سے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور اگر مرثیہ اور کت
مین احوال واقعی ہو تو ایسے مرثیہ اور کتاب کے فی نفسہ سننے مین مضائقہ نہین لیکن
ہیئت اس مجلس کی جس طرح بدعتی کرتے ہین نہ کرنا چاہیئے اسواسطے کہ اسمین مشابہت
بدعتی گروہ سے ہو جاتی ہے اور پرہیز کرنا بدعتیون کی مشابہت سے ضرور ہے چنانچہ حدیث
شریف مین وارد ہے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ یعنے جس نے مشابہت کی سا
کسی قوم کے تو وہ بھی اُن ہی لوگون سے ہوا اور جو شخص تعزیہ دارون کی مجلس کے مان
مجلس منعقد کرے تو وہ اس حدیث کی مصداق مین بھی داخل ہو جاوے گا مَنْ کَثَّ
سَوَادَ قَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ وَمَنْ رَّضِیَ عَمَلَ قَوْمٍ کَانَ شَرِیْکًا لِّمَنْ عَمِلَ رَوَاہُ الدَّیْلَمِ

Marfat.com

ابن مسعودؓ کذا ذکرہ السیوطیؒ فی جمع الجوامع یعنی جس شخص نے زیادہ کیا
ت کو کسی قوم کی تو وہ شخص بھی اُسی قوم سے شمار ہوگا اور جو خوش ہوا عمل سے کسی قوم
وہ بھی اُسکا شریک قرار پاوے گا جو وہ عمل کرے روایت کی اس حدیث کو دیلمی نے
مسعودؓ سے ایسا ہی ذکر کیا اسکو سیوطی نے جمع الجوامع مین اور فاتحہ و درود پڑھنا فی نفسہ
ت ہے لیکن ایسی جگہ یعنی مجلس تعزیہ داری مین پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی
ں ہے اسواسطے کہ ایسی مجلس اس قابل ہے کہ مٹا دیجاوے اور ایسی مجلس مین نجاست
ی ہوتی ہے اور فاتحہ و درود اُس جگہ پڑھنا چاہیے جو نجاست ظاہری و باطنی سے
ہو پس جو شخص پائخانہ مین تلاوت قرآن شریف کی کرے اور درود پڑھے وہ مستوجب
ت و طعن کا ہوگا ایسا ہی جس جگہ نجاست باطنی ہو اور قابل دور کرنے کے ہو تو وہان
پڑھنا باعث ملامت و طعن کا ہوگا اسواسطے کہ بے محل وہ پڑھنا ہوگا۔

ال ۔ اس بارہ مین شرعًا کیا حکم ہے کہ ضرائح وغیرہ نہ بنائے جاوین بلکہ کسی مکان مین
ن کوئی تبرک صحیح مثل موئے مبارک کے رکھا جاوے یا نہ رکھا جاوے مجلس گریہ کی
ب دیجاوے اور اخبار و احادیث صحیحہ کا ذکر کیا جاوے جو بیان شہادت مین جناب
الشہداؑ کے وارد ہے اور گریہ کیا جاوے اور ختم کلام اللہ کیا جاوے اور پنج آیت پڑھی
ے اور ثواب رسانی کیجاوے۔

ب ۔ جب ضرائح وغیرہ نہ بنائے جاوین اور صرف مکان مین کہ تبرک صحیحہ وہان رکھا
ے یا نہ رکھا جاوے مجلس گریہ وزاری کی ترتیب دیجاوے تو یہ بھی ناجائز ہے بدلیل
کہ یہ سب بدعت سیئہ ہے البتہ اس مین مضائقہ نہین کہ احادیث صحیحہ کا ذکر ہووے
ادت مین وارد ہے اور اسمین بھی مضائقہ نہین کہ ختم کلام اللہ اور فاتحہ وغیرہ کیا جاوے
ک صحیح مثلاً موئے مبارک اسکی صحت ثابت نہین ہوتی اسکی بنا صرف عوام کالانعام کے
ہے جب تک کوئی تبرک صحیح طور پر ثابت نہو جاوے اُسکی صحت کا اعتقاد نکرنا چاہیے
ب تبرک کی اصلیت ثابت نہین تو باقی رہا یہ امر کہ صرف مجلس گریہ وزاری کی منعقد کرنا
ہے تو ایسی مجلس بھی صرف گریہ وزاری کے لیے منعقد کرنا سلف سے ثابت نہین البتہ اگر

Marfat.com

معلوم ہو جاوے کہ تبرک صحیح مثل موئے مبارک کے اُس مجلس مین ہوگا یا کسی دوسری جگ
تو اُسکی زیارت کے لیے جانے مین کچھ مضائقہ نہین۔

سوال - اس بارہ مین کیا حکم ہے کہ اُس ایام مین یعنی عشرۂ محرم مین ترک زینت لذ
کرنا اور غمگین و محزون بطور ماتم زدہ کے رہنا کیسا ہے۔

جواب - ترک زینت وغیرہ کا حکم اوپر لکھا گیا۔

سوال - اس مسئلہ مین کیا حکم ہے یعنی کوشش اور مدد کرنا اُمور تعزیہ داری وغیرہ مین
خود اپنے خیال سے یا بپاس قرابت یا بسبب ہمسائگی و ہم خانگی ہونے کے ساتھ تعزیہ دار وا
کے اور اپنا اسباب عاریۃً دینا۔

جواب - یہ بھی جائز نہین اسواسطے کہ اس سے اعانت کرنا معصیت مین لازم آتا ہے
اور معصیت مین اعانت کرنا بھی ناجائز ہے۔

سوال - کیا حکم ہے اُس شخص کے بارہ مین جو مرثیہ و کتاب پڑھتا ہے اور نوحہ خوانی کرتا
خواہ کچھ اُجرت لیتا ہے یا نہین۔

جواب - مرثیہ و کتاب پڑھنا جس مین احوال واقعی نہونا جائز ہے اور ایسا ہی نوحہ
بھی گناہ کبیرہ ہے اور احادیث مین اس بارہ مین وعید وارد ہے چنانچہ حدیث شریف مین
لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَکَذَا =
النِّسْتَکُوْہِ یعنے لعنت فرمائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی پر اور ا
عورت پر جو نوحہ کرنا سنے روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے ایسا ہی مشکوٰۃ شریف مین
ہے اور اُجرت لینا مرثیہ خوانی اور نوحہ وغیرہ پر حرام ہے اسواسطے کہ اصول شرع سے ہے
معصیت پر اُجرت لینا درست نہین چنانچہ مزامیر و غنا پر اُجرت لینا حرام ہے ایسا ہی ا
چیزون پر بھی اُجرت لینا حرام ہے۔

سوال - اس مسئلہ مین کیا حکم ہے کہ منھدی شب یازدہم ربیع الآخر مین روشن کر
ہین اور اُسکو منسوب ساتھ جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے کرتے ہین
اور نذر و نیاز اور فاتحہ کرتے ہین۔

Marfat.com

اب۔ روشن کرنا منھدی حضرت سید عبد القادر قدس سرہ کا یہ بھی بدعت سئیہ ہے
واسطے کہ جو قباحت تعزیہ داری مین ہے وہی قباحت منھدی مین بھی ہے اور فاتحہ پڑھنا
ثواب اُسکا ارواح طیبہ کو پہونچانا فی نفسہ جائز ہے لیکن منھدی پر فاتحہ اور درود پڑھنے مین
ادبی وغیرہ ہے چنانچہ اوپر مذکور ہوا اور نذر غیر خدا کی اپنے اوپر لازم کرلینا یہ بھی درست
ین چنانچہ حدیث مین وارد ہے لَاتَنْذُرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْقَدْرِ شَیْئًا وَ
اَیَسْتَخْرِجُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ یعنی نذر نہ مانو اسواسطے کہ
سے تقدیر کے خلاف کچھ نہین ہوسکتا صرف یہی ہوتا ہے کہ نذر ماننے والا بخیل سے خارج
جاتا ہے روایت کیا حدیث کو بخاری اور مسلم نے۔

وال۔ یہ اُمور بدعت حسنہ ہین یا مذموم ہین اور اگر مذموم ہین تو سب گناہ مین برابر ہین
نہین کچھ فرق ہے اور یہ سب حرام ہے اور مرتکب اسکا مرتکب گناہ کبیرہ کا ہے یا یہ سب مکروہ ہے
مرتکب اسکا مرتکب گناہ صغیرہ کا ہے۔

اب۔ یہ سب بدعت سیئہ ہے اور مذموم ہے اور تفاوت اُمور بدعت مین بہ اعتبار
وت فساد کے ہے تو جس بدعت مین کہ بہت زیادہ فساد ہو وہ بدعت بہت زیادہ مذموم ہے
جس بدعتین فساد کم ہو وہ کم مذموم ہے اور اگر مرتکب بدعت کا بدعت کو بہتر سمجھتا ہو اور وہ
تا ہو کہ اُس سے تقرب خدا کا حاصل ہوگا تو وہ مرتکب بدعت کا دائرہ اسلام سے خارج
جاوے گا چنانچہ یہ امر سُنن ابن ماجہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عَنْ حُذَیْفَۃَ
، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا یَخْرُجُ
خْرَۃُ مِنَ الْعَجِیْنِ روایت ہے حذیفہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
ج ہوجاتا ہے بدعتی اسلام سے جیسا نکل جاتا ہے بال آٹے مین سے اور بدعتی عام ہے
ہ خود اُسنے بدعت کو اختراع کیا ہو یا اُس نے بدعت کو اختراع نہ کیا ہو بلکہ کسی دوسرے نے
زاع کیا ہو اور یہ شخص اُس بدعت کا مرتکب ہو اور اُس بدعت کو پسند کرے تو یہ شخص بھی
عا بدعتی کہا جاوے گا اور یہ بھی سنن ابن ماجہ مین وارد ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
یْہِ وَسَلَّمَ اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَّقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ حَتّٰی یَدَعَہٗ یعنی

Marfat.com

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ انکار ہے اللہ تعالے کو اس سے کہ قبول فرما
عمل بدعتی کا تاوقتیکہ وہ بدعتی اُس بدعت کو چھوڑ ندیوے اور مرتکب بدعت
بارہ مین لفظ ضلال کا حدیث مین آیا ہے تو اگر بدعتی کی گمراہی اس حد تک پہونچ جاوے کہ
کوئی ایسا فعل کرے جسکے مرتکب کے بارہ مین وعید عذاب دوزخ کی ثابت ہے تو وہ شخص
شرعًا مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا اور اگر ایسا نہو تو وہ شخص مرتکب گناہ صغیرہ کا ہوگا اور یہ فر
اُس صورت مین ہے جب بدعت کو بہتر نہ جانتا ہو۔

سوال ۔ کھانا اُن چیزون کا کیسا ہے جو تعزیہ وغیرہ پر نذر و نیاز لیجاتے ہین اور وہا
رکھکر فاتحہ کرتے ہین اور وہان رکھے رہتے ہین اور شب عاشورا مین قاب حلوے کا نیچے
تخت ضرایح و تعزیہ کے رکھتے ہین اور صبح اُسکو تبرکًا تقسیم کرتے ہین۔

جواب ۔ جس کھانے کا ثواب حضرت امامین رضؓ کو پہونچایا جاوے اور اُسپر فاتحہ و قل و
درود پڑھا جاوے وہ کھانا تبرک ہوجاتا ہے اُسکا کھانا بہت خوب ہے البتہ وہ کھانا تعزیہ و غیرہ
سامنے لیجانا اور تعزیہ وغیرہ کے سامنے تمام رات رکھنا بلکہ اصلی قبرون کے پاس رکھنا بھی
ان سب اُمور مین مشابہت کفار اور بت پرستون کی پائی جاتی ہے اسوجہ سے اُس مین
کراہت ہوجاتی ہے واللہ اعلم

Marfat.com

بیان ماخذ مذہب آئمہ اربعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف کرتے ہین ہم اللہ تعالیٰ کی اور درود بھیجتے ہین ہم اللہ تعالیٰ کے نبی کریم پر اور
ب کی آل و اصحاب صاحبان فضل عظیم پر جانو تم رحمت فرماوے تمپر اللہ تعالیٰ یہ کہ مجتہدین
کہ دلائل احکام شرعیہ اور اُسکے ماخذ مین بحث کیا ہے جب دیکھا کہ احادیث رسول اللہ
ی اللہ علیہ وسلم مین تعارض ہے اور آثار صحابہ و تابعین کے بھی باہم مختلف ہین اور
احادیث و آثار عام طور پر ماخذ ہین اور اکثر احکام اُس سے ثابت ہوتے ہین تو مجتہدین کو
ت ہوئی اور باہم مجتہدین کی راے اس بارہ مین مختلف ہوئی کہ اس تعارض و اختلاف سے
نے کی کیا صورت ہے تو امام مالکؒ نے اختیار کیا کہ ایسے محل مین اہل مدینہ کے عمل پر
نبار کرنا چاہیے اسواسطے کہ مدینہ منورہ گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور وطن خلفاؓ
ہے اور مسکن اولاد صحابہؓ اور اہل بیتؓ کا ہے اور مقام نزول وحی کا ہے اور اہل مدینہ
انی وحی سے زیادہ واقف ہین تو جو حدیث یا اثر اہل مدینہ کے عمل کے خلاف ہو تو ضرور ہے
وہ حدیث منسوخ ہوگی یا مأول یا مخصص یا محذوف القصہ ہوگی تو ایسی حدیث پر احکام
رعیہ کا مدار نہین ہوسکتا اور امام شافعیؓ نے اختیار کیا کہ ایسے محل مین اہل حجاز پر اعتبار
یا چاہیے اور باوجود اسکے امام شافعیؒ نے اسمین فہم کو دخل دیا اور بعضی روایت کو کسی حالت پر
ل کیا اور بعضی روایت کو دوسری حالت پر حمل کیا اور تا امکان روایات مین تطبیق دی پھر
ب امام شافعیؒ مصر و عراق مین تشریف لے گئے اور اُس بلاد کے ثقات سے روایات کثیرہ
ین اور آپ کو معلوم ہوا کہ اُسمین سے بعض روایات کو عمل اہل حجاز پر ترجیح ہے تو اسوجہ
ے شافعی مذہب مین امام شافعیؒ کے دو قول ہوئے قول قدیم و قول جدید اور امام احمد
ی حنبلؒ نے اختیار کیا کہ ہر حدیث کو اُسکے ظاہر معنے پر حمل کیا لیکن حدیث مین تخصیص کی
سکے مورد کے ساتھ بصورت متحد ہونے علت حکم کے تو امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب خلاف
س ہوا اور اُس مذہب مین اختلاف حکم مین ہوا باوجود نہونے وجہ فرق کے اور سواسطے

Marfat.com

وہ مذہب ظاہریہ کے ساتھ منسوب ہوا اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اور آپکے تابعین
نے جو امر اختیار کیا ہے وہ نہایت صاف ظاہر ہے اور بیان اس امر کا یہ ہے کہ جب ہمنے تحقیق
کی تو شریعت مین دو قسم کے احکام پائے ایک قسم قواعد کلیہ ہے اور وہ جامع ومانع ہی مثلاً
ہمارا یہ قول ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے گناہ مین ماخوذ نہوگا اور یہ قول ہے کہ
غنم بسبب عزم کے ہے اور یہ قول ہے کہ خراج بسبب ضمان کے ہے اور یہ قول ہے کہ عتق
یعنی آزاد کرنا فسخ نہین ہوسکتا اور یہ قول ہے کہ بیع کامل ہوتی ہے ایجاب وقبول سے اور
یہ قول ہے کہ گواہ مدعی کے لیے ہے اور قسم منکر پر ہوتی ہے اور ایسا ہی اور بھی بیشمار قول ہین
اور دوسری قسم احکام کی وہ ہے جو حوادث جزئیہ اور اسباب مختصہ مین وارد ہوا گویا اس
قسم کا حکم بمنزلۂ استثنا کے ہے اُن کلیات سے جو قسم اول احکام کی ہے اور اُسکا ذکر ابھی
اوپر ہوا ہے تو مجتہد پر واجب ہے کہ اُن کلیات کو محفوظ رکھے اور جو اُمور اُن کلیات کے خلاف
ہون اُنکو ترک کرے اسواسطے کہ شریعت حقیقت مین عبارت اسی کلیات سے ہے اور جو
احکام خلاف اُس کلیات کے ہین کہ اُسکے اسباب اور مخصصات ہمارے نزدیک یقینی طور پر
ثابت نہین تو وہ قابل اعتبار نہین اور مثال اُسکی یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب بیع مین
کوئی فاسد شرط ہو تو وہ بیع باطل ہوجاتی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حال مین جو
وارد ہوا کہ اُنھون نے اونٹ فروخت کیا اور شرط کر لی کہ یہ اونٹ ہمارے مصرف مین
مدینہ منورہ تک رہے گا تو یہ قصہ شخصیہ جزئیہ ہے یہ معارض واسطے قاعدہ کلیہ مذکورہ کے
نہوگا اور ایسا ہی حدیث صراط معارض نہ ہوگی اُس قاعدۂ کلیہ کے جو قاعدہ کلیہ قطعی
طور پر شرع مین ثابت ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ غنم بسبب عزم کے ہے اور ایسے ہی اور بھی
مسائل ہین اور اس سے لازم آتا ہے کہ بہت احادیث پر عمل نہین ہوتا جسمین ایسے اُمور
جزئیہ کا ذکر ہے جو حنفی مذہب کے کسی قاعدہ کلیہ کے خلاف ہے لیکن علمائے حنفیہ اس کا
خیال نہین کرتے بلکہ مجتہد کے اجتہاد کیجانب اُنکی توجہ رہتی ہے اور کلیات کی محافظت کا
خیال رہتا ہے اور یہی کوشش رہتی ہے کہ تا امکان جزئیات اُن کلیات مین مندرج رہے
یہ کلام اجمالی طور پر یہان بیان کیا گیا اور اُسکی تفصیل طویل ہے یہان اُس کی گنجایش نہین

Marfat.com

اور اللہ تعالےٰ ہادی حقیقی ہے

حکایت طاہر قمی کی ساتھ برہان شاہ کے

طاہر قمی کا برہان شاہ سے کہنا کہ امامیہ مذہب اختیار کرو تو یہ مذہب آئمہ اثنا عشر اختیار کرنے سے تمھارے لڑکے کو شفا ہو جاوے گی پھر برہان شاہ کا خواب مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ تمھارے لڑکے نے طاہر کے قول پر عمل کرو یہ تاریخ فرشتہ سے نقل فرمایا تھا اور اس جواب کی توجیہ کے لیے مذہب اہل سنت نے استدعا کی۔

جواب اوّل ۔ مہربان من یہ سوال و اشکال چندمرتبہ فقیر کے سامنے پیش ہوا اور جواب ن اُسکے چند تحریرات ہوئین کہ اب وہ فقیر کو نہ یاد ہے اور نہ اُسکی نقل فقیر کے پاس ہے ن اب جو مضمون لکھا جاتا ہے یہ اشکال حل کرنے کے لیے کافی ہے بلکہ اُس سے چندطرح اشکال مشہور دفع ہو جاتے ہین اور پہلے ایک مقدمہ بطور تمہید کے لکھا جاتا ہے وہ ذہن مین وظر رکھنا چاہیئے اُسکے بعد اشکال حل کرنے کے لیے متوجہ ہونا چاہیئے وہ مقدمہ یہ ہے کہ سبب کے ہم لوگون کے نزدیک تین ہین حواس سلیمہ و خبر صادق و عقل اور ہم لوگون کے نزدیک تمام اسباب علم سے نہین کہ اُس سے صداقت کسی چیز کی ثابت ہو ایسا ہی عقائد سفیہ مین اُسکی شرح مین ہے اور فقہا کا قول ہے کہ ادلۂ شرع چار ہین کتاب و سنت و اجماع و قیاس مل کلام الہام اور کشف اور رویا کہ ان دونون امر سے یعنی اسباب علم اور ادلۂ شرع سے بت ضعیف ہے نہ دلیل احکام شرعیہ کے لیے ہو سکتا ہے اور نہ دلیل اُمور واقعیہ کے لیے سکتا ہے بلکہ الہام و کشف و رویا جو ادلۂ مذکورہ کے خلاف ہون وہ قابل رد ہے اُسپر لانکرنا چاہیے اور رجوع ان سات دلائل مذکورہ کیجانب کرنا چاہیے اسواسطے کہ الہام کشف اور رویا مین احتمال ہے کہ جسکو الہام اور کشف اور رویا ہوا ہو اُس سے غلط فہمی ی ہو یا نقل کرنیوالے سے غلط فہمی ہوئی ہو اور ایسی بھی غلط فہمی کا تدارک نہین ہو سکتا سات دلائل مذکورہ مین احتمال غلط فہمی کا نہین اور اگر اُن مین سے بعض مین ایسا

Marfat.com

احتمال کچھ ہو بھی تو اُسکا تدارک بسبب کثرت محققین وغور کنندگان کے بخوبی ہو سکتا ہے
چنانچہ شیخ عزیز الدین ابن عبد السلام مقدسی جو مشاہیر علمائے شافعیہ سے ہین اور مصنف
قواعد کبرے و دیگر تصانیف مفید کے ہین کسی شخص کو سُنا کہ وہ کہتا تھا کہ مین کار خیر مین اپنی
لڑکیون کے حیران تھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلان جگہ مین خزانہ کا دفینہ ہے کھود کر تو نکال لے اور خمس اُس
دفینہ کا ادا مت کرنا بلکہ تمام وکمال وہ سب خزانہ اپنے تصرف مین تم لے آنا تو اسی قاعدہ کے
موافق شیخ عزیز الدینؒ نے فرمایا کہ اُس شخص کو چاہیے کہ خمس ادا کرے اسواسطے کہ یہ حدیث
ہے فِی الرِّکَازِ الْخُمُسِ یعنے رکاز مین خمس ہے اور یہ حدیث صحیح مشہور ہے اور اُسکے
راویون نے بحالت بیداری وکمال حواس سُنا ہے اور نقل کیا ہے اور اس شخص نے
نیند کیحالت مین سُنا ہے اور نیند سراسر غفلت ہے اور اُس حالت مین غلط فہمی کا گمان
زیادہ ہے تو اُس شخص کا خیال قابل اعتبار نہین اور شیخ عبد الحقؒ دہلوی نے بھی اپنے
بعض رسالہ مین لکھا ہے کہ فلان سنہ مین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین ایک استفتا وارد
ہوا حال اُسکا یہ ہے کہ کسی شخص نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین
دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اِشْرَبِ الْخَمْرَ حَالًا یعنی تو فوراً شراب پی لے
تو اُس شخص کو کیا کرنا چاہیے اُسکو شراب پینا چاہیے یا نہین تو وہان کے علما نے قطعی طور پر
یہی جواب لکھا کہ حرمتِ شراب مین نصوص قطعیہ وارد ہین اور یہ خبر آحاد ہے نیند مین بحالت
غفلت معلوم ہوئی اور ایسی حالت غفلت مین غلط فہمی کا سراسر گمان ہے تو جائز نہین کہ
وہ شخص اسپر عمل کرے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فرمایا
ہوگا یعنی تو مت پی شراب اور اس شخص نے غلط فہمی سے اِشْرَبِ الْخَمْرَ سمجھا ہوگا اور دلیل
اس حکم کی یہ ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سُنا کہ حضرت عبد اللہ
بن عمرؓ روایت کرتے ہین کہ اِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ یعنی مردہ پر عذاب کیا جاتا
ہے بسبب رونے اسکے اہل کے یعنی اُسکے گھر اور قبیلہ کے لوگون کے رونے سے اُس مردہ کے
غم مین تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یعنے رحمت فرماوے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

وعبدالرحمٰن یعنی عبداللہ بن عمرؓ پر کہ اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین
مدا جھوٹ نہین کہا ہے البتہ اُنسے غلط فہمی ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر
ب عورت یہودیہ فوت شدہ کے نزدیک سے ہوا اور اُسکے لوگ اُسکے غم مین روتے تھے تو
نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس یہودیہ عورت پر عذاب کیا جاتا ہے اور اُس کے
ب اُسپر روتے ہین تو اس حدیث کے جملۂ اخیر کو صرف بوجہ مقارنت سبب سمجھا ایک طرح
ی غلط فہمی ہے اور علی ہذا القیاس راویان حدیث سے سننے اور سمجھنے مین غلطی واقع ہوئی
ہے لیکن جبکہ احادیث مشہورہ طرق متعددہ سے وارد ہوتی ہین تو غلطی کا تدارک بہت جلد
جاتا ہے بخلاف حالت خواب کے کہ خواب مین سننے والا صرف ایک شخص ہوتا ہے جو
ارشاد دیکھتا ہے اور وہ بھی خواب کے نشہ مین مخمور رہتا ہے خواب مین سننے والا کوئی دوسرا نہین
تا کہ خواب دیکھنے والے کی غلط فہمی کا تدارک کر سکے جب اس مقدمہ کی تمہید تمام ہوئی تو
ین یہ کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برہان شاہ کو یہ فرمایا ہوگا کہ تیرے لڑکے نے
پائی اور تیرا مطلب حاصل ہوا طاہر کے قول پر عمل مت کرنا اور یہ شخص یعنی برہان شاہ
ہ انکے خیال مین طاہر کا قول بھرا ہوا تھا یعنی برہان شاہ کے خیال مین طاہر کا قول جما
تھا تو بجز سننے اس لفظ کے برہان شاہ کو وہم ہوا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ب پینے کے لیے حکم فرماتے ہین حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شراب پینے سے منع فرماتے
یہ جواب اس حکایت کا ہے اور از روے تحقیق کے یہی جواب زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

جواب دوسرا۔ بعضے علما نے اس حکایت کا دوسرا جواب دیا ہے اور وہ چند ان فقیر کو
نہین اگرچہ اُس جواب کے بھی صحیح ہونے کی کچھ وجہ ہے اور اس جواب کے لیے بھی
رہے کہ پہلے ایک مقدمہ بطور تمہید کے ذکر کیا جاوے اور وہ مقدمہ یہ ہے کہ رویت
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی واقعی اور صحیح طور پر ہوتی ہے اس مین شبہ نہین لیکن
ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی شیطان اور جن اپنی آواز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
کے مشابہ بنا کر اس طرح سے کچھ کہتا ہے کہ سننے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ شاید آنحضرت
اللہ علیہ وسلم کچھ فرماتے ہین حالانکہ وہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین رہتا

Marfat.com

اس امر کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ والنجم پڑھتے تھے تو جب اس آیت پر پہونچے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی تو شیطان نے اپنی آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے ساتھ مشابہ بنا کر یہ عبارت پڑھی تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَمِنْهَا الشَّفَاعَةُ تُرْتَجٰى یعنی یہ بت ہین اور انسے شفاعت کی اُمید ہے مشرکین یہ آواز سُنکر خوش ہوئے اور اہل اسلام غمگین اور ملول ہوئے تو پھر یہ آیت نازل ہوئی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ الخ اور نہ بھیجا ہم نے پہلے آپ سے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر جب آرزو کرتا تھا وہ تو وسوسہ ڈالتا تھا شیطان اُس کی آرزو مین یہ آیت سورہ حج مین ہے تو جبکہ ایسا فریب شیطان نے بیداری مین کیا اور صحابہؓ کو اس بار مین اشتباہ ہوا تو برہان شاہ کو بہکانے کیلیے اگر خواب مین شیطان نے ایسا فریب کیا ہو تو کیا تعجب ہے۔

جواب تیسرا- یہ جواب مولانا عبدالقادرؒ صاحب نے دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین اسی قدر فرمایا کہ طاہر نے جو کچھ کہا تھا اُسپر عمل کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نفرمایا کہ طاہر کی مرضی کے موافق عمل کرو جو طاہر کی راے ہو وہ بجالاؤ اور طاہر نے یہی کہا تھا کہ جب تمھارا لڑکا اچھا ہو جاوے تو مذہب دوازدہ امام یعنی بارہ امام کا جو مذہب ہے وہ تم اختیار کر لینا اور بلاشبہ مذہب بارہ امام کا باجماع اہل سنت حق ہے اور طریقہ ان بارہ امام کا سلوک وعبادت مین سب اہلسنت کے نزدیک مقبول ہے بلکہ اکثر طریقۂ صوفیہ کی سند اِن بارہ امام تک پہونچتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ دوازدہ امام سے اشارہ طرف اختیار کرنے طریقۂ صوفیہ کے فرمایا کہ یہ طریقہ نورانیت باطن کو ساتھ عبادت ظاہر کے جمع کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ نہ تھی کہ طاہر کا جو کچھ مقصود رہا ہو یا اب وہ جو کچھ کہے اُسپر عمل کرو۔

جواب چوتھا- اگر برہان شاہ سے سماعت اور فہم مین غلطی کا نہونا فرض بھی کر لیا جاوے تو یہ جواب ہو سکتا ہے کہ بصورت صحیح ہونے اس واقعہ کے بھی صرف یہ ایک خواب مذہب امامیہ کے حق ہونے پر دلالت کرتا ہے اور خلاف اسکے بیشمار خواب اور الہام کثیر اور بہت

سورۃ الحج

رتبہ کا کشف اولیاے کرام کی جماعت کثیرہ کا ثابت ہے اور اُس سے مذہب امامیہ کا
طلان صاف وظاہر طور پر معلوم ہوتا ہے اور اُن اولیاے کرام کو کشف آلہی اور کشف
ونی مین کمال ہونا ثابت ہے اور اگر اسقدر خواب اور الہام اور کشف کو برہان شاہ
کے اس ایک خواب پر ہم ترجیح نہ بھی دیوین تب بھی ان دونون دلیلون مین تعارض
ضرور ہوگا اور دو دلیلون مین جب تعارض ہو تو وہ دونون دلیلین ساقط ہو جاتی ہین
ور اُسوقت مین یہ واجب ہوتا ہے کہ رجوع کیا جاوے طرف دوسری دلیلون کے
وکتاب وسنت واجماع واخبار صادقہ وعقل سے ہو اور اُس صورت مین بھی مقصود
حاصل ہوگا یعنی دوسری دلیلون کی طرف رجوع کرنے سے بھی یہی ثابت ہوگا کہ مذہب
امامیہ باطل ہے۔

واب پانچوان۔ یہ جواب مولانا رفیع الدین صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ
تحقیق یہ ہے کہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ
الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِصُوْرَتِیْ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جس نے دیکھا مجھکو خواب مین تو اُس نے فی الواقع مجکو دیکھا اسواسطے کہ شیطان میری
صورت کے مانند نہین بن سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہین فرمایا ہے کہ
الشَّیْطَانُ لَا یَتَسَمَّی یعنی میرا نام شیطان اپنا نام نہین ظاہر کرسکتا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ بھی نہین فرمایا ہے لَا یَدَّعِیْ مَنْصَبَ نُبُوَّتِیْ یعنی شیطان دعوے میرے
منصب نبوت کا نہین کرسکتا اور اسیوجہ سے بعضے محققین نے کہا ہے کہ بوقت وفات جو
صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اُس صورت کے مانند شیطان اپنی صورت نہین
بنا سکتا اور بعضے محققین نے کہا ہے کہ عام طور پر زمانہ ظہور نبوت سے تا وفات جب جو
صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رہی اُس مین سے کسی وقت کی صورت کے مانند
شیطان اپنی صورت نہین بنا سکتا ہے اور بعضے محققین نے اس سے بھی زیادہ عام کردیا ہے
کہا ہے کہ تمام زمانہ حیات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب جو صورت ہوئی اُسمین
سے کسی وقت کی صورت کے مانند شیطان اپنی صورت نہین بنا سکتا ہے اور محققین نے

Marfat.com

اس قول کو مرجوع اور ضعیف کہا کہ کوئی شخص اچھی بُری جو صورت خواب مین دیکھے اور یہ گمان خواب مین کرے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو وہ خواب صحیح ہوگا اور یہ قول کیونکر مرجوح نہو اسواسطے کہ مین دیکھتا ہون کہ دنیا مین اکثر گمراہون کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہے اور ایسے لوگ اُس اُمت کے ہر ایک فرقہ مین ہین اور اکثر لوگ اِدّعا نبوت کا کرتے ہین تو کیا تعجب ہے کہ شیطان اپنی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونیکا وہم دلاوے اور دعوئے نبوت کے کرنے کا گمان کراوے اور اسیوجہ سے اُن ہی اقوال کا اعتبار ہے جو ثقات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حین حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سُنا اور پھر اپنی حیات مین پھے بعد دیگرے دوسرے سے بیان کرتے رہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے قرینہ سے دریافت کیا تھا کہ اس بیمار کا بحران تام جید ہے اب یہ اچھا ہوگا تو ایسا وقت غنیمت جانکر برہان شاہ کو فریب دیا اور چونکہ برہان شاہ اس باریکی سے واقف نہ تھے صورت و شباہت کیجانب لحاظ نہ کیا اور شیطان کے دام مین پھنس گئے اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ وغیرہ صحابہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص کہتا تھا کہ مین زیارت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مین مشرف ہوا ہون تو صحابہؓ اُس شخص سے دریافت کرتے تھے کہ کس صورت مین دیکھا تو برہان شاہ کی جہالت سے شیطان کو مدد ملی اور برہان شاہ کو گمراہ کیا برہان شاہ کا یہ خواب ہرگز قابل اعتبار نہین۔ فقط

Marfat.com

شرح رویای مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ

جواب ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرصہ سات برس کا گذرا کہ شب ستائیسوین ماہ رجب کو کہ شب معراج موافق اکثر روایات کے ہے فقیر نے خواب مین دیکھا کہ ایک میدان ہے اُس مین فرش سفید بُراق بچھا ہوا ہے اور اُس فرش پر اکثر لوگ کہ اُنکی شکل نورانی ہے لباسہائے فاخرہ پہنے ہوے اس انتظار مین بیٹھے ہین کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ تشریف لاوینگے فقیر بھی یہ حقیقت دریافت کرنے کے لیے اُس جگہ اُس فرش پر بیٹھ گیا ناگاہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ قبلہ کی جانب سے نمایان ہوئے اور اُس فرش کی جانب توجہ فرمائی اور سب لوگ تعظیم کے لیے اُٹھے اور لب فرش منتظر کھڑے ہوے فقیر بھی وسط فرش مین منتظر کھڑا ہوا بسبب ہجوم بزرگان عظیم الشان کے تالب فرش نہ پہونچ سکا حضرت امیرؓ تشریف لائے ورصف کے اندر لوگون کو ہٹاتے ہوئے فقیر کے نزدیک رونق افروز ہوئے اور چار زانو بیٹھ گئے فقیر نہایت ادب کے ساتھ دو زانو روبرو بیٹھا حضرت امیرؓ نے نہایت لطف وکرم فرمایا اور سبی کے ساتھ کلام نفرمایا صرف فقیر کیجانب توجہ فرمائی اور شرف ہم کلامی سے فقیر کو مشرف فرمایا فقیر نے ایسے وقت کو غنیمت جانا چند چیزین جو اُسوقت ذہن مین آئین عرض کیا جواب باصواب سے مشرف ہوا پہلے یہی فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ کسی شخص نے زبان پشتو مین کوئی کتاب تصنیف کی ہے اور اُس کتاب مین وہ مضمون درج کیا ہے جس سے بری تحقیر ہووے تم کو اس امر کی خبر ہے یا نہین فقیر نے عرض کیا کہ بندہ زبان پشتو نہین جانتا کہ اس زبان کی کتابون کے حال سے آگاہ ہووے حضور کے ارشاد کے موافق تحقیق کرے گا پھر فقیر نے عرض کیا کہ مذاہب فقہا سے کون مذہب جناب عالی کو پسند ہے تو ارشاد فرمایا کہ کوئی مذہب ہم کو پسند نہین یا یہ فرمایا کہ ہمارے طریقہ پر نہین

Marfat.com

لوگون نے افراط و تفریط کو راہ دی ہے پھر مین نے عرض کیا کہ اولیاء اللہ کا
کون طریقہ جناب عالی کے طریقہ کے موافق ہے تو ارشاد فرمایا کہ اس کا بھی
وہی جواب ہے ہر طریقہ مین چیز ہائے ناپسندیدہ خلاف ہمارے طریقہ کے
اختراع کی ہین اور ہمارے طریقہ کی چیزون مین کمی کردی ہے اس واسطے کہ
ہمارے زمانہ مین تین طریقے شغل کے معمول و مروج تھے اور اللہ تعالیٰ کا تقرب
حاصل ہونے کے لیے وہ مفید ہین اور وہ تین طریقے شغل کے یہ ہین ذکر و تلاوت
قرآن شریف و نماز اور صوفیہ نے صرف ذکر کو شغل قرار دیا ہے اور تلاوت قرآن اور
نماز کو شغل نہین جانتے پھر مین نے عرض کیا کہ تلاوت قرآن و نماز کا شغل کس
طریقہ سے کرنا چاہیے تو حضور کے جناب سے توجہ طریق شغل تلاوت قرآن و نماز کی
میرے دل پر ڈالی گئی اور کچھ زبان مبارک سے بھی ارشاد فرمایا لیکن مین نے زیادہ
تاثیر باطنی توجہ کی اپنے مین پائی اور میری حالت باطنی اس قدر زیادہ متغیر ہوئی جو
بیان سے باہر ہے اُس وقت سے ہمیشہ وہ امر اپنے باطن مین مستحکم پاتا ہون پھر
مین نے عرض کیا کہ الحمد للہ کہ فقیر کو توسل جناب عالی سے اکثر طریقہ اور بہت سلسلہ
سے حاصل ہے لیکن تاہم فقیر کی تمنا ہے کہ بلا واسطہ حضور کی بیعت سے مشرف ہووے
تو جناب عالی نے اپنا مبارک ہاتھ میری جانب کیا اور فقیر کا ہاتھ اپنے دست مبارک
سے پکڑ کر بیعت فرمائی اُس وقت جناب عالی کی توجہ سے اثر عظیم فقیر کے باطن مین
نمودار ہوا پھر مین نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ نے علی الخصوص صحابہ قریشی نے
جناب عالی کے ساتھ مخالفت کی ہے اُنکے بارہ مین کیا حکم ہے اور یہ حقیقت کیا تھی
تو ارشاد فرمایا کہ ہم کو اُن لوگون سے برادرانہ شکایت تھی یا یہ فرمایا کہ ہم کو اُن
لوگون کے ساتھ شکایت برادری تھی اور شکر رنجی آپس مین تھی مردمان نافہم
یہ امر دور دور لے گئے ہین اور بہت بڑھا دیا ہے پھر مین نے عرض کیا کہ فلان
جماعت کے لوگ اپنے کو سید اولاد سے جناب عالی کی جانتے ہین تو ارشاد فرمایا
کہ وہ لوگ میری اولاد سے نہین بلکہ جھوٹ کہتے ہین پھر دفعۃً جناب عالی اُٹھے

Marfat.com

جس سمت سے تشریف لائے تھے اُسی طرف عجلت کے ساتھ تشریف لے گئے
دوسرے لوگ جو منتظر تھے وہ حیرت مین کھڑے تھے کہ کاش یہ صحبت کچھ
بھی رہتی فقط **مکاتبہ** بعد تحریر خواب فقیر کے دربارہ وقوع وعدم وقوع
واقعہ کے استفسار فرمایا گیا ہے اور صورت وقوع پر اعتراضات کیے ہین تو
ی نہ رہے کہ بیشک فقیر نے یہ خواب دیکھا ہے اور جو کیفیت اُس کی لکھکر بھیجی ہے
حیح ہے اور جو اعتراضات کیے ہین اُس کے جواب دو طور پر ہوتے ہین اول
ی دوسرے تفصیلی لیکن جواب اجمالی پس وہ جواب اس طور پر ہوتا ہے کہ منجملہ
بہ و تابعین کے جو حضرات شرف ملازمت سے حضرت امیرؓ کے مشرف ہوے تھے
مذہب حضرت امیرؓ کا مسائل فقہیہ مین جناب ممدوح سے دریافت کیا تھا اُن حضرات کو
رت امیرؓ کے مذہب مین اُمور فرعیہ جس طور پر ثابت تھے اُسپر یقین کامل حاصل تھا
ن لوگون نے بالمشافہہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے جناب ممدوح کا مذہب
فت نہ کیا تھا وہ لوگ مجبور ہوئے اُن لوگون کو احتیاج ہوئی کہ واسطہ تلاش کرین
ی کوئی درمیانی شخص ملے جس نے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا مذہب بالمشافہہ جناب
وح سے دریافت کیا ہو اور جب ایسے لوگ ملے تو پھر یہ دریافت کرنے کی ضرورت
ی کہ اگر وہ لوگ صحابہ سے نہین تو اُنکا حال وعمل کیسا ہے قابل اعتبار ہین یا نہین
دوسرے قواعد کی بھی ضرورت ہوئی مثلاً مقدم کرنا حدیث کو اثر پر اور مُحرم کو مُبیح پر
سوا اس کے اور قواعد جو اپنے مقام مین مذکور و مدلل ہین جیسا کہ احادیث نبویہ
ی بھی راوی کا واسطہ واقع ہوا ہے اور اُس مین بھی ان قواعد کی ضرورت ہوئی
اور بعد رعایت قواعد کے بھی یہ لازم نہین کہ ضرور امر واقعی معلوم ہو جاوے
جائز ہے کہ کوئی حدیث یا کوئی اثر حضرت امیرؓ کی روایت سے مشہور کیا جاوے
ق الواقع وہ حدیث اور اثر جناب ممدوح نے روایت نہ کیا ہو اور ایسا ہی
ی ممکن ہے کہ کوئی اثر حضرت امیرؓ سے صادر نہوا ہو اور مشہور ہو جاوے کہ
ر جناب ممدوح سے صادر ہوا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی حدیث یا اثر صحیح ہو

Marfat.com

مگر اُس مین کچھ وہم خلاف واقع راوی سے بمقتضائے بشریت واقع ہوگیا ہو لیکن مجتہد کو ضرور
کہ اِن قواعد کی رعایت کرے مجتہد پر یہ لازم نہین کیا گیا ہے کہ ضرور امر واقعی کو معلو
کرلیوے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ کسی مجتہد کو کسی راوی سے یہ خبر پہونچے کہ فلان مسئ
فقہیہ مین حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے مذہب مین یہ حکم ہے اور مثلاً وہ راوی ضعیف ہوا
اس وجہ سے وہ مجتہد اُس حکم کے مطابق حکم نہ دیوے یا خلاف اُس حکم کے کوئی حدیث مجتہ
معلوم ہو اور وہ حدیث کامل طور پر صحیح ہو اور اس وجہ سے مجتہد اُس حکم کو ترک کرے یا ا
حکم کی روایت مین راوی سے کچھ وہم ہوگیا ہو یا وہ حکم مخصص ہو یا منسوخ ہو اور اسو جہ سے مجتہ
وہ حکم ترک کرے تو چونکہ اُس مجتہد نے قواعد اصولیہ مقررہ کی رعایت کی اور یہی اُس پر لازم
اس واسطے اُس مجتہد کو اجر ملے گا جیسا کہ جب دو حدیث مین بظاہر تعارض ہو اور تحقیق
معلوم ہوئے کہ ایک حدیث کو کچھ ترجیح ہے اور اس وجہ سے مجتہد اُس حدیث پر عمل کر
اور دوسری حدیث کو ترک کرے تو اس حالت مین بھی مجتہد معذور ہوگا عذر اُس کا یہ ہے
کہ وہ قواعد غیر عیہ اصولیہ کا پابند ہے یعنے اِس واسطے کہ وہ قواعد شرعیہ بھی حدیث
سے مستنبط ہین اور ایسا ہی وہ دوسرا شخص بھی معذور ہے کہ جس نے کسی طریقہ عل
سے جانا کہ فلان بعض مسائل فرعیہ مین حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے مذہب مین یہ حکم ہے
اور پھر اُس حکم کے خلاف مجتہد کے حکم پر اُس نے عمل کیا اور یہ دونون یعنے مجتہد اور
مقلد اُس مجتہد کا ہرگز قابل طعن نہین اور جواب تفصیلی یہ ہے کہ اس جواب پر جو
اعتراضات ہوئے ہین اُن کا منشا دو امر ہین ایک امر یہ ہے کہ کاتب سے بعضے الفاظ کے
نقل کرنے مین تحریف ہوئی ہے اور دوسرا امر یہ ہے کہ ناظرین نے عبارت مین غور نہ کر
بعضے الفاظ کے صرف ظاہر معنے پر لحاظ کرکے اعتراض کر دیا ہے اوّل امر کا بیان یہ ہے
کہ بیان خواب مین لفظ ذکر کا دو جگہ باہم دیگر قریب ہے ناقل نے اوّل جگہ مین بدل دیا بجا
لفظ ذکر کے لفظ اکثر لکھدیا ہے یعنی صحیح یہ ہے ذکر و تلاوت قرآن اور ناقل نے یہ لکھدیا اکث
تلاوت قرآن، تو خواب مین حضرت امیرؓ کا ارشاد جو دربارہ طریقہ شغل کے ہوا اُسکی
نقل مین لفظ ذکر کا ناظرین نے نہ پایا اس واسطے کہ ناقل سے تحریف ہوئی اور فی الواقع

Marfat.com

ذکر کا ہے مگر ناقل نے لفظ ذکر کا نہ لکھا اور بجائے اسکے لفظ اکثر کا لکھ دیا تو ناظرین کو شبہ ہوا
کہ کلمہ کا بموجب حدیث شریف کے افضل الاذکار ہے تو یہ کیونکر گمان کیا جا سکتا ہے کہ ذکر
حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے طریقۂ شغل مین نہ ہو گا بلکہ ضرور ہو گا تو اسوجہ سے ناظرین کو
خواب کے صحیح ہونے مین شبہ ہو گیا اور اس خواب کی صحت پر اعتراض کیا اور اصل
عبارت خواب کی یہ ہے جو خواب مین حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا
کہ در عہد ما سہ طریق شغلیکہ در تقرب الی اللہ مفید باشد معمول و مروج بود و ذکر تلاوت قرآن
و نماز اینہا صرف ذکر را شغل مقرر کردند و تلاوت قرآن شریف و نماز را شغل نمیدانند اور اوپر صحیح
عبارت خواب کی لکھی گئی ہے اس سے اب معلوم ہو جاوے گا کہ کس کس لفظ مین تحریف
ہے اور اسی تحریف کی وجہ سے ناظرین کو شبہ ہوا ہے لیکن بغرض تطمینان طالبان حق
زیادہ توضیح کر دی جاتی ہے کہ نقل مین جسکو ناظرین نے دیکھا تھا لفظ اکثر کا غلطی سے
درج ہے اور صحیح اُس کی جگہ پر لفظ ذکر کا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے قبل
یہ ہے کہ تین طریقے شغل کے تھے پھر اس تین طریقے کی تفصیل یہ مذکور ہوئی ذکر و تلاوت
و نماز تو یہ تفصیل سابق کے اجمال کے موافق ہوئی اور بطریق اجمال یہ ہی مذکور ہوا
کہ طریقے شغل کے تین تھے اور تفصیل مین بھی تین طریقے مذکور ہوئے اور ناقل نے غلطی سے
لفظ ذکر کے لفظ اکثر کا لکھ دیا تو اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسا فی الواقع نہین ہے
واسطے کہ بطریق اجمال تو مذکور ہوا کہ تین طریقہ شغل کے تھے اور ناقل کی نقل مین تفصیل
صرف دو طریقے مذکور ہین یعنی تلاوت قرآن شریف و نماز تو اس نقل کے اعتبار سے
بھی سابق کے بیان اجمالی کے موافق نہ ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ ضرور ناقل سے
غلطی ہوئی اور باقی یہ شبہ کہ حضرت امیر کے طریقۂ شغل مین درود شریف کا کیون ذکر نہین
اس کا جواب یہ ہے کہ طریقہ شغل مین لفظ ذکر کا مطلق مذکور ہے اُس سے ذکر درود شریف
بھی ہے تو یہ اعتراض بھی دفع ہو گیا۔ اب دوسرے قسم کے اعتراض کا جواب دیتا ہون کہ
اس اعتراض کا یہ ہوا کہ عبارت مین غور نہ کیا گیا اور بعضے الفاظ کے صرف ظاہر معنی پر
ہی نے لحاظ کیا اور اعتراض کر دیا چند مقدمہ بطور تمہید کے ذکر کرتا ہون اُس کے نتیجے پر

Marfat.com

خاظ کرنے سے خود بخود شبہات دفع ہو جائین گے پہلا مقدمہ یہ ہی کہ غیر مختار و ناپسند ہو ا
مذہب کا دوسری چیز ہے اور باطل ہونا مذہب کا امر آخر ہے جب یہ کہا جاتا ہی کہ فلا
امر غیر مختار ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ امر جائز ہے مگر مرجوح ہے اور جب یہ کہا جا
ہے کہ فلان امر باطل ہے تو اُس سے مراد یہ ہوتی ہی کہ وہ امر بالکل ناجائز ہی اور یہی سبب ہی کہ غیر مختار
استعمال مقابلہ مین جایز غیر راجح کے بھی ہوتا ہے اور باطل کا استعمال مقابلہ مین حق کے ہو
ہے چنانچہ یہ امر مشہور ہی تو غیر مختار سے باطل کیونکر سمجھا جاتا ہے اور دوسرا مقدمہ یہ
کہ مثلاً ایک مجتہد ہو اور اُس کے بعد کوئی دوسرا مجتہد ہو اور پہلے مجتہد کے نزدیک دوسرے
مجتہد کا مذہب غیر مختار ہو تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ دوسرے مجتہد کے مذہب کے تما
مسائل پہلے مجتہد کے نزدیک غیر مختار ہون اس واسطے کہ مختار اور پسندیدہ وہ چیز ہوتی ہے
کہ اُسکے ناپسند ہونے کی کوئی وجہ نہ ہو جیسا حق صحیح اُس چیز کو کہتے ہین کہ اُسکے بطلان کی کوئی
وجہ نہ ہو تو اگر پہلے مجتہد کے نزدیک دوسرے مجتہد کے صرف بعضے مسائل بھی مختار و پسندید
نہ ہون تو اس وجہ سے پہلے مجتہد کے نزدیک دوسرے مجتہد کا مذہب مختار و پسندیدہ نہ ہوگا با
غیر مختار و ناپسندیدہ ہوگا تو ایسی حالت مین پہلا مجتہد یہی کہے گا کہ اُس دوسرے مجتہد کا مذہب
ہم کو پسند نہین لیکن اس سے یہ نہین لازم آتا کہ پہلے مجتہد کے نزدیک دوسرے مجتہد کے
تمام مسائل غیر مختار و ناپسندیدہ ہین بلکہ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے مجتہد کے نزدیک
اُس دوسرے مجتہد کا مذہب جو ناپسندیدہ ہی تو وہ ناپسندیدہ ہونا صرف بعضے مسائل کے
ناپسند ہونے سے ہے اور باقی اور سب مسائل پہلے مجتہد کے نزدیک بھی پسندیدہ ہین
اس واسطے کہ کسی مجتہد کا ایسا مذہب نہین ہے کہ اُسکے سب مسائل اجتہادیہ کسی دوسرے
مجتہد کے نزدیک غیر مختار و ناپسندیدہ ہون چنانچہ یہ امر اُس شخص پر مخفی نہین جس نے ان
کتابون کی تحقیق کی ہے جو دربارۂ اتفاق آئمہ و اختلاف آئمہ کے ہی تیسرا مقدمہ یہ ہی کہ ایک
مجتہد کے نزدیک دوسرے مجتہد کا مذہب اُسی حالت مین مختار و پسندیدہ ہوگا کہ پہلا
مجتہد کے اجتہاد کے موافق دوسرے مجتہد کا اجتہاد بھی ہوا ہو اور جب دونون مجتہد کے
اجتہاد مین فرق ہوگا تو پہلے مجتہد کے نزدیک دوسرے مجتہد کا مذہب پسندیدہ نہ ہوگا

Marfat.com

تھا مقدمہ یہ ہی کہ اگر دو مجتہد کے مسائل اجتہادیہ مین اختلاف ہو کہ وہ مسائل صرف احکام
فرعیہ مین ہوتا ہی تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ اُن دونون مجتہدین مین کسی مجتہد کے مذہب
مین قباحت ہی اور تفصیل اِس کلام کی یہ ہی کہ قرن اول مین جسکی فضیلت خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہی اور اُسکے بعد کے زمانہ مین بھی دین مین تین امر کا لحاظ تھا
عقائد اور اعمال شرعیہ فرعیہ اور تزکیہ باطن منجملہ اُسکے عقائد مین تو مخالفت کی ہرگز گنجائش
نہین نہ باہم سلف مین عقائد مین اختلاف تھا اور نہ خلف نے عقائد مین سلف کی مخالفت
کرنا ایک سرسری جائز جانا اور مذاہب فقہائے اربعہ دیگر مجتہدین کے ہرگز عقائد مین سلف
کی خلاف نہین البتہ فروع اعمال مین اختلاف کو بہت گنجائش ہے بلکہ جو اختلاف کہ
موجب رحمت ہی وہ یہی اختلاف ہی جو فروع اعمال مین ہوتا ہی بیان اس اجمال کا یہ ہی
کہ مذاہب فقہا سے مراد وہ طریقہ ہی جو فقہا نے اس واسطے مقرر کیا ہی کہ اس طریقہ سے
فروع اعمال کے احکام دریافت کیے جاوین اور وہ طریقہ فقہا نے کتاب وسنت سے
اپنے فہم دقواعد مقررہ کے موافق مقرر کیا ہے اور یہ بھی ثابت ہی کہ فروع اعمال مین سلف
مین بھی باہم بہت اختلاف تھا چنانچہ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ اور امیر المؤمنین حضرت علی
رضیؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ دیگر مجتہدین صحابہ رضی اللہ عنہم مین بھی فروع
اعمال مین باہم اختلاف تھا مثلاً اس مسئلہ مین اختلاف تھا کہ بسم اللہ نمازمین جہر سے پڑھنا
چاہیے یا خفیہ پڑھنا چاہیے اور نمازمین امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیئے یا نہ پڑھنا چاہیئے
ایسا ہی اذان ووضو وغسل وروزہ وزکوٰۃ وحج وتلاوت قرآن شریف کے مسائل مین
اختلاف تھا چنانچہ یہ امر علما مین مشہور ہی لیکن اس اختلاف کی وجہ سے بعضے صحابہؓ دوسرے
صحابہ کے مذہب کو باطل نہ کہتے تھے البتہ ہر صحابی کے نزدیک اپنا مذہب مختار وپسندیدہ
اور دوسرے صحابی کا مذہب غیر مختار تھا اور علی ہذا القیاس اشغال تزکیۂ باطن مین بھی
صحابہ کا طریقہ باہم مختلف تھا بعضے صحابہ ذکر کا زیادہ شغل رکھتے تھے اور بعضے صحابہ کا زیادہ
شغل یہ تھا کہ نفل نماز زیادہ پڑھا کرتے تھے اور نفل روزہ زیادہ رکھا کرتے تھے اور بعضے
صحابہ تلاوت قرآن شریف کا زیادہ شغل رکھتے تھے اور بعضے صحابہ کا زیادہ شغل یہ تھا کہ

Marfat.com

مراقبہ زیادہ کیا کرتے تھے چنانچہ مراقبہ اس حدیث سے ثابت ہی یا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ اور بعضے صحابہ کا معمول تھا کہ اکثر حضور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہا کرتے تھے اور بعضے صحابہؓ نے اللہ تعالے کا تقرب حاصل ہونے کے لیے یہ ذریعہ اختیار کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت محبت رکھتے تھے اور ظاہر ہی کہ ہر صحابی کے نزدیک وہی طریقہ مرغوب و پسندیدہ تھا جس طریقہ کو اُنھون نے اس غرض سے اختیار کیا تھا کہ اللہ تعالے کا تقرب حاصل ہووے لیکن بعضے صحابہؓ دوسرے صحابہؓ کے طریقہ شغل کو باطل نہ کہتے تھے تو معلوم ہوا کہ ایسے امور مین یعنی اشغال تزکیۂ باطن مین بھی اختلاف کو دخل ہی تو اب یہ ثابت ہوا کہ امور فرعیہ شرعیہ فی نفسہا قابل اختلاف ہین اور اختلاف ہونے کا دارومدار اس پر ہے کہ مرتبہ اجتہاد کا حاصل ہووے تو جسکو مرتبہ اجتہاد کا حاصل ہو اُسکے لیے جائز ہی کہ ادلہ شرعیہ پر نظر کرنیکے بعد کسی دوسرے مجتہد سے اختلاف کرے عام اس سے کہ وہ دوسرا مجتہد صحابی یا غیر صحابی ہو اور جب یہ مقدمہ معلوم ہو چکے تو اب یہ کہتا ہون کہ لالکائی کہ وہ محدثین اہل سنت سے ہوئے ہین اُنھون نے مذہب علی مرتضیٰؓ کے مسائل فقہیہ کو کتاب الطہارۃ سے کتاب القضا تک بہ ترتیب جمع کرکے ایک مستقل کتاب تالیف کی ہی جو شخص چاہے وہ کتاب دیکھے تا معلوم ہووے کہ ایسا نہین کہ مذہب آئمہ اربعہ کا ہر مسئلہ مین مسائل اجتہادیہ حضرت امیرؓ کے موافق ہے اور چونکہ بہم پہونچنا اُس کتاب کا اور تمام و کمال وہ کتاب مطالعہ کرنا دشواری سے خالی نہین لہذا یہ امر بطور مختصر ذکر کرتا ہون کہ کتب فقہ مین ایسا بہت ہی کہ بعضے مقامات مین بعضے فقہا یہ کہتے ہین کہ ہمارا مذہب موافق مذہب حضرت امیرؓ کے ہی اور مخالف کا مذہب اسکے خلاف ہی اور بعضے مقامات مین اُسکے برعکس کہتے ہین بغرض اطمینان ناظرین کے بطور تمثیل دونون طرح کے مسائل سے ایک ایک مسئلہ یہان ذکر کیا جاتا ہی کہ شرح وقایہ مین لکھا ہے فَصْلٌ یُقْطَعُ یَمِیْنُ السَّارِقِ مِنْ زَنْدِہٖ وَتُحْسَمُ ثُمَّ رِجْلُہُ الْیُسْرٰی اِنْ عَادَ فَاِنْ عَادَ ثَالِثًا لَا وَیُسْجَنُ حَتّٰی یَتُوْبَ اِمَّا السِّجْنُ فَقَطْ وَاِمَّا مَعَ التَّعْزِیْرِ عِنْدَ بَعْضٍ

Marfat.com

شائخنا وعند الشافعی یقطع یدہ الیسریٰ ثم رجلہ الیمنیٰ لقولہ علیہ السلام من سرق
فاقطعوہ فان عاد فاقطعوہ فان عاد فاقطعوہ ومذہبنا فاتوں عن علی کرم
یعنے کاٹا جاتا ہی داہنا ہاتھ چور کا گٹے تک اور وہ ہاتھ داغ دیا جاتا ہے پھر کاٹا جاتا ہی
بایان پانوں اُسکا اگر وہ پھر چوری کرے تو اگر اُسکے بعد پھر اُس نے تیسری مرتبہ چوری
کی تو اب اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا بلکہ وہ چور قید مین رہے گا جبتک وہ توبہ نہ کرے یا صرف
قید کی سزا دیجاویگی یا قید کے ساتھ مارنے وغیرہ کی بھی اُسکو سزا دیجاویگی اور یہ
یعنے قید کے ساتھ دوسری سزا بھی دینا ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک ہی اور نزدیک
امام شافعیؒ کے یہ ہی کہ اگر اُسنے پھر تیسری مرتبہ چوری کی تو اُسکا بایان ہاتھ کاٹا جاویگا
اور اگر پھر اُس نے چوتھی مرتبہ چوری کی تو اُسکا داہنا پانوں کاٹا جاوے گا اور امام
شافعی کی دلیل یہ حدیث ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص
چوری کرے تو کاٹو تم تو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو تو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو تو پھر اگر
چوری کرے تو کاٹو اور ہمارا مذہب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی اور رحمۃ الامۃ
مین لکھا ہے مَنْ سَرَقَ قُطِعَتْ یَدُہُ الْیُمْنٰی ثُمَّ لَوْ سَرَقَ ثَانِیًا قُطِعَتْ رِجْلُہُ
الْیُسْرٰی بِالْاِتِّفَاقِ فَلَوْ سَرَقَ ثَالِثًا قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رح وَاَحْمَدُ فِیْ اَحَدِ
الرِّوَایَتَیْنِ لَا یُقْطَعُ اَکْثَرُ مِنْ یَّدٍ وَّرِجْلٍ بَلْ یُحْبَسُ وَذَھَبَ مَالِکٌ رح
وَالشَّافِعِیُّ رح اَنَّہٗ یُقْطَعُ فِی الثَّالِثَۃِ یُسْرٰی یَدَیْہِ وَفِی الرَّابِعَۃِ یُمْنٰی
رِجْلَیْہِ وَھِیَ الرِّوَایَۃُ الْاُخْرٰی عَنْ اَحْمَدَ اللہ یعنے جو شخص چوری کرے تو اُسکا داہنا ہاتھ کاٹا
جاوے گا تو اگر پھر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اُسکا بایان پانوں کاٹا جاوے گا اور
یہ حکم بالاتفاق ہے تو اگر پھر تیسری مرتبہ چوری کرے تو فرمایا امام ابوحنیفہؒ نے اور امام احمدؒ نے
کہ نہ کاٹا جاویگا زیادہ ایک ہاتھ اور ایک پانوں سے بلکہ وہ شخص قید کیا جاوے گا
اور امام احمدؒ سے اس مسئلہ مین دو روایتین ہین یہ حکم جو مذکور ہوا منجملہ ان دونون روایتونکے
ایک روایت مین ہے اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ حکم ہی کہ پھر جب
وہ تیسری مرتبہ چوری کرے تو اسکا بایان ہاتھ کاٹا جاوے گا تو اگر پھر وہ چوتھی مرتبہ

Marfat.com

چوری کرے تو اسکا داہنا پانون کاٹا جاوے گا اور امام احمدؒ سے جو دوسری روایت ہی
اسمین یہی حکم ہے اور یہ بھی شرح وقایہ مین باب سجود التلاوۃ مین لکھا ہے وَاخْتُلِفَ
فِیْ مَوْضِعِ السَّجْدَۃِ فِیْ حٰمٓ السَّجْدَۃِ فَعِنْدَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ھُوَ قَوْلُہٗ
تَعَالٰی اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ وَبِہٖ اَخَذَ الشَّافِعِیُّ وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ھُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ فَاَخَذْنَا بِھٰذَا
اِحْتِیَاطًا فَاِنَّ تَاْخِیْرَ السَّجْدَۃِ جَائِزٌ وَتَقْدِیْمَہٗ اَتَمُّ یعنی اختلاف ہی اس امر مین کہ سجدہ
سورہ حٰمٓ السجدہ مین کس لفظ پر ہی تو نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اللہ تعالے کے
اس کلام پاک پر سجدہ ہے اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ اور اسی کو اختیار کیا امام شافعیؒ نے
اور نزدیک حضرت ابن مسعودؓ کے اللہ تعالے کے اس کلام پر سجدہ ہی وَھُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ تو ہم
لوگون نے احتیاطاً اسی کو اختیار کیا اس واسطے کہ تاخیر سجدہ کی جائز ہی اور تقدیم سجدہ کی جائز
نہین یہ مضمون شرح وقایہ کی عبارت مذکورہ کا ہے تو پہلے مسئلہ مین جو حکم امام شافعیؒ اور امام
مالکؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ کے نزدیک ایک روایت مین ہی وہ حکم حضرت علیؓ کے
مذہب کے موافق ہی اور دوسرے مسئلہ مین جو حکم حنفیہ کے نزدیک ہی وہ حکم حضرت علی رضی اللہ
عنہ کے مذہب کے خلاف ہی تو ان دونون مسئلون مین اختلاف امور فرعیہ مین ہی اور اس
اختلاف کی بنا دلیل پر ہے اس واسطے کہ امام شافعیؒ و امام مالکؒ کے نزدیک اور امام
احمدؒ کے نزدیک ایک روایت مین یہ حکم ہے کہ تیسرے اور چوتھے مرتبہ کی چوری مین بھی
چور کا ہاتھ اور پانون کاٹا جاویگا اور اس حکم کی دلیل یہ حدیث ہی فَاِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوْہُ اور یہ
حدیث شرح وقایہ سے اوپر منقول ہوئی ہے تو اسی حدیث کی بنا پر امام شافعیؒ و امام مالکؒ
نے اور امام احمدؒ نے ایک روایت مین حکم خلاف مذہب حضرت علیؓ کے دیا ہے تو اس وجہ سے
ان ائمہ پر طعن نہین ہو سکتا کہ ان آئمہ نے خلاف مذہب حضرت علیؓ کے کیون حکم دیا ہے
اور علی ہذا القیاس دوسرے مسئلہ مین سورہ حٰمٓ السجدہ مین حضرت علیؓ کے نزدیک جو جگہ
سجدہ کی ہے اس جگہ کے بعد دوسری جگہ سجدہ حنفیہ کے نزدیک ہی اور حنفیہ کا یہ مسئلہ
خلاف مذہب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہے اور حنفیہ کی دلیل یہ ہی کہ تاخیر سجدہ کی

Marfat.com

ہی جیسا کہ اوپر شرح وقایہ کی عبارت مذکورہ مین ہی تو حنفیہ کی مخالفت اس دلیل کی
ہی اس واسطے اس مخالفت کی وجہ سے حنفیہ پر کچھ طعن نہین ہو سکتا تو جاننا چاہیے
ت مخالفت جزوی درمیان مذاہب ائمہ اربعہ و مذہب حضرت امیرؓ کے ہی اور یہ
ت بھی دلیل کی بنا پر ہے اِس واسطے اِس مخالفت کی وجہ سے کچھ طعن ائمہ اربعہ
ذہب پر نہین ہو سکتا اور تیسرے مقدمہ سے معلوم ہوا کہ مذہب مختار و پسندیدہ
ک کسی مجتہد کے وہی مذہب ہوتا ہی جو اُس مجتہد کے اجتہاد کے موافق ہو تو جو امر
ف اجتہاد حضرت امیرؓ کے ہوگا وہ خلاف مرضی جناب موصوف کے ضرور ہوگا اور دوسرے
سے معلوم ہوا کہ جب کسی مجتہد کے نزدیک کسی دوسرے مجتہد کا مذہب غیر مختار ہو
ں سے لازم نہین آتا کہ تمامی مسائل مختلفہ اس دوسرے مجتہد کے مذہب کے پہلے
ر کے نزدیک غیر مختار ہون بلکہ اگر اس پہلے مجتہد کے نزدیک دوسرے مجتہد کے
مسائل بھی غیر مختار ہونگے تو وہ پہلا مجتہد کہہ سکتا ہی کہ اُس دوسرے مجتہد کا مذہب
ے نزدیک مختار نہین اور پہلے مقدمہ سے معلوم ہوا کہ غیر مختار دوسری چیز ہی اور باطل
غرہے تو مذاہب آئمہ اربعہ کے نزدیک حضرت امیرؓ کے جو مختار نہوا تو اُس کا سبب
ت یہی ہے کہ مذاہب آئمہ اربعہ کا صرف بعضے مسائل اجتہادیہ مین خلاف اجتہاد
ت امیرؓ کے ہے اور یہ اختلاف بھی بلا دلیل نہین بلکہ دلیل کی بنا پر ہی تو اس سے ہرگز
م نہین آتا کہ مذاہب فقہائے اربعہ کے باطل ہین اور اگر کوئی مجتہد قواعد شرعیہ پر
نظر کرے اور اُسکے بعد اپنے اجتہاد کی بنا پر کسی مسئلہ اجتہادیہ کو ترجیح دیوے اور وہ
خلاف مذہب حضرت امیرؓ کے ہو تو یہ ترجیح دینا ایسا ہوگا کہ جسطرح مثلاً دو حدیثین ہون
دونون حدیثون مین بہ ظاہر تعارض ہو اور قرائن و آثار پر نظر کرنے سے معلوم ہو کہ ان
ان حدیثون مین سے فلان حدیث کو ترجیح ہی اور اس وجہ سے اُس حدیث کو ترجیح
دیوے تو ایسی حالت مین دلیل کی بنا پر ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح
ی کچھ قباحت نہین لازم آتی تو ایسا ہی اگر کوئی مجتہد کسی دلیل شرعی کو کہ وہ دلیل
مجتہد کے اجتہاد کا ماخذ ہو دے ترجیح دیوے اجتہاد پر حضرت امیرؓ کے تو وہ مجتہد

Marfat.com

مستوجب طعن کا نہین اس واسطے کہ اُس مجتہد نے قواعد شرعیہ کے موافق دلیل
بناپر وہ حکم دیا ہی اور اُس مجتہد نے اُس مسئلہ کا حکم خود حضرت امیرؓ سے نہین سُنا بلکہ د
لوگونکے ذریعے سے یکے بعد دیگرے وہ حکم حضرت امیرؓ کا اُس مجتہد کو پہونچا ہی تو مجتہد
ضرور ہوا کہ درمیانی لوگون کا حال وعمل دریافت کرے کہ وہ لوگ قابل اعتبار ہین یا نہ
اور ممکن ہی کہ اُن لوگون کا حال صحیح نہ معلوم ہووے اسوجہ سے یہ شبہہ مجتہد کا ضر
رہ جاوے گا کہ آیا فی الواقع وہ حکم فرمایا ہوا حضرت امیرؓ کا ہی یا نہین اور جو قواعد
شرعیہ یقینی طور پر ثابت ہوئے ہین وہ قواعد اس مجتہد کے نزدیک یقینی ہین تو چونکہ ا
مجتہد کو یہ شبہہ ہوا کہ وہ حکم حضرت امیرؓ کا ہے یا نہین اور یہ قواعد شرعیہ اُسکے نزدیک
یقینی ہین اسوجہ سے جو امر یقینی ہے اُسکی بنا پر اُس مجتہد نے حکم دیا تو اب مجتہد پر ہرگز ط
نہین ہوسکتا اور موافق چوتھے مقدمہ کے امور فرعیہ مین اختلاف ہونے کی وجہ سے لا
نہین آتا کہ مذاہب فقہائے اربعہ کے باطل ہین بلکہ یہ اختلاف موجب رحمت ہی اور بہ
اہل انصاف کے نزدیک ظاہر ہے تو ناظرین کو جو شبہہ اس خواب کی صحت مین ہ
ہے اسوجہ سے کہ اس خواب کی صحت سے یہ قباحت لازم آتی ہے کہ مذاہب فقہا
اربعہ کے حضرت امیرؓ کے نزدیک غیر مختار ہین تو اس سے فقہا کے مذہب پر طعن لازم آو
حالانکہ دلیل شرعی سے ثابت ہی کہ یہ مذاہب مستوجب طعن کے نہین تو اب یہ جواب ناظر
کا شبہہ دفع کرنے کے لیے کافی ہوا اور مضمون سے اس خواب کے جو بہ ظاہر شبہہ ہوتا ہی
اولیاء اللہ کا جو طریقہ شغل کا ہے وہ حضرت امیرؓ کے نزدیک مختار نہین تو اسی جواب
اس شبہہ کا بھی جواب ہوجاتا ہے علاوہ اس کے اس شبہہ کا دوسرا جواب بھی ہی کہ طریقہ
اولیاء اللہ کے بارہ مین جو حضرت امیرؓ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک مختار نہین تو ایسا
اس وجہ سے فرمایا کہ اولیاء اللہ کے طریقہ مین اُن کے بعد کے بعضے لوگون نے بعضے امور ناپسند
اختراع کیے ہین تو حضرت امیرؓ نے باعتبار ان ہی امور ناپسندیدہ کے اس طریقہ کو غیر مختار
فرمایا نہ باعتبار نفس اس طریقہ اولیاء اللہ کے اس واسطے کہ یہ طریقہ بنفسہ بہت بہتر ہی او
ماہرین پر ظاہر ہے کہ ہر طریقہ مین بعضے رسوم جدید ہوتے ہین جو زمانہ سابق مین نہ تھے تو ایسے

Marfat.com

جدیدہ ناپسندیدہ کے شامل ہو جانے کی وجہ سے طریقۂ اولیاء اللہ کو غیر مختار کہنا اسکی
ں یہ ہی کہ کوئی شخص یہ کہے کہ طور و طریقہ اہل اسلام حال کا ناپسندیدہ ہی اور اُس شخص
کلام اس خیال سے ہووے کہ اکثر اہل اسلام منہیات و بدعات مین مبتلا ہین تو یہ ناپسندیدہ
وجہ منہیات و بدعات کے ہے نہ معاذ اللہ بہ اعتبار نفس طریقۂ اسلام کے ہی اس واسطے
ں طریقۂ اسلام کا نہایت پسندیدہ ہے اور ناظرین نے جو لکھا ہی کہ شیعہ اس خواب کے
ون سے اسقدر خوش ہین کہ خوشی سے جامے مین پھولے نہین سماتے اور شیعہ کہتے ہین
یح خواب ہمارے مذہب کے حق ہونیکے لیے ایک واضح دلیل ہی اس واسطے کہ ہم
پیرو آئمہ اربعہ کے نہین اور نہ معتقد اہل طریقت کے ہین اور ہم لوگ نماز و تلاوت قرآن
سوا کوئی دوسرا شغل نہین رکھتے یہ مضمون ناظرین کے کلام کا ہی جواب اسکا
کہ اس خواب مین کوئی بات ایسی نہین جو شیعون کی خوشی کے لیے باعث ہوئے
ظاہر ہے کہ اس خواب مین حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی توجہ اور نوازش میرے حال پر
ی اور شرف خطاب سے خاص صرف مجھ کو مشرف فرمایا اور بیعت سے سرفراز فرمایا
شغل نماز و تلاوت قرآن کی مجھ کو تعلیم کی تو مناسب ہے کہ شیعہ یہ سُنکر غم مین اپنا جامہ
ڑین اور اگر شیعہ بعضے الفاظ کو منجملہ عبارت خواب کے اپنے گمان باطل مین موافق اپنے
ب کے سمجھین اور باقی امور سے روگردانی اور چشم پوشی کرین تو عقلا کے نزدیک اسکی
ل یہ ہو گی کہ کوئی شخص لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ سے ثابت کرے کہ نماز نہ پڑھنا چاہیے اور وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى سے
ے روگردانی اور چشم پوشی کرے حاصل کلام تقریر مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ اس خواب کی
نت پر یہ اعتراض صحیح نہین کہ اس خواب سے یہ لازم آتا ہی کہ مذاہب آئمہ اربعہ کے باطل
ن اور اس خواب مین کوئی ایسی بات نہین جو مذہب شیعہ کے حق ہونیکے لیے دلیل ہو سکے
رشیعہ کا غلط دعویٰ ہے کہ ہم لوگ نماز اور تلاوت کے سوا کوئی دوسرا شغل نہین
کہتے یہ دعوی محض خلاف ہی اس واسطے کہ ادائے فرض نمازین تمام فرقے اہل
سلام کے باہم برابر ہین شیعہ کو اس مین خصوصیت نہین اور شیعہ ادائے سنن و
افل مین جو بموجب قرب ہو سکتا ہی نہایت قاصر ہین اسواسطے کہ یہ لوگ سنتون کو

Marfat.com

ترک کرتے ہین اور نفل کو تو بالکل بے اصل کہتے ہین اور اسی وجہ سے ترک سنن ونوافل
شعار سے شیعہ کے قرار پایا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ تلاوت قرآن کا بھی ان لوگون کو کچھ
خیال نہین اس واسطے کہ قرآن شریف جمع کیا ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے
تو قرآن شریف کو شیعہ اپنے گمانِ فاسد مین ایسا سمجھتے ہین کہ معاذ اللہ جس طرح توریت
وانجیل مین تحریف ہوئی ہے ویسا ہی اسمین بھی تحریف ہوئی ہے اور یہ اُن لوگون
ظاہر ہی جن لوگون کو اُنکے مذہب مین واقفیت حاصل ہے تو اُن کا یہ غلط دعویٰ
ہمارا طریقہ شغل نماز وتلاوت کا ہی صرف اُن لوگون کا وہم وخیال ہے فی الواقع اس کا
کچھ ثبوت نہین اور اس سے قطع نظر بھی کیا جاوے تو یہ امر بھی قابل لحاظ ہی کہ محض معمو
طور پر نماز وتلاوت مین اوقات صرف کرنا دوسری چیز ہی اور شغل نماز وتلاوت کا اختیا
کرنا مانند اشغال صوفیہ کے امر آخر ہی تو اگر بالفرض نماز وتلاوت مین یہ لوگ اپنی اوقات
صرف کرتے ہون تب بھی اس خواب کے مصداق یہ لوگ نہین ہو سکتے اس واسطے
خواب مین نماز وتلاوت کو اپنا شغل اختیار کرلینا مذکور ہے صرف معمولی طور پر نماز وتلاو
مین اپنی اوقات صرف کرنا مذکور نہین اور جبکہ شیعہ کو طریقت سے انکار ہی تو ظاہر ہے کہ
یہ لوگ اہل طریقت کے اشغال سے بھی ضرور بیزار ہونگے تو جس شغل کا ذکر خواب مین
ہوا اسکے خلاف مذہب شیعہ کا ہے تو اس سے اُن کے مذہب کی تائید نہین ہو سکتی
چنانچہ یہ امر کچھ مخفی نہین اور اگر شیعہ اہل سنت پر طعن کرین کہ بعض مسائل فقہا کے خلاف
آثار حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہین اور اس مخالفت کا ثبوت اور اسکی مذمت خواب سے بھی
معلوم ہوتی ہے تو شیعہ کا یہ طعن محض بیجا ہوگا اس واسطے کہ کسی مجتہد نے بدون دلیل شرعی
کے کوئی حکم نہین دیا ہی اور جب دلیل شرعی مجتہد کے نزدیک ثابت ہوئی اور مجبور
اُس دلیل کی وجہ سے قواعد شرعیہ اُصولیہ کی بنا پر آثار صحابہؓ کی مخالفت ہوئی تو اسمین کچھ
مضائقہ نہین اور علماء شیعہ نے بھی اکثر جگہ آثار حضرت امیرؓ ودیگر آئمہ اطہار کی مخالفت کی
ہی اور یہ مخالفت ان لوگون نے صرف اس بنا پر کی ہے کہ وہ آثار موافق مذہب اہل
سنت کے ہین اگرچہ یہ امر واقفین شیعہ پر مخفی نہین لیکن ناواقفون کی آگاہی کے لیے

Marfat.com

ن لکھا جاتا ہی کہ بعضے مصنفین شیعہ حضرت امیرالمومنینؓ و آئمہ طاہرین کی اکثر
ادیث کو صرف اسوجہ سے ترک کرتے ہین کہ وہ احادیث مذہب اہل سنت کے موافق
ن اور شیعہ نے اکثر اصول عقائد وغیرہ مین حضرت امیرؓ کی مخالفت کی ہے اور یہ امر
اہر یہ ظاہر ہے اور ناظرین تحفۂ اثنا عشریہ پر بہت واضح ہے اور اس سے ظاہر طور
علوم ہوتا ہی کہ مذہب شیعہ کا باطل ہے زیادہ دریافت کی ضرورت نہین اور حضرت امیرؓ نے
الت حیات ارشاد فرمایا کہ اِنَّ قَوْمًا یَّنْتَحِلُوْنَ مِنَ النِّحْلَۃِ وَھِیَ النِّسْبَۃُ بِالْبَاطِلِ
یْعَۃٌ لَسْنَا مِنْھُمْ وَلَیْسُوْا مِنَّا رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ یعنی ایک قوم
ی اُس کا نام شیعہ ہوگا وہ جھوٹی نسبت کرے گی نہ ہم کو کچھ نسبت اُن سے ہی اور نہ وہ
ے ہون گے روایت کیا اس حدیث کو دار قطنی نے سند صحیح سے اور جن لوگونکے
ہ مین شیعون سے منقول ہے کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے اُن کی سیادت سے
رفرمایا ہے تو اہل سنت نہ اُن لوگون کے معتقد ہین اور نہ اُن لوگون کو سادات سے شمار
تے ہین شیعون کا یہ محض خیال ہے اور ادعا ہے کہ ہم لوگ دل کا حال جانتے ہین امر واقعی سے
و کچھ نسبت نہین اور تفصیل اس امر کی یہ ہی کہ جو لوگ اپنے کو سادات سے کہتے ہین وہ
س فرقے ہین اسی دیار کے باشندون سے ہین مذہب شیعہ مین ان کو نہایت توغل ہے
وہ سادات سے شمار نہ کیے گئے یا یہ حقیقۃً یعنے وہ لوگ فی الواقع سادات سے نہین یا مجازاً
وہ سادات سے خارج کیے گئے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالے نے اُنکے
کے کی شان مین فرمایا اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ یعنے یہ تمہارے اہل سے
ہین اُسکے بارہ مین سفارش کرنا اچھا کام نہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال تحفۂ اثنا عشریہ مین صلوۃ و سلام یعنی درود و سلام بالاستقلال بارہ امام کے حق
ن لکھا ہی حالانکہ یہ امر اہل سنت کے نزدیک ناجائز ہے اس واسطے کہ اسمین اہل بدعت
شابہت لازم آتی ہے اور اہل سنت نے ایسی مشابہت سے پرہیز کرنا اپنے لیے
زم جانا ہے تو اس امر کے جواز کیلیے سند اہل سنت کی کتب معتبرہ سے بیان کرنا چاہیئے

Marfat.com

جواب تحفہ اثنا عشریہ مین کسی جگہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق مین نہین لکھا ہے البتہ لفظ علیہ السلام کا حق مین حضرت امیر المومنینؓ و حضرت سیدۃ النساءؓ و جناب حسنینؓ و دیگر آئمہ کے مذکور ہے اور اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ صلوٰۃ بالاستقلال غیر انبیاء کے حق مین درست نہین اور لفظ سلام کا غیر انبیاء کی شان مین کہہ سکتے ہین اور اُسکی سند یہ ہی کہ اہل سنت کی کتب قدیمہ حدیث مین علی الخصوص ابو داؤد و صحیح بخاری ہین بعد ذکر حضرت علیؓ و حضرت حسنینؓ و حضرت فاطمہؓ و حضرت خدیجہؓ و حضرت عباسؓ کے لفظ علیہ السلام کا مذکور ہے البتہ بعض علماء ماوراء النہر نے شیعہ کی مشابہت کے لحاظ سے اسکو منع لکھا ہے لیکن فی الواقع مشابہت بدون کی امر خیر مین منع نہین اور یہ بھی ثابت ہے کہ پہلی کتاب اصول حنفیہ کی شاشی ہے اسمین نفس خطبہ مین بعد حمد و صلوٰۃ کے لکھا ہے وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَصْحَابِہٖ یعنی سلام نازل ہووے حضرت ابو حنیفہ علیہ الرحمہ پر اور آپکے احباب پر اور ظاہر ہے کہ مرتبہ حضرات موصوفین کا جن کا نام نامی اوپر مذکور ہوا ہی مرتبہ سے حضرت امام اعظم کے کم نہین تو اس سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے نزدیک بھی اطلاق لفظ سلام کا ان بزرگون کی شان مین بہتر ہی اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہی کہ لفظ علیہ السلام کا غیر انبیاء کی شان مین کہنا چاہیے چنانچہ یہ حدیث ہی عَلَیْہِ السَّلَامُ تَحِیَّۃُ الْمَوْتٰی یعنی اموات کی شان مین علیہ السلام کہنا اُن کے لیے تحفہ ہی یعنے بلا تخصیص ہر میت مسلمان کے لیے لفظ علیہ السلام کا تحفہ ہی تو اہل اسلام مین غیر انبیاء کی شان مین بھی علیہ السلام کہنا شرعاً ثابت ہے فقط خلیل الرحمٰن برہان پوری کا یہ کلام ہی کہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے اَلْاٰیَۃُ الثَّالِثَۃُ قَوْلُہٗ تَعَالٰی سَلَامٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ فَقَدْ نَقَلَ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الْمُفَسِّرِیْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِکَ سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَکَذَا قَالَہُ الْکَلْبِیُّ فَھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَاخِلٌ بِالطَّرِیْقِ الْاَوْلٰی اَوِالنَّصِّ کَمَا فِی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی یعنی تیسری آیت یہ کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے سَلَامٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ تو ایک جماعت مفسرین نے حضرت عباسؓ سے نقل کیا ہی کہ اس کلام پاک سے مراد یہ ہی سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ایسا ہی کلبی کا بھی قول ہی تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے جن انبیاء علیہم السلام کے حق مین سلام فرمایا ہے اُن مین آنحضرت

اَحْبَابِہٖ

Marfat.com

لی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہین یا اسوجہ سے کہ جب اس آیت سے ثابت ہوا کہ آنحضرت
لی اللہ علیہ وسلم کی آل کے حق مین سلام فرمایا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین
ق اولےٰ سلام ہوا یا اس وجہ سے کہ ظاہر طور پر خود نص سے یہ امر ثابت ہی اس بنا پر
ل محمد سے مقصود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا اللّٰھم صل علی ال ابی اوفی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آل ابی اوفی کا لفظ فرمایا
انکہ اس سے مقصود خاص ابی اوفی تھے اور بغوی نے بھی معالم التنزیل مین یہ روایت
ی ہے اور اللہ تعالی نے سورہ طٰہٰ مین فرمایا ہی وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی یعنی سلام ہی اس پر
نے راہ راست اختیار کی تو اس آیت مین تخصیص انبیاء کی نہین

تو ب حال مین اُن صاحبونکے جو ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ کربلا مین تھے

رت امام حسین علیہ السلام جب کربلا مین تشریف لیگئے تو جناب موصوف کے شامل جناب
ح کے تین صاحب زادے تھے ایک صاحبزادے علی اکبرؓ تھے آپ کا سن شریف
ں برس کا تھا آپ وہان جنگ کرکے شہید ہوئے اور دوسرے صاحب زادے علی اوسط
ین العابدینؒ تھے آپ اُسوقت بیمار تھے اور تیسرے صاحبزادے کے نام مبارک مین
ف ہی بعضون نے عبداللہ کہا ہے اور بعضون نے علی اصغرؓ کہا ہی یہ صاحب زادے بھی
ر ہوئے شیر خوار تھے نہایت پیاسے ہوگئے حضرت امام رضی اللہ عنہ اُن کو گود مین لیے
ے تھے اور اس خیال سے کہ تشنگی مین کچھ تسکین ہو اپنی زبان مبارک اُن کے
ن دیا کرتے تھے کہ ناگہان ایک تیر اشقیا کی طرف سے آیا اور اُن معصوم کے گلے مبارک
گا اور اُن معصوم نے اپنے والد بزرگوار کی گود مین جان دی اور مرتبہ شہادت کا پایا
رت امام علیہ السلام کی ایک صاحب زادی سکینہؓ شامل تھین وہ حضرت قاسمؓ
ھ منسوب تھین اُسوقت اُن کا سن شریف سات برس کا تھا اور یہ امر غلط ہی کہ

Marfat.com

اُن کا نکاح حضرت قاسمؒ کے ساتھ ہوا اسواسطے کہ اُس وقت اس کام کی فرصت نہ تھی
اور یہ جو مشہور ہی کہ حضرت سکینہؓ نے ملک شام کی راہ مین انتقال فرمایا تو یہ بھی محض غلط
ہی بلکہ حضرت سکینہؓ عرصہ تک بقید حیات رہین اور ان کا نکاح مصعب بن زبیرؓ کے سا
ہوا اور حضرت زبیرؓ عمہ زادہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
تھے اور بڑی صاحب زادی حضرت امام حسن علیہ السلام کی فاطمہ صغرا اپنے شوہر حضر
حسن ثنی پسر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مدینہ منورہ مین اُسوقت تھین اُنکے
آنے کا اتفاق دشت کربلا مین نہ ہوا اور امام زین العابدینؑ کی والدہ کا نام شہر
ہے اور لقب شاہ زنان ہے یہ صاحب زادی یزدجرد بن خسرو پرویز بن ہرمز بن
نوشیروان کی ہین اور علی اکبر کی والدہ کا نام لیلیٰ ہے یہ صاحب زادی ابی مرۃ بن عروہ بن
مسعودؓ کی ہین اور ابی مرۃ سردار بنی ثقیف کے تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلا
کے تیسرے صاحب زادے کی والدہ کا نام جو شیرخوار تھے یاد نہین اسقدر معلوم ہے
کہ عرب سے تھین اور نسل سے بنی قضاعہ کے تھین اور حضرت سکینہؓ کی والدہ کا نام رباب
تھا یہ صاحب زادی امراء القیس بن عدی کی ہین اور یہ بنی کلب سے تھے اور حضر
امام حسین علیہ السلام کو حضرت باب سے زیادہ محبت تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ زیادہ عزیز تھین اور اس با
مین جناب ممدوح نے ایک شعر بھی فرمایا ہی شعر لَعَمْرِیْ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ اَرْضًا + تَحُلُّ بِهٖ سَکِیْنَةُ وَرَبَابٌ
یعنی قسم ہی اپنی جان کی کہ مجھ کو اُس زمین سے محبت ہی جہان سکینہؓ اور رباب بیٹھیہ
اور وہان منزل کرین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی بڑی صاحب زادی فاطمہ صغ
جو اُسوقت مدینہ منورہ مین تھین ان صاحب زادی کی والدہ کا نام اُم اسحاقؑ ہی اور
حضرت طلحہؓ تھے جو عشرۂ مبشرہ سے ہین اور مشہور و معروف ہین اور حضرت امام باقرؒ اسوقت
چہار سالہ تھے اس واسطے کہ کربلا کا واقعہ سنہ اکسٹھ ہجری مین ہوا اور اُسکے چار برس
قبل سنہ ۵۷ ستاون ہجری مین حضرت باقرؒ کی پیدائش ہوئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ
کی بیبیون سے اُسوقت جناب ممدوح کے ہمراہ شہر بانو تھین اور یہ تیسرے صاحب زا
شیرخوار کی والدہ تھین اور باقی اور بیبیون کا حال معلوم نہین کہ وہ اُسوقت زندہ تھین

Marfat.com

ن کی وفات ہوگئی تھی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار صاحب زادے
ے کہ اُن صاحب زادون نے شربت شہادت نوش فرمایا یعنے حضرت قاسمؓ و حضرت
راللہؓ و حضرت عمرؓ و حضرت ابوبکرؓ یہ چار صاحب زادے شہید ہوئے اور حضرت علیؓ
م اللہ وجہہ کے صاحب زادون سے پانچ صاحب زادے ہمراہ تھے حضرت عباسؓ
ی علیؓ و حضرت جعفرؓ بن علیؓ و حضرت عثمانؓ بن علیؓ و حضرت محمدؓ بن علیؓ و حضرت عبداللہ بن علی
سب حضرات شہید ہوئے اور حضرت عباس بن علیؓ کہ علمدار تھے آپ کا روضہ
بارک کربلا مین مزار شریف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے دو تین تیر کے فصل پر
ا ہی اور باقی شہدائے کربلا کی قبر مبارک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک
ے اندر ہی اور حضرت عقیلؓ کے صاحب زادون سے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی شہادت
قہ مین ہو چکی تھی اور آپ کی شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا مین تشریف
نیکے قبل دوسری ذی الحجہ سنہ ۶۰ ہجری مین ہوئی تھی آپ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
ے خود تشریف لانیکے قبل مکہ معظمہ سے روانہ فرمایا تھا کہ اہل کوفہ سے قول و قرار مستحکم لیکر
دیو مین اور حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے دو صاحب زادے محمد و ابراہیم کہ یہ بھی اپنے پدر بزرگوار
ے ساتھ شہید ہوئے اور عبداللہ و عبدالرحمن و جعفر صاحب زادگان عقیلؓ بن ابی طالب
ہ ہمراہ تھے شہید ہوئے اور عبداللہ بن جعفر طیارؓ برادر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
احب زادون سے دو صاحب زادے ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہید
ئے اُن دونون صاحب زادون کا نام محمدؓ اور عونؓ تھا اور یہ دونون صاحب خواہرزادہ
قیقی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے تھے اور ان دونون صاحب زادون کی
دہ حضرت زینبؓ تھین اور یہ حضرت زینبؓ دختر حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کی تھین
طن مبارک سے حضرت بتول رضی اللہ عنہا کے تھین یہ حضرت زینب حقیقی بہن حضرت
م حسین علیہ السلام کی تھین اُن کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے ساتھ ہوا تھا
حضرت امام زین العابدینؓ اور عمر بن حسنؓ اور محمد پسر عمر بن علی اور دیگر صاحب زادے
غیرہم اُن لوگون کے شامل گئے جو اسیر ہو کر گئے اور حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام

Marfat.com

علیہ السلام کی اور شہر بانو زوجہ حضرت امام علیہ السلام کی اور حضرت سکینہ صاحبہ
حضرت امام علیہ السلام کی اور دیگر زنان اہل بیت کہ ہمراہ تھین بلاد شام مین تشریف لے گئین فقیر

نقل خط شاہ غلام علی صاحب حضرت سلامت سلمکم اللہ علی رؤس الفقر
باختیار الفقر علی الغناء۔ بعد تسلیمات کثیرہ کے عرض پرداز ہے کہ اسوقت ایک شخص
نے ظاہر کیا ہے کہ ہم فقیران کے مدرسہ مین کفار فرنگ کی نوکری کا تذکرہ ہوتا ہے
اور مفتی کا منصب قبول کرنے کا ذکر کیا جاتا ہی خدا آگاہ ہے جس نے فقر کو شرف علم کا
بنایا اور علم کو شرف بنی آدم کا کیا کہ اس خبر سے فقیر کو نہایت تاسف ہوا فقر کی
خاک نشینی بہتر ہی اغنیاء کی صدر نشینی سے ہرگز مولوی عبدالحی صاحب قصدا اس نامبارک
امر کا نہ کرین نان پارہ پر قناعت کرین للہ فی اللہ درس طالب العلمون کو دیوین اور ذکر
و مراقبہ مین مشغول رہین اور اس جگہ ہرگز ہرگز ملازمت کا تعلق اختیار نہ کرنا چاہیئے کہ
ہم لوگ ترک و تجرید اختیار کرین اور ہر سانس کو دم آخرین شمار کرین اپنے بزرگان
اور سلف صالحین کے طریقہ پر رہین اپنے کو خدا کی یاد کیلیے سمجھتے رہین زیادہ امیدوار
عفو گستاخی کا ہے اور وہان کی خبر نیک سننے سے دل خوش ہوتا ہی اور جو کچھ لایق
شان درویشی کے نہین ہے وہ سننے سے تشویش ہوتی ہے آن جناب معذور رکھین گے
زیادہ کیا عرض کرون **جواب از مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب** شاہ صاحب
عرفان مراتب سلمکم اللہ تعالے بعد سلام مسنون کے واضح خاطر مبارک ہو کہ رقیمہ کریمہ نے
شرف ورود فرمایا اس سے واضح ہوا کہ تردد خاطر شریف کو ہی اس وجہ سے کہ اس
مدرسہ مین چندروز سے نوکری فرنگیان کا تذکرہ ہوتا ہے اور مفتی کا منصب قبول کرنیکا
ذکر درپیش ہے تو اسمین سے بعض خبر صحیح ہے اور بعض خبر صحیح نہین اصل حقیقت یہ ہے کہ
مولوی رعایت علی خان مختار فرنگی بہت مستعد ہین چندمرتبہ مجھ کو لکھا کہ کوئی عالم علمائے
متدین سے میرے پاس بھیجدیجیے جو مرتشی نہ ہون اور مسائل فقہ سے واقفیت رکھتے ہون
تا بندہ ہر واقعہ و حادثہ مین بموجب روایات فقہ کے حکم کرتا رہے تو اسطرف سے ان کو
لکھا گیا کہ آن صاحب نوکر فرنگیون کے ہین اور آپ نوکری سے مجبور رہین مبادا وہ لوگ

Marfat.com

ا مشروع کی تعمیل کیلیے حکم دیوین اور جس عالم کو ہم بھیجین اُن کو فرنگیون کے ساتھ
ا طا کرنا ضرور پڑے اور اسوجہ سے امور اسلام مین سُستی ہووے تو پھر اُنھون نے بتاکید
م مجھکو لکھا کہ ہرگز اس عالم کو اختلاط فرنگیون کے ساتھ نہ ہوگا نہ اُن کو حکم نامشروع کی
ل کے لیے تکلیف دی جاوے گی بلکہ وہ عالم کسی علیحدہ مکان مین شہر مین مستقل طور
ود قیام پذیر رہین گے اور موافق شرع محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے بے تامل د
سواس حکم دیتے رہین گے جب اُن کے خطوط اس مضمون کے وارد ہوے تو غور کیا گیا کہ
ے معاملات کفار کے ساتھ کرنا کہ یہ مدد کرنا ہی رواج دینے مین احکام شرعیہ کے شرعاً جایز
یا ناجائز ہی تو حق تعالیٰ کی توفیق سے یہ آیت دل مین گذری وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ
تَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ قَالَ
عَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۝ یعنے اور کہا بادشاہ نے کہ لے آؤ میرے
س اُن کو یعنے حضرت یوسف علیہ السلام کو کہ مین اُن کو اپنا مقرب بناؤن پس جب بات
ن سے تو کہا تحقیق کہ آپ آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ امانت دار ہین تو کہا
رت یوسف علیہ السلام نے تو مقرر کر مجھ کو زمین کے خزانون پر تحقیق کہ مین نگہبانی کرنے والا
ب جاننے والا ہون قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَىٰ جَوَازِ طَلَبِ التَّوْلِيَةِ وَإِظْهَارِ
مُسْتَعِدٌّ لَهَا وَالتَّوَلِّي مِنْ يَدِ الْكَافِرِ إِذَا عَلِمَ أَنَّهُ لَا سَبِيلَ إِلَىٰ إِقَامَةِ الْحَقِّ
سِيَاسَةٍ إِلَّا بِالِاسْتِظْهَارِ بِهِ یعنی کہا بیضاوی نے کہ یہ دلیل ہی اس امر کے لیے کہ جائز ہی طلب
ت اور اپنی آمادگی تولیت کے لیے ظاہر کرنا اور حاکم مقرر ہونا کافر کی طرف سے جب معلوم
کہ اقامت حق اور سیاست کے لیے سوا اسکے اور کوئی سبیل نہین کہ کافر سے مدد
وے یہ مضمون بیضاوی کے قول مذکور کا ہے اور یہ حکم شریعت سے متعلق ہی اور موافق
ت کے یہ ہی کہ ترک و تجرید و اختیار فقر و ترک کسب طریقت مین سب کے نزدیک اُس
س کو اختیار کرنا چاہیے جس نے بطور خود التزام اس ترک کا کر لیا ہو اور اس امر کا عہد
شخص کے ہاتھ پر کیا ہو اور جس شخص نے کہ التزام اس فقر کا بہ طور خود نہ کیا ہو اور اس امر کا
سی شخص کے ہاتھ پر نہ کیا ہو تو باوجود تعلق کے اُس شخص کو بھی یہ امر حاصل ہو سکتا ہے کہ

Marfat.com

شغل باطنی وذکر وفکر ومراقبہ ومشاہدے مین مصروف رہے حاصل کلام طریقت مین بھی کسب وتعلق کی اجازت ہی شریعت مین بھی کسب وتعلق حرام نہین ورنہ قضاۃ ودیگر اہل کسب توملقین طریقت جائز نہ ہوتی حالانکہ اکثر لوگ قضاۃ واہل کسب سے اولیائے کبار ہوئے ہین اور مرتبہ کمال وتکمیل کو پہونچے ہین تو مبتدی کا کیا ذکر ہی کہ اُسکے لیے کسب وتعلق حرام ہووے البتہ ترک وتجرید طریقت مین عزیمت ہی یعنی بہتر ہی مگر اسکے لیے چند شروط ہین یعنے اہل وعیال نہ ہون اور والدین زندہ نہون کہ اُن کی خدمت فرض ہو اور ایسے دیگر اقارب بھی نہ ہون کہ اُن کی کفالت واجب ہو تو اب خیال کرنا چاہیے کہ اس تعلق مین جسکا بالفعل ذکر ہے کوئی امر ممنوع نہین مثلاً صحبت کفار کی اور سُستی ہونا حدود اسلام مین یا موافقت کفار کی رسوم کفر مین یا خوشامد کفار کی اور مبالغہ کذب مین اور دیگر مفاسد کہ اسمین اُمرا کے مصاحب مبتلا ہوتے ہین اس تعلق مین ہرگز ان امور سے کچھ نہین تو اس کے مباح ہونے مین شریعت اور طریقت مین کچھ شبہ نہ رہا چنانچہ خلفا اور اصحاب کے بارہ مین سُنا ہی اور اولیائے کرام کو دیکھا اور سُنا ہے کہ معلمی اور تعلیم اطفال یہود کی کرتے تھے اور اُن حضرات کو اچھی بشارت ہوتی تھی پھر اس شخص کا کیا ذکر ہے جس نے ہنوز اس وادی مین قدم نہین رکھا اور نہ عنان اپنے اختیار کا ترک وتجرید کے ہاتھ مین دیا ہے تو ان امور مذکورہ کی بنا پر تجویز کی گئی کہ مولوی عبدالحی صاحب اس جگہ سے جاوین اگر وہان کسی طرح کے فساد کا وہم وگمان نہ ہو تو بہتر ورنہ چلے آوین گے جب یہ سب معلوم ہوا تو چاہیے کہ خاطر مبارک کو تردد نہ ہووے اور بطور اجمال یہ بھی ذہن نشین کرنا چاہیے کہ مین نے بھی کچھ عمر ان امور مذکورہ مین صرف کی ہے اور آباو اجداد کا بھی یہی طریقہ دیکھا ہی اور سُنا ہی یکایک بلا حجت شرعی اور بلا لحاظ امور طریقت کے کوئی حرکت نامناسب کہ وہ شریعت وطریقت مین قبیح ہو انشاء اللہ تعالیٰ نہ اپنے لیے اور نہ غیر کیلیے فقیر تجویز کرے گا زیادہ کیا لکھے والسلام والاکرام رقعہ **شاہ غلام علی صاحب**

بنام نامی جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب حضرت سلامت معارج القدس کیسی کتاب ہے اور کس کی تصنیف ہے مصنف نے اسمین کیا لکھا ہے ایکدن کے لیے بھیجدینا چاہیے یا بطور اجمال اُسکے مطالب کو تحریر فرمادین زیادہ کیا عرض کرون

واب ازمولانا صاحب ممدوح شاہ صاحب عرفان مراتب سلمکم اللہ تعالے
د سلام مسنون کے واضح ہووے کہ معارج القدس تصنیف امام غزالی علیہ الرحمۃ کی
ہے یہ کتاب نفس کی معرفت اور نفس کی قوی کی معرفت مین ہی اور اخلاق نفس کی
ذیب اور فساد نفس کی اصلاح کے بیان مین ہی اس کتاب مین یہ بیان بطور حکمت
ہی اور قواعد تصوف وسلوک کی بھی کچھ آمیزش ہی اور کتاب الطاف القدس بیان
ن معرفت نفس کے تصنیف دلی نعمت علیہ الرحمۃ کی ہی اس کتاب مین بیان معرفت، لطائف
س کا صرف موافق قواعد تصوف وسلوک کے ہی فی الحال یہ طریق ثانی نہایت مفید
ر بہت آسان ہی اگر مطالعہ منظور ہووے تو الطاف القدس مطالعہ کرنا چاہیے اور
تاب معارج القدس نہایت مغلق ہی اور فی زمانہ اُسکے مطالب مین غور کرنا نہایت دشوار
ہے زیادہ بجز دعائے مراتب عرفان وکمال کے کیا لکھے والسلام المرقوم ۲۰ رجب سنہ ۱۲۳۶ ہجری قدسی
سوال انسان کا ادراک وشعور بعد موت کے، باقی رہتا ہے اور جو شخص زیارت
یلیے جاوے اُسکو میت پہچانتا ہی اور اُس کا سلام وکلام سُنتا ہے یا نہین۔
واب انسان کا ادراک بعد موت کے باقی رہتا ہی اس امر مین شرع شریف اور قواعد فلسفی
ن اتفاق ہے لیکن شرع شریف مین عذاب قبر وتنعیم قبر متواتر طور پر ثابت ہی اور اسکی تفصیل
یلیے ایک دفتر طویل چاہیے اس امر کی تحقیق کے لیے کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی
لقبور جو تصنیف شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی ہے اور دیگر کتب احادیث دیکھنا چاہیے
رکتب علم کلام مین عذاب قبر ثابت کیا گیا ہے حتے کہ بعضے متکلمین کے نزدیک منکرین عذاب
کافرہین اور عذاب وتنعیم بغیر ادراک وشعور کے نہین ہو سکتا اور ادراک وشعور موتی کا
احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہی کہ زیارت قبور اور میت کو سلام کرنے کے بارہ مین اور
بت سے کلام کرنیکے بیان مین ہے مثلاً ثابت ہی کہ موتی سے کہنا چاہیے اَنْتُمْ سَلَفُنَا
نَحْنُ بِالْاَثَرِ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ یعنے تم لوگ ہم لوگون سے پہلے جانے
لون سے ہو اور ہم لوگ تم لوگونکے بعد ہین اور انشاء اللہ تم لوگون سے ہم لوگ ملنے والے
ن اور بخاری ومسلم مین روایت موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء بدر کے

Marfat.com

ساتھ خطاب فرمایا هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا یعنی کیا پائی تم لوگون نے وہ چیز جس کے
تم لوگون کے پروردگار نے وعدہ کیا تھا سچا تو صحابہ نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُكَلِّمُ مِ
اَجْسَادٍ لَيْسَ فِيْهَا رُوْحٌ یعنی یارسول اللہ آپ کلام فرماتے ہین ان اجساد سے کہ اُن مین روح نہیں
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يُجِيْبُوْنَ یعنی تم لوگ
اُن لوگون سے زیادہ سننے والے نہین لیکن وہ لوگ جواب نہین دے سکتے اور قرآ
مجید مین ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْ
فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ یعنی اور نہ گمان کیجیے اُن لوگون کو کہ قتل کیے گئے ا
تعالے کی راہ مین کہ وہ مردہ ہین بلکہ زندہ ہین اپنے پروردگار کے نزدیک اُن کو رو
دی جاتی ہے وہ لوگ خوش ہین اُس چیز سے کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل سے اُ
دیا حاصل کلام اگر انکار ادراک وشعور اموات کا کفر نہ ہو تو اسکے الحاد ہونے مین کچھ
بھی نہین اور قواعد فلسفیہ سے ثابت ہی کہ روح اس بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی
باقی رہتی ہے اور شعور وادراک بھی باقی رہتا ہے اور لذت روحانی بھی باقی رہ جاتی۔
اور اس امر پر فلاسفہ کا اتفاق ہے صرف جالینوس کا اختلاف ہی اور اسی وجہ سے جالینو
کو فلاسفہ مین شمار نہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ بدن ہمیشہ تحلیل ہوا کرتا ہے اور روح کی ہمہ
ترقی شعور وادراک مین ہوتی رہتی ہے تو مفارقت بدن کی ادراک وشعور کے سلب پر
کیا تاثیر کرسکتی ہے **سوال** اگر ادراک وشعور بعد موت کے باقی رہتا ہی تو جسقدر ادراک
وشعور زمانۂ حیات مین رہتا ہے اُسی قدر ادراک وشعور بعد موت کے بھی رہتا ہے
یا زیادہ ہو جاتا ہی یا کم ہو جاتا ہی **جواب** ادراک وشعور اہل قبور کا بعد موت کے بعضے امو
مین زیادہ ہو جاتا ہے اور بعضے امور مین کم ہو جاتا ہی جس چیز کو تعلق امور غیب سے
اُسمین ادراک وشعور اہل قبور کا زیادہ ہو جاتا ہی اور جس چیز کو تعلق دنیاوی امور سے
اُس مین ادراک وشعور اہل قبور کا کم ہو جاتا ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ التفات اور تو
اہل قبور کی امور غیبیہ مین زیادہ ہوتی ہے اور دنیاوی امور مین کم ہو جاتی ہے اسوجہ
یہ فرق ہوتا ہی کہ اہل قبور کا ادراک وشعور امور غیبیہ کے متعلق زیادہ ہوتا ہی اور دنیاو

Marfat.com

رکے متعلق کم ہو جاتا ہی ورنہ فی نفسہ اصل ادراک وشعور مین فرق نہین ہوتا بلکہ اصل ادرا
ور امور غیبیہ اور دنیادی امور دونون کے متعلق یکسان رہتا ہی بلکہ غور کرنے سے معلوم
تا ہی کہ دنیا مین بھی بحالت حیات باعتبار توجہ والتفات کے ادراک وشعور مین کمی و
تی ہوا کرتی ہی یعنے جسکی توجہ والتفات جس امر کی جانب زیادہ ہوتی ہی اُسکا ادراک
ور بھی اُس امر مین زیادہ ہوتا ہی اور جسکی توجہ والتفات اُس امر کی جانب کم ہوتی
ہے اُسکا ادراک وشعور بھی اُس امر مین کم ہوتا ہی چنانچہ وقایق علمیہ وکلائے دربار خوب
تے ہین اور حُسن عورتون کا اور کیفیت نغمات واوتار کی امیرزادے خوب جانتے ہین اور علماء
غیرہ ان چیزونکے ادراک مین بہت قاصر ہوتے ہین یہ باعتبار کمی التفات وتوجہ اور اُسکی
دتی کے ہوتا ہے **سوال** انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام واولیائے کرام وشہداء وصلحائے
مقام سے بعد وفات کے اس طور سے استمداد درست ہی یا نہین کہ اے فلان بزرگ
تعالے سے میری حاجت روائی کے لیے آپ عرض کرین اور میری سفارش کرین
یرے لیے دُعا کرین **جواب** استمداد اموات سے بلاشبہہ بدعت ہی خواہ قبر کے پاس
رادکی جاوے یا غائبانہ ہو وے صحابہؓ اور تابعین کے زمانے مین یہ امر نہ تھا لیکن اس
ہ مین اختلاف ہی کہ استمداد کرنا بدعت حسنہ ہی یا بدعت سیئہ ہی اور طریقۂ استمداد کے
ف ہونے سے استمداد کے بارہ مین کیا حکم بھی مختلف ہوتا ہی تو اگر استمداد اس طریقے سے
جاوے جو سوال مین مذکور ہی تو ظاہرا جائز ہے اس واسطے کہ اس صورت مین شرک
ہم نہین آتا جیسا کہ بزرگون سے بحالت حیات استمداد کرنا اس طور سے جائز ہے
ن سے عرض کیا جاوے کہ درگاہ الٰہی مین میری حاجت روائی کیلیے آپ دعا
تجا کرین اور اگر اموات سے استمداد کسی دوسرے طریقے سے ہو تو اس طریقے کے موافق
ہوگا اور حدیث شریف مین حاجت روائی ہونیکے لیے اسقدر آیا ہے۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ
نِیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اِنَّ رَجُلًا ضَرِیْرَ الْبَصَرِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
لَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّعَافِیَنِیْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ
بَرْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قَالَ فَادْعُہُ قَالَ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ

Marfat.com

فَيُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ
بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ لِيَقْضِيَ لِيْ حَاجَ
هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ یعنے روایت
حضرت عثمان بن حنیف رض سے کہ ایک شخص نابینا خدمت مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی
ہوا اور عرض کیا کہ آپ دُعا کرین اللہ سے اسواسطے کہ اللہ تعالی مجھ کو شفا بخشے تو آنحضر
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمھاری خواہش ہو تو دعا کرون اور اگر تم چاہو تو صبر کرو
اور یہ تمھارے لیے بہتر ہی تو اُنھون نے عرض کیا کہ آپ دُعا کرین تو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اُن کو حکم دیا کہ وضو کرو اور احتیاط سے وضو کرو اور یہ دُعا کرو اَللّٰهُمَّ آخ
حدیث تک یعنی اے پروردگار سوال کرتا ہون تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہون تیری جانب
بذریعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث رحمت کے لیے
ہوئے ہین مین متوجہ ہوا آپکے ذریعے سے اپنے پروردگار کی طرف تا پروردگار میری یہ
حاجت پوری فرما دیوے اے پروردگار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے
حق مین قبول فرما روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور ایسا ہی مشکوٰۃ شریف مین ہے
سوال کوئی صاحب باطن یا صاحب کشف کسی صاحب باطن یا صاحب کشف کی
قبر کے پاس مراقبہ کرکے باطن سے کچھ حاصل کر سکتا ہے یا نہین **جواب** حاصل کر سکتا ہے
سوال اُن بزرگون کی زیارت کے لیے کوئی دن مقرر کرنا یا اُن بزرگونکے عرس کا دن
مقرر کرنا درست ہی یا نہین **جواب** زیارت قبور کے لیے کوئی دن مقرر کرنا بدعت ہی اور فی
اصل زیارت جائز ہی اور تعین وقت کی سلف مین نہ تھی یہ بدعت اس طرح کی ہے جو
فی نفسہ جائز ہی صرف خصوصیت وقت کی بدعت ہے جیسا کہ مصافحہ بعد عصر کے ہی کہ ملک
توران وغیرہ مین مروج ہی اور عرس کا دن اگر اس غرض سے مقرر کیا جاوے کہ جس بزرگ
کا عرس ہووے وہ یاد رہین اور اُسوقت اُن کے حق مین دعا کیجاوے تو اسمین کچھ
قباحت نہین لیکن دعا کرنیکے لیے خاص اُسی دن کا التزام کر لینا یہ بھی اسی طرح کی
بدعت ہی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے **سوال** قبر پر پانی چھڑکنا اور پھول اور دوسری کوئی چیز

Marfat.com

شبو کی رکھنا درست ہی یا نہین اور اُس میت کو سرور ہوتا ہی یا نہین **جواب** قبر پر پانی چھڑکنا بعد دفن کرنیکے ثابت ہی
لیکن بعد دفن کے کچھ دن گذر جانے پر پانی چھڑکنا شرعاً ثابت نہین لیکن اگر قبر خام
ہو اور اُسکے استحکام کیلیے پانی چھڑکا جاوے تو اُسمین کچھ قباحت بھی نہین اور ایسا ہی
گر پانی چھڑکنے سے یہ منظور ہو کہ جانوران چرند و پرند کی نجاست قبر سے دور کی جاوے
ور قبر پاک کی جاوے تو اُسمین بھی کچھ قباحت نہین اور اگر یہ سب منظور نہو تو پانی چھڑکنا
دعت ہی اور پھول اور خوشبو کی چیز قبر پر رکھنا اس سے ماخوذ ہے کہ میت کے کفن
ین کافور وغیرہ خوشبو کی چیزین لگانا شرعاً ثابت ہی اور بعد دفن کے تو میت قبر کے
اندر رہتی ہے البتہ یہ چیزین قبر پر رکھنے سے اُس میت کی مشابہت جدید میت کے
ساتھ ہوتی ہے تو احتمال ہے کہ خوشبو کی چیز قبر پر رکھنے سے میت کو سرور ہوتا ہے
س واسطے کہ اس حالت مین روح کو خوشبو سے بہت لذت حاصل ہوتی ہے
ور روح تو باقی رہتی ہی اگرچہ وہ حاسہ جسکے ذریعہ سے خوشبو روح کو زندگی مین
پہونچتی ہی بعد موت کے حالت حیات کے مانند باقی نہین رہتا لیکن یہ امر اس قیاس
ے معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً ثابت ہی کہ میت کو بعد موت کے لذت اور خوشی معلوم ہوتی ہی
چنانچہ احادیث صحیحہ مین آیا ہی فَبَايِنَهٗ مِنْ زَوْجِهَا وَطِيْبِهَا یعنی پہونچتی ہی میت کو سرور ہوا بہشت
کی اور خوشبو بہشت کی اور شہدا کے حق مین قرآن مجید مین وارد ہی یُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ
یعنی شہدا کو روزی دیجاتی ہی اور وہ خوش ہوتے ہین تو اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے
کہ قبر پر خوشبو کی چیز رکھنے سے میت کو سرور ہو سکتا ہی **سوال** میت کی نذر ماننا اور قبر کو
چادر سے چھپانا اس بارہ مین کیا حکم ہے **جواب** اموات کے لیے جو نذر کیجاتی ہی اُسمین
تفصیل ہی۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری کی کتاب الصوم مین مذکور ہے اور اسکی عربی عبارت
کا ترجمہ یہان لکھا جاتا ہی اور وہ ترجمہ یہ ہی کہ اکثر عوام جو نذر مانتے ہین اُسکی صورت یہ ہی
کہ بعضے بزرگون کی قبر کے پاس وہ جاتے ہین اور قبر کا پردہ اُٹھا کر مثلاً یہ کہتے ہین کہ اے
سید فلان اگر میری حاجت روائی ہو جائے تو آپکے لیے اسقدر روپیہ اپنی طرف سے نذر
کرتا ہون ایسی نذر بالاجماع باطل ہے البتہ اگر کہا جاوے کہ اے خدا مین نے تیرے لیے

Marfat.com

نذر مانی ہے کہ اگر تو فلان مریض کو شفا بخشے یا ایسی ہی کوئی دوسری مراد پوری ہونیکے لیے کہے تو کھانا اُن فقراکو دون گا جو سید نفیس کے دروازے پر ہین یا بجائے سید نفیس کے کسی دوسرے شخص کا نام لیوے یا یہ کہے کہ اے خدا اگر تو میری فلان مراد پوری کرے تو مسجد کے لیے چٹائی خرید کردن گا یا اُس مسجد کی روشنی کیلیے روغن زیتون خرید کردن گا یا جو شخص مسجد کی خدمت کرتا ہی اُسکو روپیہ دون گا یا اور کوئی ایسا امر کہے جسمین فقرا کا فائدہ ہووے تو ان صورتون مین نذر جائز ہی اور جو نذر خدا کے لیے مانی جاتی ہی اور شیخ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُس سے یہی مطلب ہوتا ہی کہ نذر شیخ کے بارے مین صرف کی جاوے گی تو وہ نذر مستحقان نذر کے لیے جائز ہے یعنی فقرا مین صرف ہونا چاہیئے اور صاحب علم کو وہ نذر دینا اسوجہ سے جائز نہین ہو سکتا کہ اُسکو علم ہے البتہ اگر وہ غنی نہ ہو تو جائز ہے اور جو لوگ شیخ کے حضور مین رہا کرتے ہون تو اگر وہ فقیر ہون تو اُن کو دینا چاہیئے اور اگر غنی ہون تو اُنکو بھی نہ دینا چاہیئے تو اِس سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس جو کوئی چیز خاص میت کی نذر کی نیت سے لے جاتے ہین وہ بالاجماع حرام ہے البتہ جب یہ نیت ہو کہ وہ چیز زندہ فقیرونکے مصرف مین آوے یعنے میت کے لیے صرف ثواب رسانی مقصود ہووے تو یہ جائز ہی اور اکثر عوام نذر ممنوع مین مبتلا ہین یہ مضمون فتاوی عالمگیری کی عبارت کا ہی اور چادر سے قبر چھپانا تو حرکت ہی نہ کرنا چاہیے اور ایسا ہی قبر کے گرد چہار دیواری بنانا اور قبر پر چھت بنانا ہی تاکہ دیوار سے تو فائدہ ہوتا ہی کہ حیوانات موذی کے کھودنے سے قبر محفوظ رہتی ہی اور ایسا ہی چھت سے فائدہ ہوتا ہی کہ چڑیون کی بیٹ وغیرہ سے قبر محفوظ رہتی ہے اور قبر کو چادر سے چھپانے سے صرف زینت و خوشنمائی بیجا منظور ہوتی ہی اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ تُكْسَى الْحِجَارَةُ وَالطِّيْنُ ۔ یعنے منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ کپڑا پہناؤ پتھر اور مٹی کو واللہ تعالیٰ اعلم

سوال مسئلہ وحدت وجود کا مسلک صوفیۂ کرام کا ہے اور علمائے متکلمین کو اس سے انکار ہے تو اگر ہم لوگ صوفیۂ کرام کی تقلید کرین اور اپنا اعتقاد اُن کے مسلک کے موافق درست کرین تا صوفیۂ کرام کے عقیدہ پر ہم لوگون کا حشر ہووے اور پیروی اہل حق کی کرنا

Marfat.com

درست ہی یا نہین اور جو طالب کہ ہنوز صوفیہ کے مرتبہ پر نہ پہونچا ہو اور نہ عالم متکلم ہو تو وہ اس کے
ارہ مین کس فریق کی تحقیق کو حق جانے اور اگر مسئلہ وحدت وجود کا حق ہی تو مجتہدین نے
ہ علما و عرفا ہونے ہین کیون تلقین و فہمائش اس مسئلہ کی ہر مسلمان کو نہ کی اور بطور اجمال
تب کلام مین کیون بیان نہ کیا اور عقیدہ حق سے کیون چشم پوشی کی۔

واب مسئلہ وحدت وجود کا حق ہی اور بطابق واقع کے ہی اس واسطے کہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے یہ ثابت ہی
چنانچہ رسالہ ادلۃ التوحید شیخ علی مہایمی گجراتی مین یہ مسئلہ نہایت شرح و بسط کے ساتھ
ذکور ہے اور علمائے متکلمین کو جو اس مسئلہ سے انکار ہی اسکی دو وجہ ہی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ
سئلہ نہایت دقیق و باریک ہے اور اسوجہ سے بہت شبہات عقلیہ و نقلیہ اس مسئلہ پر وارد
وتے ہین متکلمین اُن شبہات کے حل کرنے پر قادر نہ ہوئے تو مجبور ہو کر اس مسئلہ کا انکار
یا یہ حال اُن متکلمین کا ہے جو اُس بارہ مین ظاہر شرع کے خلاف کہتے ہین اور دوسری
جہ یہ ہی کہ یہ مسئلہ وحدت وجود کا اسرار سے ہے شریعت اور دین اسکے جاننے پر موقوف
ین بلکہ عوام کو اس مسئلہ کی تلقین کرنا گویا الحاد کا دروازہ کھولنا ہی اور اس سے شر و فساد
ں بنا قائم ہوتی ہے اور احکام شرعیہ مین سستی ہوتی ہی تو چونکہ یہ مسئلہ باریک
و اس واسطے اسکا بیان کتب عقائد مین منع ہے اور علما کے نزدیک واجب ہی کہ اس
سئلہ سے زبان بند رکھی جاوے چنانچہ حدیث شریف مین ہی اِذَا ذُکِرَ الْقَدَرُ فَاَمْسِکُوْا
اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِکُوْا وَاِذَا ذُکِرَ النُّجُوْمُ فَاَمْسِکُوْا۔ یعنی جب مسئلہ تقدیر کا ذکر ہووے
پ رہو اور جب میرے صحاب کا ذکر ہووے تو چپ رہو اور جب نجوم کا ذکر ہووے
چپ رہو تو معلوم ہوا کہ تفصیل و تفتیش و تحقیق ایسے مسائل دقیق کی اس امر کے لیے باعث
تی ہے کہ خود گمراہ ہووے اور دوسرے کو گمراہ کرے یہ حال محققین متکلمین کا ہی لیکن تاہم
ہے متکلمین نے اجمالی طور پر اپنی تصانیف مین اس مسئلہ کی جانب اجمالی اشارہ کیا ہے
نچہ امام غزالی اور امام رازی وغیرہما اس فن کے آئمہ نے اپنی تصانیف مین یہ مسئلہ ذکر
یا ہے اگر اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق منظور ہووے تو کتاب تنبیہ المجوبین مطالعہ کرنا چاہیے
حاصل کلام انکشاف اس مسئلہ کا ابتداءً دلایل سے نہ ہوا بلکہ صرف موہبت و معرفت کے

ذریعہ سے یہ مسئلہ معلوم ہوا اور انکشاف اس مسئلہ کا کتابونکے مطالعہ سے نہین ہوتا بلکہ درود حالات سے اس مسئلہ کا انکشاف ہوتا ہی البتہ اگر کوئی یہ چاہے کہ اپنا حسن ظن اُن اولیاء اللہ کی شان مین باقی رکھے جن حضرات نے اس مسئلہ مین کلام کیا ہے تو چاہیے کہ وہ ایسے حضرات سے بد اعتقاد نہ ہوئے اور رسائل توحید مین نظر کرے تا اس مسئلہ کے دلایل عقلیہ ونقلیہ سے واقفیت ہو جاوے اور حضرات اولیاء اللہ کی شان مین اعتقاد فاسد نہ ہوے اور اس غرض سے اس مسئلہ کی تحقیق کرنا مناسب ہی ورنہ عقل وفکر سے یہ مسئلہ معلوم نہین ہوسکتا چنانچہ صوفیہ کرام نے فرمایا ہے هُوَ طُوْرٌ وَرَآءَ طَوْرِ الْعَقْلِ یعنے یہ ایک جداگانہ طور ہے عقل کے طور پر نہین اور یہ بھی کہا ہے کہ قلندر جو کچھ کہتے ہین وہ اپنا دیکھا ہوا کہتے ہین. اور عامی جواب تک اس مرتبہ کو نہ پہونچا اور نہ عالم علم کلام کا ہوا اُس کو لازم ہے کہ اجمالی طور پر جانے کہ صوفیہ صافیہ نے جو کچھ کہا ہے وہ حق ہے اور میرا فہم وہان تک نہین پہونچتا ہے جیسا کہ ایمان متشابہات قرآن شریف پر ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ علمائے متکلمین معتبرین نے اس مسئلہ کا صریح انکار نہین کیا ہے بلکہ سکوت اختیار کیا ہے اور اسکے بیان سے زبان بند رکھی ہے اور اسکی وجہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی ہے البتہ مقلدین علمائے متکلمین نے اُن کے سکوت کو انکار گمان کیا ہے مثلاً علامۂ تفتازانی اور قاضی عضد اور دیگر متاخرین کا ایسا ہی خیال ہوا ہے لیکن ظاہر ہے کہ مقتدا اس بارہ مین امام غزالیؒ اور امام رازیؒ اور اس درجہ کے اور علماء ہین اور مقتدا اس بارہ مین علمائے متاخرین نہین سوال اگر کوئی شخص قرآن شریف یا کوئی آیت قرآن شریف کی کھانے پر پڑھے تو اس بارہ مین کیا حکم ہے ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن شریف کھانے پر پڑھنا ایسا ہے کہ گویا جائے ضرور مین پڑھنا ہے نعوذ باللہ من ذلک جواب ایسا کہنا جائز نہین بلکہ بے ادبی ہے البتہ یہ کہے کہ ایسی جگہ یعنے جس جگہ لوگ کھانا کھانے مین مصروف ہون وہان قرآن شریف پڑھنے مین بے ادبی ہے تو اُسمین قباحت لازم نہین آتی اور یہ بھی اُسوقت ہے کہ بطور وعظ وپند کے نہ پڑھا جاوے ورنہ بطور وعظ وپند کے اور شرک وبدعت سے منع کرنے کی غرض سے ہر جگہ قرآن شریف پڑھنا جائز ہی بلکہ بدعت دفع کرنے کے لیے پڑھنا واجب ہوتا ہی

Marfat.com

سوال اگر کوئی شخص کوئی جانور کسی کی منت مانے تو وہ جانور حرام ہو جاتا ہی یا نہین اور
رگون کی منت کا کھانا جائز ہے یا نہین، اور جو کھانا کہ اولیائے متوفی کی نیت سے پکا کر
بھیجتے ہین وہ کھانا جائز ہے یا نہین جواب جانور اس صورت مین حرام ہو جاتا ہی اور دوسری
بان چیز جو بطور منت کے ہو وہ بھی کھانا قریب حرام کے ہی بشرطیکہ نذر غیر اللہ کی نیت ہو
یسا کہ گلگلا شیخ سدو کا اور سہ منی بو علی قلندر کی اور اس طرح کا اور کھانا بھی ہوتا ہے۔
روٹی اور حلوا اس غرض سے پکاتے ہین کہ خیرات کرتے ہین اور مردون کو ثواب رسانی
تے ہین اور دوسرے کھانے کے مانند اُس کو تبرک نہین جانتے تو اگر محتاجون کو دیوین
ر اُن پر احسان نہ رکھین اور برادری مین وہ بہ طور بھاجی و بجرے کے تقسیم نہ کرین تو
ہین ثواب کی اُمید ہی اور اہل میت کے گھر تین دن تک کھانا بھیجنا چاہیے۔
سوال اگر کوئی شخص قبور اولیاء اللہ کے مصارف کے لیے اراضی معین کرے تو اس اراضی کا
لہ کھانا اُن قبر کے خدام کے لیے یا کسی دوسرے کے لیے جائز ہے یا نہین اور نقد روپیہ
قبر پر رکھدیتے ہین تو وہ روپیہ مصرف مین لے آنا خدام یا کسی دوسرے کے لیے
ائز ہے یا نہین جواب مصارف قبر کا کوئی شرعی معنی نہین سوا اُسوقت کے کہ
ب مردہ دفن کیا جاتا ہے یعنی اُسوقت قبر کھودنے وغیرہ مین جو صرف ہوتا ہی وہ البتہ
صرف قبر کا شرعاً ثابت ہی اور اگر کوئی شخص اپنی ملک خاص کی اراضی خادمان قبر کیلیے
ف کرے تو خادمون کے لیے جائز ہے کہ اس اراضی کا غلہ کھاوین بشرطیکہ وہ شرط
رمت بجا لاوین اور وہ شرط یہ ہی کہ لوگون کو قبر کا طواف اور سجدہ کرنے سے منع کرین
ر امور ممنوعہ سے لوگون کو بچاوین اور نقد و جنس بطور نذر و منت قبر پر رکھنے سے منع
ین اور ایسی چیزون کو دفع کرین اور اگر شرط خدمت نہ بجا لاوین تو اُن کے لیے اس
حنی کا غلہ کھانا حرام ہے سوال اراضی اپنے پاس رہن رکھنا اور اُسکی آمدنی سے
ح پر ہونا درست ہی یا نہین اور اگر راہن اراضی کی آمدنی مرتہن کو ہبہ کر دیوے
ائز ہی یا نہین جواب رہن رکھنا اراضی مملوکہ کا درست ہی اور اُس پر قبضہ رکھنا بھی
ز ہے اور اُسکی آمدنی بھی لینا قبضہ رکھنے مین داخل ہی لیکن چاہیے کہ اُسکی آمدنی جمع کرے

Marfat.com

اور اس کو اپنے روپیہ مین یعنے اُس اراضی پر جو روپیہ قرض دیا ہی اُس روپیہ مین اُس آمدنی کو محسوب کرے تو جب اپنا روپیہ راہن سے وصول کرے تو چاہیئے کہ اس اراضی کی جس قدر آمدنی اُسکو ملی ہو وہ سب اُس قرض کے روپیہ مین سے منہا کر دیوے اُسکے بعد اگر مرتہن کا کچھ روپیہ باقی رہ جاوے تو صرف اُسی قدر روپیہ راہن سے لیوے اور یہی حکم کرایہ حویلی و مکانات و آمدنی باغ کا ہی کہ اُن چیزون کو کرایہ وغیرہ پر دیوے اور وہ آمدنی وصول کرے اور اُسکو اپنے قرض کے روپیہ مین محسوب کرے اور یہ ہبہ صحیح نہین کہ راہن اراضی وغیرہ شے مرہونہ کی آمدنی مرتہن کو ہبہ کر دیوے اسواسطے کہ ہبہ مین شرط ہے کہ موہوب لہ کا قبضہ شے موہوبہ پر ہو جاوے اور یہ قبضہ اس طور پر ہووے کہ واہب اپنی کوئی چیز ملوکہ اپنی ملک سے جدا کرے اور موہوب لہ کی ملکیت اُس چیز کو قرار دیوے اور موہوب لہ کو قبضہ کرا دیوے تو جبکہ بوقت رہن شے مرہونہ کی آمدنی ہنوز راہن کی ملکیت مین نہین آئی ہے اور راہن کا خود اپنا قبضہ اُس آمدنی پر نہین ہوا ہے تو اسوقت شے مرہونہ کی آمدنی کا ہبہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہی اگر کوئی شخص کہے کہ یہ ہبہ ہر سال اور ہر مہینے مین ہوتا ہی اس طور پر کہ وہ آمدنی مالک زمین کی ملک مین اول آتی ہے پھر وہ آمدنی اُس مالک کی ملک سے خارج ہو کر مرتہن کی ملک مین آجاتی ہے تو اُس شخص سے پوچھا جائے گا کہ وہ آمدنی مالک کی ملک سے کیونکر خارج ہو جاتی ہے اگر پہلے جو معاملہ ہبہ کا ہوا تھا اُسی اعتبار سے ہر سال و ہر ماہ ایسا ہوا کرتا ہی تو یہ غلط ہی اس واسطے کہ اسوقت اس آمدنی پر نہ راہن کا خود اپنا قبضہ تھا اور نہ اُس نے اُس آمدنی پر مرتہن کا قبضہ کرایا اور اگر ایسا معاملہ ہبہ کا ہر سال اور ہر ماہ کیا جاوے تو یہ معاملہ متعلق رہن نامہ کے نہین تو بہرحال شے مرہونہ کی آمدنی ہمیشہ مالک یعنی راہن کی ملک مین داخل ہوتی ہی اور مرتہن کا قبضہ اُس آمدنی پر بطور نائب کے راہن کی طرف سے رہتا ہے اور فی الواقع وہ آمدنی ملک مین راہن کے رہتی ہے تو اگرچہ وہ آمدنی مرتہن کے پاس ہو لیکن شرعاً وہ آمدنی راہن کے قبضہ مین متصور ہوگی اس واسطے کہ مرتہن شے مرہونہ کی آمدنی تحصیل کرنے اور جمع رکھنے کے بارہ مین راہن کا صرف نائب ہی یعنے صرف بطور کارندہ و گماشتہ کے ہی اور زمانہ حال مین جو رسم و رواج ہی اگر اُسکے موافق یہ حیلہ کیا جاوے کہ مرتہن وہ آمدنی راہن کو دیوے

Marfat.com

اور راہن اُس پر قبضہ کر کے مرتہن کیلیے ہبہ کر دیوے تو یہ بھی درحقیقت سود ہی اس واسطے کہ
یہ بیچارہ راہن اگر مرتہن کو وہ آمدنی نہ دیدیوے تو مرتہن راہن سے خوش نہ ہوگا اور اس معاملہ پر
راضی نہ ہوگا بلکہ رہن کا معاملہ فسخ کر دیوے گا تو اس زمانہ کے لوگ جو ایسا معاملہ کرتے ہین یہ صرف
حیلہ سود خواری کے لیے نکالا ہی حالانکہ اس حیلہ سے کچھ فائدہ نہین اور از روے فقہ کے یہ مطلقاً
ناجائز ہی اور سود مین داخل ہی شیطان دشمن انسان کا ہی اور وہ چاہتا ہے کہ جس حیلہ سے
ممکن ہو انسان کو دوزخ کی طرف لیجاوے اور یہ شیطان کا مغالطہ ہی کہ لوگ ناقص عقل اس
ہبہ کو مباح جانتے ہین اگر مباح نہ سمجھین تو کیونکر شیطان کے قبضہ مین آوین **سوال** ربیع الاول
مین کھانا پکانا اللہ تعالی کی رضامندی کیلیے اور اُس کا ثواب حضرت سرور کائنات صلی اللہ
تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کو پہونچانا شرعاً صحیح ہے یا نہین اور ایسا ہی محرم مین کھانا پکا کر اسکا
ثواب حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور دیگر آل اطہار سید مختار کو پہونچانا صحیح ہی یا نہین
جواب انسان کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب بزرگون کو پہونچاوے لیکن اس کام کیلیے
کوئی وقت اور دن اور مہینہ مقرر کرنا بدعت ہی البتہ اگر کوئی نیک کام ایسے وقت مین خاصکر کے
کرے کہ اُسوقت مین ثواب زیادہ ہوتا ہی تو اُسمین مضائقہ نہین مثلاً ماہ رمضان شریف
مین کہ اس ماہ مبارک مین بندۂ مومن جو عمل نیک کرتا ہی اُس عمل کا ثواب ستر درجہ زیادہ
ہوتا ہی تو کوئی عمل نیک خاصکر کے بہ نیت زیادتی ثواب اس ماہ مبارک مین کرے تو اُس مین
کچھ قباحت نہین بلکہ بہتر ہی اس واسطے کہ خود حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امر
کی ترغیب فرمائی ہے چنانچہ یہ امر حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰؓ کے قول سے ثابت ہی اور جس
چیز کے بارہ مین صاحب شرع کی جانب سے ترغیب اور تعیین وقت کی ثابت نہین وہ عبث
ہی اور خلاف سنت ہے اور مخالفت سنت کی حرام ہے لیکن ہرگز جائز نہین البتہ اگر چاہے تو خفیہ
طور پر خیرات کرے جس دن ہو سکے تا ظاہر ہونے سے رسم قرار نہ پاجاوے **سوال** اگر
کوئی شخص ایسی قوم سے ہو جسکی عورتین پردہ نہ کرتی ہون اور وہ شخص امام ہووے تو اُسکے
پیچھے نماز مین اقتدا کرنیکے بارہ مین کیا حکم ہے **جواب** پردۂ شرعی شریعت مین یہی ہے
کہ عورت سر سے قدم تک چادر اوڑھے رہے تو اگر کسی کے گھر کی عورتین بغیر چادر کے پھرا

Marfat.com

کرتی ہون لیکن زناکاری اُن عورتون کی لوگون مین مشہور نہ ہو تو نماز مین ایسے شخص کے پیچھے اقتدا کرنا مکروہ ہے اور اگر زناکاری اُن عورتون کی مشہور ہو تو اُس شخص کے پیچھے اقتدا کرنا حرام ہے اور مردون پر فرض ہے کہ اپنی عورتون کو زناکاری اور بے پردگی سے باز رکھین اور اگر وہ باز نہ آوین تو اُن کو طلاق دیدینا چاہیئے ورنہ جو لوگ اپنی عورتون کو زناکاری و بے پردگی سے باز نہ رکھین گے وہ دیوُث ہون گے ایسے لوگون کے پیچھے نمازمین اقتدا کرنا منع ہی لیکن اگر وہ لوگ خواندہ ہون تو اُن کے پیچھے نمازمین اقتدا کرنے سے نماز جائز ہوجاویگی اُسکی قضا لازم نہ ہوگی اسواسطے کہ ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نمازمین اقتدا کرنا جائز ہے نماز ہو جاتی ہے **سوال** جب عورت نافرمانی اور خطا کرے تو اُسوقت طلاق دینا جائز ہی یا نافرمانی پر موقوف نہین جب چاہے طلاق دے دیوے **جواب** طلاق کا دینا دو طور پر ہی ایک مسنون ہے اور دوسرا مباح ہے مسنون یہ ہی کہ بلا سبب طلاق نہ دیوے اس واسطے کہ طلاق دینا اللہ تعالے کے نزدیک چیزہائے پسندیدہ سے نہین بلکہ طلاق دینا مجبوری کی حالت مین مباح ہے اور مباح اُسکو کہتے ہین جس مین آدمی کو اختیار دیا گیا ہے تو اگر کوئی شخص بلا سبب بھی طلاق دیوے تو طلاق واقع ہو جاوے گا اور عورت اُسکی اطاعت سے باہر ہو جاوے گی اور اگر خالص نیت یہ ہی کہ طلاق دیکر دوسرا نکاح کیا جاوے تا زیادہ نکاح کرنے سے زیادہ ثواب نکاح کرنے کا حاصل ہووے تو یہ قریب سنت کے ہی بلکہ خلفائے راشدین کی سنت مین داخل ہے چنانچہ حضرت امام حسن رضؓ عورتون سے نکاح کرتے تھے اور پھر اُن کو طلاق دیدیتے تھے اور پھر دوسری عورتون کے ساتھ نکاح کرتے تھے اور ایسا بہ نیت ثواب کرتے تھے تو جبکہ خالص نیت ثواب کی ہو تو یہ امر طلاق کے مسنون ہونیکے لیے کافی سبب ہو سکتا ہی اور اس امر کا سبب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ چاہتا ہون کہ زیادہ قوم اہل اسلام کو میرے سبب سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ مصاہرت کا حاصل ہو جاوے اور یہ رشتہ اُن لوگون کے حق مین قیامت مین کام آوے۔ **سوال** کتب معتبرہ عقائد کے متون اور شروح مین لکھا ہی کہ کفار ہمیشہ دوزخ مین رہین گے اور مومنین جنت مین جاوین گے خواہ بلا عذاب کے جاوین یا بعض مومنین بعد عذاب کے جنت مین

Marfat.com

خل کیے جاوین تو اُن لوگون مین جو جنت مین جاوین گے مشرکین اور اہل کتاب اور
ں بدعت کہ اُن کی ہوائے نفسانی کفر تک پہونچی ہے اور تکفیر کرنے والے شیخین کے اور
سرے لوگ جو منکر ضروریات دین کے ہون داخل ہین یا نہین اور یہ جو آیہ ہی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ
یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ الآیہ یعنے اللہ تعالے نہین بخشے گا یہ کہ
ک کیا جاوے ساتھ اُسکے اور بخشے گا اُسکے سوا جسکو چاہے تو اِس کلام پاک سے
مال ہوتا ہی کہ کفار غیر مشرکین کی بھی مغفرت ہو گی اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہی
ار کے سوا اور سب لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اور قید مشرکین کی کتب عقائد
نہین لکھی ہے اور چوتھے مرتبہ مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت باقی
بون کی فرماوینگے اور حکم ہوگا کہ اب آپ کی شفاعت سے نہ بخشون گا مگر آخر مین
وگ بخشے جاوین گے تو وہ کون لوگ ہین یہی کفار غیر مشرکین ہین یا وہ مومنین ہین
کے دل مین ذرہ ایمان ہی اِسکی تفصیل اور آیۂ مذکورہ کا ترجمہ تحریر فرماوین اور یہ کہ
یُشْرَکَ سے مراد ہی یہ کن لوگون کے بارہ مین ہی **جواب** علما کا اجماع اس پر منعقد ہے
ود نار کا عذاب خاصہ کفر کا ہے مطلقاً خواہ شرک ہو یا انکار نبوت کا یا انکار احکام
ن کا ہو اسمین کچھ فرق نہین اور یہ جو آیہ ہی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ
وْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ تو اس آیہ مین مراد لفظ مادون سے ماسوا نہین ہے
دون واسفل مراد ہی یعنے جو گناہ شرک سے کم ہو تو ایسے گناہ والون سے جسکو
چاہے گا بخشدے گا اور کفر کم شرک سے نہین بلکہ کفر گناہ ہونے مین شرک کے برابر
صل کلام اجماع اہل سنت کا اس پر ہے کہ جو حکم مشرکین کے بارہ مین ثابت ہی کہ ہمیشہ
خ مین رہین گے وہی حکم جملہ کفار کے بارہ مین ہے کہ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے یہ اجماع
دلیل قطعی ہے اس امر کیلیے کہ جملہ کفار ہمیشہ دوزخ مین رہین گے اب یہ امر بیان
دون کہ سند اس اجماع کی کیا ہی اور یہ اجماع معارض اشارہ اس آیہ کے یعنے
ردون ذلک لمن یشاء کے ہو سکتا ہی یا نہین تو اس مسئلہ کی تحقیق علم کلام کی بڑی
ن مین ہے اکثر علماء نے لکھا ہی کہ سب اقسام کفر کے راجع شرک کی طرف ہوتے

Marfat.com

ہوتے ہین اور سب اقسام سے شرک لازم آتا ہی تو کفار کی مغفرت اس آیت سے ثابت
نہین مثلاً اہل کتاب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر ہین تو گویا اُن
اعتقاد یہ ہے کہ معجزات پیغمبر آخرالزمان کے اللہ تعالی کے سوا کسی دوسرے کا فعل ہے حالا
معجزات اللہ تعالی کا فعل ہے واسطے تصدیق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صادر ہوا تو اہ
کتاب کے اس انکار سے لازم آتا ہی کہ خداوند تعالے کے سوا دوسرے مین بھی فعل
معجزہ کا صادر کرنے کی قدرت ہی چنانچہ ان اہل کتاب کا یہی عقیدہ ہی اور یہ عین
شرک ہی اور علی ہذا القیاس جمیع اقسام کفر مین تکلفات کیا ہے لیکن محققین کے نزدیک
دلیل اس اجماع کی آیات کثیرہ ہین جو زیادہ پچاس آیتون سے ہون گی۔ اور اُن سب
آیتون سے لازم آتا ہی کہ کفر کیلیے خلود نار لازم ہے خواہ شرک ہو یا غیر شرک ہو قولہ تعا
اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُ
الْعَذَابَ یعنے فرمایا اللہ تعالے نے کہ تحقیق جن لوگون نے کفر کیا ہماری آیتون کے سا
قریب ہے کہ ڈالین گے ہم اُن کو دوزخ مین جب گل جاوے گا چمڑا اُن کا تو پھران
دوسرا چمڑا بدل دیوین گے تا وہ عذاب چکھین اور مقام محمود کی حدیث مین ہی اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْ
تو یہ صحیح ہے لیکن قرآن منحصر اسی آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ نہین بلکہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُ
اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ بھی داخل قرآن ہے اور اسی سبب سے شیخ عبدالحق رح نے کفار کو مطلق
ذکر کیا قید مشرکین نہ لکھی اور حدیث شفاعت مین جو ہی کہ بقیہ جہنمیون کو اللہ تعالے اپنے ع
سے بخشے گا اور اُن کو دوزخ سے نکالے گا تو اُن لوگون سے مراد وہ مومنین ہین جن کا
ایمان کم ہے اور عمل نیک نہ کیا چنانچہ اسی حدیث مین واقع ہے لَمْ یَعْمَلُوا الْخَیْرَ اَفَطُّ یعنے
کبھی نیک عمل اُن لوگون نے نہ کیا ہوگا اور مراد عمل سے عمل جوارح ہے اصل ایما
مراد نہین اور مفسرین نے مشرکین کو کفار کے شامل لکھا ہی اور کفر کا معنے اصطلاحی شرعی ش
قرار دیا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ کے معنی مفسرین کے نزدیک یہ ہین اِنَّ اللّٰهَ لَا
اَنْ یَّكْفُرَ بِهٖ چنانچہ قاضی بیضاوی نے تفسیر مین آیہ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ کے لکھا ہے تَعَ
لِاَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ مُشْرِكُوْنَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّ

Marfat.com

یہ ابن اللہ الی قولہ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون ولکن خصت عنہا بقولہ تعالے
والمحصنات من الذین اوتوا الکتب من قبلکم و بخبر الرسول صلے اللہ تعالے
علیہ وعلے الہ وسلم وباجماع الامۃ روی الحسن عن جابر بن عبد اللہ قال
قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلے الہ وسلم تزوجوا نساء اہل
الکتاب ولا تزوجوا نساءہم فان قیل کیف اطلقتم اسم الشرک علے من یتنکر
محمد صلے اللہ علیہ وسلم قال ابو الحسین ابن الفارس لان من یقول القرآن کلام غیر اللہ تعالے فقد اشرک باللہ
یعنے یہ آیت ولا تنکحوا المشرکات تمام ہی عورت کتابیہ کیلیے اسواسطے کہ اہل کتب مشرک
اور یہ حکم اللہ تعالی کے قول سے ثابت ہی اُس کا ترجمہ یہ ہی اور کہا یہود نے کہ عزیز
اللہ کے ہین اور کہا نصاریٰ نے کہ مسیح بیٹے اللہ کے ہین اللہ تعالیٰ کے اس قول تک
یشرکون لیکن خاص کی گئی عورت کتابیہ اس قول سے اللہ تعالے کے والمحصنات من
الذین اوتوا الکتب من قبلکم حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اجماع
سے چنانچہ روایت کی حسنؓ نے جابر بن عبد اللہ سے کہ کہا جابر بن عبد اللہ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم لوگ عورتون سے اہل کتاب کے اور نہ نکاح کرو
تمہارے ان عورتون کا ساتھ کافر اہل کتاب کے تو اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ مشرک کا اطلاق
اس شخص پر کیون کیا جو منکر ہو حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تو اس کا
جواب یہ ہی کہ ابو الحسن ابن فارس نے کہا ہے کہ جو شخص کہے کہ قرآن شریف اللہ تعالی کے
سوا دوسرے کا کلام ہے تو اُس نے اللہ تعالی کے ساتھ شرک کیا یہ ترجمہ اوپر کی عربی
عبارت کا ہے تو تحقیق وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا یعنے قرآن شریف کی آیات کثیرہ مین اشارہ
مطلقاً کفار کیلیے خلود نار ہے بلکہ اہل کتاب کے بارہ مین بھی قرآن شریف سے
ثابت خلود نار ثابت ہی چنانچہ قرآن شریف کی اس آیت سے یہ امر ثابت ہی ان الذین
من اہل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیہا ابدا یعنی تحقیق کہ جن لوگون نے
اہل کتاب مین سے اور مشرکین دوزخ کی آگ مین ہمیشہ رہین گے اور اللہ تعالے
اس کلام پاک سے بھی یہ امر ثابت ہی وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ اللہ تعالی کے

Marfat.com

اس کلام پاک تک فَاُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ یعنی اور کہا اہل کتاب نے
کہ ہرگز مس نہ کرے گی ہمکو آگ سوا چند ایام معدودہ کے پھر آخر مین اس آیت کے فرمایا
اللہ تعالی نے کہ وہ لوگ دوزخی ہین وہ لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے اور جملہ اہل بدعت
اور سب اہل ہوا کہ ان کی بدعت کفر تک پہونچی ہے اس آیت مین داخل ہین اِنَّ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ آخر آیہ تک اور مراد ماودن ذلک سے کفر و شرک کے سوا اور
باقی گناہ ہین خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ ہو اور یہ مراد اسوجہ سے کہی جاتی ہے تا جسقدر ادا
اس بارہ مین ہین اُن مین مطابقت ہووے **سوال** علم کلام کے جمیع متون مین مرقوم
ہے کہ صحابی کے بارہ مین طعن نہ کرنا چاہیے اور حدیث شریف مین ہی تَہٗ یَکُوْنُ مِلْکًا عَضُوْضًا یعنے
ہونگے بادشاہ عضوض[1] تو اس حدیث کے مضمون سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ
بادشاہ تھے اس واسطے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیس برس
گذرنے کے بعد حاکم تھے تو اگر کوئی شخص اس حدیث کی بنا پر حضرت معاویہؓ کی شان مین
طعن کرے تو اس مین کیا قباحت لازم آتی ہی اس واسطے کہ ظلم وغیرہ لوازم عضوضیت
سے ہے تو اگر ظلم کی نسبت آپ کی طرف کی جاوے تو اس مین کیا قباحت ہی اور اگر آپ کی
شان مین طعن جائز نہین تو اس حدیث کی توجیہ کیا ہے اور اہل سنت کا عقیدہ اس
بارہ مین کیا ہے اور صحیح مسلم وغیرہ مین مذکور ہے اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ یعنی سب صحابہ عادل
ہین تو توجیہ آپ کی بغاوت اور عضوضیت کے بارہ مین کیا ہے اور آپ کی بغاوت بالاتفاق
ثابت ہی تو باغی کی اہانت کرنے مین کیا قباحت لازم آتی ہے اور بعضے علما آپ کی شان مین
طعن کرنے سے منع کرتے ہین اس کی کیا وجہ ہے اور بعضے آپ کی شان مین لکھتے ہین کہ مجتہد
نہ تھے اور اسی وجہ سے ثابت ہی کہ حضرت علیؓ کی خلافت کے بارے مین جو اجماع ہوا اسمین
حضرت معاویہؓ شریک نہ ہوئے تو آپ کی عدم شرکت سے اس اجماع مین کچھ نقصان لازم
نہین آتا اور یہ قول منافی اُسکے ہے کہ ابو رافع نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا کہ حضرت
معاویہؓ وتر کی نماز ایک رکعت پڑھتے ہین اور یہ خلاف روایت حدیث صحیح کے ہے تو حضرت
ابن عباسؓ نے جواب مین فرمایا انہ فقیہٌ یعنی حضرت معاویہؓ فقیہ ہین یہ صحیح بخاری مین ہے

[1] عضوض کے معنی ہین دانت سے کاٹنے والا اور اس سے مراد جبر ہین ہی

Marfat.com

مشکوٰۃ مین بھی مذکور ہے قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ الخ یعنے کہا حضرت ابن عباس رضؓ نے کہ حضرت معاویہ رضؓ
ہین تو حضرت معاویہؓ کو کیونکر نہ مجتہد کہا جاوے اور حضرت ابن عباس رضؓ کے قول کی توجیہ
ہوگی **جواب** علم عقائد کے متون مین جو مذکور ہی کہ صحابیؓ کی شان مین طعن نہ کرنا چاہیے
ون مین جو لکھا ہی وہ صحیح ہے لیکن روایت کسی حدیث کی جو متضمن کسی وجہ کو وجہ طعن
بعضے صحابہؓ کے بارہ مین ہو تو اُس روایت سے عقائد کے اس مسئلہ مین کچھ حرج لازم
ن آتا اور اصحاب متون کی یہ مراد نہین کہ سب صحابہ معصوم ہین اور کوئی وجہ وجوہ طعن ہے
صحابی مین نہین اس واسطے کہ بعضے صحابی کے بارہ مین شرب خمر ثابت ہوا ہی چنانچہ مشکوٰۃ
ی ہی اور بارہا آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وسلم نے حدود اُنپر قائم کیا ہی
سان بن ثابتؓ اور مسطح بن اثاثہ رضؓ سے قذف کا صادر ہونا ثابت ہوا اور اُن پر حد بھی
ری ہوئی اور ماعز اسلمی سے زنا صادر ہوا اور وہ رجم کیے گئے البتہ صحابہ بہ حیثیت صحابہ
نے کے واجب الاحترام ہین اہل اسلام کو چاہیے کہ صحابہ کی شان مین طعن کی زبان دراز
ین تاوقتیکہ اُن مین سے کسی کا نفاق اور ارتداد قطعی طور پر معلوم نہ ہووے مثلاً ابوذر غفاریؓ
حق مین صحیح بخاری کی حدیث مین وارد ہے اِنَّکَ امْرُؤٌ فِیْکَ جَاهِلِیَّةٌ تو اس سے لوگون کے
یہ کہنا جائز نہین کہ حضرت ابوذرؓ مرد جاہل تھے اور ایسا ہی ابوجہیم کے حق مین جو بہترین
ابہ رضؓ سے تھے صحیح بخاری کی حدیث مین وارد ہی کہ لَا یَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهٖ یعنی یہ کنایہ
اس سے کہ آپ بہت زدوکوب اور سیاست اپنی عورتون اور خادمون کی کرتے ہین
س سے لوگون کے لیے یہ کہنا جائز نہین کہ ابوجہیم مرد ظالم تھے بلکہ اگر اوپر نظر کرین تو یہ
وم ہوتا ہے کہ بعضے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان مین اللہ تعالی کی جانب سے
عتاب آمیز وارد ہوا تو اُمت کے لیے ہرگز جائز نہین کہ بمقتضائے اُن الفاظ کے اُن انبیا
م السلام کی شان مین کچھ کلام کرین مثلاً عَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی حالانکہ حضرت آدم علی نبینا
یہ الصلوٰۃ والسلام کو عاصی و غاوی کہنا کفر ہی اور مثلاً یہ کلام پاک ہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ
کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور یہ کلام پاک ہے اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ
تین شان مین حضرت یونس علیہ السلام کے ہین حالانکہ حضرت یونس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کی شان مین آبق وظالم ولئیم کہنا کسی شخص کے لیے جائز نہین تو متون کی عبا
بھی صحیح ہے کہ بہ لحاظ رعایت ادب کے اُمت کے لوگون کو چاہیے کہ صحابی کی شان مین
طعن نہ کرین اور حدیث مذکور بھی صحیح ہے وہ باعتبار واقع کے ہی اور یہی صحیح عقیدہ اہل سنت
کا ہے شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَھُمْ اور کتب اصول مین جو مرقوم ہے کہ اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ یعنی سب
صحابہ عادل ہین تو اس سے مراد یہ ہی کہ سب صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
سے حدیث روایت کرنیکے بارے مین معتبر ہین ہرگز صحابہ سے کذب روایات حدیث مین ثابت نہ
چنانچہ تجربہ وتحقیق سے ثابت نہ ہوا کہ کسی بارہ مین کسی صحابی نے کچھ دروغ کہا ہے نہ یہ کہ
اُن مین سے کسی سے کچھ گناہ کبھی نہ ہوا ہو چنانچہ عنقریب بیان ہوا ہے کہ ان لوگون مین
سے بعضے حضور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بسبب ارتکاب بعض کبائر کے محدود
ہوئے البتہ صحابہ کبار سے عمداً گناہ صادر نہ ہوئے وہ اس سے محفوظ رہے اور اس مقام مین
اجتہاد وعدم اجتہاد صحابہ مین بحث کرنا مفید نہین اس واسطے کہ اگرچہ مجتہد تھے لیکن بعض
صحابہ سے بعض مسئلہ مین یقیناً خطا ہوئی اسواسطے کہ اجتہاد بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبا
نہین اب حال واقعی کی تحقیق بیان کرتا ہون کہ روایت کی تفتیش وتفحص کے بعد معلوم ہوتا ہی کہ
ان حضرات کو آخر عمر مین رتبہ اجتہاد کا حاصل ہوا تھا لیکن پایۂ علمی کم تھا اور عبور جمیع احادیث
پر نہ ہوا بہ خلاف اُن صحابہ کرام کے جو حضور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے
مرتبہ اجتہاد کو پہونچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مسائل اجتہادیہ کی تصدیق
فرمائی اور اُن صاحبون کو فتویٰ اور اجتہاد کی اجازت فرمائی تھی مثلاً حضرت عمرؓ وحضرت علیؓ
اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم
اور ان کے مانند اور جو صحابہ کرام ہوئے تو جن صحابہ کرام کو مرتبہ اجتہاد کا حضور مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حاصل نہ ہوا تھا ایسے صحابہ کرام کے اجتہاد کی نفی کرنا درست
ہے اس واسطے کہ ایسے صحابہ کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین مرتبہ اجتہاد
کا حاصل نہ ہوا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کے کسی مسئلہ اجتہادیہ کی
تصدیق نہ فرمائی ہے تا اجتہاد اُن کا معتبر اور مفتی بہ ہو سکے اور جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

کہا تو اُس نے بھی درست کہا اس واسطے کہ حضرت معاویہ نے اخیر عمر مین احادیث
اور صحابۂ کرام سے سنین اور اس وجہ سے بعضے مسائل فقہ مین دخل دیتے تھے اور یہی
ہی حضرت ابن عباسؓ کی اس قول سے کہ اِنہٗ فقیہٌ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
ت پر جو اجماع ہوا اور اس اجماع سے حضرت معاویہؓ خارج رہے تو اس سے اُس اجماع مین
ج لازم نہین آتا ہی اس واسطے کہ اُسوقت آپ کا اجتہاد اس درجہ کا نہ تھا کہ آپ
حل وعقد مین شمار ہو سکتے اور علاوہ اِسکے خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محققین
زدیک نص سے ثابت ہی اور نص کے مقابلہ مین اجتہاد کا ہرگز کچھ اعتبار نہین جیساکہ
مُتعہ کے حلال ہونے کا ہی اور یہ مسئلہ حضرت ابن عباسؓ کی جانب منسوب ہی اور ایسا
سئلہ عدم وجوب غسل کا ہے اُس جماع سے جسمین انزال نہ ہوا ہو اور یہ مسئلہ حضرت ابی
عب وغیرہ بعض انصار کی جانب منسوب ہی **سوال** بعض کتابون مین لکھا ہی کہ بعضے
ہ عشرہ مبشرہ سے نماز جمعہ مین حاضر تھے اور مروان نے خطبہ مین حضرت علی کرم اللہ
کو بُرا کہا اور صحابۂ موصوفین نے اُسکے پیچھے نماز پڑھی اور اُسکی تکفیر کا حکم نہ
البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کی وجہ سے مروان پر اُن صحابۂ کرام نے
کی اور اُسکو زجر و توبیخ کیا تعجب ہی کہ اہانت علم وعلما کی کفر ہے چنانچہ یہ مسئلہ اشباہ
ائرین موجود ہے تو اہانت ایسے صحابی اجل کی یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
کفر نہ ہوگی تو ایسی حالت مین صحابۂ کرام نے مروان کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی اور اُس کی
حکم نہ فرمایا صرف زجر و توبیخ پر اکتفا کیا اسکی توجیہ کیا ہی اور سبّ شیخین یعنی شیخین
کہنا کفر ہے تو سبّ یعنی بُرا کہنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیونکر کفر نہ ہوگا یہ ترجیح بلا
یسی ہے حالانکہ بزرگی اور علو مراتب اُن سب صحابہ کرام کا متواتر المعنے ہی اور اس مسئلہ
یا حکم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بعضے قطعی کہتے ہین اور بعضے ظنی
ین چنانچہ امام رازی اور آمدی اور سید شریف اور علامہ تفتازانی سے مولانا شاہ
ق صاحب علیہم الرحمۃ تک ان سب علما مین اس مسئلہ مین اختلاف ہی تو اس اختلاف
وجہ ہے تو اس بارہ مین کیا عقیدہ رکھنا چاہیے اور یزید پر لعن کے بارہ مین

Marfat.com

بعض سے توقف منقول ہی تو اس بارہ مین تحقیق کیا ہے **جواب** حضرات ختنین رض نے
برا کہنے والون کے بارہ مین حکم کفر کا نہ فرمایا ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
بارہ مین خبر ہے کہ وہ مشکوٰۃ شریف مین موجود ہے کہ جب خارجیون نے حضرت عثما
رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو اُسوقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے شخص
اپنی طرف سے مسجد نبوی کا امام مقرر فرمایا حالانکہ وہ ملعون حضرت عثمان رضی اللہ
کو برا کہا کرتا تھا تو لوگون نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اِنَّکَ اِمَامٌ عَادِلٌ وَ
نَزَلَ بِکَ مَا تَرٰی وَیُصَلِّیْ بِنَا اِمَامُ فِتْنَۃٍ فَمَا تَقُوْلُ فِیْ ظَنِّکَ یعنے آپ امام عاد
ہین اور آپ پر تردد آیا ہے جو ہم دیکھتے ہین اور ہم لوگون کے آگے مفسد امام نماز پڑھ
ہے تو اپنی رائے کے موافق اس بارے مین کیا فرماتے ہین تو حضرت عثمان رضی اللہ
نے فرمایا کہ اَلصَّلٰوۃُ اَحْسَنُ مَا یَعْمَلُ النَّاسُ فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَھُمْ فَاِذَا اَسَاءُوْا فَاجْ
اَسَاءَ تَھُمْ یعنے نماز نہایت بہتر عمل ہے لوگون کے اعمال مین سے تو جب لوگ
نیک عمل کرین تو تم لوگ اُن کے ساتھ بھی نیک عمل کرو اور جب لوگ برا عمل کر
تو اُن کے بُرے اعمال سے پرہیز کرو تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت فرمائی کہ لوگ
اس بدعتی کے پیچھے نماز پڑھین تو اگر بالفرض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مروان کے بار
مین کفر کا حکم فرماتے تھے تو اُسکے پیچھے نماز کیون پڑھی جاتی تھی اور حضرت علی رضی ا
عنہ کے حال مین ثابت ہی کہ دار قطنی اور دیگر کتب حدیث مین روایت ہے کہ حضرت ع
کرم اللہ وجہہ سے لوگون نے اہل شام کی بغاوت کا حال پوچھا اَمُشْرِکُوْنَ ھُمْ قَالَ مِنَ الشِّرْکِ
یعنے کیا یہ لوگ اہل شام کے مشرکین سے ہین تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ
لوگ تو شرک سے بھاگے تو پھر لوگون نے پوچھا کہ اَمُنَافِقُوْنَ ھُمْ یعنے کیا یہ لوگ منافقین
شام سے ہین تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا یعنی تحقیق
کہ منافقین اللہ تعالےٰ کو یاد نہین کرتے مگر کم یاد کرتے ہین تو پھر لوگون نے پوچھا کہ اُ
لوگون کے بارہ مین کیا اعتقاد رکھنا چاہیئے اور کیا کہنا چاہیئے تو حضرت علی کرم اللہ وج
نے فرمایا کہ اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا یعنی یہ لوگ مسلمان ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ اور بدعت سے

ہوئے ہین چنانچہ اسی وجہ سے بمقتضائے فرمان حضرات ختنین کے یعنی حضرت عثمانؓ اور
حضرت علےؓ رضی اللہ عنہما کے حکم کے منشا کے موافق قدمائے اہل سنت نے لکھا ہے کہ سب
ختنینؓ یعنی بُرا کہنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بدعت اور
فسق ہے البتہ بدعت اور فسق عظیم ہی بخلاف سب شیخین کے کہ اُسمین اسطرح کے آثار وارد
نہ ہوئے تو بسبب ختنینؓ کے بارہ مین یعنی اُس شخص کے بارہ مین جو حضرت عثمان اور حضرت
علی رضی اللہ عنہما کو بُرا کہے جو حکم دیا گیا ہے تو یہ حکم از قبیل استحسان بالاثر کے ہی کہ بخلاف
قیاس سابق علما نے یہ حکم دیا ہی چنانچہ مسئلہ بیع اور استصناع وغیرہما کا بھی ایسا ہی ہے اور
فی الواقع قیاس مقتضی ہی کہ ان سب صحابہ کرام کو بُرا کہنا کفر ہے چنانچہ متاخرین محققین
نے یہی حکم اختیار کیا ہے اس واسطے کہ علو مرتبہ اور بزرگی اُن صحابہ کرام کی متواتر المعنی
ہے اور ضروریات دین سے ہی اور اگر کسی شخص کے دل مین شبہ گذرے کہ ختنینؓ نے یعنی
حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اپنے بُرا کہنے والون کے بارہ مین کفر کا حکم کیون
فرمایا حالانکہ قیاس یہی تھا کہ ایسا ہی حکم فرماتے اور ادلہ صحیحہ سے ان صاحبون کی تعظیم
کا حکم ثابت ہی تو اس شبہہ کے جوابمین مین کہتا ہون کہ اسکی وجہ یہ ہی کہ حضرت ختنین
نے اس بناپر اُن ملعونون کے بارہ مین کفر کا حکم نہ فرمایا کہ مسلمان کی تکفیر مین احتیاط کرنا
چاہیے اور اُن ملعونون کے شبہات ناحق کا احتیاطاً اُن سبھون کی عدم تکفیر مین حضرت
ختنین نے اعتبار کرلیا چنانچہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے خیال فرمایا کہ ان سبھون کو یہ
وہم ہوگیا ہے کہ ہم نے معمولات حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا بدل دیا ہے اور یہ ناحق شبہہ
ان سبھونکے دل مین اسقدر مستحکم ہوگیا ہے کہ میری احادیث اور میرے مناقب اور علو
درجات کو یہ سب کچھ دل مین نہین لاتے اور اُسمین غور نہین کرتے اور اپنے خیال
کے موافق بعضے آیات قرآنی پر عمل کرتے ہین اور گویا دینداری کے زیادہ خیال سے
میری فضیلت اور خلافت کے نہایت منکر ہین اور انکار احکام قرآن اور ضروریات
دین کا جان کر قصداً نہین کرتے اگرچہ مجھکو بُرا کہنے سے اور میری شان مین طعن کرنے
سے یہ امر یعنی انکار ضروریات دین کا لازم آجاتا ہے اور جب کوئی امر ناواقفیت سے

Marfat.com

ہو جاوے اور وہ امر موجب کفر ہو تو اُس سے کفر لازم نہین آتا بلکہ کفر یہ ہی کہ قصداً دیدہ و دانستہ کوئی امر موجب کفر کوئی شخص کرے چنانچہ اسی بنا پر اہانت علم اور علما کی اُس وقت موجب کفر ہے کہ کوئی شخص جانتا ہو کہ یہ علما ہین اور اُن کو علم ہے اور یہ جان کر وہ شخص اُن اُن علما کی اہانت کرے تو یہ کفر ہی اور اگر کوئی شخص غلط طور پر اُن علما کو جاہل سمجھتا ہو اور اُن کے علم کو جہل جانتا ہو اور اپنے فاسد اعتقاد کے موافق اُن علما کی اہانت کرے تو اس سے کفر لازم نہین آتا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ وَالْقِصَاصَ بِالشُّبُهَاتِ یعنی قائم نہ کرو حدود اور قصاص کو شبہہ سے اور اسی وجہ سے ان ملعونون کے شبہہ کے اعتبار سے اُن سبھون کے بارہ مین کفر کا حکم دینے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پرہیز فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی یہ خیال فرمایا کہ ان ملعونون کو غلط یہ گمان ہی کہ معاذ اللہ میری رائے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے ہین اور احتیاطاً جو خیالات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اسوقت کے مفسدین کے باب مین ہوئے جو اوپر مذکور ہوئے ہین وہی خیالات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھی بنظر احتیاط ان ملعونون کے بارہ مین ہوئے اور احتیاطاً آپ نے بھی ان ملعونون کے بارہ مین کفر کا حکم نہ فرمایا سبحان اللہ اسقدر احتیاط دین مین ہی جو حضرت ختنین رضی اللہ عنہما سے وقوع مین آئی لیکن متاخرین اہل سنت نے جب دیکھا کہ جو شبہات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان ملعونون کے بارہ مین عدم تکفیر کے لیے ہوئے تھے اب وہ شبہات بالکل زائل ہو گئے اور یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ اُن ملعونون کی تہمت بالکل بے اصل تھی اور احادیث کی جستجو اور اُس مین غور کرنیکے بعد معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حضرات ختنین رضی اللہ عنہما کے منکرین کے ساتھ معاملہ کفار کا فرمایا ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منکرین کے بارہ مین جامع ترمذی کی حدیث مین ہی کہ ایک جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لوگ لے آئے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی جنازہ کی نماز پڑھین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ خود اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی اور نہ اوروگون کو فرمایا کہ اُسکے جنازہ کی نماز پڑھین تو لوگون نے اسکا سبب پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّهٗ كَانَ يُبْغِضُ

Marfat.com

عثمان فابغضہ اللہ یعنی یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا تو اسوجہ سے اللہ تعالی اس سے بغض رکھتا ہی یعنے اللہ تعالے اس سے ناخوش ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے منکرین کے بارہ مین احادیث صحیحہ مین وارد ہی کہ حُبُّ عَلِیٍّ اٰیَۃُ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُ عَلِیٍّ اٰیَۃُ النِّفَاقِ یعنی محبت رکھنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے علامت ایمان کی ہے اور بغض رکھنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے علامت نفاق کی ہے اور یہ بھی حدیث مین وارد ہی لَا یُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ آپ سے محبت نہ رکھے گا مگر وہی شخص آپ سے محبت رکھے گا جو مومن ہوگا اور آپ سے کوئی شخص بغض نہ رکھے گا مگر وہی شخص آپ سے بغض رکھے گا جو منافق ہوگا اور یہ بھی حدیث مین وارد ہی کہ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ یعنی یہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی کہ اے پروردگار جو شخص محبت رکھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تو اُس شخص کے ساتھ تو محبت رکھ اور جو شخص عداوت رکھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تو اُس شخص کے ساتھ تو عداوت رکھ تو جب علما کو یہ احادیث معلوم ہوئین اور اسمین غور کیا تو اُن کے لیے ضرور ہوگیا کہ اُن علما نے حکم دیا کہ جو شخص حضرت ختنین رض یعنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بُرا کہے وہ کافر ہے اور یہی مذہب صحیح ہے اور ہمارے زمانے مین اسی پر فتوی ہے اور فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قطعی ہے اور جو کچھ بعضے علمانے مثلاً امام رازی اور آمدی وغیرہما بعضے علما رمتکلمین نے لکھا ہی وہ بھی صحیح اور درست ہی اور تفصیل اس امر کی یہ ہی کہ ہر ایک دلیل پر جداگانہ جو نظر کی جاتی ہی تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ تفصیل ظنی ہی اس واسطے کہ خبر آحاد سے صرف ظن حاصل ہوتا ہی اور جو کچھ قرآن شریف مین واقع ہوا ہی وہ البتہ متواتر ہی لیکن اُسمین بھی احتمال تاویل کا ہے مثلاً اللہ تعالی کا کلام پاک ہی وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ یعنی اور نہ کمی کرین صاحبان فضل جو تم لوگون سے ہین اور یہ بھی کلام اللہ تعالی کا ہے وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یعنی اور دور کیا جاویگا دوزخ سے وہ کہ زیادہ پرہیزگار ہے تو اگرچہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونون آیتین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان مین ہین اور ان آیتون سے آپکی فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن ان آیتون مین تاویل کا

Marfat.com

بھی احتمال ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین یہ آیت قطعی نہین لیکن جب سب ادلہ بحیثیت اجتماعی ملاحظہ کی جاتی ہین تو قطعی طور پر اُن سب ادلہ سے فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی امر کے لیے چند دلیل ہین اور ہر دلیل پر جداگانہ فرداً فرداً لحاظ کرنے سے اُس امر کے بارہ مین صرف ظن حاصل ہوتا ہے لیکن جب وہ سب دلیلین بحیثیت مجموعی لحاظ کی جاتی ہین تو اُن سب دلیلون سے وہ امر قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہی چنانچہ ایسا ہی خبر متواتر مین ہے کہ احاد پر فرداً فرداً لحاظ کرنے سے کسی امر کے بارہ مین صرف ظن حاصل ہوتا ہی اور مجموعۂ احاد جب حد تواتر کو پہونچ جاوے تو سب احاد پر بحیثیت مجموعی اور اُسکے تواتر کے لحاظ کرنے سے وہ امر قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہی ایسا ہی فضیلت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے اور کتاب ازالۃ الخفا اور قرۃ العینین مین یہ مقام اسقدر شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہے کہ ان کتابون پر عبور ہو جانے سے کچھ شبہ اس امر مین باقی نہین رہتا کہ قطعی طور پر فضیلت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ثابت ہی اور اس حکم مین کہ یزید پر لعن کرنا چاہیے یا نہین توقف اسوجہ سے ہی کہ روایات متعارضہ و متخالفہ یزید پلید کے بارہ مین معاملہ شہادت حضرت امام علیہ السلام مین وارد ہوئی ہین چنانچہ بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہی کہ حضرت امام علیہ السلام کی شہادت پر یزید پلید راضی ہوا اور آپ کی شہادت پر خوش ہوا اور اُس نے اہل بیت اور خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی تو جن علما کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ یہ روایات مرجح ہین تو اُن علما نے یزید پلید پر لعن کیا چنانچہ احمد بن حنبل اور کیا مراسی جو فقہائے شافعی سے ہوئے ہین اور دیگر علمائے کثیر نے یزید پلید پر لعن کیا ہے اور بعضے روایات سے مفہوم ہوتا ہی کہ یزید کو شہادت سے امام علیہ السلام کے رنج تھا اور شہادت کی وجہ سے یزید نے ابن زیاد اور اُس کے اعوان پر عتاب کیا اور یزید کو اس کام سے ندامت ہوئی کہ اُسکے نائب کے ہاتھ سے یہ واقعہ وقوع مین آیا تو جن علما کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ یہ روایات مرجح ہین تو اُن علما نے یزید کے لعن سے منع کیا چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ اور دیگر علمائے

Marfat.com

شافعیہ اور اکثر علمائے حنفیہ نے یزید کے لعن سے منع کیا ہی اور بعضے علما کے نزدیک ثابت
ہوا کہ دونون طرح کے روایات مین تعارض ہی اور کوئی ایسی وجہ ثابت نہ ہوئی کہ اُس کے
اعتبار سے ایک جانب کی روایات کو ترجیح ہو سکے تو اُن علما نے احتیاطاً اس مسئلہ مین
توقف کیا اور جب روایات مین تعارض ہووے اور کوئی وجہ کسی روایت کی ترجیح کیلیے
نہ ہو تو علما پر یہی واجب ہی یعنے حکم دینے مین توقف کرنا واجب ہی اور امام ابو حنیفہ کا یہی قول
ہے البتہ شمر دابن زیاد پر لعن کرنا قطعی طور پر جائز ہے اسواسطے کہ قطعی طور پر ثابت ہے
کہ شمر دابن زیاد شہادت پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی راضی تھے اور آپ کی شہادت
سے وہ دونون خوش ہوئے اور اس بارہ مین روایات مین تعارض نہین اسلیے شمر دابن
زیاد پر لعن کرنے مین علما سے کسی نے توقف نہین کیا بلکہ بالاتفاق سب علماء کے نزدیک
قطعی طور پر ثابت ہی کہ شمر دابن زیاد بدنہاد پر لعن کرنا جائز ہے۔

سوال قصۂ افشائے راز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تحریم ماریہ قبطیہ کا جو ہی اُس قصہ مین
حضرت عائشہ رض پر طعن ہونے کے جواب مین جو مرقوم ہی کہ حضرت عایشہ رض سے ہرگز افشائے
راز نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کے اس کلام پاک کا کیا معنی کہا جاویگا وَاِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ
قُلُوْبُكُمَا یعنی اور یہ کہ توبہ کرو تم دونون درگاہ مین اللہ تعالیٰ کے پس تحقیق کہ مائل ہوگیا امر
ناحق کی طرف دل تم دونون کا اور اس آیت مین کہ ضمیر تثنیہ کی ہی کہ وہ راجع ہی طرف حضرت
عائشہ رض اور حضرت حفصہ رض کے تو اس آیت کا کیا معنی ہے۔

جواب حضرت عایشہ رض نے اگرچہ افشائے راز نہ کیا لیکن تحریم قبطیہ کا حال سُن کر خوش اور
مسرور ہوئین اور حضرت حفصہ رض کو افشائے راز سے منع نہ فرمایا بلکہ بشاش اور خوشی کے طور پر
اُن کے ساتھ پیش آئین اور یہ سب ترک اولیٰ ہے اور شائبہ نفسانیت سے خالی نہین اور
آپکی صرف خوشی بھی اس بارہ مین اس قبیل سے ہی کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ یعنی نیک لوگونکی
جو نیکی ہوتی ہے وہ کسی وجہ سے مقربین کی بُرائی شمار کی جاتی ہے اسواسطے ضرور ہوا
کہ حضرت عایشہ رض بھی توبہ و استغفار کرین اور حدیث صحیح مین وارد ہی اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى
اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ یعنے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے

Marfat.com

کہ اے لوگو توبہ کرو درگاہ مین اللہ کی پس مین توبہ کرتا ہون اللہ کی درگاہ مین ہر روز سو
اور یہ بھی حدیث مین وارد ہے کہ اِنَّہٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّ
یعنے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق مانند زنگ کے آجاتا ہی میرے دل
اور مین ستغفار کرتا ہون اللہ تعالے کی درگاہ مین ہر روز ستر مرتبہ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا کو جو توبہ کا حکم ہوا تو اس سے آپ پر کچھ طعن نہین ہوسکتا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے عام طور پر لوگون کو توبہ کرنے کے لیے حکم فرمایا ہی اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خود بھی اکثر توبہ کیا کرتے تھے۔

سوال قرآن شریف مین ہی مَانَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ آخر آیت تک اور حاصل اس آیت کا یہ ہی
کہ ہر حکم کے منسوخ ہونیکے لیے شرط ہی کہ کوئی دوسرا حکم جو اس حکم کے مانند ہو یا اُس سے
بہتر ہو اللہ تعالی کی درگاہ سے صادر ہوئے اور بعضے کے نزدیک ثابت ہی کہ متعہ کے حلال
ہونیکا حکم اس آیت سے معلوم ہوا فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْہُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ آخر آیت تک
اور پھر وہ حکم متعہ کا اللہ تعالے کے اس کلام پاک سے منسوخ ہوا فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ
ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعَادُوْنَ یعنی تو جو شخص چاہے سوا اُسکے وہ حد سے تجاوز کرنے والا
ہے تو جب کہ بعض کے نزدیک حکم متعہ کا اس آیت سے منسوخ ہوا تو اُس بعض کے نزدیک
دوسرا کون حکم نازل ہوا ہے یعنی دوسرا کون حکم نازل ہوا جو متعہ کے مانند ہو یا اُس سے بہتر
ہو جیسا کہ کسی حکم کے منسوخ ہونیکے لیے شرط ہی۔

جواب یہ جو آیت ہی مَانَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا آخر آیت تک تو مراد اس آیت سے یہ ہی کہ جو
حکم منسوخ کیا جاتا ہی تو وہ کسی دوسرے حکم سے منسوخ کیا جاتا ہی اور وہ حکم ناسخ بہتر حکم
منسوخ سے ہوتا ہی باعتبار فائدہ کے حق مین عباد کے اور باعتبار ثواب کے یا برابر حکم منسوخ
کے ہوتا ہی حق مین عباد کے باعتبار نفع اور ثواب کے تو متعہ کے حلال ہونیکا حکم منسوخ ہوا
اور اُس حکم حل متعہ کے عوض مین یہ دوسرا حکم ہوا کہ متعہ حرام ہے تو جیسا کہ حلال ہونا اللہ تعالے
کے احکام مین سے ایک حکم ہے اُسی طرح حرام ہونا بھی منجملہ احکام خداوند تعالی کے ایک
دوسرا حکم ہے اور متعہ کے حلال ہونے سے متعہ کا حرام ہونا حق مین عباد کے زیادہ مفید ہے

Marfat.com

واسطے کہ حفظ نسب و کفو رہونا محرم کا اور توارث یہ امور بصورت حلال ہونے متعہ کے
رہین گے چنانچہ اسکی تفصیل تحفہ اثنا عشریہ مین ہی خلاصہ یہ ہی کہ ضرور نہین کہ حکم ناسخ
سے حکم منسوخ کے ہو یعنی یہ ضرور نہین کہ جب کسی حکم ناسخ سے کسی چیز کا حلال ہونا منسوخ
ہووے تو اُس حکم ناسخ سے کسی دوسری چیز کا حلال ہونا ثابت ہووے بلکہ جائز ہی کہ جب
حکم ناسخ سے کسی چیز کا حلال ہونا منسوخ کیا جاوے تو اُس حکم ناسخ سے اُسی چیز کی حرمت
ہونا مقصود ہو چنانچہ سود اور شراب اور قمار کے حرام ہونے کے عوض مین کوئی دوسری
حلال نہ ہوئی اور ایسا ہی حلال اکثر معاصی کا ہے اور اگر فرض کر لیا جاوے کہ ضرور ہے کہ
ناسخ اور حکم منسوخ دونون ایک جنس سے ہون اور متعہ کے مسئلہ مین کہہ سکتے ہین کہ متعہ کا
حلال ہونا منسوخ ہوا اور اُسکے عوض مین شرعی کنیز حلوکہ حلال ہوئی کہ اس سے بھی وہی فائدہ
ہی جو متعہ مین فائدہ تھا اس واسطے کہ اگر مسافر کو خواہش جماع کی ہووے تو ممکن ہی کہ وہ
ایک لونڈی خرید لیوے اور تا مدت اقامت اُس سے منتفع ہووے جب اُسکی ضرورت نہ رہے
اُسکو فروخت کر ڈالے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہی کہ متعہ کا حلال ہونا منسوخ ہوا تو اُسکے عوض مین
کچھ حلال ہوئی اور تفصیل اس مقام کی تفسیر فتح العزیز مین ہی کہ منشی منہاج الدین صاحب
نے اس کی نقل لکھوائی تھی وہ اس آیت کی تفسیر مین ملاحظہ کرنا چاہیے۔

سوال کیا وجہ ہی کہ حنفیہ بعضے مسائل مین اقتدا صاحبینؒ کی کرتے ہین لیکن شافعیؒ کی تقلید
سب جانتے ہین حالانکہ اگر یہ خیال ہی کہ اصول مین امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا اتفاق ہے
اسی وجہ سے بعض مسائل مین صاحبینؒ کی بھی اقتدا کرتے ہین تو اُصول مین سب آئمہ مین اتفاق
ہونا چاہیئے کہ شافعیؒ کی بھی اقتدا بعض مسائل مین کرین اور اس امر کو ممنوع نہ جانین اور اگر
یہ سوال ہے کہ فروع مین امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ مین اختلاف ہی اس واسطے امام شافعیؒ
کی تقلید منع ہے تو فروع مین سب آئمہ مین اختلاف ہی تو چاہیے کہ حنفیہ کے لیے صاحبینؒ
کی تقلید ممنوع ہو۔

جواب صاحب من اسکی دو وجہ ہے ایک وجہ یہ ہے کہ جمہور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ امام
نے اپنا مذہب اپنے اجلۂ اصحاب کی تحقیق پر موقوف رکھا مثلاً زفر بن الہذیلؒ اور ابو یوسفؒ

Marfat.com

اور حسین بن زیادؒ اور ابن سماعہؒ اور قاضی اسدؒ اور محمد بن الشیبانیؒ اور ان صاحبون کے مانند
اور جو اجلۂ اصحاب امام اعظمؒ کے ہوئے اُن سب اصحاب کی تحقیق پر امام اعظمؒ نے اپنے مذہب
کی بنا رکھی اور امام اعظمؒ نے فرمایا ہے کہ ہمارے اجلۂ اصحاب مین ہر ایک کا جو مذہب ہی وہ
میرا بھی مذہب ہی تو میرے مقلدین سے جو چاہے اُن اصحاب کی تقلید کرے چنانچہ یہ مضمون
قصص کثیرہ سے ثابت ہی اور وہ قصص طبقات کوفیہ و دیگر طبقات حنفیہ مین مذکور ہین اس واسطے
حنفیہ نے ان اجلۂ اصحاب امام اعظمؒ کے مذہب کو مذہب امام اعظمؒ کا قرار دیا ہے اور حنفیہ بوقت
حاجت بعض مسائل مین اُن اصحاب کی تقلید کرتے ہین اور چونکہ یہ تقلید بھی حضرت امام اعظمؒ
کے حکم کے موافق ہے اسواسطے اُس تقلید کو بھی یہ جانتے ہین کہ یہ بھی امام اعظمؒ کی تقلید ہے
اور دوسری وجہ یہ ہی کہ محققین حنفیہ کے نزدیک ثابت ہی کہ اجتہاد کے چار مرتبہ ہین اجتہاد
مستقلانہ اور اجتہاد انتسابی اور اجتہاد فی المذہب اور اجتہاد ترجیح اور امام شافعیؒ کا زمانہ بھی
زمانہ حضرت امام اعظمؒ کے ہوا اور یہ دونون امام یعنے امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ مجتہد مستقل تھے
امام شافعیؒ نے اپنے مذہب مین کسی امر مین حضرت امام اعظمؒ کی متابعت نہ کی بہ خلاف صاحبینؒ
اور امام زفرؒ اور اُن کے مانند اور اجلۂ اصحاب امام اعظمؒ کے کہ یہ آئمہ مجتہد منتسب تھے اور مجتہد
منتسب تابع مجتہد مستقل کا ہوتا ہے اور بالاستقلال مجتہد نہین ہوتا ہی اور مجتہد منتسب کا وہی
مذہب ہوتا ہے جو مذہب اُس مجتہد مستقل کا رہتا ہے جسکا وہ مجتہد منتسب تابع رہتا ہی اور
ایسے ہی اجتہاد کے باقی دو مرتبہ دوسرا بھی بالاجماع تابع اجتہاد استقلالی کا ہوتا ہے اور
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مجتہد مستقل اُسکو کہتے ہین جو آیات و احادیث احکام
مین اور آثار صحابہ و تابعین مین جرح و تعدیل کرے اسکے بعد اُن آیات و احادیث و آثار
مین جو مناسب سمجھے اسکو اپنا مابہ الاجتہاد قرار دیوے اور پھر قواعد استنباط کو وضع کرے
تا بوقت استنباط تناقض و تہافت واقع نہ ہووے اور یہ مرتبہ خاص امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ
اور اُن کے مانند اور دوسرے مجتہدین مستقل کا ہتا بہ خلاف صاحبینؒ و امام زفرؒ وغیرہ
اور مجتہدین غیر مستقل کے کہ اُن مجتہدین غیر مستقل نے اسی احادیث و آثار فقہا و تابعین کو
اپنے قول کا ماخذ اور اپنا مابہ الاجتہاد قرار دیا اور اسی احادیث و آثار پر اپنے مذہب

Marfat.com

رومدار رکھا جو احادیث و آثار حضرت امام اعظمؒ کا مابہ الاجتہاد اور ماخذ تھا اور قواعد
نباط کو بھی امام اعظمؒ کے کلام سے اخذ کیا تاہم ہمیں امام اعظمؒ کے طریقے کے موافق عمل
تے رہیں اگرچہ فروع میں امام اعظمؒ کی مخالفت ہووے اور یہ مخالفت فی الواقع مخالفت مذہب
ں نہیں بلکہ مادۂ اجتہاد وطریق استنباط میں امام اعظمؒ کے تابع ہیں مثلاً امام اعظمؒ نے قرار دیا
ہ کہ عام قطعی ہے مانند خاص کے اور خاص صاف طور پر بیان کیا ہوا ہے تو اسکو بیان
نے کی ضرورت نہیں اور عموم واسطے مشترک کے اُسکے معانی میں نہیں اور حقیقت ومجاز دونوں
ع نہیں ہو سکتے اور خبر واحد جو خلاف قیاس ہو اُس پر عمل نہ ہوگا بلکہ قیاس پر عمل ہوگا
ند حدیث مصراۃ کے اور امام اعظمؒ نے مابہ الاجتہاد احادیث وآثار حضرت عمرؓ وحضرت علیؓ وحضرت
بداللہ بن مسعودؓ وحضرت جابرؓ وغیرہ کو قرار دیا ہے اور یہ احادیث آثار فقہائے کوفہ سے
امام اعظمؒ کو پہونچے اور یہی بلاتفاوت بعینہ مسلک صاحبینؒ اور امام زفرؒ کا ہے اور امام شافعیؒ
نے ان قواعد استنباط میں اور نہ قرار دینے میں ماخذ اجتہاد کے امام اعظمؒ کی اتباع کی ہے
ور ایک مثال سے اس امر کی توضیح بیان کرتا ہوں کہ مثلاً طب میں علاج کے دو طریقے
ہیں یونانی اور ہندی اور مثلاً طب کے یہ قواعد ہیں کہ تنقیہ قبل نضج کے جائز نہیں اور تحریک
یام بحران میں جائز نہیں اور استعمال اقراص بخار میں جائز نہیں البتہ چودھویں دن کے بعد
جائز ہے اور یہ جائز نہیں کہ زیادہ دن تک ترک غذا کر کے قوت نہایت ضعیف کر دی جائے
بلکہ حفظ قوت تا امکان واجب ہے اگرچہ غذا سے مرض میں زیادتی ہو جاوے اور اطبا معالجات
میں اپنا ماخذ ہی قرار دیتے ہیں جو قول جالینوس وبقراط کا ہے اور اُن کے مانند اور دوسرے
کا قول ہے تو اطبائے یونانی کا طریقہ علاج باہم مختلف ہوتا ہے مثلاً علوی خان اور
اصل خان کہ دونوں طبیبوں کے طریقہ علاج میں بہت فرق ہے لیکن اطبائے یونانی کا
یک ہی مسلک یونانی طب ہے اور اس طریقہ علاج یونانی اور دوسرے طریقہ علاج ہندی
میں باہم بہت فرق ہے اور اصول قواعد میں نہایت تفاوت ہے اور بطور تمثیل کے سمجھنا چاہیے
کہ مثلاً یونانی طب اور ہندی طب میں خاص اصول میں نہایت فرق ہے ایسا ہی مذہب حنفی
اور مذہب شافعی میں باہم خاص اصول میں نہایت فرق ہے اور جیسا کہ طریق بقراط اور

Marfat.com

طریق جالینوس مین اصول مین فرق نہین بلکہ صرف فروع مین فرق ہی اسی طرح سے امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا اصول ایک ہی ہے اصول مین کچھ فرق نہین بلکہ صرف بعض فروع مین باہم اختلاف ہی تو طریقہ امام اعظمؒ کا اور طریقہ صاحبینؒ کا یہ دونون طریقے گویا بمنزلہ دو صنف کے ہین نوع واحد سے اور مذہب امام اعظمؒ کا اور مذہب امام شافعیؒ کا گویا بمنزلہ دو نوع متبائنین کے ہی اور اس مسئلہ کی تفصیل طویل ہی اور اس مسئلہ کی پوری تفصیل مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنے رسالہ الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف اور عقد الجید فی مسائل الاجتہاد والتقلید مین لکھی ہے اور وہ قابل ملاحظہ ہے ۔ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ وَمِنْہُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلٰثَۃٌ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ فِیْ طَرِیْقَۃِ الْاِیْمَانِ شَرْحُ الْوَصِیَّۃِ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ لَھَا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْھَا جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِجِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِمَنْ ھٰذِہِ الْاَبْوَابُ قَالَ لِاَصْحَابِ الْکَبَآئِرِ مِنْ اُمَّتِکَ اِذَا مَاتُوْا مِنْ غَیْرِ تَوْبَۃٍ فَیُعَذِّبُھُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِھِمْ ثُمَّ یُخْرِجُھُمْ مِنْھَا بِشَفَاعَتِکَ فَبَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَنْزِلَہٗ وَلَمْ یَخْرُجْ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یُکَلِّمْ مَعَ اَحَدٍ اِلَی ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ وَعَدَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالشَّفَاعَۃِ ثُمَّ الْحَیَوَانُ وَالْحَشَرَاتُ لَھُنَّ شَفَاعَۃٌ لِّمَنْ رَّحِمَھُمْ وَاَطْعَمَھُمْ وَسَقَاھُمْ وَکَذَالِکَ الصَّدَقَاتُ وَاَنْوَاعُ الطَّاعَاتِ حَتّٰی اَنَّ الْمَسَاجِدَ وَبَسَاطَھَا وَسُرُرَھَا الْمَکْنُوْسَ کُلُّھُنَّ یَشْفَعْنَ لِاَھْلِھَا اِنْتَھٰی

یعنے فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ پس شفاعت کرینگے قیامت کے دن تین فرقے کے لوگ یعنی انبیاء پھر اُن کے بعد علماء پھر اُن کے بعد شہدا شفاعت کرین گے طریقۃ الایمان شرح وصیت مین ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جسکا مضمون یہ ہی کہ دوزخ کے سات دروازے ہین ہر دروازے کیلیے جداگانہ حصہ ہی تو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ سات دروازہ کسکے واسطے

Marfat.com

ین تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی اُمت سے جو لوگ گناہ کبیرہ
رینگے اور بغیر توبہ کیے ہوئے مرجائینگے اُنھین لوگون کے واسطے یہ سات درواز
ن تو اُن لوگون کے گناہ کے موافق اللہ تعالی اُن لوگون پر عذاب کرے گا پھر اُن لوگون کو ا
یکی شفاعت سے دوزخ سے نکالے گا تو یہ سُنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روضے
ور اپنے مکان مین تشریف لیگئے اور تین دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز
ے لیے باہر نہ تشریف لائے اور نہ کسی سے کلام فرمایا پھر اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
سلم سے شفاعت کا وعدہ فرمایا۔ پھر حیوان اور حشرات الارض اُن لوگون کی شفاعت
ینگے جن لوگون نے اُن حیوان اور حشرات الارض پر مہربانی کی ہوگی اور اُن کو کھلایا
یا ہوگا اور ایسا ہی صدقات اور ہر طرح کی طاعات اُن لوگون کی شفاعت کرینگے
ن لوگون نے وہ صدقہ دیا ہوگا اور وہ طاعت کی ہوگی حتی کہ جن لوگون نے مسجد بنائی
گی اُن لوگون کی شفاعت وہ مسجد کریگی اور جن لوگون نے کہ مسجد مین جانمازدی ہوگی
ن لوگون کی شفاعت وہ جانماز کرے گی اور جن لوگون نے مسجد مین جھاڑو دیکر اُسکو
اف کیا ہوگا تو مسجد کا وہ کوڑا اُن لوگون کی شفاعت کرے گا ومنہ امام رازی رح سے
قول ہے رُوِیَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ دَارَ رُوْحُہٗ حَوْلَ
رہٗ شَھْرًا فَیَنْظُرُ اِلٰی خَلْفِہٖ مِنْ مَالِہٖ کَیْفَ یُقْسَمُ مَالُہٗ وَکَیْفَ یُؤَدّٰی
نُہٗ فَاِذَا تَمَّ شَھْرٌ رُدَّ اِلٰی حُفْرَتِہٖ فَیَدُوْرُ حَوْلَ قَبْرِہٖ حَوْلًا وَیَنْظُرُ
وْحُہٗ مَنْ یَدْخُلُ حَوْلَہٗ وَیَحْزَنُ عَلَیْہِ فَاِذَا تَمَّ سَنَۃٌ رُفِعَ اِلٰی حَیْثُ
مَعُ الْخَلَائِقُ اِلٰی یَوْمٍ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ اِنْتَھٰی بَحْرُ الْمَذَاھِبِ
ی روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب بندہ مومن مرجاتا ہے تو اسکی
ح اپنے گھر کے گرد ایک مہینہ پھرا کرتی ہے اور جو مال وہ چھوڑ جاتا ہے اُسکی جانب
رتی ہے کہ کس طرح میرا مال تقسیم کیا جاتا ہے اور کسطرح میرا دین ادا کیا جاتا ہے تو جب
مہینہ پورا ہوجاتا ہے تو وہ روح اپنی قبر کی طرف واپس گردیجاتی ہے تو پھر وہ اپنی
ے گرد ایک برس تک پھرا کرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ کون شخص میرے لیے دعا کرتا ہے

Marfat.com

اور کون شخص میرے لیے غمگین ہی تو جب ایک برس پورا ہو جاتا ہی تو وہ روح وہان
سے اُٹھا کر اُس جگہ رکھی جاتی ہی جس جگہ خلائق جمع رہین گے اُس دن تک جسدن کو
صور پھونکا جاوے گا یہ ترجمہ حضرت ابوہریرہ کی روایت مذکورہ کا ہی اور یہ بحر المذاہب مین
لکھا ہے **ومنہ** بیان نماز تراویح کا اکثر فقہانے یہ لکھا ہے کہ نماز تراویح سنت رسول ا
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اور بعضے فقہانے لکھا ہے کہ نماز تراویح سنت حضرت عمر رضی اللہ
کی ہی اور فتاوی مین اس مسئلہ مین بہت فروع لکھے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
عمل سے ثابت ہی کہ وہ نماز تہجد کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ایک مرتبہ جماعت
کے ساتھ ادا کی اور بخاری مین تصریح ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مین اور رمضان
کے سوا دوسرے مہینون مین رات مین بعد نماز عشا کے گیارہ رکعت سے زیادہ نماز ادا نہیں
کی البتہ ایک دوسری حدیث مین وارد ہی اور وہ حدیث بیہقی کے نزدیک ضعیف ہے
رمضان مین بیس رکعت نماز بھی ثابت ہی اور نہین معلوم ہوتا کہ خلفائے راشدین نے یہ نماز
پڑھی ہے بلکہ یہ روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور لوگون کو نماز پڑھتے ہوئے
دیکھا تو آپ نے فرمایا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِیْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ بِهٖ
یعنے یہ کیا خوب بدعت ہی جس سے غافل ہو کر تم سو رہتے ہو وہ بہتر ہی اُس سے جسکے لیے
کھڑے ہوتے ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگون کو نماز مین دیکھا تو فرمایا کہ نَوَّرَ اللّٰهُ قَبْرَ
لَمَانَوَّرَ الْمَسَاجِدَ یعنی روشن کرے اللہ تعالی قبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جیسا روشن کیا حضرت
رضی اللہ عنہ نے مسجدون کو اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہی کہ ان دونون حضرات خلیفہ
یہ خود نماز ادا نہین کی اور اس سے مفہوم ہوتا ہی کہ یہ نماز تہجد کی ہی اگر آخر شب مین ادا کی جاوے
بہتر ہی اور مشکوٰۃ شریف مین ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین لوگ گیارہ رکعت سے
زیادہ یہ نماز ادا نہ کرتے تھے تو یہ کہنا کہ نماز تراویح سنت ہی اور یہ تفریعات کہ اگر اسطرح ادا کی
تو تراویح ہوتی ہے اور اگر اس طرح ادا نہ کیجاوے تو تراویح نہین ہوتی یہ کہان سے کہا جاتا
ہے اگر کوئی شخص صرف گیارہ رکعت پڑھے تو چاہیے کہ وہ تارک سنت نہ ہووے اور اگر
مطلقاً نہ پڑھے تو چاہیے کہ گنہگار نہ ہووے اور یہ بھی کہتے ہین کہ ختم قرآن اس نماز مین سنت

Marfat.com

تو یہ کہان سے کہتے ہین البتہ صرف حدیث شریف مین وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال رمضان شریف مین حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن شریف کا دورہ فرماتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانۂ حیات مین جو رمضان اخیر ہوا اُس رمضان مین دو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن شریف کا دور فرمایا اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ رمضان شریف مین ختم قرآن خارج نماز سنت ہی خواہ دن مین ہو یا رات مین ہو اور زیادہ تعجب یہ ہی کہ بعضے کتب فقہ مین مذکور ہے کہ اگر اہل قریہ ترک تراویح پر اتفاق رکھین تو امام کو چاہیے کہ اُن سے ساتھ قتال کرے تو امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ تو اس شخص کو بھی مستوجب قتل کا نہین جانتے جو نماز فرض کا تارک ہو اور اس قائل نے ترک تراویح سے اہل بلدہ کیلیے قتل کی سزا کا حکم دیا وَ مِنہُ رفع سبابہ نماز مین سنت ہی یعنے التحیات مین اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کے وقت انگشت شہادت یعنے کلمہ کی انگلی اٹھانا سنت ہی اور یہ علمار حنفیہ کے نزدیک بھی سنت ہی چنانچہ ملا علی قاری نے اس مسئلہ کی تحقیق مین ایک رسالہ لکھا ہے اور اُسمین پورے طور پر روایات نقل کی ہین اُسکی عبارت یہان نقل کی جاتی ہی وہ عبارت یہ ہے۔ وَلَیْسَ لَہٗ اَنْ یَکُوْنَ رَفْعُہٗ اِلَی الْقِبْلَۃِ لِحَدِیْثِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ وَاَنْ یَنْوِیَ بِرَفْعِہَا التَّوْحِیْدَ وَالْاِخْلَاصَ لِحَدِیْثٍ فِیْہِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ وَاَنْ لَا یُجَوِّزَ بِصَرِہٖ اِشَارَتَہٗ لِاتِّبَاعِ الْمَرْوِیِّ وَاَنْ یُّخَصِّصَ الرَّفْعَ بِقَوْلِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَمَا فِیْ رِوَایَۃِ مُسْلِمٍ وَاَنْ یَّسْتَمِرَّ عَلَی الرَّفْعِ اِلَی الْخِرِ التَّشَہُّدِ کَمَا قَالَ الْبَعْضُ وَاخْتَارَہٗ زُبَیْرٌ عَنْ قَوْلِ جَمْعٍ وَاَنَّ الْاُوْلٰی عِنْدَ الْفَرَاغِ اِعَادَتُہَا اِنْتَہٰی وَالْاَوَّلُ ہُوَ الْمَعْمُوْلُ لِاَنَّ الْاِعَادَۃَ یُحْتَاجُ اِلَیْہَا یعنی اور مسنون یہ ہی کہ اُٹھائی جاوے انگشت شہادت قبلہ کی جانب اور یہ حکم حدیث سے ثابت ہی روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے اور مسنون ہی کہ جب انگشت شہادت کو اُٹھاوے تو نیت توحید اور اخلاص کی کرے اور یہ حکم بھی حدیث سے ثابت ہی اور یہ حدیث بھی بیہقی نے روایت کی ہے اور مسنون یہ ہے کہ تجاوز نہ کرے نظر مصلی کی اُسکے اشارہ سے تا حدیث کی اتباع ہووے اور خاص اُسوقت

Marfat.com

انگشت شہادت کو اُٹھاوے جب لا الٰہ الا اللہ پڑھے اور ایسا ہی مسلم کی روایت مین ہے اور
بعض علما کے نزدیک یہ ہی کہ آخر تشہد تک برابر اُنگلی اُٹھائے رہے اور یہ احتراز ہے اُن
لوگون کے قول سے جو کہتے ہین کہ بہتر ہے کہ جب تشہد سے فارغ ہووے تو پھر دوبارہ اُنگلی
اُٹھاوے اور عمل اول قول پر ہے اسواسطے کہ اس حکم کے ثبوت کیلیے ضرور ہی کہ کسی روایت
سے ثابت ہو کہ تشہد سے فارغ ہونیکے بعد پھر دوبارہ اُنگلی اُٹھانا چاہیے **مسئلہ** جس چیز کو
خصوصیت کفار کے ساتھ ہو اور مسلمان اسکو استعمال مین لے آوین خواہ لباس مین ہو
خواہ اکل و شرب مین ہو تو یہ تشبہ مین داخل ہے اور منع ہی اور جس چیز کو خصوصیت کفار کے
ساتھ نہین اگرچہ کفار اُس کو زیادہ استعمال مین لے آتے ہین اور مسلمانون کے استعمال مین
وہ بہت کم ہے تو اُسکے استعمال مین مضائقہ نہین اور ایسا ہی اگر اُن چیزون مین سے جسکو
خصوصیت کفار کے ساتھ ہی بعض چیز کو مسلمان اپنے استعمال مین لے آوین اور اُس سے
صرف یہ غرض ہو کہ آرام ہووے یا محض کوئی فائدہ منظور ہو اور کفار کی مشابہت منظور نہو
تو اُسمین کوئی قباحت لازم نہین آتی البتہ وہ مشابہت منع ہے جس سے منظور ہو کہ اپنے کو
گویا اُن کفار کے زمرہ مین داخل کرین اور یہ غرض ہو کہ اُن کی مشابہت اختیار کرین تا
اُن کے دل کا میلان ہماری طرف ہووے اور ایسا ہی کفار کی زبان اور اُن کا خط سیکھنا
اُس حالت مین منع ہے جبکہ وہ سیکھنے سے اُن کی مشابہت منظور ہو لیکن جب منظور ہو کہ کفار
کی غرض سے آگاہی ہو جاوے یا یہ کہ کفار کے خطوط کو پڑھ لیوین تو ایسی صورت مین کفار کی
زبان اور اُن کا خط سیکھنے مین کچھ مضائقہ نہین اور عبادات اور عید مین کفار کی مشابہت
کرنا مطلقاً منع ہے اور یہ ممانعت اکثر احادیث سے ثابت ہی اور اس غرض سے کہ بدن کا کچھ
فائدہ ہو کفار کی پوشاک پہننے مین کچھ مضائقہ نہین رقعہ خانصاحب عالی مراتب مجمع خوبیہا
والطاف قدردان علما سلامت فقیر عبدالعزیز کی جانب سے بعد سلام مسنون کے واضح
رائے مبارک ہووے کہ عنایت نامہ سامی بارد گر دربارۂ استفسار مرثیہ خوانی وغیرہ کے وارد
ہوا مہربان من فقیر کی طاقت نہین کہ طول و طویل عبارت کی سماعت کر سکے جواب مفصل
کا کیا ذکر ہی اور آپ نے تحریر فرمایا ہی کہ مولوی رشیدالدین خان یا مولوی محمد اسحاق سے کہنا

Marfat.com

ہیے کہ ان دونون صاحبون مین سے کوئی صاحب جواب لکھین تو یہ دونون صاحب نہایت
یل الفرصت ہین اور بہ سبب درس و دیگر امور کے ان صاحبون کو ایک دم کی بھی فرصت
ین خیر بتدریج ان دونون صاحبون سے فقیر کہے گا لیکن بالفعل جو کچھ معمول اس فقیر کا ہی
ہتا ہی اسی سے قیاس کر لینا چاہیے سال مین دو مجلسین فقیر کے مکان مین منعقد ہوا کرتی ہین
لس ذکر وفات شریف و مجلس شہادت حسنینؓ اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اُس سے دو ایک
ن قبل ہوتی ہے چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہین اور درود شریف پڑھتے ہین
سکے بعد جب فقیر آتا ہی تو لوگ بیٹھتے ہین اور ذکر فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کا جو حدیث شریف
ین وارد ہی بیان کیا جاتا ہے اور جو کچھ احادیث مین اُن بزرگون کی شہادت کی خبر ہی اور
روایات صحیحہ مین جو کچھ تفصیل بعضے حالات کی ہے اور ان حضرات کے قاتلون کی
بدعنوانی کا بیان ہی وہ ذکر کیا جاتا ہے اور بعض تکلیف جو اُن حضرات کو ہوئی کہ وہ
روایت معتبرہ سے ثابت ہے بیان کی جاتی ہین اور اس ضمن مین بعض مرثیہ جو جن و
پری سے حضرت اُم سلمہؓ و دیگر صحابی نے سُنا ہے وہ بھی ذکر کیا جاتا ہے اور وہ خوابہائے
وحشت ناک ذکر کیے جاتے ہین جو حضرت ابن عباسؓ و دیگر صحابی نے دیکھے تھے کہ اُس
سے معلوم ہوتا ہی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے نہایت
رنج والم ہوا پھر ختم قرآن مجید کیا جاتا ہے اور پنج آیہ پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود
رہتی ہے اُس پر فاتحہ کیا جاتا ہے اور اس اثنا مین اگر کوئی شخص خوش الحان سلام
پڑھتا ہی یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حضار مجلس اور اس فقیر کو
بھی حالت رقت اور گریہ کی لاحق ہوتی ہے اسقدر عمل مین آتا ہے تو اگر یہ سب
فقیر کے نزدیک اس طریقے سے جس کا ذکر کیا گیا ہے جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر اُن چیزون
پر اقدام نہ کرتا اور اُسکے علاوہ اور امور دیگر جو خلاف شرع ہین اُن کے بیان کرنے کی
ضرورت نہین زیادہ کیا لکھے والسلام سنہ ۱۲۳۸ ہجری رقعہ دیگر فضائل مآب وکمالات
اکتساب ذو الذہن الثاقب والفہم الصائب آخون زادہ مولوی عبدالرحمن صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ وزادہ بسطۃ فی العلم والعمل وبلغ الی کل الامل۔ فقیر عبدالعزیز کی طرف سے

Marfat.com

بعد ابلاغ سلام مسنون الاسلام مقرون بالتعظیم والاکرام کے واضح رای شریف و ذہن لطیف ہووے کہ رقیمہ کہ بمیہ توثیقہ مین نواب صاحب کے وارد ہوا حق تعالے مراتب علم و عمل ترقی و تزاید فرماتا رہے اور جمیع مکروہات و بلیات دارین سے اپنی پناہ مین محفوظ رکھے فقیر عرصہ چند سال سے بسبب ہجوم امراض گوناگون کے مطالعہ کتب فقہ سے محروم ہے بلکہ بسبب فقدان بصارت کے کوئی کتاب مطالعہ نہین کر سکتا ہی جمع کرنا کتب کا فضول جانا اور موقوف کیا لیکن جو کچھ سابق کا دیکھا سنا ہے بفضلہ تعالی محفوظ ہے آپ نے مسئلہ حکم کرگدن مین استفسار کیا ہی تو حقیقت اُسکی یہ ہی کہ شیخ الاسلام نے صید مین دو قول اسکے بارہ مین نقل کیے ہین ایک قول یہ ہی کہ حرام ہے اس واسطے کہ انسان اور دیگر حیوانات پر حملہ کرتا ہی اور مار ڈالتا ہے اگرچہ گوشت نہین کھاتا تو درندگی کا معنے اُس مین پایا جاتا ہے اور درندہ کل حرام ہے اور کتاب حیواۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ ھُوَشَدِیْدُ الْعَدَاوَۃِ لِلْاِنْسَانِ یَتْبَعُہٗ اِذَا سَمِعَ صَوْتَہٗ فَیَقْتُلُہٗ وَلَا یَاْکُلُہٗ شَیْئًا کَذَا فِی الْمُسْتَطْرَفِ یعنے کرگدن انسان سے نہایت عداوت رکھتا ہی جب انسان کی آواز سنتا ہی تو اُس کا پیچھا کرتا ہے اور اُسکو مار ڈالتا ہی لیکن اُسکو کھاتا نہین ایسا ہی مستطرف مین ہی اور دوسرا یہ قول صید یہ مین نقل کیا ہی کہ کرگدن حلال ہی اس واسطے کہ گھاس اور تنکا کھاتا ہے تو وہ درندہ جانورون سے نہین بروقت کتاب صید یہ موجود نہین کہ اُسکی عبارت نقل کی جاوے لیکن اُسکی عبارت کا مضمون یقیناً یہی ہے جو لکھا گیا ہے اور کتاب حیواۃ الحیوان مین بھی لکھا ہے کہ کمال الدین موسی اور میر شافعی کا قول ہے کہ یہ جانور یعنے کرگدن حرام ہے اسوقت یہ کتاب بھی نہ ملی کہ اُسکی عبارت نقل کی جاوے اور یہ یاد ہی کہ کرگدن کو حمار ہندی کہتے ہین اور کرگدن بھی لیکن یہ لفظ مشترک ہے کرگدن اُس جانور کو بھی کہتے ہین اور اس نام کا ایک دوسرا جانور بھی ہے کہ وہ اس جانور سے چھوٹا ہوتا ہے اور گاؤمیس یعنی بھینس کے مشابہ ہوتا ہے اور اس جانور کے بارہ مین روایت صحیح ہے کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کوفہ مین فرمایا کہ یہ جانور حلال ہے اسوجہ سے بعضے علماء سابقین کو اشتباہ ہوگیا اور اُن لوگون نے حکم دیا ہے کہ یہ جانور بھی جس کا ذکر پہلے ہوا ہی

کرگدن کتابون مین اسکا نام ارمیدی اور زبان ہندی مین گھاہی کرگدن کہتے ہین

Marfat.com

حلال ہے واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال اور خیال مبارک مین واضح ہو گا کہ اس جانور مین تین جانورونکی مشابہت پائی جاتی ہے اس کا بدن اور پانون ہاتھی کے مانند ہوتا ہی بیٹھ اور شکم اُسکا گاؤمیش یعنی بھینس کی طرح ہوتا ہے اور اُسکے مُنھ مین دانت ہوتا ہی اُسکے سر پہ سینگ ہوتا ہی اور کتابونمین تصریح ہے کہ جب کسی جانور مین جانور حلال اور جانور حرام دونون کی مشابہت پائی جاوے تو اُسکے بارہ مین حکم اُسکی صورت کی بنا پر ہوگا اگر اسمین مشابہت حلال جانور کی زیادہ ہو تو وہ جانور حلال ہوگا اور اگر اُسمین مشابہت حرام جانور کی زیادہ پائی جاتی ہو تو وہ جانور حرام ہوگا چنانچہ اگر بچہ مین کتے اور بکری دونونکی مشابہت پائی جاوے تو اُسکے بارہ مین بھی یہی حکم ہے تو جب اس جانور مین یعنی کرگدن مین خنزیر اور ہاتھی کی مشابہت پائی جاتی ہے تو اولے اور انسب اسکی حرمت کا حکم ہے اور اصول فقہ سے ثابت ہی کہ جب حلال وحرام دونونکی وجہ کسی چیز مین پائی جاوے تو اُسکی حرمت کا حکم دیا جاوے گا فقیر اللہ تعالی کی توفیق سے کہتا ہی کہ فتاوی رحمانی مین لکھا ہی کہ ہاتھی اور کرگدن کے بارہ مین نزدیک امام اعظم اور امام یوسف کے حلال ہونے کا حکم ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ دونون حرام ہین اور یہ مسئلہ ذخیرہ سے نقل کیا ہے اور دونون جانب پر دلیل قائم کی ہے لیکن یہ حکم ہدایہ کے خلاف ہی اس واسطے کہ ہدایہ مین باب بیع فاسد مین لکھا ہے کہ امام محمد ہاتھی کو نجس العین کہتے ہین اور اُنکے نزدیک ہاتھی کی بیع جائز نہین اور ایسا ہی کرگدن بھی ہے اور امام اعظمؒ اور امام یوسفؒ فرماتے ہین کہ ہاتھی درندہ جانورون سے ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھی اور کرگدن دونون حرام ہین کھانا نہ چاہیے اگرچہ اسکی بیع دونون امام کے نزدیک جائز ہے تو جو کوئی شخص اسکے کھانیکا حکم دیتا ہی غلط ہی فافہم واللہ تعالی اعلم۔

سوال فوائد الفواد ملفوظ سلطان المشائخ مین چند ذکر مذکور ہے کہ جو لوگ آپکے حضور مین حاضر ہوتے تھے وہ اپنا سر زمین پہ رکھتے تھے تو ایک شخص نے اس بارہ مین آپ سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ چاہتا ہون کہ لوگون کو اس سے منع کرون اسوجہ سے مین منع نہین کر سکتا کہ خواجہ قطب الدین اور شیخ فرید الدین قدس سرہما کے حضور مین بھی ایسا ہی لوگ کرتے تھے اور آپ نے کسی دوسرے شخص سے یہ فرمایا کہ جب کوئی چیز فرض ہو

Marfat.com

اور اُسکی فرضیت منسوخ ہو تو اُسکی سنیت یعنی اُسکا مسنون ہونا باقی رہ جاتا ہی جیسا کہ روزہ ایام بیض اور عاشورا کا ہے یعنی یہ دونون روزے پہلے فرض تھے تو جب اسکی فرضیت منسوخ ہوئی تو اسکا مسنون ہونا باقی رہ گیا اور فرشتون کو حکم ہوا تھا کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرین تو یہ حکم اُن پر فرض تھا چنانچہ فرشتون نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا اور اباحت اُسکی باقی ہے تو ایسے بزرگون نے جو ظاہر و باطن مین مقتدا تھے یہ امر جائز رکھا کہ اللہ تعالے کے سوا دوسرے کو سجدہ کیا جاوے تو یہ مقام حیرت ہے اور یہ استدلال جیسا ہی وہ ظاہر ہے۔

جواب منتخب فتح العزیز مین کہ نسخ عبد اللہ جدید الاسلام اس کو فارسی مین لکھتے ہین اور کچھ عبارت اُس کتاب سے نقل ہو کر خدمت سامی مین پہونچی ہے اُس کتاب مین قصہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور تحقیق سجدہ لغیر اللہ کی نہایت خوبی کے ساتھ مرقوم ہے اگر وہ کتاب اسوقت مِل جاوے گی تو چند سطر اُسکی لکھکر بھیجدون گا اب یہ امر بیان کرتا ہون کہ یہ بزرگان ایسے سجدہ کو کیون جائز رکھتے تھے تو نہایت تحقیق و تفتیش کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ان بزرگون کے اس فعل کی غایت توجیہ صرف یہ ہی کہ یہ بزرگان سمجھتے تھے کہ سجدہ کی دو قسم ہے سجدۂ عبادت اور سجدۂ تحیت تو سجدۂ عبادت کو تو غیر خدا کے لیے کفر جانتے تھے لیکن سجدۂ تحیت غیر خدا کے لیے جائز قرار دیتے تھے اور بہ اعتبار ظاہر کے تعظیم باطنی سجدہ عبادت مین بھی ہے اور سجدۂ تحیت مین بھی ہے تو فرق دونون مین یہ ہی کہ عند الملاقات جو تحیت مسنونہ ثابت ہی جب اُس سے تعظیم و تکریم زائد منظور ہوتی ہے تو سجدہ کیا جاتا ہی تو وہ سجدہ سجدۂ تحیت ہی اور اگر رجال الغیب کا تقرب مقصود ہو اور منظور ہو کہ کیفیات نفسانیہ جو مقصود ہی وہ حاصل ہووے اور اس غرض سے سجدہ کیا جاوے تو وہ سجدہ عبادت ہی جیسا کہ کفار بُت کو سجدہ کرتے ہین اور ملائکہ نے جو سجدہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا تھا وہ سجدہ قسم سے سجدہ تحیت کے تھا چنانچہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے اور بعضے مفسرین کا کلام یہ ہی کہ وہ سجدہ فی الواقع خدا کے لیے تھا اور حضرت آدم علی نبینا و

وعلیہ الصلوۃ والسلام صرف بہ طور قبلہ کے تھے بہرحال حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام سے فرشتون کو تعلیم اسماء کی ہوئی اور اسوجہ سے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
والسلام کا حق تعلیم فرشتون پر ثابت ہوا اور اس حق کے عوض مین فرشتون کو حکم ہوا کہ
حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو سجدہ کرین اور اس سجدہ سے آپ کی تحیت ادا
کرین تو امر دیگر متعلمین و مسترشدین کے لیے معلمین اور مرشدین کے حق مین بطریق ادلی ثابت
ہوا اور یہ امر صرف ظاہر خیال سے معلوم ہوتا ہی اور چونکہ یہ امر شریعت مین منسوخ ہے
لہذا فرضیت سے طرف مذہب کے منتقل ہوا ہے لیکن اس دلیل پر اعتراض ہی اور وہ
ظاہر ہی اور اس سے یہ امر محض غلط ثابت ہوتا ہی چنانچہ یہ امر آنصاحب نے بھی خود
فرمایا ہے اور اس سے بھی زیادہ ظاہر ایک دوسرا شبہہ ہی کہ عبدالکریم گجراتی نے تفسیر
جلالی تصوف کے طور پر لکھی ہے اُسمین یہ شبہہ سورۂ یوسف کی تفسیر مین لکھا ہے اُسکا
خلاصہ یہ ہی کہ اصول سے ثابت ہی کہ ہمارے قبل کی شریعت حجت ہی جبتک سابق
شریعت کے کسی حکم کے بارہ مین ثابت نہ ہو جائے کہ وہ حکم ہماری شریعت مین منسوخ ہوگیا
ہے اور سجدۂ تحیت شریعت مین حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے جائز تھا
یہ حکم اُس نص کتاب سے ثابت ہی خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا تو عبدالکریم بہرہ گجراتی نے لکھا ہی
چاہیے کہ یہ امر ہماری شریعت مین بھی جائز ہو اور اس امر کے جواز کا ناسخ صرف خبر واحد
ہے یعنی اس حدیث سے یہ حکم منسوخ ہوا ہے لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ
لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلٰكِنْ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ
یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر مجھکو یہ حکم کرنا ہوتا کہ کوئی شخص کسی دوسرے
شخص کے لیے سجدہ کرے تو عورت کو مین حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے لیکن
انسان کو سزاوار نہین کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرے یہ ترجمہ حدیث مذکور
ہے اور یہ ضرور ہے کہ نص کتاب کیلیے ناسخ جو خبر ہووے وہ متواتر ہو خبر واحد نہ ہو اور
جو اسکے یہ بھی احتمال ہے کہ اس خبر واحد مین جو حکم ہے وہ صرف اس نظر سے صادر
ہے کہ سجدہ تحیت کا سجدہ عبادت کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جاوے اس واسطے کہ لوگون کے

Marfat.com

کفر کا زمانہ ابھی عنقریب گزرا تھا اور غیر خدا کی عبادت کا خیال ابھی بالکل زائل نہ ہوا تھا
اسوجہ سے مطلقاً غیر خدا کے سجدہ سے منع فرمایا گیا جیسا کہ ختم اور مزفت سے منع کیا گیا
اور جواب اس شبہہ کا یہ ہی کہ اس بیان مین سراسر غفلت ہی اور بالکل غلط ہی اس واسطے
کہ اجماع قطعی سے ثابت ہی کہ اللہ تعالی کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے اور شرک ہی
منہ۔ خوارج کے علاوہ نواصب ایک دوسرا فرقہ ہی اور اس فرقہ کے لوگ مغرب اور شام
مین بہت ہوئے ہین اور متوکل عباسی اور اُسکا وزیر علی بن جہم بھی فرقہ نواصب سے ہوا
ہے جن صحابہ مین باہم قتال کا اتفاق ہوا ہی مثلاً حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت
امیرالمومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ تو خوارج ایسے
صحابہ کی تکفیر کرتے ہین اور نواصب کا عقیدہ یہ ہی کہ وہ صرف عداوت حضرت امیرالمومنین
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور آنکی ذریات طیبات سے رکھتے ہین اور متاخرین سے حافظ مغربی بھی
ناصبی تھا۔ [illegible] موالات کفار کے بارہ مین فقہانے جو لکھا ہی اُسکی تفصیل کی ضرورت نہین
ہے خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ موالات جو بہ معنی دوستی کے ہی اگر کفار کے ساتھ بہ لحاظ دین اُن
کفار کے ہووے تو بالاجماع کفر ہی اور اگر صرف طبعی محبت ہووے مثلاً اپنا لڑکا کافر ہو یا زوجہ
کافر ہو اور اُسکی محبت صرف طبعاً بمقتضائے بشریت ہووے تو یہ حرام نہین البتہ اُنکی
تذلیل مین تا امکان کوشش کرنا چاہیے اور اس بارہ مین جو آیات اور احادیث وارد
ہین اُسمین تطبیق باعتبار تفصیل مذکور کے ہوتی ہی اس مین چندان تکلف کی ضرورت
نہین مثلاً اللہ تعالی کا کلام پاک ہی لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یعنے نہ پاوینگے آپ اس قوم کو جو ایمان لاتی ہی
اللہ پر اور دن آخرت پر کہ وہ محبت رکھے اس سے جس نے مخالفت کی اللہ سے اور اُسکے
رسول سے اور اللہ تعالی کا یہ کلام پاک ہی لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنے چاہیے کہ دوست نہ بناوین مسلمان کافرون کو علاوہ مومنین کے
اور اللہ تعالی کا یہ کلام پاک ہے وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ یعنے اور جس نے
دوستی کی کفار سے تو وہ بھی اُنھین لوگون مین سے ہی اور اسکے علاوہ اور بھی آیتین اس

Marfat.com

رہ ہین ہین اور لیکن موالات جو بہ معنے معاونت و مناصرت کے ہی تو اُسکے بارہ مین جو
حکم ہے اُسکی بنا اس اصل شرعی پر ہے کہ اعانت کفر اور معصیت مین بالاتفاق معصیت
ہی اور یہ ثابت ہی اللہ تعالی کے اس کلام پاک سے وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
یعنے باہم ایک دوسرے کی اعانت نہ کرو گناہ اور ظلم مین یہ ترجمہ آیت مذکورہ کا ہے
اور یہ معاونت کبھی باُجرت ہوتی ہی اور اُسکو عرف مین چاکری یعنے نوکری کہتے ہین
اور کبھی بلا اُجرت ہوتی ہی اور اُسکو مدد اور کمک کہتے ہین اور دونون طرح کی معاونت
مین ایک ہی حکم ہے یعنے اگر کفار کا ارادہ ہووے کہ مسلمان کے ساتھ قتال کرین
یا کوئی ملک اور شہر اہل اسلام کا اپنے تصرف مین لے آوین تو اُن کفار کی نوکری
حرام ہے اور اُن کی مدد اور کمک بھی حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر کفار
ہم قتال کرین اور اس غرض سے مسلمانون کو نوکر رکھین تو باعتبار ظاہر شرع
کے یہ مباح ہے اور ایسا ہی اگر کفار اپنے مال کی حفاظت کیلئے مسلمان کو نوکر رکھین
ملک پہلے سے کفار کے تصرف مین ہو اور اُسکے ملکی انتظام کیلیے مسلمانونکو نوکر رکھین تو یہ بھی باعتبار ظاہر شرع کے
مباح ہی اور یہ حکم بہ قیاس باقی اقسام اجارہ کے ہی جیسا کہ خیاطت یعنی سلائی اور تجارت وغیرہ مین کفار کی نوکری
جائز ہی اور کیون یہ امر جائز نہ ہوئے اسواسطے کہ ثابت ہی کہ بزرگان دین نے مشرکین کا کام اُجرت پر
کیا ہی لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی حُرمت سے خالی نہین علی الخصوص
اس زمانے مین کہ نوکری کفار کی خاص کر روشناسون کے حق مین مفاسد دینی کے
لیے نہایت باعث ہوتی ہی اور کم سے کم یہ مفاسد ہین کہ اُن کے افعال قبیح کے انکار کرنے
مین سُستی ہوتی ہے اور اُن کی بہبودی اور خیر خواہی کرنا پڑتی ہے اور اُن کی گروہ
زیادہ ہوتی ہے اور اُن کی شوکت ہونے مین مدد کرنا پڑتی ہے اور یہ ضرور ہوتا ہی کہ انکی
تعظیم حد سے زیادہ کی جاوے اور اُن کو صاحب اور قبلہ کہا جاوے اور حد سے زیادہ
اُن کی محبت ظاہر کی جاوے اور بھی اسکے علاوہ اُن کی نوکری مین طرح طرح کا فساد ہی
البتہ اگر ایسا اجارہ ہو کہ ساہوکاران راہ خطرناک مین کچھ مسلمانون کو ساتھ مین بغرض
حفاظت لے لیتے ہین اور کفار سے زیادہ صحبت نہین رہتی ہے اور اُس مین دیگر

Marfat.com

مفاسد بھی نہین ہوتے تو ایسا اجارہ بلا شبہ جائز ہی اور فقہا نے جو لکھا ہی کہ کفا
کی نوکری جائز ہی تو اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اسی طرح کی نوکری مراد ہی اد
اگر اس صورت مین اُن کفار کے ہمراہ جان سے مارا جائے تو وہ مثل عام اموات کے
ہے جو اپنے گھرون مین مرجاتے ہین اور شرعاً اُن کے حق مین شہادت کی کوئی وج
نہین ہوتی وہ مسلمان جو اس صورت مین کافر کے ہمراہ مارا جائے اُسکے حق مین اس با
جانے سے نہ کچھ ثواب ہوگا اور نہ اُسکو کچھ گناہ ہوگا اور اسی طرح کی اعانت کفار کی اُ
صورت مین بلا اُجرت بھی جائز ہے جب اُن کفار نے سابق مین کسی امر جائز مین مسلما
کی اعانت کی ہو اور اسکے صلہ مین وہ مسلمان کسی امر جائز مین اُن کفار کی اعانت کر
اس واسطے کہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّ
وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ یعنے نہین منع کرتا ہی اللہ تعالیٰ تم لوگون کو اُن لوگون
حق مین جو نہین قتال کرتے تم لوگون سے دربارۂ دین کے اور نہ نکالتے ہین تم لوگون کو تمھا
دیار سے یہ کہ احسان کرو اُن کے ساتھ اور انصاف کرو اُنکے بارہ مین اور اللہ تعالے
دوست رکھتا ہے یعنے پسند کرتا ہے انصاف کرنے والون کو یہ ترجمہ آیت مذکورہ کا ہے
وَقَدْ ثَبَتَ فِي الصِّحَاحِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰ
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اَتٰى خِزَاعَةَ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمُوْا عَلٰى تَقْتِيْلٍ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَ
اور اسلحہ کی نوکری مین بھی فرق کرنا چاہیے یعنے درمیان فرمان برداری اُن کفار
جو معاند دین کے ہین اور درمیان اُس فرمان برداری کے جو مثلاً سکھون اور فرنگیون ا
سرہٹون کی فرمانبرداری ہو تو اُن دونون فرمان برداری مین فرق ہے واللہ تعالیٰ
اعلم یعنے فرمان برداری اُن کفار کی جو معاند دین کے ہون زیادہ قبیح ہے بہ نسبت فرمانبردا
اُن کفار کے جن کو دین اسلام سے عناد نہ ہو واللہ اعلم بالصواب

سوال ہدایہ مین لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہی کہ دارالحرب مین کافر سے سود
لیا جاوے لیکن صاحبینؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ سود بھی ناجائز ہی اور سود

Marfat.com

ہونیکے بارہ مین شارع کی جانب سے کتاب وسنت مین جسقدر تشدد وارد ہی اس کے
بارے یہ مسئلہ امام اعظم رح کا شرع سے بہ ظاہر بعید معلوم ہوتا ہی اور علمداری انگریز کی
اُن کے مانند اور دوسرے لوگ جو اہل اسلام سے نہین ان لوگون کی علمداری دارالحرب
یا نہین جواب ارشاد فرمائین۔

الجواب یہ جو قول ہے وَلَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ یعنے اور نہین سود ہے
درمیان مسلمان اور کافر حربی کے تو یہ قول ظاہر پر محمول ہے اور موافق اصول فقہ کے ہی
اس طرح کے بہت مسائل ہین مثلاً بَیْنَ الْمَالِکِ وَالْمَمْلُوْکِ یعنے نہین
سود درمیان مالک اور مملوک کے اور بھی اسکے مانند قول ہے اور اصل یہ ہی کہ جس
مال بلا شرط معاوضہ کے مفت مین لینا جائز ہی وہان سود حرام نہین اور اگر کوئی مسلمان
کافر حربی سے پناہ لے کر دارالحرب مین رہے تو وہان اس مسلمان کے لیے جائز نہین
کفار حربی کا مال جبراً لے لیوے اور اگر کفار خوشی سے دیدیوین تو بہرحال اُن کا مال
لینا جائز ہی حتی کہ اگر کفار حربی کسی عقد فاسد کے ذریعے سے بھی اپنا مال اس مسلمان
کو دیوین تب بھی مسلمان کو جائز ہے کہ وہ مال لے لیوے اور دارالحرب مین اُس عقد
فاسد کی شرط فاسد درست ہو جاتی ہے اس واسطے کہ کفار حربی کا مال دارالحرب مین
مسلمان کے لیے اصل مین مباح ہے لیکن جو مسلمان کہ دارالحرب مین کفار حربی سے
پناہ لے کر رہتا ہووے اُسکے لیے حرام ہے کہ وہان کفار حربی کا مال جبراً اُن سے لے لیوے
یہ حرمت صرف اسوجہ سے ہی کہ وہان کفار حربی کا مال جبراً لے لینے سے عہد شکنی
ہوتی ہے اور جب وہ خوشی سے اپنا مال دیدین تو اس مال کے بارہ مین کوئی وجہ
حرمت کی نہین اور یہ جو سوال مین ہے کہ علمداری انگریز کی اور اُن کے مانند اور لوگون
کی علمداری جو اہل اسلام سے نہین دارالحرب ہی یا نہین تو جاننا چاہیے کہ یہ جو قول ہی
کہ دارالاسلام کبھی دارالحرب نہین ہو سکتا مرجوح ہے یعنے ضعیف ہی اور اصح قول یہ ہی
کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ دارالاسلام دارالحرب ہو جاوے البتہ اس مین اختلاف ہے
کہ دارالاسلام کس صورت مین دارالحرب ہو جاتا ہی تو علما کی ایک جماعت کا یہ کلام ہی

Marfat.com

کہ اگر کوئی ایک چیز بھی شعائر اسلام سے جبراً منع کی جاوے مثلاً اذان یا ختنہ سے جبرا
دارالاسلام مین منع کیا جاوے تو وہ دارالاسلام دارالحرب ہوجاتا ہی اور علما کی دوسری
ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ دارومدار اس امر کا کہ دارالاسلام دارالحرب ہوجاوے
اس پر نہین کہ اُس دارالاسلام مین شعائر اسلام مٹا دیے جادین بلکہ جب شعائر کفر
بے دغدغہ باعلان دارالاسلام مین رواج پا دین تو اگرچہ وہان شعائر اسلام سب برقرار
ہون لیکن تاہم وہ دارالاسلام دارالحرب ہوجاتا ہی اور علما کی ایک تیسری جماعت
بھی ہے اور اُس نے اس سے بھی ترقی کی ہے اور یہ کہا ہے کہ دارالحرب اُسکو کہتے
ہین کہ وہان کوئی مسلمان اور نہ کوئی کافر ذمی امن سے سابق پناہ کے ذریعہ سے ہو
خواہ بعض شعائر اسلام وہان ترک کیے گئے ہون یا نہ ترک کیے گئے ہون اور خواہ باعلان شعائر کفر نے وہان
رواج پایا ہو یا نہ رواج پایا ہو اور اسی قول ثالث کو محققین نے ترجیح دی ہی اور باعتبار
اس قول ثالث کے عملداری انگریز کی اور اُن کے مانند اور دوسرے غیر اہل اسلام کی
عملداری بلاشبہ دارالحرب ہی واللہ تعالی اعلم۔

سوال پورب کے بعض علمار امامیہ فتوی دیتے ہین کہ انگریزون سے سود لینا جائز ہی
اور ایک روایت مختلف فیہا پر بہ غرض فائدہ اُٹھانیکے عمل کرنا اور دوسرے نصوص سے
کنارہ کشی کرنا جو اس بارہ مین وارد ہی کہ کفار سے دوستی رکھنا ناجائز ہی یعنے اُن نصوص
پر عمل نہ کرنا اور کفار کے ساتھ مصاحبت رکھنا اور اُن کی موافقت کرنا گویا مصداق ہونا
اس آیت کا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ یعنے کیا پس ایمان لاتے
ہو قرآن شریف کے بعض احکام پر اور کفر کرتے ہو اُسکے بعض احکام کے ساتھ اور علاوہ
اسکے اس معاملہ کو رواج دینے سے سود کے معاملے سے پرہیز کرنے مین سُستی ہوجاویگی
اور رفتہ رفتہ اہل اسلام کفار ہند سے بھی سود لینے لگین گے اور پھر ایسی سُستی ہوجاوے گی کہ
اہل اسلام باہم بھی ایک دوسرے سے سود لینے مین تامل نہ کرینگے۔

جواب کفار حربی سے سود لینے مین جو فساد آپ نے لکھا ہے واضح ہو اصل بحث صرف یہ ہی
کہ اصل مین بنفسہ ایسا معاملہ مباح ہے یا نہین اور باوجود اسکے آپ نے جو لکھا ہے کہ کفار

Marfat.com

ربی سے سود لینے مین طرح طرح کا فساد ہی تو اس پر نقض ہوتا ہی اس واسطے کہ جہاد کرنا
فار کے ساتھ جائز ہے اور جہاد مین مرد کفار قتل کیے جاتے ہین اور اُن کا مال
ٹ لیا جاتا ہی اور اُن کے بچے گرفتار کیے جاتے ہین اور وہ لونڈی غلام بنائے جاتے
ین اور اُن کا مکان گرادیا جاتا ہے اور اُن کا باغ اور زراعت جلادی جاتی ہی
ور ظاہر ہے کہ یہ معاملہ مسلمانون کے ساتھ کرنا نہایت قبیح ہے اور جہاد مین کفار کے
ساتھ جو یہ معاملات کیے جاتے ہین اُس سے دوسرا فساد پیدا ہونا دوسرا امر ہی اسین
لام نہین بلکہ کلام اسمین ہے کہ اگر ان معاملات سے کوئی فساد مسلمانون کے حق مین
یدا نہ ہووے تو اس صورت مین یہ معاملات جائز ہین بلکہ امور مباح و مستحب و مندوب
ین بھی اگر کوئی امر موجب فساد شامل ہوجاوے تو وہ حرام ہوجاتا ہے تو اس مسئلہ کا
یا ذکر ہے کہ بنفسہ اسکے مباح ہونے مین بھی علماء حنفیہ مین باہم اتفاق نہین اور علماء
امیہ کی رائے کا کیا اعتبار اس واسطے کہ اُن کے نزدیک تو کفار ذمی اور اہل
سلام سُنی سے بھی سود لینا جائز ہے گفتگو صرف اسمین ہے کہ علماء حنفیہ کے نزدیک اس
سئلہ مین کیا حکم ہے تو بعضے اشخاص کا عمل نہ کرنا اُن آیتون پر جس سے ثابت ہوتا ہی کہ کفار سے
یزار رہنا چاہیے البتہ اس امر کے لیے باعث ہی کہ ان لوگون کی دیانت داری مین طعن
لیا جاوے لیکن قرآن شریف کی بعض آیتون پر ایمان لانا موجب طعن نہین اگرچہ اُس سے
کوئی دنیاوی فائدہ کی بھی نیت ہووے اس واسطے کہ شرع کا حکم ظاہر پر ہوتا ہے غیر کے
ول کا حال معلوم نہین ہوسکتا سوال سنن رواتب کہ وہ نماز پنجگانہ مین معمول ہی عوام
کے ذہن مین اسقدر مستحکم ہے کہ عوام سمجھتے ہین کہ مجموعہ رکعات سنت و فرض اصل نماز
مین داخل ہے حالانکہ سنت فجر کے سوا اور جو باقی نماز سنت ہی اسکی اسقدر تاکید حدیث
مین نہین اور اکثر مسلمان مرد عورت بسبب زیادتی رکعات نماز کے پابندی نماز کی دشوار
جانتے ہین تو رات دن مین جو سترہ رکعت فرض ہے اگر صرف وہی ادا کرنے کے لیے
حکم دیا جاوے تو لوگ آسانی سے پابندی نماز کی کرسکینگے جواب جو نماز سنت ہی اُسکے
بارہ مین علماء نادراللہر نے نہایت سختی کی ہے حتی کہ جہال عوام نے سنتون کو قریب

Marfat.com

فرض کے سمجھ لیا ہے اور اسقدر احادیث سے ثابت نہین اور یہی تحقیق ہمارے حضرت والد مرحوم کی ہی اور احادیث و آثار صحیحہ سے نہی ثابت ہی اور تشدد کنندگان علماء ماوراء النہر نے اس قدر تاکید نماز سنت کی ثابت فرمائی ہے کہ یہ نمازین جو سنت ہین عوام کے عقیدہ مین فرض کے مانند قرار پائی ہین اور ہمارے حضرت والد مرحوم فرماتے تھے کہ یہ ایک طرح کی شریعت مین تحریف ہی یعنے سنت کے بارہ مین یہ عقیدہ کرادینا کہ یہ فرض ہے شریعت مین ایک طرح کی تحریف ہی صفحہ یہ بیع بلا شبہہ جائز ہے کہ خریدار کو مہلت دیجاوے کہ وہ قیمت کچھ دنون کے بعد دیوے اور اسوجہ سے قیمت زیادہ قرار دی جاوے اور اسطرح کی بیع مین یہی وجہ برکت کی ہے کہ حدیث شریف مین وارد ہے اَلْبَرَکَۃُ فِی الثَّلٰثِ فِی الشَّرِکَۃِ وَفِی الْبَیْعِ اِلٰی اَجَلٍ وَفِی خَلْطِ الْبُرِّ بِالشَّعِیْرِ لِلْاٰکِلِ لَا لِلْبَیْعِ یعنی تین چیز مین برکت ہوتی ہے یعنی شرکت مین اور بیع نسیہ مین اور اُس مین کہ گیہون مین جو ملایا جاوے کھانیکے لیے نہ بغرض فروخت کرنیکے اور کچھ دنون کے بعد قیمت لینے کے عوض مین زیادہ قیمت لینے مین کچھ حرج نہین اسواسطے کہ جسقدر کوئی چیز دیجاوے اُس سے زیادہ لینا اور کچھ دنون کے بعد کسی چیز کا عوض لینا اِس صورت مین حرام ہے جب دونون جنس متقابل ہون یا حکم مین متقابلین کے ہون مانند نقدین کے یعنے مانند سونے اور چاندی کے رقعہ مہربان من۔ اہل سنت کے نزدیک بلکہ اکثر فرقہ اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے کہ جن اور شیاطین کا تصرف ہونا آدمی کے بدن مین ثابت ہی اور یہ تصرف آدمی کی روح حیوانی مین ہوتا ہے جو حامل قوی ہے اور اُسکو عربی مین صرع الجن کہتے ہین اور عرف مین آسیب کہتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ اُس شخص کو خبط ہو گیا ہی چنانچہ تفسیر نیشاپوری مین تفسیر مین آیہ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ کے لکھا ہے وَاَکْثَرُ الْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی اَنَّ الشَّیْطَانَ قَادِرٌ عَلَی الصَّرْعِ وَالْقَرْیِ بِهٖ وَیُدْرِکُ بِتَقْدِیْرِ اللّٰہِ یعنے اکثر اہل اسلام کے نزدیک ثابت ہی کہ شیطان قادر ہی صرع پر اور اُسکو طاقت دی گئی ہے کہ انسان کو مار ڈالے اور انسان کو ایذا پہونچا دے مگر یہ سب اُسی وقت مین ہوگا جب اللہ تعالے کو منظور ہوگا اور معتزلہ کے سوا اور کسی

دوسرے فرقہ اہل اسلام کا اسمین اختلاف نہین اور معتزلہ اس آیت مین توجیہات رکیکہ
کرتے ہین اور وہ اُن کی تفاسیر مین مذکور ہین وہ توجیہات نقل کرنا واہیات بیفائدہ
ہے اور انجیل اربعہ یوحنا وغیرہما مین پندرہ قصے آسیب جن کے اور اُس کا نکلنا
مصروع کے بدن سے دم عیسوی کے ذریعہ سے مذکور ہین اور احادیث مین بھی اس
بارہ مین ذکر ہے ہرگز کسی کے بے انکار کی جگہ نہین اب یہ امر بیان کرتا ہون کہ انسان
بھی بعد مرجانے کے یہ کام کرتا ہی یا نہین تو اس مسئلہ مین علماء اہل سنت مین اختلاف
ہی اکثر محققین کے نزدیک ممکن ہے اور بعض کے نزدیک غیر ممکن ہی اور اُن بعض محققین
کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ کہا جاوے کہ انسان بھی بعد موت کے یہ کام کرسکتا ہی تو اس سے
لازم آوے گا کہ انسان کی حقیقت جن کی حقیقت کے ساتھ منقلب ہوجاتی ہی اور انقلاب
حقائق محال ہے اور یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ اگر انسان صالح ہے تو وہ ایسا ظلم اور
ایذارسانی کیون کرتا ہے اسواسطے کہ یہ فعل بُرا ہے اور نیک آدمی ایسا فعل بُرا نہین
کرتا اور اگر وہ انسان فاسق ہے یا کافر ہے تو موکلان عذاب سے اُسکی رہائی کیونکر
ہوتی ہے کہ اُسکو اس کام کی فرصت ملتی ہی تو اسی شبہہ کی بناپر اس بارہ مین ان محققین
کی دو جماعت ہوگئی ہین جن کے نزدیک یہ امر ثابت ہی اُن مین سے ایک جماعت کا
قول یہ ہی کہ یہ انقلاب نہین ہی بلکہ یہ ایک طرح کا مسخ اخروی ہی کہ ایسا مسخ ہونا بعد موت
کے اور آخرت مین احادیث کثیرہ سے ثابت ہی اور جامع صغیر سیوطی مین کتب متعددہ
سے تتمہ معراج منامی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نقل کیا ہے۔ رَأَیْتُ جَدَّاتِ الْخَبِیْثِ
سِتَّةَ الشَّیَاطِیْنِ عِنْدَ الْمَوْتِ فَجَاءَتْهُ لِتُغَسِّلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَنَزَعَتْهُ مِنْ اَیْدِیْهِمْ اَوْ کَمَا قَالَ اور جب
یہ معاملہ قسم مسخ اخروی کے ہے تو اس سے رہائی فاسق کی عذاب سے کیونکر لازم آتی
ہے بلکہ یہ بھی ایک طرح کا عذاب ہی کہ اسمین وہ شخص گرفتار رہتا ہی اور مسلک علماء حنفیہ ماتریدیہ کا
کا یہی ہے اور ملا معین نے کہ معتبرین علماء ماوراء النہر سے ہین شرح برزخ مین لکھا ہی اَلْاِنْسَانُ
کُلُّ یَصِیْرُ جِنًّا فِیْ عَالَمِ الْبَرْزَخِ بِالْمَسْخِ وَهٰذَا التَّعْذِیْبُ وَغَضَبٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی مَنْ شَاءَ
اَمَّنْ کَانَ یُمْسَخُ فِی الْاُمَمِ السَّابِقَةِ وَالْقُرُوْنِ الْمَاضِیَةِ قِرَدَةً وَخَنَازِیْرَ اِلَّا اَنَّهٗ رُفِعَ

Marfat.com

هٰذَا الْعَذَابُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْمَرْحُوْمَةِ فِيْ عَالَمِ الشَّهَادَةِ بِبَرَكَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا مَا هُوَ عَنْ عَلَامَاتِ السَّاعَةِ الْكُبْرٰى
وَقَدْ وَرَدَ فِي الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ
مَسْخٌ وَّخَسْفٌ وَّقَذْفٌ عِنْدَ الْقِيَامَةِ فَذٰلِكَ مَسْخُ الْاِنْسَانِ
فِي الْبَرْزَخِ يَكُوْنُ غَالِبًا فِي الْكُفَّارِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ الظَّالِمِيْنَ
الْمُؤْذِيْنَ وَالزَّانِيْنَ وَالْمُعْلِنِيْنَ سِيَّمَا اِذَا مَاتُوْا وَقُتِلُوْا عَلٰى
جَنَابَةٍ وَلٰكِنَّ الْمُرْتَدِّيْنَ غَيْرُ تَائِبِيْنَ فَلَيْسَ كُلُّ مَنْ كَانَ كَذٰلِكَ يَكُوْنُ
مَمْسُوْخًا بَلْ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ مَسْخَهٗ وَعَذَّبَهٗ وَالْمَسْخُ لَا يَكُوْنُ فِي الصُّلَحَاءِ
وَالْاَوْلِيَاءِ اَصْلًا وَاِنْ مَّاتُوْا عَلٰى جَنَابَةٍ وَيَكُوْنُ الْمَسْخُ فِي الْقِيَامَةِ كَثِيْرًا
لِمَا وَرَدَ اَنَّ كَلْبَ اَصْحَابِ الْكَهْفِ يُجْعَلُ بَلْعَمًا وَالْبَلْعَمُ يُجْعَلُ كَلْبًا
وَيُدْخَلُ ذٰلِكَ فِي الْجَنَّةِ وَيُلْقٰى هٰذَا فِي النَّارِ وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ جَعْلُ
رَاْسٍ مِّنْ رَّفَعَ اَوْ وَضَعَ رَاْسَهٗ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْاِمَامِ رَاْسَ حِمَارٍ
وَمَسْخُ الْخِلْقَةِ الرَّشْوَةِ وَوَاضِعِ الْاَحَادِيْثِ وَاَمْثَالِ ذٰلِكَ كَثِيْرٌ اِنْتَهٰى

یعنے کبھی انسان عالم برزخ مین مسخ ہوکر جن ہو جاتا ہی اور یہ عذاب ہی اور غضب ہی اللہ تعالی کا
جس پر وہ چاہتا ہے یہ عذاب کرتا ہے جیسا اُمم سابقہ اور قرون گذشتہ مین لوگ بندر
اور خنزیر مسخ کرکے بنا دیے جاتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ وسلم کی برکت سے اس اُمت
پر یہ رحمت ہوئی کہ یہ عذاب اس اُمت مرحومہ سے دنیا مین اُٹھا لیا گیا البتہ علامت سے قیامت
کے ہی کہ یہ عذاب قریب قیامت کے ہوگا چنانچہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ قیامت
کے قریب اس اُمت مین مسخ اور خسف اور قذف ہوگا اور اکثر مسخ برزخ مین یہ لوگ کیے
جاتے ہین کفار اور اہل اسلام سے جو لوگ موذی ظالم ہوتے ہین اور زانی اور اعلام
کرنے والا علی الخصوص جب یہ لوگ جنابت کی حالت مین مرجائین یا قتل کیے جائین اور
ایسا ہی اکثر وہ لوگ بھی مسخ کیے جاتے ہین جو مرتد ہون اور بغیر توبہ کیے ہوئے مرجاوین
لیکن یہ ضرور نہین کہ ایسے جسقدر لوگ ہون وہ سب مسخ کیے جاوین بلکہ اللہ تعالے

Marfat.com

چاہتا ہے مسخ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے اُس پر عذاب کرتا ہی اور صلحا اور اولیاے
ں ہرگز مسخ نہین کیا جاتا اگرچہ وہ لوگ جنابت کی حالت مین بھی مرجاوین اور قیامت
ی لوگ اکثر مسخ کیے جاوینگے چنانچہ یہ ثابت ہی کہ اصحاب کہف کا کتا بلعم کی صورت مین
یا جاوے گا اور جنت مین داخل کیا جاوے گا اور بلعم کتے کی صورت مین کردیا جاویگا
دوزخ مین ڈالا جاویگا اور ایسا ہی جو شخص نماز مین امام کے قبل اپنا سر اُٹھاتا ہی یا
م کے قبل اپنا سر رکھتا ہی اُسکا سر گدھے کے سر کے مانند بنا دیا جاویگا اور رشوت لینے
لے اور موضوع احادیث کے بنانے والے اور اُن کے ایسے اور دوسرے گنہگار
سخ کیے جاوین گے اور محققین جو اِس امر کے قائل ہین کہ یہ بھی ہوسکتا ہی کہ کوئی انسان
ر بعد موت کے آسیب ہوجاوے اور لوگون کو ایذا پہونچاوے اُن محققین کی ایک
ت کا قول اوپر مذکور ہوا ہے اور اُن کی دوسری جماعت کا قول یہ ہی کہ یہ مسخ نہین ہے
ایسا نہین کہ بعض انسان بعد موت کے شیطان بنا دیے جاتے ہین بلکہ شیطان کی حرکات وافعال کے
د اُن سے بھی حرکات وافعال مختلفہ سرزد ہوتے ہین جیسا کہ روہیلون کے وقت مین
لوگ ہندوستانی نے بھی ایسا کیا تھا کہ ٹیڑھی پگڑی باندھ لی اور سر کا بال بڑھا دیا
چند لفظ پشتو ن کا سیکھ لیا اور اسطرح سے اپنی وضع روہیلہ کی وضع کے مانند بنائی اور
ہیلہ کے مانند معاملات مین سختی اور بے محل زدوکوب کرتے تھے اور بخوا لے مَن تَشَبَّہَ
ا فَھُوَ مِنْھُمْ کے اُن افراد انسان کو جو بعد موت کے وہ کام کرتے ہین جو جن اور شیطان کا
م ہی عرب مین خبیث کہتے ہین اور ہندی مین بھوت کہتے ہین حالانکہ اُس انسان
حقیقت مین کچھ تغیر واقع نہین ہوتا اور اکثر علما وعراق وعرب کے نزدیک یہی
ملک مختار ہی اور باعتبار دلیل کے یہی اقوی واصح ہے اور سیدی والد قدس سرہ کا
ان بھی اِسی جانب ہوا کرتا تھا جب اِس مسئلہ مین بحث واقع ہوتی تھی اور ایسا اتفاق
مرتبہ ہوا ۱۲۰۱ھ مسئلہ برزخ تناسخ مین جو کچھ کتاب سے نقل کیا تھا درست ہے
جو فرق برزخ اور تناسخ مین لکھا تھا وہ بھی صریحاً فرق ہی بلکہ صوفیہ کے نزدیک
ف یعنی برزخ روح کا روح مین زندہ یا مردہ کے اصل مین خواص سے حقیقۃً بحقایق تعلق

Marfat.com

وتقدس کے ہی اور چونکہ نسبت اللہ تعالی کی مخلوقات کے ساتھ صوفیہ کے نزدیک
نسبت ظاہر کے ساتھ مظاہر اور قومیت کے ہی اس واسطے مخلوقات مین بھی اسطر
کا تصرف ثابت ہی البتہ اس طرح کے تصرف کا صدور بعضے مخلوقات سے کہ ملا
اور جن سے ہین اُن کی عادت مین داخل ہے اور عام طور پر یہ تصرف سب ملا
اور جن مین ہے اور بعضے دیگر مخلوقات کہ ارواح بنی آدم کی ہین اُن سے اگر
اس طرح کے تصرف کا ہووے تو وہ اُن کے بارہ مین خارق عادت سمجھا جاتا
اور قصص الانبیا مین ایسے تصرف کا صدور بہت منقول ہے اور خود شیخ اکبر نے ا
بارہ مین اسقدر روایت کی ہے جو اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے کافی ہے اور مشارک
ارواح بنی آدم کی جو ارواح جن کے ساتھ ہوجاتی ہے چنانچہ یہ امر شیخ سدو
مین ثابت ہی تو اس مشارکت کی وجہ سے اس شخص مین کچھ نقصان یا قدح لازم
آتا جسمین یہ مشارکت پائی جاتی ہے اس واسطے کہ مشارکت تمثیل وتشکیل اشکال
مین درمیان ملائکہ وشیاطین کے ثابت ہی اور اولیاء اللہ سے بھی بہت منقول
چنانچہ قصہ چہل غزل سید علی ہمدانی قدس سرہ وغیرہ کا اسی قبیل سے ہے اور اس
ملائکہ اور اولیاء اللہ مین ہرگز قدح ونقصان لازم نہین آتا تو اگر شیاطین کو بس
مقتضاء سرشت اُنکے اسقدر مشابہت ملائکہ اور اولیا کے ساتھ حاصل ہوجاوے
اسمین کیا مضائقہ ہے اس واسطے کہ ہر جنس مین نیکون اور بدون مین باہم اکثر ا
مشارکت رہتی ہے اور مثل مشہور ہی کہ ع انچہ آدم می کند بوزینہ ہم + اور نیک اور ب
اس تصرف مین فرق ہے اسواسطے کہ شیاطین شیخ سدو وغیرہ کے مانند یہ تصرف ا
غرض سے کرتے ہین کہ بنی آدم کو تکلیف دیوین اور بنی آدم کو اپنے معبود ہونے
گمان کراوین تا بنی آدم اُن کی عبادت کرین اور اُن کی نذرانین اور اُن کے
جانور ذبح کرین اور ارواح مقدسہ یہ تصرف اس واسطے کرتے ہین کہ دوسرے کی
مین کیفیت محمودہ حاصل ہووے اور نیکون اور بدون کے تصرف مین جو فرق ہے
دارومدار نیت پر ہی یعنے نیکون کی نیت صالح ہوتی ہے اور بدون کی نیت فاسد ہو

عمل بظاہر دونون کا ایک ہی طور پر ہوتا ہی چنانچہ طریقہ مجاہدین اور کفار دونون کا
ں آلات جنگ مین اور تلوار چلانے مین اور نیزہ سے مارنے مین اور قواعد سپہگری
یسان ہوتا ہے اور فرق مجاہدین اور کفار مین صرف باعتبار نیت کے ہی مجاہدین کی
صالح ہوتی ہی اور کفار کی نیت فاسد ہوتی ہی اور مشابہت ارواح مقدسہ کے اس
ی شیخ سدو وغیرہ شیاطین کے اس عمل کے ساتھ صوفیہ کے نزدیک چندان مستبعد
ں اور یہ تائید مین شیخ ابن فارض مصری علیہ الرحمۃ کے واقع ہے اور مولانا روم قدس سرہ نے
شریف مین وہی معنی فارسی مین فرمایا ہے مثنوی چون پری غالب شود برآدمی +
وازمرد وصف مردمی + چون پری را ایندم وقانون بود + کردگار آن پری خود چون بود +
راس امر کا یہ ہی کہ جو نسبت قیومت کی روح کو اپنے بدن کے ساتھ ہوتی ہے روح وہ
ن دوسری روح مین پہونچا سکتی ہے بشرطیکہ اُس دوسری روح کو اُس روح سابق
اتھ مناسبت ہو اور وہ روح گویا اُس دوسری روح کی روح ہو جاتی ہی اور جس قدر
ناسبت اُس روح کو اس دوسری روح کے ساتھ ہوتی ہے اُسیقدر اس تصرف کا
ظہور اس دوسری روح مین ہوتا ہے حتی کہ حقیقۃ الحقائق مین کہ روح جمیع ارواح
ہ یہ معنی نہایت کامل اور نہایت وافر متحقق ہوتا ہے اور اُس جناب سے ہر روح پر اس
ف کا فیضان ہو سکتا ہے البتہ قبول کرنے والے کی استعداد شرط ہے اور یہ امر تصوف
عد کے مطابق ہو سکتا ہے لیکن علمار ظاہر اس تصرف کو تلبیسات شیاطین وجن پر
تے ہین اس واسطے کہ اس طرح کے تصرف کا اثر جس شخص مین ہوتا ہی تو کبھی ایسا ہوتا ہی
ب اُس سے نام پوچھا جاتا ہے تو وہ اپنا نام کسی بزرگ کا نام بتلاتا ہے تا لوگ اُس کو
بائین اور اُسکی تعظیم کرین اور اُسکی بات پر اعتقاد کرین اور مسائل تصوف اور فضا مین
س کو جان لینا جن اور شیاطین کے نزدیک ایک آسان کام ہے البتہ بعضے شیاطین
ج کے تصرف سے صراحۃ بہکانے کا قصد کرتے ہین تو خواص اس فریب مین نہین
ر بعضے شیاطین اس تصرف کے ذریعہ سے ارشاد و تعلیم پہلے کرتے ہین اور اس طریقے
ون کو اپنی تعلیم وارشاد کا خوگر بناتے ہین تا لوگ اُن کی طرف مائل ہون اور اس

Marfat.com

فریب مین عوام کے مانند خواص بھی آجاتے ہین اور اسی غرض سے وہ شیاطین اپنا نام
بزرگان دین سے کسی بزرگ کا نام بتلاتے ہین چنانچہ یہ خبر متواتر ہی کہ زمانۂ جاہلیت
مین شیاطین بعضے اشخاص پر مثلاً سنق اور سیطع اور اسوقت کے دیگر کاہنان پر اسی طر
سے آتے تھے اور یہ خبر قابل انکار نہین واللہ تعالے اعلم اس دعوی کی دلیل علماء ظاہ
نزدیک یہ ہی کہ اگر ثابت ہووے کہ صدور اس طرح کے تصرف کا ارواح طیبہ انبیاء و
سے اور ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ سے بھی ہوتا ہے اور حالانکہ یقیناً قطعی طور پر ثابت
کہ اسطرح تصرف کا صدور شیاطین اور ارواح خبیثہ سے ہوتا ہی تو بعض امور شرعیہ
اشتباہ قوی لازم آوے گا اس واسطے کہ چند دجال کذابین کی خبر شرع سے ثابت
تو ممکن ہی کہ وہ دجال کذابین اسطرح کا فریب کرین کہ بروز روح مقدسہ کا اپنے مین غلط دعو
کرین یعنی اپنا نام مثلاً انبیاء سے کسی نبی کا نام بتاوین اور اُن کے اقوال و افعال صادر ک
تو اسمین انکار کی جگہ نہ ہوگی اور وہ دجال کذابین اہل حق کو ساکت کردینگے بلکہ دجال آ
کہ بروز حضرت حق تعالیٰ کا اپنے مین غلط دعوی کرے گا تو اسکو بھی ساکت کرنا اور الزام دینا ممکن نہ
اور بعضے اولیاء کرام کا جو قصہ منقول ہے چنانچہ نفحات مین اوحد الدین کرمانی کے ذکر مین لکھا
اور ایسا ہی فتوحات شیخ اکبر مین بھی مذکور ہی تو وہ واقعہ اولیاء کا اُنکے زمانے حیات مین ہوا ک
اولیاء کرام نے کسی دوسرے شخص زندہ کی روح مین اپنا تصرف کیا اور اُسکی روح
معطل کردیا اور بجاے اس کے اس شخص کی زبان سے خود کلام کیا اور یہ امر مقام اشتہ
نہین اسواسطے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی مین فریب کرے اور زندہ لوگون مین سے کسی کی
کے بروز کا غلط دعوی اپنے مین کرے یعنی اپنا نام فریب سے اُس شخص زندہ کا نام بتاوے
تا لوگون کو مغالطہ دیوے کہ اُس دوسرے شخص زندہ کی روح کا حلول اُس شخص
بدن مین ہوا ہے اور اُس شخص کے قول و فعل کے مانند یہ شخص فریب دہندہ قول و
صادر کرے تو ممکن ہے کہ یہ شبہہ اسطرح سے دفع کرلیا جاوے کہ اس شخص زندہ
دریافت کیا جاوے کہ آیا فی الواقع اس دوسرے شخص کا یہ دعوی صحیح ہے یا غلط ہی تو اس
تحقیق ہوجاویگی اور شبہہ دفع ہوجاویگا بخلاف اُن ارواح کے جو عالم برزخ مین ہین اور بخلا

Marfat.com

ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ کے نگاہ کوئی شخص فریب دیوے اور برزخ کی ارواح مین سے
کسی کی روح کا بروز اپنے مین گمان کرا سکے یا ملائکہ یا حضرت حق تعالیٰ کے بروز کا اپنے
مین گمان کرا سکے تو ایسی صورتون مین اشتباہ دفع کرنا ممکن نہ ہوگا اسواسطے کہ ممکن نہین
کہ ان ارواح سے جو برزخ مین ہین اور ملائکہ سے اور حضرت حق تعالےٰ سے حقیقت حال دریافت
کی جاوے کہ اشتباہ دفع ہوجاوے اور صوفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہی کہ ارواح اولیا کا
بروز ہر حال مین کسی دوسرے مین ہوسکتا ہے خواہ وہ اولیا زندہ ہون یا اموات سے ہون
تو صوفیہ اس دلیل کے جواب مین کہتے ہین کہ جو اشتباہ و تلبیس کہ سریع الزوال ہو اُس سے
کچھ حرج لازم نہین آتا اور یہ تلبیس اور اشتباہ ایسا ہی ہے کہ دلائل کتاب و سنت اور
احکام شرعیہ مین کچھ بھی غور کرنے سے زائل ہو جاتا ہے اُس شخص کے اقوال و افعال
مین غور کرنا چاہیے اگر وہ قواعد شرعیہ کے موافق ہون تو جاننا چاہیے کہ بروز روح پاک کا
اُسمین ہوا ہے اور اگر اُس کے اقوال و افعال قواعد شرعیہ کے خلاف ہین تو سمجھنا چاہیے
کہ بروز روح خبیث کا اُس مین ہوا ہے اور صوفیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اس طرح کی تلبیس اور
ایسا اشتباہ ان امور مین بھی ہوتا ہے یعنی خرقات تلبیسی اور ہفت ملکہ ذوق الٰہی اور تمنی
شیطانی اور الہام ملکی اور وسوسہ شیطانی اور تمثیل بشری جو فرشتہ اور جن اور شیاطین
کی جانب سے ہوتا ہے تو ان امور مین بھی تلبیس و اشتباہ ہوتا ہے تو جسطرح یہ تلبیس اور اشتباہ
رفع کیا جاوے گا اُسی طرح وہ تلبیس اور اشتباہ بھی رفع ہوسکے گا جو بروز روح مین واقع
ہووے بہر کیف قاعدہ تصرف سے بروز روح کا امکان ثابت ہوتا ہے تو نفس امکان سے
انکار نہ کرنا چاہیے لیکن بروز روح کا اگر وقوع ہووے کہ محل اشتباہ ہے تو تسلیم بھی نہ کرنا
چاہیے اسواسطے کہ بروز روح کے وقوع پر کوئی دلیل سوا اس دو تین نقل کے قائم نہین
اور بزرگشوفی کہ صوفیہ کا اُس پر اتفاق ہے اُس کی بہت صورتین سوا اس نوع بروز
روح کے ہین کہ وہ صورتین کتب تصوف مین نہایت شرح و بسط کے ساتھ مذکور
ہین اور شواہد سے بروز روح کے کتب حدیث مین قصہ زید بن خارجہ کا ہوا اور ابو بکر بن
ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت مین لکھا ہے اور قاضی ابو بکر بن فحاد دیگر محدثین

Marfat.com

نے روایت کی ہے کہ بعد موت کے اور قبل دفن کے زید بن خارجہ کی روح نے بدن
مین حلول کیا اور اُس نے کلام کیا اُس کا مضمون یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نبی امی خاتم النبیین ہین کوئی دوسرا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعد نہین یہ کتاب اوّل مین ثابت ہے پھر کسی دوسرے قائل نے زید بن
خارجہ کی زبان سے کہا کہ سچ کہا پھر زید بن خارجہ کی روح نے کہا کہ ابوبکرؓ خلیفہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور صدیق اور امانت دار ہوے اگرچہ آپ کا بدن ضعیف تھا
لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے حکم مین قوی تھے یہ بھی کتاب اوّل مین ہے پھر کسی دوسرے
قائل نے زید بن خارجہ کی زبان سے کہا کہ سچ کہا سچ کہا پھر زید بن خارجہ
کی روح نے کہا کہ اوسط یعنی بہتر قوی قوم اہل اسلام مین وہ ہوے کہ وہ نہین
ڈرتے اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے اُنھون
نے باز رکھا لوگون کو اس سے کہ قوی ضعیف پر ظلم کرے اور وہ عبداللہ عمرؓ
امیر المومنین ہین یہ بھی کتاب اول مین ہے پھر اُس دوسرے قائل نے زید
بن خارجہ کی زبان سے کہا کہ سچ کہا سچ کہا پھر زید بن خارجہ نے کہا کہ عثمانؓ
امیر المومنین ہین اور وہ بچاتے ہین لوگون کو گناہ کثیر سے اور چار برس باقی ہی
اور لوگون کے لیے انتظام کی صورت نہین اور حامیانِ دین جدا ہوے اور
قیامت قریب ہوئی اور بعض لوگون نے بعض لوگون پہ ظلم کیا پھر منتشر ہوے مومنین
آخر قصہ تک اور یہ قصہ طویل ہے اور اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان
بُروز دو روح کا ہوا تھا اور دوسری رُوح کسی دوسرے کی تھی کہ ہر کلام کے بعد
زید بن خارجہ کی زبان سے اُس کلام کی تصدیق کیا کرتی تھی تو بُروز متنازع فیہ ثابت
ہوا اور کتب حدیث مین اسی طرح دوسرا قصہ بھی وارد ہے کہ اُسکے الفاظ یاد نہین
واللہ تعالیٰ اعلم سوال اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ
مِّنْ قَبْلِكَ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہم نے بھیجا آپ کو
تا ڈراوین آپ اُس قوم کو کہ اُسکے پاس کوئی ڈرانے والا آپکے قبل نہ آیا تو اس آیت سے صراحۃً

سوال و جواب

Marfat.com

معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی قوم زمانہ فترۃ
مین تکلیفات شرعیہ سے ناواقف تھی اور یہ آیۃ سورۂ قصص مین واقع ہے اور
یہ امر اس آیت کے سیاق سے بھی صراحۃً معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ اس آیت
کے بعد اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ
فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
یعنی اور اگر یہ نہ ہوتا کہ پہونچتی اُن لوگون پر بسبب اس کے کہ آگے بھیجا اُن لوگون
کے ہاتھون نے پس کہتے وہ لوگ کہ اے پروردگار ہمارے کیون نہین بھیجا تونے
ہمارے پاس رسول کہ تابعداری کرتے ہم تیری آیتون کی اور ہوتے ہم مومنین
سے یعنی آپ کو اسواسطے بھیجا تا یہ لوگ یہ عذر نہ کرین لیکن یہ جو یہ آیۃ ہے
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَنْذَرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ یعنی آپ اسواسطے مبعوث ہوئے تا آپ
ڈراوین اُس قوم کو کہ نہ ڈرائے گئے آبا اُن کے پس وہ لوگ غافل تھے تو اس
آیت سے صراحۃً وہ مضمون ثابت نہین ہوتا جو اوپر مذکور ہوا اسواسطے کہ اس آیت
مین جو لفظ ما کا ہے اُس مین تین احتمال ہین اوّل کہ ما نافیہ ہو اور دوسرے
کہ ما مصدریہ ہو اور تیسرے یہ کہ ما موصولہ ہے اور صرف اول احتمال کی بناپر
یعنی جب ما نافیہ ہو تو نفی انذار کی ثابت ہوتی ہے یعنی اس آیت سے ثابت ہوتا
ہے کہ قوم آنحضرت صلعم کی آیا ڈرائی نہ گئی اور وہ احکام شرعیہ سے ناواقف تھی
اور باقی دو احتمال کی بناء پر یعنی جب ما مصدریہ ہو یا موصولہ ہو تو نفی انذار کی ثابت
نہین ہوتی اور تفسیر نیشاپوری مین لکھا ہے وَقَدْ يُقَالُ اِنَّ مَا نَافِيَةٌ اَوْ مَوْصُوْلَةٌ اَوْ
مَصْدَرِيَّةٌ اَیْ اُرْسِلْتَ لِتُنْذِرَ اٰنْذَارَ اٰبَآئِهِمْ اَوْ مَا اَنْذَرَ اٰبَآؤُهُمْ اَوْ مَا اَنْذَرَ اٰبَآؤُهُمْ
فَاِنَّهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ فَعَلٰى هٰذَا كَوْنُهُمْ غَافِلِيْنَ بِسَبَبٍ بَاعِثٍ عَلَى الْاِنْذَارِ وَعَلَى الْاَوَّلِ
عَدَمُ الْاِنْذَارِ اَوْ سَبَبُ غَفْلَتِهِمْ انتہی یعنی اور کبھی کہا جاتا ہے کہ ما نافیہ ہی یا موصولہ ہے یا مصدریہ
ہے یعنی آپ بھیجے گئے تا ڈراوین قوم کو مانند ڈرائے جانے آبا اُنکے کے یا جیسا ڈرایا اُنکے آبا کو یا
جس چیز سے ڈرایا اُنکے آبا کو پس وہ لوگ غفلت مین ہین پس اس بناپر یہ معنی ہوا کہ وہ لوگ غافل تھے اس سبب سے

Marfat.com

جو باعث ہی ڈرانیکے لیے اور جب مانافیہ کہا جاوے تو عدم انذار اُن کی غفلت کا
سبب ہوگا یہ مضمون تفسیر نیشاپوری کی عبارت مذکورہ کا ہی حاصل کلام جب یہ آیۃ یعنے
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ الآیۃ اُس آیت مذکورہ کے ساتھ لحاظ کی جاوے جو سورۂ
قصص مین ہی یا اس آیت کے ساتھ لحاظ کی جاوے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا
یعنی نہین ہین ہم عذاب کرنے والے جبتک رسول نہ بھیجین تو اس آیت سے اُن لوگون کی
نجات ثابت ہوتی ہی جو زمانہ فترۃ مین تھے اور یہ امر موافق قاعدۂ اہل سنت وجماعت
کے ثابت ہی اسواسطے کہ اہل سنت وجماعت اس امر کے قائل ہین کہ حُسن اور قبح امور کا
شرعی ہی یعنی صرف شرع سے معلوم ہوتا ہی کہ فلان امر کے کرنیکا شرع مین حکم ہے تو وہ امر بہتر ہی
اور فلان امر سے شرع مین منع کیا گیا ہی تو وہ امر قبیح ہی اور اہل سنت وجماعت کو اس امر سے
انکار ہی کہ صرف عقل کے ذریعہ سے یہ معلوم ہو جاوے کہ فلان امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک
واجب ہی اب کلام اسمین ہے کہ انذار سوا بعثت رسول کے ہی اور زمانہ فترۃ وہ ہی
کہ اُسمین بعثت رسول کی نہ ہووے اور انذار نہ ہونے سے وہ زمانہ کہ زمانہ فترۃ کا ہے
اُسکے بارہ مین حکم فترۃ کا نہین دیا جاتا تو درمیان حضرت عیسیٰ اور آنحضرت علیہما الصلوٰۃ
والسلام کے کہ مدت پانچ سو ساٹھ برس کی ہے زمانہ فترۃ کا نہ تھا کہ اُس زمانے کے
لوگ اپنے حق مین حکم فترۃ کا قرار دیوین اور اپنے کو صبیان اور دیوانہ کے مانند
کہین کہ سزاوار عذاب کے نہین اسواسطے کہ علم انبیاء سابقین کا خصوصاً علم
حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام کا اس بلاد مین شائع تھا اور اگرچہ کتب الٰہیہ مین
لوگون نے تحریف کی تھی لیکن توحید اور اثبات نبوت اور معاد کہ اصول ثلثہ دین کا ہی
ان امور مین فی الجملہ وہ لوگ کلام کرتے تھے چنانچہ تفسیر نیشاپوری مین سورۂ قصص کی
آیت کی تفسیر مین لکھا ہے من قبل کا مانت حجۃ الانبیاء قائمۃ علیہم ولکن بعث الیہم من یجدد
تلک الحجۃ علیہم فبعث اللہ تعالے تقریرا لتلک التکلیفات وازالۃ
لتلک الفترۃ یعنے پہلے حجت انبیاء کی قائم تھی اُن لوگون پر لیکن نہین بھیجا گیا تھا اُن
لوگون کے پاس ایسا کوئی نبی جو تازہ کرے وہ حجت اُن لوگون پر پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تا احکام شرعیہ اُن لوگونکی عقل مین ثابت فرما دیوے اور اُس
ہ کو دو فرما دیوین یہ ترجمہ تفسیر نیشاپوری کی عبارت مذکورہ کا ہے پس نفی انذار و بعث
سول دونون آنحضرت صلعم کی قوم کے بارہ مین متحقق ہی اور مراد بعث رسول سے آیہ وَمَا
مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا مین یہ نہین ہے کہ رسول اُسی قوم سے ہووے بلکہ مراد یہ ہی
یہان مین کوئی رسول آیا ہو کہ خبر اس رسول کی اور اُس کے احکام کی مکلفین کو پہونچی
گرچہ وہ احکام بطور اجمال کے پہونچے ہون اور مکلفین کو اُس رسول کا علم حاصل ہو جاوے کہ ہمارے
ب کے علاوہ جہان مین دوسرا مذہب بھی ہی کہ اُسکو لوگ حق اور واقعی معلوم کرتے ہین
اسطے کہ اسیقدر بحث و تفتیش و سوال و تحقیق دین تکلفات شرعیہ کے ثابت ہونیکے لیے کافی
البتہ زمانہ فترۃ کا ہونا درمیان حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے بعد گذرنے عاد
د کے مسلم ہے اگر زمانہ فترۃ کے ثبوت کیلیے صرف یہ کافی ہووے کہ اس زمانہ کی قوم سے کوئی
ل نہ ہوا ہو تو لازم آتا ہے کہ اکثر زمانہ حق مین اکثر لوگون کے زمانہ فترۃ کا ہوا اور جب یہ امر
ت نہین تو یہ بھی ضرور نہین کہ جس زمانہ مین اُس زمانے کے لوگون کی قوم سے نبی نہ ہوا
وہ زمانہ زمانہ فترۃ کا ہوگا اور احادیث صحیحہ مین غور فرمایا جاوے کہ آنحضرت
ل اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے کفار کی کسقدر نکوہش فرمائی اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ
قَتْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ یعنی تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے نظر فرمائی
زمین کی طرف پس غضب فرمایا عرب اور عجم پر سوا ان لوگون کے جو اہل کتاب
باقی رہگئے تھے اور آیات قرآنی مین غور فرمایا جاوے کہ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ
النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا] یعنے تھے تم لوگ کنارہ پر آتش جہنم کے پس ہٹایا تم لوگون
ہان سے اور اسکے مانند اور بھی آیتین ہین تو ان آیتون کا کیا معنے ہوگا پس زمانہ جاہلیت
ل بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا اس زمانہ کو زمانہ فترۃ باعتبار اصطلاح کے نہین
سکتے اگرچہ فترۃ کے معنے لغوی کے اعتبار سے اُسکو زمانہ فترۃ کہہ سکتے ہین چنانچہ اسی معنی لغوی کے
بارے فترۃ کا لفظ اس آیت مین وارد ہی یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى
ةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ یعنے ای اہل کتاب تحقیق کہ آیا تم لوگونکے

Marfat.com

پاس رسول ہمارا بیان کرتا ہی واسطے تم لوگون کے کہ ایسے زمانہ مین کہ پیمبر نہ تھا تا تم عذر نہ کرو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہ آیا یہ آیت مذکورہ کا ترجمہ ہی تو اس آیت مین خطاب اہل کتاب کے ساتھ ہوا ہی اور فترہ اصطلاحی اہل کتاب کے حق مین متصور نہین ہو سکتی اور اسی وجہ سے حدیث شریف مین جا بجا اُسوقت مردون پر عذاب ہونیکا حال وارد ہی مثلاً اَبِیْ وَاَبُوْكَ فِی النَّارِ یعنی میرے باپ اور تمھارے باپ دونون دوزخ مین ہین یہ حدیث جواب مین اُس شخص کے وارد ہوئی کہ اُس نے پوچھا کہ این ابی یعنے میرا باپ کہان ہی اور مثلاً یہ حدیث شریف ہی لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ فَخْرِهِمْ بِاٰبَاءِهِمُ الَّذِیْنَ هُمْ فَحْمٌ مِّنْ فَحْمِ النَّارِ اَوْ لَیَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِیْ یُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ یعنی البتہ باز آوینگے لوگ فخر کرنے سے اپنے آباپر کہ اُنکے وہ آباکوئلہ ہین دوزخ کے کوئلہ سے یا نہین تو وہ لوگ فخر کرنے والے سبک اور ذلیل ہو جاوینگے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس جانور سے جو اپنی ناک سے پلیدی کو زمین پر غلطان کرتا ہوا لے جاتا ہی یہ حدیث مذکور کا ترجمہ ہی اور اس طرح کی اور بھی حدیثین ہین البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے پاس کوئی نذیر یعنے ڈرانیوالا نہ آیا تھا کہ اُن لوگون کو کفر اور معاصی سے ڈراتا اور اگرچہ خاص کر ایسے نذیر کا نہ آنا دفع عذاب کے لیے حجت نہین لیکن رحمت الٰہی نے اُن لوگون کا یہ عذر بھی زائل فرما دیا اور ایک عظیم الشان نذیر یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان مین لوگون کی ہدایت کے لیے بھیجا اور اگر اس آیت مین غور کیا جاوے وَلَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ تو ظاہر ہوتا ہی کہ پہونچنا مصیبت کا اُن لوگونکے اعمال کے عوض مین کہ کنایہ عذاب سے ہی خواہ عذاب دنیاوی ہو یا اخروی ہو ان لوگون کے مقدر مین تھا اور یہ امر ہونے والا تھا لیکن اُن لوگون کو جگہ کہنے کی ہوتی کہ ہمارے پاس کوئی رسول نہ آیا اور کوئی ڈرانے والا نہ آیا تو ہم پر عذاب کیون ہوتا ہی اس واسطے آپ کو ہم نے بھیجا یعنے تا وہ لوگ یہ عذر نہ کر سکین چنانچہ الینا کی قید ہے کہ لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا مین ہی یہی مضمون مفہوم ہوتا ہی اور جو دوسری آیت یہ ہی وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ یعنی اور قسم کھائی

سلہ اسکو سورہ مین کہ دوسرا رکوع مین ہی۔ سورہ فاطر

اُن لوگون نے اللہ کی قسم مستحکم کہ اگر ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آوے تو ہم لوگ سب اُمتون سے زیادہ راہ راست پر ہو جاوینگے یہ آیت مذکورہ کا ترجمہ ہی تو اس آیت سے بھی صراحۃً معنے مذکور ہی سمجھا جاتا ہے اور اسی قبیل سے یہ آیت بھی ہے کہ اَن تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْکِتٰبُ عَلٰی طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ کُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْکِتٰبُ لَکُنَّآ اَهْدٰی مِنْهُمْ آخر یعنی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث نہ کرتے تو تم کہتے کہ نازل کی گئی کتاب دو جماعت پر ہمارے قبل اور ہم لوگون کا حال دریافت کرنے سے غافل تھے یا تم کہتے کہ اگر کتاب ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم لوگ اُن لوگون سے راہ راست پر زیادہ ہوتے آخر آیت تک تو ان آیات سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ لوگ معتقد تھے کہ ہمارے قبل دو جماعت پر کتاب نازل ہوئی تھی اور جانتے تھے کہ ان دونون جماعتون کا حال کیا ہی اور دربارۂ توحید اور نبوت اور معاد کے ان لوگون کا عقیدہ کیا تھا بلکہ ورقہ بن نوفل کے بارہ مین شروع صحیح بخاری مین مذکور ہی فَیَکْتُبُ مِنَ الْاِنْجِیْلِ بِالْعَرَبِیَّةِ مَا شَآءَ اَنْ یَّکْتُبَ یعنی پس لکھتے تھے ورقہ بن نوفل انجیل سے عربی زبان مین جو چاہتے تھے کہ لکھین اور اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگون کو بھی دعوت عیسوی پہونچی تھی اور انجیل کا ترجمہ سنتے تھے تو ایسی صورت مین اس زمانہ کے بارہ مین احکام زمانۂ فترۃ کا کیونکر دیا جا سکتا ہے اور اگر قبل زمانہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ فترۃ کا تھا تو ابوین شریفین کے بارہ مین علما کے اختلاف کا سبب کیا ہی کہ فقہ اکبر مین اُنکے بارہ مین کفر کی تصریح ہے اور سید علی اور دیگر علما نے انکے ایمان کے ثبوت مین رسالہ لکھا ہے۔

جواب مہربان من۔ جب معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل زمانہ فترۃ کا نہ تھا بلکہ زمانہ جاہلیت کا تھا تو اشکال اور شبہہ جو سوال مین مذکور ہی زائل ہو گیا اور اگر فرض کیا جاوے کہ وہ زمانہ زمانہ فترۃ کا تھا تب بھی اس اختلاف کی گنجائش ہی اسواسطے کہ ایمان اور کفر دوسری چیز ہی اور عذاب اور نجات دوسری چیز ہے تو کافران زمانہ فترۃ کے حق مین نہایت امر یہی ہی کہ کاش اگر ثابت ہو جاتا تو صرف اُنکی نجات ثابت ہوتی لیکن اُن لوگون کا ایمان ہرگز ثابت نہین ہوتا اور اس مسئلہ مین بحث

یہ ہی کہ زمانۂ فترۃ مین آبا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرک اور کافر تھے اور بسبب غفلت فترۃ کے سزاوار عذاب کے نہوے یا موحد تھے اور اس انتظار مین تھے کہ جب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا مین ظاہر ہو جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوی نبوت کا کرین تو ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اپنا ایمان ظاہر کرین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرین تو فقہ اکبر مین ابوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین جو لکھا ہے کہ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ تو اگر یہ قول ثابت بھی ہو جاوے تو اس قول مین اور ابوین شریفین کی نجات ثابت ہونے مین کچھ تناقص نہین البتہ یہ جو قول ہی کہ ابوین شریفین موحد تھے اور شرک سے بیزار اور متنفر تھے تو اس قول مین اور فقہ اکبر کے قول مین تناقص کا گمان ہو سکتا ہی خلاصہ یہ ہی کہ علماء ابوین شریفین کی نجات ثابت کرتے ہین اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین شریفین کی نجات ثابت کرنے مین علماء کا تین مسلک ہی ایک مسلک یہ ہی کہ باوجود کفر و شرک کے یہ سزاوار عذاب کے نہین صبیان اور مجنونون کے بارہ مین جو حکم ہے وہی اُن کے بارہ مین بھی حکم ہے اسواسطے کہ ابوین شریفین زمانۂ فترۃ مین تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی ہم عذاب کرنیوالے نہین جبتک رسول نہ بھیجین اور زمانہ فترۃ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل ہوا تو بمقتضاے اس آیت کے اُسوقت کے لوگ جو زمانہ فترۃ مین فوت ہو گئے سزاوار عذاب کے نہین اور اس مسلک مین جو منافات ہی وہ اوپر مذکور ہے اور باعتبار اس مسلک کے بھی عبارت فقہ اکبر کی صحیح ہو سکتی ہی اس واسطے کہ وہ عبارت صرف یہی ہے مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ اسمین تعذیب کا کچھ ذکر نہین اور دوسرا مسلک یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین شریفین ایمان لانیکے لیے بعد موت کے پھر زندہ کیے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور یہ مسلک بھی فقہ اکبر کے قول کے منافی نہین چنانچہ شمس الدین کروری نے کہ اجلۂ علماء حنفیہ ماوراء النہر سے ہین اپنے فقہ مین لکھا ہے وَیَجُوْزُ لَعْنُ مَنْ مَّاتَ عَلَی الْکُفْرِ اِلَّا وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ لِثُبُوْتِ اَنَّہٗ تَعَالٰی اَحْیَاھُمَا لَہٗ حَتّٰی اٰمَنَا بِہٖ انتہی یعنی جائز ہی لعن کرنا اُس پر جو مر گیا ہو کفر پر سوا والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین یہ جائز نہین اسواسطے کہ یہ ثابت ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ابوین شریفین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے زندہ فرمایا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان

Marfat.com

ئے یہ ترجمہ شمس الدین کروری کے قول مذکور کا ہی اور تمیل مسلک یہ ہی کہ ابوین شریفین نے خود
نی عقل سے ملت ابراہیمی سنکر شرک کا قبیح معلوم کیا اور شرک ترک کیا اور توحید کے معتقد رہے اور
ت کی تعظیم نہ کرتے تھے اور سابق سے ایک دوسرے سے سنتے چلے آئے کہ آنحضرت صلی اللہ
الی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مبعوث ہونگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد اور قدوم
نت لزوم کے منتظر تھے اور دل سے قصد مصمم رکھتے تھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہونگے
م لوگ دل وجان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار کرینگے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نور کا قصہ اس مدعا کے لیے شاہد ہی کہ وہ نور حضرت عبداللہ کی پیشانی مین جلوہ گر تھا اور آپ کو
بیت پہونچی کہ آپکے والد اور آپکے اجداد کے بعد دیگرے اُس نور مبارک کی حفاظت کے لیے
یت کرتے رہی اور علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ مین زیادہ تر یہی مسلک اختیار کیا ہی تو اس
رت مین بھی ابوین شریفین کی نجات ثابت ہوتی ہی اور ابوین شریفین کا ایمان بھی ثابت
نا ہی اسواسطے کہ اُسوقت اسیقدر ایمان اجمالی متحقق ہو سکتا تھا چنانچہ ورقہ بن نوفل کے حق
ں بھی اسیقدر ثابت ہی اور فقہ اکبر کی عبارت اس مسلک کے بھی منافی نہین اس واسطے کہ یہ کہا
سکتا ہے کہ عدم ایمان تفصیلی اور عدم وقوع ایمان بعد بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعبیر کفر
ساتھ فقہ اکبر مین ہوئی ہے لیکن حدیث اَبِیْ وَاَبُوْکَ فِی النَّارِ اور حدیث لَوْ اُؤْذَنَ لِیْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لِاُمِّیْ
ہین ماور شریفہ کے ہی تو یہ تینون مسلک اسکے خلاف ہین تو بہت بہتر ہی کہ ان مسائل مین
وت اختیار کیا جاوے منہ یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ تراویح کے بارہ مین یہ حدیث صحیح وارد ہی کہ
کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یعنے
ضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت سے زیادہ نہین پڑھتے تھے
یسا ہی یہ بھی احادیث صحیحہ وارد ہین کہ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
لَیْہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ یَجْتَہِدُ فِیْ رَمَضَانَ مَا لَا یَجْتَہِدُ فِیْ غَیْرِہٖ
اہُ مُسْلِمٌ وَعَنْہَا کَانَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرَۃُ الْاَخِیْرَۃُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْیٰی
ہٗ وَاَیْقَظَ اَہْلَہٗ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْ
ُوْدَ وَالنَّسَائِیُّ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قُمْنَا مَعَ

Marfat.com

رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ فِی شَہْرِ رَمَضَا
لَیْلَۃَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ قُمْنَا مَعَہٗ لَیْلَ
خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ قُمْنَا مَعَہٗ
لَیْلَۃَ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنْ لَّا نُدْرِكَ الْفَلَاحَ اَیِ السُّحُوْ
یعنے فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وسلم محنت
فرماتے تھے عبادت مین رمضان مین اسقدر زیادہ کہ اُسقدر محنت عبادت مین رمضان
سوا دوسرے مہینہ مین نہ فرماتے تھے روایت کی اس حدیث کو مسلم نے اور یہ بھی روایت
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ جب عشرۂ اخیر رمضان کا ہوتا تھا تو اُسمین آنحضرت صلی
علیہ وسلم زندہ کرتے تھے رات کو یعنی زیادہ شب بیداری عبادت مین فرماتے تھے او
اپنے اہل کو جگاتے اور عبادت مین نہایت محنت کرتے تھے اور ازار باندھ لیتے تھ
یعنے اعتکاف کی وجہ سے وطی سے پرہیز فرماتے تھے روایت کی اس حدیث کو بخار
اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور روایت ہی نعمان بن بشیرؓ سے کہ کہا اُنھون نے
کہ کھڑے ہوئے ہم لوگ نماز مین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ ما
رمضان مین تیئسوین رات کو شروع رات مین تہائی رات تک پھر کھڑے ہوئے
ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مین پچیسوین رات کو آدھی رات تک
کھڑے ہوئے ہم لوگ نماز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ستائیسوین رات
اسقدر دیر تک کہ ہم لوگون نے گمان کیا کہ ہم لوگ فلاح یعنے سحری آج نہ کھا دینگے یہ ترجمہ حدیث
مذکورہ کا ہی اوران احادیث سے صراحۃً ثابت ہوتا ہی کہ رمضان شریف مین دوسرے مہینون سے
زیادہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے باعتبار رکعت کے بھی زیادہ نماز پڑھتے
تھے اور باعتبار خشوع اور خضوع کے بھی زیادہ دیر مین نماز پڑھتے تھے اور نماز مین
قرأت بھی زیادہ کرتے تھے اوران احادیث کے قبل جو روایت مذکور ہوئی ہی اُس سے
بظاہر گمان ہوتا ہی کہ رمضان شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے مہینون سے
زیادہ نماز نہ پڑھتے تھے تو ان احادیث مین اور اُس سابق روایت مین تطبیق اس طور

Marfat.com

تی ہی کہ وہ ایک روایت صرف نماز تہجد کے بارہ مین ہے کہ رمضان شریف اور رمضان شریف
واہر مہینہ مین اکثر ایسا ہی ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز یک سان
ھتے تھے یعنی ہر مہینہ مین رمضان شریف ہو یا دوسرا مہینہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ثرمعول تھا کہ نماز تہجد مع نماز وتر کے گیارہ رکعت پڑھتے تھے یعنی آٹھ رکعت نماز تہجد
ور تین رکعت نماز وتر کی پڑھا کرتے تھے اور بارہ رکعت تہجد کی نماز پڑھنا بھی آنحضرت
اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی اور یہ امر کہ وہ ایک روایت سابق تہجد کے بارہ مین ہے
س امر کی دلیل یہ ہی کہ اس حدیث کے راوی ابو سلمہ ہین اور ابو سلمہ نے اس روایت
آخر مین کہا ہے قَالَتْ عَائِشَةُ رض فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى
وَسَلَّمَ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ
ی سَرْوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ یعنی اُس روایت کے آخر مین ہی کہ حضرت عائشہ
ی اللہ عنہا نے کہا کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلے آلہ وسلم
آپ سوتے ہین قبل ادا کرنے نماز وتر کے تو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے
شہ میری دونون آنکھین سوتی ہین اور میرا دل نہین سوتا ہے روایت کیا اس حدیث
خاری اور مسلم نے تو اس سے ظاہر ہے کہ یہ حدیث نماز تہجد کے بارہ مین ہے یعنی آنحضرت
ی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز تہجد اور وتر آخر شب مین نیند سے اُٹھنے کے بعد پڑھا
تے تھے اور کوئی دوسری نماز سوا تہجد اور وتر کے ثابت نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شب مین نیند سے اُٹھنے کے بعد پڑھا کرتے تھے تو اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رض
نماز تہجد کے بارہ مین فرمایا کہ آپ بعد نماز تہجد کے بھی قبل وتر کے نماز ادا کرنے کے سوتے ہین
ی حضرت عائشہ رض کا یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ وتر کی نماز قضا ہو جاوے تو آنحضرت صلی اللہ
یہ وسلم نے جواب مین فرمایا کہ صرف میری آنکھ سوتی ہی دل میرا بیدار رہتا ہے یعنی احتمال
کے قضا ہو جانے کا نہین اور جن روایات مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان
یف مین بہ نسبت دوسرے مہینون کے زیادہ نماز پڑھتے تھے تو اس نماز سے مراد تراویح
ماز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف مین تراویح پڑھا کرتے تھے کہ

Marfat.com

اُسوقت عرف مین تراویح کی تعبیر قیام رمضان کے ساتھ کرتے تھے اب اس امر کی تحقیق بیان کرتا ہون کہ قیام رمضان یعنی تراویح مین کسقدر رکعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے تو روایات صحیحہ مذکورہ مین تعیین رکعت کی نہین آئی لیکن اُن روایات مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف مین زیادہ نماز پڑھنے مین بہت زیادہ محنت کرتے تھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ رکعت نماز پڑھتے تھے اور مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن بیہقی مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مذکور ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ فِیْ غَیْرِ جَمَاعَۃٍ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف مین بلا جماعت کے بیس رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور وتر پڑھتے تھے یہ ترجمہ حدیث مذکور کا ہے اور بیہقی نے اس روایت کی تضعیف کی ہے اس بنا پر کہ اس حدیث کے راوی جد ابو بکر بن ابی شیبہ ہین حالانکہ ابو شیبہ کے نزدیک جد ابو بکر بن ابی شیبہ مین اسقدر ضعف ثابت نہین کہ اُن کی حدیث مطلقاً متروک کردی جاوے البتہ اگر اُس حدیث کے معارض کوئی دوسری حدیث صحیح ہوتی تو وہ حدیث ساقط ہوسکتی اور اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یہ جو بعض لوگون کا گمان ہوتا ہے کہ اُس حدیث کے معارض حدیث ابو سلمہ کی ہے جو ابو سلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور وہ حدیث اوپر مذکور ہوئی ہے تو یہ گمان صحیح نہین اور درحقیقت یہ حدیث ابو سلمہ کی معارض نہین تو وہ حدیث جس سے بیس رکعت تراویح کی نماز پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جو اوپر مذکور ہے صحیح و سالم ہے قابل عمل ہے اور کیون اس حدیث مین شبہہ کیا جاوے حالانکہ فعل صحابہؓ سے بھی اُس حدیث کی تائید ہوتی ہے چنانچہ علامہ بیہقی نے اپنی کتاب سنن بیہقی مین اسناد صحیح سے روایت کی ہے کہ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رض قَالَ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَہْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض فِیْ شَہْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَرَوَی مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ رض بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِاِحْدٰی عَشْرَۃَ

Marfat.com

یعنی روایت ہے ثابت بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ثابت بن زیدؓ نے کہ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے زمانہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماہ رمضان شریف مین بیس رکعت اور روایت کی امام مالک نے مؤطا مین یزید بن رومان سے کہ کہا یزید بن رومان نے کہ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے زمانہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تیئیس رکعت اور ایک روایت مین گیارہ رکعت ہے اور علامہ بیہقی نے ان دونون روایت مین اس طور پر تطبیق دی ہے کہ مشہور یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد آٹھ رکعت اور نماز وتر تین رکعت جملہ گیارہ رکعت نماز بوقت تہجد پڑھا کرتے تھے تو اس خیال سے کہ تراویح اور تہجد یہ دونون نمازات مین پڑھی جاتی ہین صحابہ کرامؓ پہلے آٹھ رکعت تراویح پڑھتے تھے تو پھر جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک یقیناً ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان شریف مین اس سے زیادہ نماز پڑھتے تھے یعنے تراویح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیس رکعت پڑھا کرتے تھے تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فعل اختیار کیا کہ تراویح کی نماز بیس رکعت پڑھا کرتے تھے اور تراویح کی بیس رکعت ہونے پر صحابہ کا اجماع ثابت ہے تو یہ امر بھی ضروریات دین سے ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ تراویح کی نماز بیس رکعت ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیے اور اسی وجہ سے فقہا اس بارہ مین نہایت تاکید کرتے ہین کہ تراویح کی نماز بیس رکعت پڑھنا چاہیے اور اکثر ایسے امور شرعیہ ہین کہ اُن کے بارہ مین جسقدر تاکید شرعاً ہے وہ پہلے معلوم نہ تھی وہ تاکید اجماع سے ثابت ہوئی اور اجماع بھی شرعی حجت ہے چنانچہ اجماع کا منکر کافر ہے علی الخصوص جس امر پر اجماع ہو اور وہ شعار اہل حق کا ہو جاوے اور وہ امر اسکے لیے مابالامتیاز ہو جاوے کہ جو شخص اس اجماع کے موافق عمل کرے وہ اہل حق سے ہے اور جو شخص اسکے خلاف عمل کرے وہ بدعتی ہے تو اس اجماع پر عمل کرنے کے بارہ مین نہایت تاکید ہے چنانچہ سنن رواتب پنجوقتی کی تاکید بھی جسقدر زمانہ صحابہ مین تھی اُس سے زیادہ تاکید روایات سے بعد زمانہ صحابہ کے ثابت ہوئی اور یہ امر اُس پر ظاہر ہے جس نے اس بارہ مین روایات

کی جستجو کی اور بیس رکعت تراویح کی نماز ہونے کے لیے اور بھی وجوہ ترجیح کی ہے منجملہ اُس کے ایک وجہ یہ ہی کہ رمضان شریف کے سوا دوسرے مہینہ مین صلوٰۃ اللیل کہ اُس سے مراد تہجد مع وتر ہے گیارہ رکعت ثابت ہی تو رمضان شریف کہ زیادہ عبادت کرنیکا مہینہ ہے گویا وہ نماز دو چند کر دیگئی اور سنن رواتب پنجوقتی کی بھی تعداد رکعت اکثر شافعیہ کے نزدیک دس ہی اور اُس کا دوچند بیس رکعت ہی اور تین رکعت وتر کی اُس مین ملانے سے تئیس رکعت ہو جاتی ہی تو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت نماز وتر جملہ تئیس رکعت ہوئی بہرحال اس مقام مین قاعدہ کلیہ پر لحاظ فرمانا چاہیے کہ جسوقت امور شرعیہ سے کسی امر پر اہل حل وعقد کا اجماع و اتفاق ہوتا ہے تو اس امر کے بارہ مین دلائل اور ماخذ طرق مختلفہ اور مسالک متعددہ سے اسوقت کے اہل عصر کے قلوب پر وارد ہوتا ہے اور باعتبار ہیئت اجماعی کے اس دلائل اور ماخذ سے اس امر کے حکم کے بارہ مین تیقن یا ظن غالب حاصل ہو جاتا ہی اگرچہ دوسرے لوگ جو اُس اجماع کے وقت حاضر نہ تھے جب وہ لوگ اس امر کے ہر ہر ماخذ اور دلیل پر فرداً فرداً نظر کرتے ہین تو اُن لوگون کو تیقن یا ظن غالب نہین ہوتا لیکن اُن کے حق مین دلیل ہونیکے لیے زمانہ سابق کا اجماع کافی ہی اور اس اصل سے اکثر مسائل نکلتے ہین کہ اگر متاخرین چاہین کہ اجماع کے سوا کوئی دوسری دلیل اُن مسائل کیلیے ثابت کرین تو متحیر ہو جاتے ہین اور اُس پر اُن کو یقین اسوجہ سے نہین ہوتا کہ اُن کے نزدیک وہ دلائل بہیئت اجتماعی مہیا نہین ہوتے تو متاخرین کو چاہیے کہ اس امر مین اپنی رائے کو دخل نہ دیوین بلکہ اُسی اجماع پر عمل کرین اور امام مالکؒ سے جو منقول ہے کہ وتر کے سوا چھتیس رکعت پڑھنا چاہیے اور وہ کہتے ہین کہ اہل مدینہ کا عمل اسی پر تھا تو اہل تواریخ نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ مکہ معظمہ کے لوگ دو ترویحہ کے درمیان مین سات شوط طواف کرتے تھے تو چونکہ مدینہ منورہ مین طواف تو ہو نہین سکتا تھا اس واسطے مدینہ منورہ کے لوگون نے اختیار کیا کہ دو ترویحہ کے درمیان مین چار چار رکعت نماز پڑھتے تھے تو اس وجہ سے اُن لوگون کی مجموعی نماز چھتیس رکعت ہو جاتی تھی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین داؤد بن قیس سے روایت ہی کہ

Marfat.com

قال ادرکت الناس بالمدینۃ فی زمن عمر بن عبد العزیز و ابان ابن عثمان یصلون ستا و ثلثین رکعۃ و یوترون بثلاث انتہی

یعنے کہا داؤد بن قیس نے کہ مین نے پایا لوگون کو مدینہ منورہ مین زمانے مین عمر بن عبد العزیز اور ابان بن عثمان کے کہ وہ لوگ چھتیس رکعت نماز پڑھتے تھے اور تین رکعت وتر کی نماز پڑھتے تھے یہ داؤد بن قیس کی روایت مذکورہ کا ترجمہ ہے اور ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زیادتی رکعتون کی جو نوافل کے ملا دینے سے ہوئی تو یہ امر عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین ہوا یعنے جب وہ مدینہ منورہ مین امیر تھے تو اُن کی امارت کے زمانے مین ایسا ہوا تھا اس واسطے کہ اُس وقت عبادت مین لوگون کی رغبت بہت زیادہ ہوگئی تھی جس قدر عبادت سابق سے ماثور و منقول تھی صرف اُس قدر سے اُن کو آسودگی نہ ہوتی تھی واللہ تعالی اعلم مِنْہُ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا یَا صَاحِبَ الْقُبُوْرِ ۔ یعنے جب تم لوگ کسی امر مین متحیر ہو جاؤ تو چاہیے کہ اُس بارہ مین اصحاب قبور سے مدد لو تو یہ حدیث نہین ہے بلکہ کسی بزرگ کا قول ہے اور اس قول کے چند معانی متفرق ہین ان معانی سے ایک معنے یہ ہے کہ جب کسی چیز کے حلال اور حرام ہونے مین دلائل متعارضہ ہون اور بعض دلیل سے اُس کی حلت ثابت ہوتی ہو اور بعض دلیل سے اُس کی حرمت ثابت ہوتی ہو اور تم لوگ متحیر ہو جاؤ کہ کس دلیل پر عمل کرین تو چاہیے کہ تم لوگ اپنا اجتہاد چھوڑ دو اور جو لوگ فوت ہوگئے ہین اُن کی تقلید کرو اور یہ معنی زیادہ تر حق کے موافق ہین اور یہ معنی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت سفیان ثوریؒ سے منقول ہے اور اُن معانی مین سے دوسرا معنی یہ ہے کہ جب تم لوگ دنیاوی امور مین حیران ہو جاؤ اور تم لوگون کا دل ضیق مین پڑ جاوے تو چاہیے کہ اصحاب قبور کی طرف نظر کرو اور یہ خیال کرو کہ اُن لوگون نے کس طرح دنیا کو چھوڑ دیا اور آخرت کی طرف منھ کیا اور خیال کرو کہ ہم لوگ بھی وہین جانے والے ہین جہان وہ لوگ گئے ہین اور وہی حال ہمارا بھی عنقریب ہوگا جو حال ان لوگون کا ہوا ہے

Marfat.com

اور یہ خیال کرنے سے دنیا کی مشکلات اور سختی تم لوگون کو آسان معلوم ہوگی حاصل کلام اس قول مین صراحۃً معنی حقیقی استمداد کے مراد نہین اور اہل قبور سے استمداد کرنے کا مسئلہ اوپر مفصل مذکور ہوا ہے منہ یہ ثابت نہین کہ حیلہ مطلقاً ہر حال مین مکروہ ہے اسواسطے کہ اکثر مسائل مین احادیث مشہورہ مین حیلہ پر عمل کرنا آیا ہے چنانچہ صحیحین مین روایت ہے کہ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ وَابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کرو خراب خرما کو درہم کے عوض مین پھر اُس درہم سے عمدہ خرما خرید لو تو اِس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ جن چیزون کے بارہ مین حکم ہے کہ جسقدر دیا جاوے اُس سے زیادہ یا کم لینے سے سود لازم آتا ہے تو اگر درمیان مین کسی دوسری چیز کا واسطہ ہوجاوے تو زیادہ یا کم لینے مین سود لازم نہین آتا البتہ شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلی مذہب کے نزدیک حیلہ کرنا بوقت ضرورت جائز ہے یعنی کسی ضیق سے رہائی ہونے کے لیے اور دفع ضرر کی غرض سے حیلہ شرعی عمل مین لانا جائز ہے اور حنفیہ کے نزدیک زیادہ فائدہ ہونے کی غرض سے بلا شدہ ضرورت کے بھی جائز ہے مگر حنفیہ کے نزدیک بھی شرط ہے کہ حیلہ شرعی عمل مین لے آنا اُسوقت جائز ہے جب اللہ تعالی کا کوئی واجب حق ادا ہونے مین نقصان لازم نہ آوے اور نہ حقوق عباد سے کسی غیر کے حق مین نقصان لازم آتا ہو اور متاخرین نے اس بارہ مین زیادہ وسعت دی ہے کہ اس غرض سے بھی کوئی حیلہ شرعی عمل مین لے آنا جائز ہے کہ تا کوئی حق جو اپنے پر واجب ہونے والا ہے اُس حیلہ شرعی کی وجہ سے وہ حق اپنے پر لازم نہ آوے اور حیلہ شرعی حرام اُس صورت مین ہے کہ جب کوئی حق واجب ادا نہ کیا جائے اور متاخرین کی یہ رائے حق سے بعید معلوم ہوتی ہے یعنی تا امکان حیلہ شرعی بھی نکرنا چاہیئے منہ استعانت ارواح سے اس امت مین بہت وقوع مین آئی ہے اور عوام جہال استعانت اسطور پر کرتے ہین کہ ارواح کو ہر عمل مین قدرت مین مستقل جانتے ہین اور ارواح کو قادر مطلق سمجھتے ہین اور یہ بلاشبہہ شرک جلی ہے اور نذر اولیاء کی کہ بغرض حاجت روائی کے معمول ہے اور اسکے رسم و دستور ہوگیا ہے اکثر فقہا نے اسکو جائز نہ رکھا ہے بلکہ اُن فقہا نے یہ خیال کیا ہے کہ جسطرح سے اللہ تعالی کو قادر مطلق جانکر اُسکی نذر مانی جاتی ہے اُسی طرح عوام جہال ارواح کو

Marfat.com

مطلق مثل خدا کے سمجھتے ہین اور اُن ارواح کی نذر مانتے ہین اور اس خیال سے اُن
نے حکم دیا ہے کہ جو شخص ایسی نذر مانے وہ مرتد ہے اور یہ کہا ہے کہ اگر نذر بالاستقلال
ی ولی کیواسطے ہو تو باطل ہے اور اگر نذر خدا کے واسطے ہو اور ولی کا ذکر صرف اس
ل سے ہووے کہ مثلاً اُس ولی کو ثواب رسانی کیجاوے گی یا اس ولی کی قبر کے خدام
ے مصرف مین اُس نذر کا مال آویگا تو یہ نذر بالکل ہے اور حقیقت اس نذر کی یہ ہے کہ اللہ
ل کی راہ مین کھانا کھلا دیا جاوے یا مال بطور خیرات وغیرہ کے دیا جاوے اور میت
روح کو ثواب رسانی کیجاوے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت
شلاً صحیحین مین جو حال ام سعد وغیرہا کا مذکور ہے اُس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے اور
لازم ہو جاتی ہے تو حاصل اس نذر کا یہی ہے کہ یہ نیت کیجاوے کہ شلاً کھانا کھلایا
ویگا یا اسقدر خیرات دیجاویگی اور اسکا ثواب فلان ولی کی روح کو پہنچایا جاویگا تو
ر ولی کا صرف اس غرض سے ہوگا کہ یہ متعین ہو جاوے کہ ثواب رسانی فلان ولی کی
ح کو کیجاویگی اور یہ نیت نہو کہ خاص وہ چیز اُس ولی کے مصرف مین آویگی اور ایسا بھی
ب کرتے ہین کہ یہ نیت کر لیتے ہین کہ وہ نذر اُس ولی کے متوسلین کے مصرف مین آویگی
ا اُس ولی کے قرابت مند اور اسکی قبر کے خادم اور اسکے مریدین وغیرہ کے مصرف مین
مال آویگا اور بلاشبہہ نذر ماننے والون کا مقصود اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسی نذر
ے بارہ مین حکم ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اسکو پورا کرنا واجب ہے اسواسطے کہ شرع مین یہ قربت
تبرہ ہے البتہ اگر اُس ولی کو یہ سمجھے کہ یہ ولی بالاستقلال حل کنندہ مشکلات ہے یا یہ عقیدہ
ے کہ اسکی سفارش سے نعوذ باللہ من ذلک ضرور اللہ تعالیٰ مجبور ہو کر حاجت روائی
ر دیگا تو ایسی نذر مین البتہ شرک و فساد لازم آتا ہے مگر یہ عقیدہ دوسری چیز ہے اور
۔ دوسری چیز ہے یعنی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مطلقاً نذر منع ہو جاوے بلکہ جائز نذر کی
صورت اوپر مذکور ہوئی ہے اس طور کی نذر بلاشبہہ صحیح ہے اور اسکو پورا کرنا واجب ہے
سئلہ اس مضمون مین کہ سرخ کپڑا پہننے کے بارہ مین شرعاً کیا حکم ہے دراصل علماء روم سے
ک عالم نے رسالہ تصنیف کیا تھا اور حضرت شیخ ابو طاہر کردی نے ہمارے حضرت ولی نعمت کو

Marfat.com

فرمایا کہ آپ وہ رسالہ مطالعہ کرین اور اُسپر کچھ لکھین تو انھون نے بعد مطالعہ کے بطور حاشیہ
اُس رسالہ پر کچھ لکھا ہے وہی حاشیہ اُنکی تالیفات کی فہرست مین مندرج ہی اور اس بارہ مین تو
مختار یہ ہے کہ ہر طرح کا سُرخ رنگ کا کپڑا حرام نہین بلکہ صرف معصفر حرام ہے یعنی باعتبار رنگ
صرف، وہ کپڑا حرام ہے جو کسم کے پھول سے رنگا ہوا ہے اور اُسکے بھی حرام ہونیکے لیے ضرور
کہ اسکا رنگ گلابی رنگ ہوگیا ہو یا گلابی رنگ سے بھی اُسکی سُرخی زیادہ ہو یا نہایت سُر
ہوگیا ہو تو وہ حرام ہے اور اگر گلابی رنگ سے اسکی سرخی کم ہو مثلاً شنجرفی اور پیازی
ہو تو وہ مباح ہے اور بانات سُرخ کہ عرب اسکو جوخ احمر کہتے ہین بالاجماع جائز ہے اور
ہی کھارو ا بھی جائز ہے اور اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ معصفر کی حرمت کا دار و مدار شوخی
پر ہے صرف سرخی پر نہین منہ لزوم کفر اور انکار مین فرق یہ ہے کہ کوئی نص کسی
وارد ہوئی ہو اور کوئی شخص اس نص کی تاویل بعید کرے کہ وہ تاویل باعتبار قواعد
اور اصول کے درست نہوتی ہو اور وہ شخص وہ تاویل بعید کرکے اُس نص کے ظاہر
سے انکار کرے تو اس سے کفر لازم نہ آویگا البتہ کفر اسوقت متحقق ہوجاتا ہے کہ کوئی شخص
نص کو مدلول نص اعتقاد کرے اور باوجود اسکے اس نص سے بلا تامل انکار کرے اور کہے
نص وارد ہے مگر مین اس معنی کو قبول نہین کرتا تو اس سے باعتبار واقع اور نفس الامر کے
لازم آویگا اور باعتبار اعتقاد منکر کے الزام کفر کا ہوگا اور معنی لزوم کفر کے یہ ہین کہ
عقیدہ مثلاً فی الواقع کفر ہو اور اُسکے قائل کے بارہ مین حجود یعنی انکار لازم آتا ہو یعنی
قائل نہ جانتا ہو کہ یہ حجود کفر ہے لولاک لما خلقت الافلاک کسی کتاب مین نظر سے نہین
صنہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سود لینا بھی حرام ہے اور سود دینا بھی حرام ہے
دینا اسوقت جائز ہے کہ کوئی شخص شدت گرسنگی یا اسکے مانند کسی اور اشد ضرورت مین
ہو اور جانتا ہو کہ اگر سود پر قرض لیکر رفع ضرورت نہ کیا جاوے تو ہلاکت ہوجاوے
صورت مین بقدر جان بچانے کے قرض لیا جاویگا اور یہ جائز ہے اسواسطے کہ یہ مستثنیٰ
نص قرآنی سے جو حرمت مین مردار وغیرہ کے وارد ہے اور اس امر کی جرأت نہین ہو
جیساکہ ہندوستان مین سود دینے کا نہایت رسم ورواج ہوگیا تو اسوجہ سے عموم بلو

Marfat.com

ں سے سود دینا جائز کہدیا جاوے اسواسطے کہ عموم بلوی کی وجہ سے کوئی حکم دینا صرف
ت اور نجاست مین ثابت ہے اور عموم بلوی کا لحاظ حل اور حرمت مین کچھ نہین صنعہ اصل
رہ مین یہ ہے کہ کسی شے واجب و مندوب کے لیے منعقد نہین ہوتا ہے اور قرآن شریف کی
م فرض کفا یہ ہے اور مندوب سب لوگون کے لیے ہے تو قرآن شریف کی تعلیم کے لیے اجارہ
ت نہین البتہ کسی کے گھر جانا اور صبح سے شام تک وہان بیٹھنا اور اسکے لڑکون کی نگہبانی
یہ ایک دوسرا فعل ہے جو تعلیم کے سوا ہے تو اس فعل کے لیے اجارہ منعقد ہو سکتا ہے
رقیہ یعنی دم کرنا قرآن شریف پڑھ کر جائز ہے تو اسپر اجارہ منعقد ہو سکتا ہے اور رقیہ پر
کو قیاس نکرنا چاہیئے تو اس وجہ سے تعارض دفع ہو گیا یعنی تعلیم اور رقیہ دونون کا
ں حکم نہین کہ یہ کہا جاوے کہ کیا وجہ ہے کہ رقیہ کے لیے اجارہ جائز ہے اور تعلیم کے لیے اجارہ
ز نہین اور جو کچھ ترجمہ مین مرقوم ہے کہ تعلیم پر اجرت نہ لینا عزیمت ہے یعنی بہتر ہے اور
ت لینا رخصت ہے یعنی بضرورت جائز ہے تو اس سے مراد یہی ہے کہ بضرورت اس صورت مین
ہے جو جواز کی صورت اوپر مذکور ہوئی ہے اور اگر بوقت تعلیم اجرت کی شرط نہ کی ہو اور بعد
کے اسکے صلہ مین کچھ دیا جاوے تو معلم کو لینا بحالت ضرورت جائز ہے اسواسطے کہ یہ بظاہر
ت نہین لیکن اس صورت مین بھی اجرت نہ لینا عزیمت ہے یعنی بہتر ہے اسواسطے کہ اجرت
مین طمع ثابت ہوگی اور ثواب تعلیم مین نقصان لازم آوے گا تو احتیاط اسی مین ہے کہ
ن طور سے تعلیم قرآن پر اجرت نہ لیوے اور رقیہ یعنی دم کرنا اور تعویذ دینا جو نا جائز طور پر
اس پر اجرت لینا بالاجماع جائز ہے اس مین کچھ مضائقہ نہین اور علماء متاخرین نے
رکھا ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت لی جاوے یعنے تعلیم قرآن کی نوکری جائز ہے لیکن علماء
رین کی بھی مراد یہی ہے کہ اس صورت مین تعلیم قرآن کی نوکری جائز ہے کہ تعلیم کے سوا
اور فعل بھی مثلاً در بارۂ تعلیم کے لڑکے پر تاکید رکھنا معلم کے ذمہ ہو تا تعلیم محض اجارہ
دے اور صرف تعلیم پر اجارہ جائز نہین مثلاً کوئی شخص کسی شخص کے پاس آوے اور
ے کہ مجکو فلان آیت پڑھا دو اور اسپر وہ شخص معلم اجرت لینا چاہے تو ایسی اجرت
ع متقدمین اور متاخرین سب کے نزدیک حرام ہے صنعہ اصحاب کہف کے بارہ مین

Marfat.com

مذہب مشہور یہی ہے اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے کہ اصحاب کہف زندہ ہین اور امام مہدی
زمانہ مین اُٹھینگے اور وہ لوگ امام مہدی ؑ کی مدد مین مشغول رہین گے اور اُسکے بعد
لوگون کی وفات ہوگی لیکن صحیح دلیل اسکی روایات مین نہین ملتی اور تفسیر درمنثور وغیر
کتب تفاسیر مین اس بارہ مین روایات ضعیفہ لکھی ہین اور نظم قرآنی مین بھی اس مضمون کی
اشارہ ہے اور یہ قصہ موضوع ہے یعنی غلط ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اصحاب کہف
دعوت کیلئے تین آدمی بھیجے تھے۔ بھلو یاد آتا ہے کہ صاحب نزہتہ الشرعیہ اور دوسرے محدثین
نے حکم دیا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے البتہ بعض روایات ضعیفہ مین وارد ہے کہ شب معراج
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کہف کے مقام مین تشریف لے گئے اور اُن لوگون
کو دعوت اسلام کی کی اور ان لوگون نے قبول کیا پھر وہ لوگ سو رہے اور ابتک سوتے ہین
واللہ تعالیٰ اعلم صنہ مسلم اور ترمذی مین حدیث کا لفظ یہ ہے کہ معاویہ بن ابو سفیان نے
سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا تُرَابٍ یعنے کس امر نے تم کو
روکا برا کہنے سے ابو تراب کے تو بعضے طرفدار معاویہ بن ابی سفیان کے اس لفظ کی تاویل
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت معاویہ کی مراد یہ تھی کہ کسواسطے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ
عنہ کے ساتھ تم سخت کلامی نہین کرتے اور تم نہین سمجھاتے کہ قاتلان حضرت عثمان کی
طرفداری سے وہ دست بردار ہو جاوین اور ان پر قصاص جاری کرنے کیلئے انکو ہمارے
سپرد کر دیوین لیکن اس توجیہ مین دو خدشہ ہوتے ہین ایک خدشہ یہ ہوتا ہے کہ اس مضمون
سے لازم آتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ حیات مین یہ گفتگو ہوئی اور تواریخ سے
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ کے ساتھ سعد کی ملاقات نہین ہوئی اسواسطے کہ سعدؓ اپنے
فتنے کے موضع عقیق مین کہ مدینہ منورہ سے باہر ہے گوشہ نشین رہے اور اُن ایام مین مدینہ
مین حضرت معاویہ کے آنے کا اتفاق نہین ہوا بلکہ حضرت امام حسن اور حضرت معاویہ ؓ سے
ہونے کے بعد حضرت معاویہ حج کیواسطے آئے اور اسوقت انھون نے مدینہ منورہ کے
سے ملاقات کی اور دوسرا خدشہ یہ ہوتا ہے کہ جواب سعد کا اما بما ذکرت فلانا
اس توجیہ کے صراحۃً منافی ہے اسواسطے کہ کثرت فضائل کسی شخص کے مانع نصیحت او

Marfat.com

ئی کے لیے نہین ہوتی بلکہ بہتر یہی ہی کہ اس لفظ سے اسکا ظاہر معنی سمجھا جاوے غایۃ الامر
یہی ہوگا کہ ارتکاب اس فعل قبیح یعنی سب یا حکم سب حضرت معاویہ سے صادر ہونا لازم
تو یہ کوئی اول امر قبیح نہین ہے جو اسلام مین ہوا ہے اسواسطے کہ درجہ سب کا قتل و
ں سے بہت کم ہے چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ
ر اکہنا مومن کو فسق ہے اور اسکے ساتھ قتال کرنا کفر ہے اور جب قتال اور حکم قتال کا صادر
یقینی ہے اُس سے چارہ نہین تو بہتر یہی ہی کہ انکو مرتکب کبیرہ کا جاننا چاہیئے لیکن زبان طعن
ن سے بند رکھنا چاہیئے اور اسی طور سے کہنا چاہیئے جیسا صحابہ سے اُنکی شان مین کہا جاتا
جنسے زنا اور شرب خمر صادر ہوا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ہر جگہ خطاء اجتہادی کو
ں دینا خالی بیباکی سے نہین -

اب - جو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز نے حافظ صدر الدین
ر آبادی کے سوال کے جواب مین فرمایا اور وہ سوال استفسار مین مسئلہ وحدت وجود اور
دت شہود کے ہوا تھا اور وہ جواب یہ ہے کہ پہلے سمجھنا چاہیئے کہ ان دونون کلمہ یعنی وحدت
جود اور وحدت شہود کا معنی کیا ہے پھر اصل حقیقت بیان کیجاوے گی وحدت وجود کا
نی یہ ہے کہ وجود حقیقی یعنی مابہ الموجودیۃ یعنی مصدری ایک چیز ہے کہ وہی ایک چیز واجب
ن واجب ہے اور ممکن مین ممکن ہے اور جوہر مین جوہر ہے اور عرض مین عرض اور اس
لاف سے لازم نہین آتا کہ وجود کی نفس ذات مین اختلاف ہووے اور اسکی مثال یہ ہے
مثلاً آفتاب کی شعاع پاک چیز پر بھی پڑتی ہے اور ناپاک چیز پر بھی پڑتی ہے اور شعاع
ی ذات پاک ہے یعنی اصل شعاع آفتاب کی پاک ہے اور آفتاب کی شعاع اسوجہ سے
ناپاک چیز پر پڑتی ہے ناپاک نہین ہو جاتی اور یہ معنی نفسہ صحیح ہے اور حق ہے اور
سی طرح سے خلاف شرع نہین اسواسطے کہ اس وجود کے مراتب سے ہر مرتبہ کی ایک حقیقت جدا
ہے اور ہر مرتبہ کے لیے حکم جداگانہ ہے اور شرع شریف مین ہر مرتبہ کا حکم مذکور ہے شارع نے
بعضے کو ہادی کہا ہے یعنی رہنما قرار دیا ہے اور بعضے کو مضل یعنی گمراہ کنندہ کہا ہے اور شارع نے
بعضے کو واجب الاطاعۃ کہا ہے کہ اسکی فرمانبرداری واجب ہے اور بعضے کو واجب العصیان کہا ہے

Marfat.com

یعنے اُسکے کہنے کے خلاف کرنا واجب ہے اور بعضے کو حلال کہا ہے کہ اُسکو شرعی طور پر اپنے مصرف
مین لے آنا جائز ہے اور بعضے کو حرام کہا ہے کہ اُس سے پرہیز کرنا چاہیئے اور شارع نے بعضے کو پاک
کہا ہے اور بعضے کو ناپاک فرمایا ہے اور لوگ جنکی نظر قاصر ہے یہ جانتے ہین کہ یہ سب اختلاف
نفس ذات مین ہین حاشا وکلا یعنی ان لوگون کا خیال ہرگز صحیح نہین ہے بلکہ یہ سب
اختلاف صرف اعتبارات مین ہے جیساکہ معرکۂ جنگ مین صرف جسم نمودار ہوتا ہے اور جسم
سوا کوئی دوسرا وصف باطنی انسان کا جسم مین نمودار نہین رہتا مثلاً اگر قاتل ہے تو ا
بھی صرف جسم نمودار رہتا ہے اور اگر مقتول ہے تو اسکا بھی صرف جسم نمودار رہتا ہے
علی ہذا القیاس اگر راکب ہے یعنے سوار ہے تو جسم ہے اور اگر مرکوب ہے یعنے مثلاً جانور سوار
کا ہے تو وہ بھی جسم ہے اور غالب ہے تو جسم ہے اور مغلوب ہے تو جسم ہے اور قرآن شریف مین
چند مقام مین اِس مسئلہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ اس مسئلہ کا ثبوت اس آیہ سے ہوتا
سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ
اَلَا اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ اَلَا اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ یعنی قریب ہے کہ دکھلاوینگے ہم اُن لوگونکو اپنی
آیتین آفاق مین اور اُنکے نفسونمین حتی کہ ظاہر ہوجاویگا ان لوگون پر کہ وہ حق ہے کیا نہین کافی
تیری پروردگار کے لیے کہ وہ ہر چیز پر شاہد ہے آگاہ رہو یہ لوگ شک مین ہین اپنے پروردگار سے
ملنے مین آگاہ رہو تحقیق کہ اللہ تعالی ہر چیز پر محیط ہے اور اس آیہ سے بھی یہ مسئلہ ثابت
ہوتا ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۔ یعنی اللہ تعالی اول ہے اور آخر
اور ظاہر ہے اور باطن ہے یہ معنی وحدت وجود کا ہے اور وحدت شہود کا معنی یہ ہے کہ سالک
خیال مین حق تعالیٰ کا خیال اسقدر غالب ہوجاتا ہے اور اُس سالک کی ایسی کامل توجہ
صرف حق تعالیٰ کی طرف ہوجاتی ہے کہ وجود حق کے سوا باقی سب وجود اسکی نظر سے غائب
ہوجاتا ہے کوئی دوسرا وجود اسکو نظر نہین آتا اور کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ اِس مشاہدہ
مین اسقدر اسکو استغراق ہوتا ہے کہ حفظ مراتب سے بھی غافل ہوجاتا ہے اور کہتا ہے
سُبْحَانِيْ مَا اَعْظَمُ شَاْنِيْ وَاَنَا الْحَقُّ اور اسکے مانند اور بھی الفاظ کبھی وہ کہتا ہے لیکن جب
وہ سالک انتہا کے درجہ مین پہونچتا ہے تو ہر چیز کو اُسکے مرتبہ مین دیکھتا ہے اور کہتا ہے مَا رَاَيْتُ

سورہ حم السجدہ

Marfat.com

ذا کا دنیا بِ یعنی اِس خاک کے مرتبہ کو رب الارباب کے درجات غیر متناہی سے کیا نسبت ہی
سکی مثال یہ ہے کہ دن کو بسبب غلبہ شعاع آفتاب کے کوئی ستارہ نظر نہین آتا اور دیکھنے والا
تا ہے کہ آفتاب کے سوا کوئی ستارہ موجود نہین تو یہی حالت وسط سلوک کی حالت ہی چنانچہ
ا ابتدائی سالک کی مانند رات کے ہے کہ ستارہ نظر آتے ہین اور آفتاب نظر نہین آتا
دیکھنے والا جانتا ہے کہ یہ سب نور آفتاب کا ہے ان سب ستارونمین اسی نور کا ظہور
ور سالک کی انتہائی حالت مین کہ اسکی نظیر پائی نہین جاتی کہ اسکی مثال دیجاوے دونون
ظر آتی ہے یعنی آفتاب بھی نظر آتا ہے اور ستارہ بھی نظر آتا ہے اور چنانچہ یہی مضمون
مرکا ہے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ٭ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی - یعنی وجود کے
یہ کے لیے حکم جداگانہ ہے تو اگر تو حفظ مراتب نکرے تو تو زندیق ہے۔

ل - جو حافظ صدر الدین حیدرآبادی موصوف نے اِس جواب مذکور کے بعد پوچھا اور
ل یہ ہے کہ اس مسئلہ مذکور کا حال سرفراز نامہ سے معلوم ہوا کہ وحدت وجود کا مسئلہ حق
ر معتبر ہے اور وحدت شہود کا مسئلہ غیر معتبر ہے تو اب عرض یہ ہے کہ کشف وکرامات کا
م ہے وہ ایک ہی مقام ہے اور اُسکے لیے دو طریق ہین ایک معتبر ہے اور دوسرا غیر معتبر
دونون طریق مین اکثر اولیاء کاملین ہوے ہین چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی رہ شہود
ن گئے ہین اور حضرت موصوف کے مقلدین بھی اُسی طریق پر قایم ہین تو عرض یہ ہے
موصوف کا جو کچھ احوال جناب عالی نے دریافت فرمایا، سو تحریر فرما دین کہ اطمینان
سہارہ مین حاصل ہو دے۔

ب - جو جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رہ نے فرمایا۔ توحید وجودی پر
ا اجماع ہے صرف حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی رہ متقدمین سے اور حضرت
ر سرہندی مجدد الف ثانی متاخرین سے توحید شہودی کی جانب گئے ہین اور
ہے کہ وحدت وجود مرتبہ ذات خلوص اطلاق مین حق ہے اور توحید شہودی کہ اُس
یت ظاہر ہوتی ہے مراتب تعینات مین صحیح اور واجب التسلیم ہے تو فی الواقع
ر صحیح ہین اور حق تعالیٰ نے بمقتضاء اپنی حکمت کے ابتداء نشو ونما کمال امت محمدیہ

Marfat.com

مین علوم توحید حاصل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی تا اپنے لوگون کو معنی قرب و معیت
وحضور و ہمراہی حضرت حق تعالیٰ کی لذت حاصل ہووے اور زہد و مجاہدہ مین نہا
جانبازی کرین اور کیا خوب یہ شعر ہے ؎ صنمارہ قلندر سزد ار بمن نمائی ؛ کہ درازد
بینم رہ و رسم پارسائی ؛ اور جب یہ معرفت مستحکم ہوئی تو عارفان طریقت کی باتون کو سمجھ
مین مردم کج فہم نے رفتہ رفتہ الحاد کی راہ اختیار کی اور اس مشکل معرفت کو ان کج فہمو
نے حیلہ اس فاسد غرض کے لئے بنایا کہ شریعت اور تکلیفاتِ شرعیہ کو باطل کرنے لگے
شیخ محب اللہ الہ آبادی کہ بظاہر اُنکا قدم وادی الحاد مین معلوم ہوتا ہے انکے مذہب
شیوع تمام رواج مالا کلام پایا تو عنایت خداوندی نے شیخ احمد سرہندی کو اِس امر کی
کی توفیق مرحمت فرمائی اور علوم غریبہ کی تحصیل کی اُنکو توفیق دی تو جیسا کہ تعدیل حار
بارد سے ہوتی ہے اور تعدیل رطب کی یابس سے ہوتی ہے اسیطرح اعتدال کامل حضرت
کیوجہ سے لوگو مین ہوا اور حق ظاہر ہوا اور سخنہاے دروغ آمیز منتفی ہوے یہی مصداق
مجدد یہ کا ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۔ مرسلۂ مرزا حسن علی صاحب بخدمت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ
اہل حق کے نزدیک قول بالبداء باطل ہے یعنی یہ باطل ہے کہ اللہ تعالے کا سابق
کسی خاص امر مین جو ارادہ نرہا ہو وہ ارادہ جدید طور پر ہو جاوے چنانچہ اس امر کے بطلان
کے لیے کتب احادیث و تفاسیر و کلام مین دلایل عقلیہ و براہین نقلیہ نہایت تصریح
تفصیل کے ساتھ مذکور ہین اور کتاب ہمعات مین حضرت فخر المحدثین امام المتصوفین جناب
شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے کلام سے جو بداء کا ثبوت مذکور ہے تو اسکا کیا معنی
سمجھنا چاہیئے اور کس محل پر اُسکو حمل کرنا چاہیئے تاکہ خلاف کتاب اور سنت کے نہو
اور ہمعات کی عبارت یہ ہے و ارادہ قضاے حوادث از آن تجلی فوارہ صفت جوش
میزند ۔ و مبداء ادنی حوادث ہمان ارادہ است و آن ارادہ را نیز اسباب دیگر اند بعضے مت

Marfat.com

شل قوائے کواکب وافلاک وطبقۂ کلیہ کہ مدبر شخص اکبر است و بعضے ظاہر مثل ادعیہ ملا اعلیٰ
وحوادثے کہ از اسفل مرتفع میشود درین موطن محو واثبات ومبداء نسخ واقع میشود وہمین تجلی
است کہ مرئی بنی آدم خواہد شد در معاد الی آخر ما قال یعنی ارادۂ قضاء حوادث کا اُس تجلی
سے فوارہ کی طرح جوش مارتا ہے اور مبداء ادنیٰ حوادث کے لیے وہی ارادہ ہے اور اُس
ارادہ کے بھی دوسرے اسباب ہین بعضے اسباب پوشیدہ ہین مثلاً قوائے کواکب وافلاک و
طبقہ کلیہ کہ مدبر شخص اکبر کا ہے اور بعضے ظاہر ہین مثلاً ادعیہ ملا اعلیٰ اور وہ حوادث کہ اسفل سے
مرتفع ہوتے ہین یہ محل محو واثبات کا اور مبداء نسخ کا واقع ہوتا ہے اور یہی تجلی ہے جو
بنی آدم آخرت مین دیکھے گا یہ ترجمہ ہمعات کی عبارت مذکورہ کا ہے اور امام بغوی رح کے
تفسیر معالم التنزیل مین تفسیر مین آیہ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ کے
روایت کی نقل ہے کہ مراد محو واثبات سے کہ اُس سے بداء کا گمان ہوتا ہے کیا ہے اور
معالم التنزیل کی عبارت یہ ہے عَنْ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہُمَا قَالَا یَمْحُوا اللّٰہُ السَّعَادَۃَ وَ
الشَّقَاوَۃَ اَیْضًا فَیَمْحُوا الرِّزْقَ وَالْاَجَلَ وَیُثْبِتُ مَا یَشَآءُ وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ
کَانَ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَھُوَ یَبْکِیْ وَیَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِیْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ فَاَثْبِتْنِیْ
فِیْھَا وَاِنْ کُنْتَ کَتَبْتَ عَلَی الشَّقَاوَۃِ فَامْحُنِیْ وَاَثْبِتْنِیْ فِیْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ فَاِنَّکَ
تَمْحُوْ مَا تَشَآءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَکَ اُمُّ الْکِتَابِ وَمِثْلُہٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ
اِنَّ الرَّجُلَ یَکُوْنُ قَدْ بَقِیَ لَہٗ مِنْ عُمُرِہٖ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً فَیَقْطَعُ رَحِمَہٗ فَیُرَدُّ اِلٰی ثَلٰثَۃِ
اَیَّامٍ وَالرَّجُلُ قَدْ یَکُوْنُ بَقِیَ مِنْ عُمُرِہٖ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ فَیَصِلُ رَحِمَہٗ فَیُرَدُّ اِلٰی ثَلٰثِیْنَ سَنَۃً
اِنْتَھٰی. یعنی روایت ہے حضرت عمر رض اور حضرت ابن مسعود رض سے کہ کہا اُن دونو ن
صاحبون نے کہ اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے نیکبختی اور بدبختی کو تو مٹا دیتا ہے روزی اور موت
کے وقت کو اور ثابت اور برقرار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ سے کہ وہ کعبہ شریف کا طواف کرتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ اے پروردگار
اگر تونے مجھ کو اہل سعادت مین یعنی نیکبختون مین لکھا ہو تو مجھکو اُنھین لوگون مین برقرار رکھ
اور اگر تونے میرے نصیب مین بدبختی لکھی ہو تو اُسکو مٹا دے اور مجھکو اہل سعادت اور اہل مغفرت

Marfat.com

قائم کر یعنی ان لوگون مین مجھکو قائم کردے جو نیکبخت ہین اور انکی مغفرت ہوگی اسواسطے کہ تو مٹا دیتا ہے جو چاہتا ہے اور برقرار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور ایسا ہی حضرت ابن مسعودؓ نے روایت کی ہے بعض آثار مین ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کی عمر تیس برس باقی رہتی ہے اور وہ قطع رحم کرتا ہے یعنی رحم کے ذریعہ سے جو لوگ اسکے قرابت مند رہتے ہین انکے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے تو اسکی باقی عمر گھٹا کر صرف تین دن کر دیجاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص کی عمر صرف تین دن باقی رہ جاتی ہے اور وہ صلہ رحم کرتا ہے یعنی جو لوگ اسکے قرابت مند رحم کے ذریعہ سے ہوتے ہین اُنپر احسان کرتا ہے تو اسکی عمر بڑھا دی جاتی ہے اور تیس برس اسکی باقی عمر کر دیجاتی ہے یہ ترجمہ معالم التنزیل کی عبارت مذکورہ کا ہے تو مراد محو و اثبات سے کہ بظاہر اُس سے گمان بداء کا ہوتا ہے کیا ہے کہ حدیث مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادتی عمر کی صلہ رحم سے ہوسکتی ہے اور کمی عمر کی قطع رحم سے ہوسکتی ہے اور اگر اِس امر کو قضاے معلق اور قضاے مبرم پر حمل کرین تو یہ تکلف سے خالی نہین۔

جواب - از مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح - بداء کتاب ہمعات مین بمعنی تجدد ارادہ کے واقع ہے کہ مشابہ بداء کے ہے اور بخاری کی حدیث مین اعمیٰ وابرص کے ہے کہ بَدَا أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ یعنی ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ کہ اُن لوگون کی آزمایش کرے تو اُس حدیث سے بھی یہی معنی مراد ہین اور بداء بمعنی تجدد ارادہ خلاف مذہب حق کے نہین اسواسطے کہ اہل سنت یقینا جانتے ہین کہ ارادہ اللہ تعالے کا اُس باری تعالیٰ کی صفات قدیمہ ازلیہ سے ہے اور جانتے ہین کہ اس ارادہ کے تعلقات حادث ہین اور کتاب ہمعات اور دیگر کتب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ارادہ مرتبہ ذات مین صفت قدیمہ ازلیہ ہے اور مرتبہ تجلی اعظم مین ارادہ کو حادث ثابت کیا ہے تو ارادہ مرتبہ ذات مین قدیم ہے اور مرتبہ ذات سے جو مرتبہ متاخر ہے کہ مرتبہ تجلی اعظم ہے اس مرتبہ متاخرین جو ارادہ ہوا وہ ارادہ حادث ہے اور جب قدیم ہونا ارادہ کا اور حادث ہونا ارادہ کا باعتبار دو مرتبہ کے ہے یعنی اول مرتبہ مین ارادہ قدیم ہے اور دوسرے مرتبہ مین جو ارادہ ہوا وہ

Marfat.com

ارادہ حادث ہے تو اب تخالف کا شبہہ باقی نرہا البتہ مرتبہ تجلی اعظم کو کہ مدبر شمس اکبر ہے اور
س مرتبہ کو علماء ظاہر نہین جانتے اور وہ مرتبہ انکے نزدیک ثابت کہین تو علماے ظاہر کے
نزدیک کسی مرتبہ مین حدوث ارادہ کی گنجایش نرہی بلکہ علماء ظاہر اُسی ارادہ قدیمہ کے تعلق کو
حادث جانتے ہین اور یہ قریب نزاع لفظی کے ہے اور آیہ کریمہ مین بھی اختلاف مراتب کے
جانب اشارہ معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ
یعنی مٹا دیتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور قائم کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ یعنی اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک ام الکتاب ہے تو اس سے صراحۃً
معلوم ہوتا ہے کہ محو اور اثبات جس مرتبہ مین ہوتا ہے اسکے سوا دوسرے مرتبہ مین ام الکتاب
ہے اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کے دونون اثر مین جو محو و اثبات کا ذکر ہے تو اسمین
اختلاف مرتبتین پر لحاظ کرنے سے تخالف کا شبہہ دفع ہو جاتا ہے اور علماء ظاہر اس تخالف
کو اس طور سے دفع کرتے ہین کہ کہتے ہین کہ تقدیر کی دو قسم ہے تقدیر معلق اور تقدیر مبرم
اور اس مین کوئی قباحت نہین اسواسطے کہ علماء ظاہر سوا ذات مقدس کے کوئی مرتبہ
ثابت نہین کرتے لیکن صوفیہ کے نزدیک تجلی ثابت اور مرتبہ تجلی کا مؤخر ہے مرتبہ ذات
سے تو صوفیہ کے لیے گنجایش ہوئی کہ انھون نے کہا کہ مرتبہ تجلی مین جو ارادہ ہوتا ہے وہ ارادہ
حادث ہے اور اسمین کوئی قباحت لازم نہین آتی اور کتاب ہمعات اور مولف کتاب
ہمعات کی دیگر تصانیف مین مفصل مذکور ہے کہ مرتبہ تجلی مین ارادہ حادث ہے چنانچہ
غور کرنے سے یہ امر واضح ہوگا۔

سوال از مرزا حسن علی صاحب۔ اہل حق یعنی اہل سنت کے نزدیک براہین نقلیہ و عقلیہ سے
صحیح و ثابت ہے کہ سوا انبیا اور سب رسول اور ملائکہ علیہم السلام کے کسی دوسرے کا معصوم
ہونا ثابت نہین حتی کہ اگر انبیا اور رسول اور ملائکہ کے سوا کسی دوسرے کو معصوم کہین
درست نہین اور اسیوجہ سے متکلمین اور فقہاء کے نزدیک جائز نہین کہ انبیا اور رسول
اور ملائکہ کے سوا اور کسی دوسرے کے حق مین عصمت کا اطلاق کرین اور جناب فخر المحدثین
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے تفہیمات الٰہیہ وغیرہ مین ثابت کیا ہے کہ

Marfat.com

صفات اربعہ کہ عصمت و حکمت و وجاہت و قطبیت باطنہ ہے حضرت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
مین ثابت ہین اور جناب موصوف نے جو رسالہ ان حضرات کے ساتھ اعتقاد رکھنے کے
بارہ مین لکھا ہے اُس رسالہ مین بھی ثابت کیا ہے کہ یہ چار مراتب مذکورہ ان حضرات
مین ثابت ہین تو جناب موصوف کے اِس قول کو کس محل پر حمل کرنا چاہیئے اور کتاب
و سنت و اجماع امت سے کون دلیل اس قول کے ثبوت پر ہے اور ظاہر ہے کہ اہل سنت
کے قول مذکور اور جناب موصوف کے اس قول مین تخالف ہے تو اس تخالف کا جواب
کیا ہے اور باوجود اسکے یہ قول منافی اس قول کے ہے کہ جو خلفائے ثلثہ کی تفضیل کے بارہ مین
ہے کہ خلفاء ثلثہ رضہ اور علی الخصوص حضرات شیخین کو اس اُمت کے باقی اور سب لوگون پر
فضیلت ہے حالانکہ محققین کے نزدیک ثابت ہے کہ اس مسئلہ تفضیل پر اہل سنت کا اجماع
ہے اور علاوہ اسکے خود حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے نہایت ضبط اور ربط کے ساتھ بیان
فرمایا ہے اور اس مسئلہ تفضیل کو دلائل نقلیہ و عقلیہ و کشفیہ و وجدانیہ سے ثابت کیا ہے اور تبقریر
وافی و مثال شافی و ترتیب کافی اس مسئلہ کی توضیح فرمائی ہے کہ حضرات خلفاء ثلثہ کو اور
خصوصاً حضرات شیخین کو اس امت مین باقی اور سب لوگون پر فضیلت ہے اور اس مسئلہ پر
علما کا اتفاق ہے اور جو مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ عصمت وغیرہ چار
مراتب ائمہ اثنا عشر مین ثابت ہے وہ مسئلہ غریبہ ہے اہل سنت و جماعت کے نزدیک ثابت
نہین کہ سوا انبیا اور ملائکہ کے اور کسی دوسرے کے لیے بھی عصمت ثابت ہے تو ان دونون مسئلہ
مین تخالف و تعارض ہے تو اس تخالف و تعارض کا جواب کیا ہے بینوا توجروا۔

جواب از مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز۔ صوفیہ کے نزدیک عصمت و
حکمت و وجاہت کا کچھ معانی اصطلاحی ہے وہ حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ کی تصانیف مین
مفصل مذکور ہے اسوقت بسبب شدت بیماری کے طاقت نہین کہ وہ معانی مفصل لکھے
جاوین اگر جناب موصوف کی تصانیف موجود ہو تو دیکھنا چاہیئے یہ امر واضح ہو جاویگا
اور شرح اعتصام جو تصانیف سے شاہ محمد عاشق پھلتی قدس اللہ سرہ کی ہے اگر وہ ملجائے
تو اُس سے بھی جواب کافی و شافی معلوم ہو جاوے گا فی الحال موافق علماء ظاہر کے کچھ

Marfat.com

جواب لکھا جاتا ہے عصمت کے دو معنی ہین ایک معنے عصمت کے یہ ہین کہ منع ہونا صدور گناہ
کا ہے باوجود قدرت ہونیکے اس گناہ پر اور اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ یہ معنے
نبیا اور ملائکہ کے سوا اور کسی دوسرے مین نہین ہو سکتے اور دوسرے معنے عصمت کے یہ
ہین کہ نہ صادر ہونا گناہ کا کسی شخص سے باوجود اسکے کہ جائز ہو کہ اُس شخص سے گناہ صادر
ہو جاوے اور اس شخص سے گناہ صادر ہونے سے شرع کے کسی اصول مین کچھ نقصان لازم
آوے اور صوفیہ اس معنی مین محفوظیت کہتے ہین اور بعض دعا مین جو اپنے لیے عصمت کا
سوال ہے تو اُس عصمت سے مراد صوفیہ کے نزدیک یہی معنے ہین چنانچہ شروع دعاے
رب البحر مین واقع ہے نَسْأَلُكَ الْعِصْمَةَ فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْإِرَادَاتِ
وَالْخَطَرَاتِ الخ یعنی سوال کرتے ہین ہم اے پروردگار تجھ سے یہ کہ عصمت مرحمت فرما تو
ہمکو حرکات اور سکنات اور ارادہ اور خطرہ ہاے دل مین جو دل مین گذرتا ہے اور عصمت کا دوسرا معنی
خصوص انبیا کے ساتھ نہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے لیے دعا
کی ہے اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا یعنی اے پروردگار دور کر
دے یعنی اہل بیت سے پلیدی کو اور پاک کر اُن کو بخوبی پاک کرنے کے طور پر تو اس دعا
مین بھی عصمت کا دوسرا معنے مذکور مراد ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان مین وارد
ہے اِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنْ عُمَرَ یعنی شیطان بھاگتا ہے حضرت عمرؓ سے اور یہ بھی وارد ہے
اَنَّ الْحَقَّ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ یعنی حق جاری ہوتا ہے حضرت عمرؓ کی زبان اور دل
پر اور صہیب رومی کی شان مین وارد ہے نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَيْبٌ لَوْلَمْ يَخَفِ اللّٰهَ لَمْ يَعْصِهِ
سب اشکال باقی رہا اور حکمت یعنی علم نافع کے ہے تو اگر وہ علم کسبی ہو تو صوفیہ کی اصطلاح
مین اسکو حکمت نہین کہتے بلکہ علم و فضیلت کہتے ہین اور اگر وہ علم وہبی ہو تو اُسکو حکمت
کہتے ہین چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاٰتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ یعنی اور دیا ہمنے
داؤد کو حکمت اور خطاب فاصل درمیان حق اور باطل کے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَكُلًّا
اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا یعنی اور ہر ایک کو دیا ہمنے حکم اور علم خواہ وہ علم متعلق ہو ساتھ
عقائد کے یا ساتھ اعمال کے یا ساتھ اخلاق کے علم باعتبار اس معنی کے بھی انبیا کیساتھ

Marfat.com

مخصوص نہین چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ یعنی اور دیا
مین نے لقمان کو حکمت اور کہا کہ تم شکر کرو اللہ کا اور اُس آیت کے بعد پھر یہ آیت ہے
وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ آخر رکوع تک تو اُس آیہ مین حضرت لقمان کی بعضی حکمت کا بیان
ہے حضرت لقمان نے اپنے لڑکے کو اُس حکمت کی تعلیم کی البتہ اِسطرح کا علم جو وحی کے ذریعہ
سے انبیا کو حاصل ہے وہ علم انبیا کے ساتھ مخصوص ہے اور علم وہبی عام ہے یہ علم نبی کو بھی
ہوتا ہے اور نبی کے سوا دوسرے کو بھی ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا اَنَا
دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین حکمت کا گویا
مکان ہون اور علی اس مکان کے دروازہ ہین اور یہ بھی روایت مشہور مین وارد ہے کہ
اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین گویا علم
کا شہر ہون اور علیؓ اُس شہر کے دروازہ ہین تو اس علم سے مراد یہی علم وہبی ہے اور
وجاہت کا معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بعضے بندون کے حق مین کوئی ایسا امر کرے کہ
اُس امر سے معاندین کا طعن جو اُس بندہ کے حق مین ہو دفع ہو جاوے اور معاندین نے
اُس بندہ کے حق مین عیوب کی جو تہمت لگائی ہو وہ زایل ہو جاوے اور بادشاہون کی
ایذا رسانی سے وہ بندہ محفوظ رہے یا اسی غرض سے اُمرا اپنے متوسلین مقربین درگاہ کے
بارہ مین کوئی امر کرین اور وجاہت باعتبار اس معنے کے منجملہ انبیاء اولوالعزم کے
دو نبی کے حق مین نص قرآنی مین وارد ہے منجملہ ان دو نبی کے ایک حضرت موسیٰ علیٰ نبینا
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہین کہ جب انکے حق مین بنی اسرائیل نے تہمت لگائی کہ ان کو
مرض اُدرہ اور برص کا ہے تو یہ تہمت دفع ہونیکے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ
وَجِيْهًا یعنی اے ایمان والو چاہیئے کہ نہ ہو تم مانند اُن لوگون کے کہ اذیت دی اُن
لوگون نے موسیٰ کو پس پاک کیا اللہ نے موسیٰ کو اُس تہمت سے جو اُن لوگون نے تہمت
لگائی تھی اور ہین موسیٰ اللہ کے نزدیک وجیہ یعنی صاحب وجاہت یہ ترجمہ آیت مذکورہ
کا ہے تو اگرچہ اس تہمت سے کوئی شرعی قباحت لازم نہ آتی تھی لیکن حق تعالیٰ کو

Marfat.com

نظر رہو اکہ ایسی تہمت بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان مین لگائی جاوے اسواسطے
ق تعالیٰ نے اُس تہمت کو دفع فرمایا اور منجملہ اُن دو نبی کے دوسرے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ین کہ یہودیون نے انکے حق مین زنازادگی کی تہمت لگائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انکی عین
طفولیت کے وقت مین اُنکی زبان سے امر حق کہلا کر یہ تہمت دفع کردی چنانچہ اللہ تعالےٰ
نے آل عمران مین فرمایا ہے وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ
الْمَهْدِ الخ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجیہ یعنی صاحب وجاہت ہین دنیا اور آخرت
ین اور مقربین سے ہین اور کلام کیا لوگون سے گہوارہ مین یعنی وقت طفولیت مین یہ ترجمہ
بت مذکورہ کا ہے اور یہ معنی وجاہت کا اکثر اولیا کے حق مین بھی ثابت ہے منجملہ ان اولیاء
ام کے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین کہ اُن کے حق مین وارد ہے اِنَّ اللّٰهَ
بَكْرٍ فَوْقَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ يَّخْطَأَ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْاَرْضِ یعنی اللہ تعالیٰ پسند
انتا ہے سات آسمان کے اوپر یہ کہ زمین پر حضرت ابوبکرؓ کی شان مین خطا کی نسبت
ناوے اور منجملہ اُن اولیاء کے دوسرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہین کہ انکے حق مین
ی وجاہت ثابت ہے کہ دعا کیا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ حَيْثُ دَارَ یعنی اے پروردگار
پہونچا تو حق کو جہان وہ جاوین اور یہ نہ کہا کہ اَدِرْهُ حَيْثُ دَارَ الْحَقُّ یعنی پہونچا تو
ن کو جہان حق ہو اور قطبیت باطنہ کا معنے یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بعضے بندون کو خاص
لیوے اسواسطے کہ مقام نزول فیض آلہی کے اولاً بالذات وہ بندۂ خاص ہووین
ر پھر اُن خاص بندون سے وہ فیض آلہی دوسرے بندون کو ملے اگرچہ ظاہر نہو کہ
ن خاص بندون سے کسی دوسرے نے تلمذ اور اکتساب کے ذریعہ سے وہ فیض آلہی
صل کیا ہے جیسا کہ آفتاب کی شعاع روزن خانہ سے گھر کے اندر پڑتی ہے تو پہلے
روزن روشن ہوتا ہے یعنی روشندان وغیرہ جو گھر کے اندر آفتاب کی روشنی آنے
ے لیے بنایا جاتا ہے تو جب آفتاب اُسکے مقابل آتا ہے تو پہلے اُس روشندان وغیرہ
ن روشنی ہوتی ہے پھر اسکے ذریعہ سے اسکے سامنے آفتاب کی شعاع کبھی گھر کے اندر
ی جاتی ہے اور اگر وہ شعاع گھر کے اندر تک نہ بھی پہونچے تو صرف اُس روشندان کی

Marfat.com

روشنی سے گھر کے اندر کی تمام چیزین روشن یعنی ظاہر ہو جاتی ہین اور اسکو قطب رشاد بھی کہتے ہین اور یہ قطب مدار کے سوا ہے حاصل کلام تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفات اربعہ ثابت کرنا اہل سنت کے مذہب کے خلاف نہین اگرچہ وہ لوگ جن کی نظر صرف ظاہر پر ہوتی ہے ان الفاظ کے اطلاق سے پرہیز کرتے ہین اور یہ خلاف تفضیل شیخین کے بھی نہین کہ اسپر اہل حق کا اجماع ہے اسواسطے کہ دار مدار اس تفضیل کا متکلمین کے نزدیک زیادتی ثواب پر ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعضے بندون کو باعتبار زیادتی ثواب کے خاص فرما دیوے اگرچہ دوسری فضیلتین اور صفات کمال اُن خاص بندون کے سوا دوسرے بعضے بندون مین زیادہ ہو اور مصنف کتاب ہمعات قدس سرہ نے تفضیل شیخین کا دار و مدار تشبہ انبیا پر رکھا ہے کہ یہ تشبہ سیاست امت و رفع شبہات و ترویج دین مین ہے اور یہ تشبہ بچانے مین لوگون کو بدعت سے اور جہاد قایم کرنے مین اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین ہے اور ظاہر ہے کہ فضیلت شیخین کی دوسرے لوگون پر ان امور مین اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے چنانچہ اکثر متکلمین کا قول ہے اَلتَّفْضِیْلُ عِنْدَنَا بِالتَّوْفِیْقِ لَا بِالْفَضَائِلِ یعنی زیادتی فضیلت ہمارے نزدیک توفیق اعمال کی بنا پر ہے نہ باعتبار فضائل کے فقط

سوال از مرزا حسن علی صاحب کتاب صواعق موبقہ جو رد مین مذہب روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کے ہے اور وہ تالیف نصر اللہ کابلی کی ہے ملاحظہ شریف سے گذری یا نہین اگر ملاحظہ شریف سے گذری ہے تو امین اور جناب عالی کی تصنیف تحفہ اثنا عشریہ مین کیا فرق ہے اور اس دیار کے معاندین خصوصًا روافض خذلہم اللہ بطریق بیہودہ گوئی کے نہایت شور و شغب کر رہے ہین کہ کتاب مستطاب تحفہ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق موبقہ کا ہے اگرچہ ایسا سوال ہم مخلصان وفدویان کے جانب سے لاطائل اور بیہودہ ہے اور انکا یہ کلام بدیہی البطلان ہے اور جسکو علم مین کچھ آگاہی حاصل ہوگی وہ ضرور اس کلام کو خلاف جانے گا لیکن بعضے اشخاص نے اس نالائق کو نہایت تنگ کیا ہے لہذا اس امر ناپسندیدہ سے جناب عالی کی سمع خراشی کیجاتی ہے

جواب از مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ۔ بوقت تصنیف تحفۂ اثنا عشریہ کے منجملہ کتب اہل سنت کے جو رد مذہب شیعہ مین ہے اور منجملہ کتب شیعہ کے جو رد مذہب اہل سنت مین تالیف

Marfat.com

ئی ہے تین طرح کی کتاب بہم پہونچی ایک طرح کی وہ کتابین مہیا ہوئین جو مجادلہ یعنی
سئلہ خاص یعنی اثبات خلافت خلفاء ثلثہ اور اسکی رد مین ہے منجملہ کتب اہل سنت کے
س بارہ مین ہین نواقض الرافضہ اور مرافض الروافض اور صواعق محرقہ اور شرح نخبہ بہم
ئی اور منجملہ کتب شیعہ کے جو اس بارہ مین ہے مصائب النواصب اور دشبہات الناعبہ
اظہار الحق اور سفینۃ النجاۃ مہیا ہوئی اور دوسرے طرح کی وہ کتابین مہیا ہوئین جن
سئلہ امامت و شروط امامت و موانع امامت مفصل طور پر مذکور ہے مثلاً منجملہ کتب اہلسنت
جو اس بارہ مین ہے شرح مقاصد کی بحث امامت اور شرح مواقف اور طوالع الانوار اور
ہین مہیا ہوئی اور منجملہ کتب شیعہ کے تصانیف علامہ حلی اور حدائق موبقہ جو ردین من
عق محرقہ کے ہے اور مقدار بہم پہونچی اور تیسرے طرح کی وہ کتابین مہیا ہوئین جن مین
ب شیعہ کے تمام مسائل کو رد کیا ہے یعنی مذہب شیعہ کی الٰہیات اور معاد اور امامت اور
یت احادیث اور اصول کو کامل طور پر باطل کیا ہے مثلاً منجملہ کتب اہلسنت کے ابطال
طل اور صواعق موبقہ تالیف نصر اللہ کابلی کی مہیا ہوئی اور منجملہ کتب شیعہ کے جو ان مسائل
ارہ مین ہے منہج الحق علامہ حلی کی اور احقاق الحق قاضی نور اللہ سوستری بہم پہونچی
ن طرح کی یہ کتابین بوقت تالیف تحفہ اثنا عشریہ کے موجود تھین اور مختصر تھین اور اسوقت
عق کی ترتیب نہایت پسند خاطر ہوئی اور اسکی ترتیب کے موافق اس کتاب تحفہ
عشریہ کو مرتب کیا اور احقاق الحق کی بھی یہی ترتیب ہے اور ابطال الباطل کی بھی یہی
لیکن صواعق بہت مختصر اور نہایت خوشنما معلوم ہوئی اور اسی کی ترتیب اختیار کیگئی
ولا اور تبرا کی بحث اسمین نہ تھی اور حدیث الثقلین کی شرح بھی اس مین نہ تھی اور
ہ انکار نبوت اور اتحاد کا بھی جو لوازم مذہب شیعہ سے ہے شرح و بسط کے ساتھ اس
ب مین نہ تھا تو یہ ابواب اس کتاب تحفہ اثنا عشریہ مین زیادہ کیا گیا اور نیز باب مطاعن
جواب اسکا اس کتاب مین مطلقاً مذکور نہین اور یہ بھی ہے کہ صواعق مین صرف
ل کلامیہ پر اکتفا کیا ہے اور کتب امامیہ کی روایات اسمین بہت کم ہین اس وجہ سے
اثنا عشریہ مین ان دلائل کو ذکر نہ کیا بلکہ یہ کوشش کی گئی کہ کتب امامیہ کی زیادہ

Marfat.com

روایات لکھی جاوین تو صرف اسوجہ سے کہ تحفۂ اثنا عشریہ کی ترتیب موافق ترتیب صواعق کے ہے یہ نہین کہا جا سکتا کہ تحفۂ اثنا عشریہ ترجمہ صواعق کا ہے چنانچہ مواقف کو طوالع سے اخذ کیا ہے اور مسلم کو مختصر الاصول ابن حاجب سے اخذ کیا ہے تو اب ظاہر ہوا کہ صواعق اور تحفۂ اثنا عشریہ مین کیا فرق ہے اور دونون کتابون کو بغور تامل دیکھنا چاہیئے تا یہ خیال بالکلیہ زائل ہو جاوے اور بہرحال معاندین اور حاسدین کا طعن فقیر پر اسوقت ہو سکتا تھا کہ یہ فقیر اپنی تقریر یا تحریر سے اس کتاب کی تصنیف کے ذریعہ سے اپنا فخر ظاہر کرتا اور یہ معلوم ہے کہ مین نے یہ لکھا ہے کہ یہ کتاب تصنیف حافظ غلام حلیم ابن شیخ قطب الدین احمد ابن شیخ ابو الفضل کی ہے اگر مجکو منظور ہوتا کہ دعوی کرون کہ یہ کتاب میری تصنیف ہے تو مین اسقدر اخفا کیون کرتا کہ نامہاے غیر معروف کو بیان مصنف مین ذکر کرتا بلکہ اب بھی مجکو اس سے خوشی نہین کہ اس کتاب کی نسبت میری طرف کیجاوے البتہ تفسیر فتح العزیز اور اوسکے مانند اور جو میری تصانیف سے ہے اسکی نسبت جو میری طرف کیجاتی ہے تو یہ میری خوشی کا باعث ہوتا ہے غرض کہ مجکو اس کتاب کی تالیف سے صرف یہ منظور تھا کہ مذہب شیعہ کا رد کیا جاوے تاکہ لوگ یہ کتاب دیکھنے سے اس اعتقاد مین سست ہو جاوین یا اُس مذہب کو چھوڑ دین الحمد للہ کہ یہ مطلب حاصل ہوا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر روافض غور کرین تو انکے لیے طعن کی جگہ ہرگز نہین اسواسطے یہ کتاب تحفہ اثنا عشریہ اگر بالفرض صواعق کا ترجمہ بھی ہو تو صواعق مین بھی آخر یہی مضمون ہے کہ اُس مین اہل سنت کا مذہب ثابت کیا گیا ہے اور روافض کا مذہب رد کیا گیا ہے تو روافض کو اس سے کیا حاصل ہوگا کہ وہ کہین کہ یہ کتاب کس کی ہے بلکہ روافض کو چاہیئے کہ اس کتاب کا جواب لکھین اور صرف یہ طعن کرنا جواب نہین ہو سکتا البتہ بعض اہل سنت کہ اُنکی حسد کی رگ جوش مین آئی ہے اسوجہ سے کہ اس کتاب نے شہرت پائی ہے اور اس فقیر کی طرف اسکی نسبت ہے اور وہ چاہتے ہین کہ اس فقیر کی طرف اس کتاب کی تصنیف کی نسبت مشہور نہووے تو انکا جواب اوپر بیان کیا گیا کہ فقیر اس کتاب کی تصنیف کا نہ دعوی کرتا ہے اور نہ اپنا فخر چاہتا ہے فقیر کو منظور یہی تھا کہ اس طریق جدید یعنے مذہب شیعہ کا بطلان اولوالالباب اور طالبان راہ صواب پر ظاہر ہو جاوے الحمد للہ کہ فقیر کا مطلب حاصل ہوا۔

Marfat.com

سوال ۔ از منشی ذوالفقار علیخان ۔ مبعوث ہونا رسول الثقلین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
واسطے ہوا کہ جہان کی ہدایت ہووے اور لوگون کو اسلام کی دعوت پہونچے اور قرآن شریف
ی زبان مین اسواسطے نازل ہوا تا اُسکے سمجھنے مین اہل عرب کو آسانی ہووے اور اُس
ن شریف مین یہ رعایت نہین کہ اسکے سمجھنے مین اہل عجم کو آسانی ہووے مثلاً فرنگ و
ہ و سندھ بنگالہ وغیرہ اقالیم و جزائر و بندرگاہ کی زبانین متفاوت ہین اور اُنکے لغات
ف ہین ان مقامات کے لوگون کے سمجھنے کے لیے قرآن شریف کافی نہین بلکہ ان مقامات
لوگ قرآن شریف کی عبارت بخوبی پڑھنے سے قاصر ہین اور اسکا معنی مطلقاً نہین سمجھتے
اکثر قوم ہے جو بہاڑ وغیرہ بعض مقامات مین ہے کہ باوجود اسکے کہ وہ لوگ بہت سعی اور
شش کرتے ہین مگر کلام اللہ کا لفظ بخوبی صحت کے ساتھ ادا نہین کر سکتے اور اسلام
عوت بھی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے وقت مین اکثر ملکون کے لوگون کو نہ پہونچی
پگو اور نیپال وغیرہ مین دعوت اسلام کی نہ پہونچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خلفاء کے زمانہ کے بعد بھی بعض مقامات کے لوگون کو اسلام کی دعوت نہ پہونچی تو
م حجت جیسا کہ اہل عرب کے حق مین ثابت ہے اِن دوسرے اقوام کے حق مین ثابت
ن اور خداوند تعالیٰ منصف ہے اور اپنے تمام بندون پر رحیم ہے اور کسی شخص کو اُسکی
قت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا اور اِن مقامات کے لوگون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خلفاء برحق کی طرف سے اسلام کی دعوت نہ پہونچی اور نہ احکام کی کوئی ایسی کتاب
ازل ہوئی کہ اسکے سمجھنے مین اِن مقامات کے لوگون کو آسانی ہووے تو اِن مقامات کے
ن کے حق مین شرعی مواخذہ ثابت ہے یا نہین اور اگر ثابت ہے تو جو شبہات اِس بارہ
ل لازم آتے ہین وہ مخفی نہین ۔

جواب اسمین شبہہ نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسواسطے مبعوث ہوئے کہ جمیع اہل
ہان و جزائر و حیال وغیرہ تمام مقامات کے لوگون کی ہدایت ہووے لیکن آنحضرت
لی اللہ علیہ وسلم عرب مین مبعوث ہوے اور وہان کے جن اور انس کو اسلام کی دعوت دیگئی
بواسطہ عرب کے دوسرے مقامات کے لوگون کو بھی اسلام کی دعوت پہونچی یعنی فارس

Marfat.com

اور روم کے لوگون کو بواسطہ اہل عرب کے اسلام کی دعوت پہونچی اور بواسطہ اہل فارس کے اہل
کے سندھ و ہند و جزائر و جبال وغیرہ تمام مقامات کے لوگون کو اسلام کی دعوت پہونچی تو اس
وجہ سے قرآن شریف عربی زبان مین نازل ہوا کہ اُسکے اعجاز کی وجہ اہل عرب سے معارضہ کیا گیا
اور یہ ضرور ہوا کہ اہل عرب قرآن شریف کے دقائق کو دریافت کرکے معلوم کرین کہ اللہ تعا
کا کلام ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عرب کے بعض لوگ اسلام سے مشرف ہوے پھر اہل عرب
کے ذریعہ سے عراق و خراسان و دیگر ممالک عجم مین اسلام شائع ہوا اور ان ملکون کے لوگون
نے سندھ اور ہند اور ترکستان مین اسلام پہونچایا۔ اِسی طور پر ایک ملک سے دوسرے ملک
مین اسلام پہونچا حتی کہ تمام ملک مین اسلام شائع ہوا اور اگر ہر قوم کی رعایت سے قرآن
شریف ہر قوم کی زبان مین نازل ہوتا تو دین مین نہایت اختلاف واقع ہوتا اور تحریف و
زیادت و نقصان کا دروازہ خوب کھولا جاتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی
تو اگر قرآن شریف دوسری زبان مین نازل ہوتا تو تبلیغ احکام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
دقت ہوتی مثلاً اگر کوئی شخص جسکی پیدایش عرب مین ہوئی ہو اسکو کتابت و عادت کی
تعلیم کیجاوے اور اُس سے کہا جاوے کہ اسکا مضمون فلان شخص سے کہدو تو اس بارہ مین
اسکو ضرور دقت ہوگی اور اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اور بطور خرق
عادت کے علوم مین کامل و ماہر ہوے تو ایسا ہی ہر لغت کے الفاظ اور اسکے لہجہ اور معا
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وقفیت ہوجاتی تو اُسکا جواب یہ ہے کہ بعض قوم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف ملاقات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر مین کبھی مشرف نہو
اور یہ علم اللہ تعالی کو تھا تو اگر اُن قومون کی لغت کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق
خرق عادت کے ہوئی ہوتی تو وہ تعلیم بے فائدہ ہوتی حاصل کلام حکمت الٰہی کا مقتضا وہی
ہوا جو وقوع مین آیا اب یہ امر بیان کرتا ہون کہ بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ مین دوسری جگہون مین تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہوے
اور بعض لوگ بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوے اور یہ سب لوگ یعنی جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے مگر زیارت سے مشرف نہوے اور جو لوگ بعد مین ہوے

Marfat.com

ے اشخاص ہوے کہ احکام شرعیہ سے محض ناواقف رہے حتی کہ ان لوگون نے یہ بھی نہ جانا
آن شریف معجز ہے توانکے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کس طور سے ثابت
ل تو اسکا جواب یہ ہے کہ امام رازی ودیگر علماے کلام نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
ہ وسلم کے زمانہ کے بعد اثبات نبوت کا طریقہ یہ نہین کہ قرآن شریف کا معجز ہونا اب ثابت
یا وے بلکہ اثبات نبوت کے لیے اب دوسرے دو طریق ہین اول طریق اثبات نبوت کا یہ
کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا صادر ہونا متواتر طور پر ثابت ہے
نچہ ہر زمانہ مین کرورہا آدمی نقل کرتے چلے آئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات
در ہوے چنانچہ یہ معجزات ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوی فرمایا کہ قرآن شریف
ہے اور اسکا اعجاز ثابت بھی ہوا اور معجزہ شق القمر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر کا
م کرنا اور پتھر اور درختون کی فرمان برداری اور زیادتی کھانے اور پانی مین اور ہرن اور
ٹ اور بھیڑیا اور سوسمار کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا اور علی ہذا القیاس سواے
قرآن کے تین ہزار معجزات کتب احادیث سے ثابت ہین تو اب چاہیے کہ ان معجزات کا
ہر قوم کے نزدیک ثابت کیا جاوے کہ یہ معجزات متواتر خبر سے ثابت ہوتے ہین اور اس امر
ب لوگون کا اتفاق ہے کہ خبر متواتر سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے تو لوگون کے نزدیک اس
یہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا بلکہ جملہ احکام شرعیہ ثابت ہو جاوینگے اور امور
شتہ کے بارہ مین بالاتفاق سب کے نزدیک ثبوت علم کا یہ طریق مسلم ہے چنانچہ مثلاً نوشیروان
سی زمانہ مین ہونا اور حاتم طائی اور سکندر اور خلافت بنی عباس کی اور ہندوستان مین سلطان
ود غزنوی کا آنا یہ سب امور اہل ہند کے نزدیک کس طریق سے ثابت ہوے اس طریق کے
ا کوئی دوسرا طریق نہین اور دوسرا طریق اثبات نبوت کا یہ ہے کہ کہا جاوے کہ اب اثبات
ت کی ضرورت باقی نہ رہی اسواسطے کہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے
ڑا کھون آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالی کی طرف متوجہ
ے اور عبادت مین مشغول ہوئے اور اطاعت الہی مین مصروف ہوئے اور گناہون سے
ہیز کیا اور تقوی اور طہارت اور عمدہ اخلاق اور بہتر آداب اور ادا حقوق اختیار کیے اور یہ

Marfat.com

امور ہر قوم کے نزدیک بہتر اور پسندیدہ ہین اور ہر قوم کے لوگ اسکو ہدایت جانتے ہین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خلق اللہ کی ہدایت کا دعویٰ کیا تو وہ ہدایت ظہور مین آئی تو اب اثبات نبوت کی ضرورت باقی نرہی اسواسطے کہ نبوت کے معنی یہی ہین جواب عام طور پر سب کے نزدیک ظاہر ہین اور جب کوئی چیز ظاہر ہو جاوے تو اسکو بیان کرنے کی ضرورت نہین اور ان دونون طریق سے ساکنان جزائر وجبال و پیگو وساکنان نیپال وغیرہ کے نزدیک بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہے اور اگر بالفرض منجملہ ان لوگون کے بعض لوگون کے نزدیک ان دوطریقون سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہوئی ہو تو انکے بارہ مین بھی وہی حکم ہوگا جو حکم ان لوگون کے بارہ مین ہے جو زمانۂ فترت مین ہوئے تو علما کا اختلاف جیسا اُن لوگون کے بارہ مین ہے جو زمانہ فترت مین تھے وہی اختلاف ان لوگون کے بارہ مین بھی ثابت ہوگا جنکو مطلقاً اسلام کی خبر نہوئی ہو چنانچہ کتب اصول مین مثلاً مسلم اور عضدی مین یہ مسئلہ نہایت شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہے۔

سوال ۔ خبر متواتر اور آثار سے بخوبی ثابت ہے کہ ہند مین اوتارہاے کثیر گذرے کہ قوم ہنود کے لوگ اُن کو خالق کہتے ہین اور بعضے کو اپنا مقتدا جانتے ہین اور اکثر راجہ باشان و شوکت و قوت اور اکثر لوگ ہوئے ہین تو ان لوگون کے شروع آفرینش سے کون پیغمبر اس قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہے اور کون کتاب اِن لوگون کی ہدایت کے لیے نازل ہوئی ہے اور وہ کتاب ہندی زبان مین ہے یا دوسری زبان مین ہے یا اس قوم کی ہدایت کے لیے کوئی پیغمبر مبعوث نہوا اور اگر ان لوگون کی ہدایت کے لئے کوئی پیغمبر مبعوث نہوا تو اسکی وجہ کیا ہے۔

جواب قرآن شریف مین ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یعنی کوئی ایسی امت نہوئی کہ اس مین ڈرانیوالا نہوا ہو تو اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ ہر اُمت مین ڈرے والا گذرا ہے کہ بُرے کامون کے کرنے سے اور کسی کی حق تلفی کرنے سے لوگون کو ڈراوے اور وہ ڈرانے والا خواہ منجملہ انبیا کے ہو یا منجملہ علما کے ہو یا واعظون مین سے یا اولیا اور عرفا سے ہو اور اگر روم اور حبش اور ترکستان اور خطا اور ختن کے لوگون سے دریافت کیا جاوے

سورہ فاطر

Marfat.com

وہ لوگ ہرگز کسی پیغمبر کا نشان نہ دینگے کہ وہ پیغمبر اُن لوگون مین گذرا ہو بلکہ ایسے بھی اکثر
ل ہونگے کہ وہ نبی کے مفہوم سے بھی آگاہ نہین البتہ عباد اور زہاد اور تارکان دنیا اور
ت نشینون کی عظمت اور بزرگی کا اعتقاد اُن لوگون کے دل مین نہایت مستحکم ہے اور حق تعا
فعل ہر فرقہ کے بارہ مین جداگانہ ہے یعنی باعتبار اختلاف استعداد اور باعتبار اختلاف علوم
نزدیک ہر فرقہ کے اللہ تعالی کا معاملہ ہر فرقہ کے ساتھ جداگانہ ہے دیار عرب مین یمن سے
شام و مصر تک اللہ تعالی کی ہدایت ایک طور پر ظہور مین آئی انبیا اور رسولون کو مبعوث فرمایا
اُن کو معجزات عطا فرمائے اور کتابین نازل فرمائین اِس واسطے کہ اِس بلاد کے لوگ
کی خبر آنے کے لیے یہی طریق جانتے تھے کہ کوئی قاصد آوے اور زبانی پیغام لے آوے
اپنے ساتھ کوئی خط لے آوے البتہ تحقیق کرتے تھے کہ وہ قاصد اپنے کو جس شخص کا قاصد
تا ہے آیا فی الواقع اُسکا قاصد وہ ہے یا نہین چنانچہ امرا اور ملوک اور سلاطین مین اب
ی یہی مروج ہے کہ کوئی فرمان یا کوئی خط اپنے ملازمین سے کسی معتبر ملازم کے ہاتھ بھیجتے ہین
رائس قاصد کی تصدیق کے لیے اپنی بعض خاص چیز مثلاً پالکی اور ہاتھی اور فوج اُسکے
ساتھ کر دیتے ہین تو دیار عرب کے لیے ہدایت کا طریق بھی یہی قرار پایا اور ہنود کے یہان چونکہ
طریق خبر بھیجنے کا معمول نہ تھا لہذا انکے لیے ہدایت کا طریقہ بھی دوسرا قرار پایا یعنے انکا عقیدہ
تھا کہ حضرت حق کا ظہور بعض چیزون مین ہوتا ہے اور حق کی زبان سے وہ چیزین کلام کرتی
ہین اور انسے ایسے افعال صادر ہوتے ہین جو مرتبہ الوہیت کے ساتھ خاص ہین اور وہ افعال
بطریق خرق عادت کے ہوتے ہین اور بطور حکمرانی کے وہ افعال صادر ہوتے ہین اور اُن
چیزون کو حق کا نائب جانتے تھے اسواسطے انکے یہان ہدایت مین بھی یہی معاملہ معلوم ہوا
اور وہ لوگ جسکو اپنا پیشوا جانتے تھے اُن سے نصیحتین لکھوا کر اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور مدت
دراز تک انکے یہان یہی طریقہ ہدایت کا مروج رہا چنانچہ کتاب جوگ باسنت اور رامایں اور
بھاگوت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے پھر کچھ دنون کے بعد بیاس نامی ایک شخص پیدا ہوا
اور شیطان کے بہکانے سے انکا تمام مذہب برباد کر دیا اور شرک اور بت پرستی کو رواج دیا
اور سب ہنود مشرک ہو گئے اور بت پرستی اختیار کی البتہ قدیم سے انکے یہان یہ طریقہ

Marfat.com

جاری رہا کہ جسطرح قومین مختلف تھین مثلاً کایستھ اور کھتری اور مہاجن وغیرہ مختلف قومین تھین اسکے اعتبار سے اُنکا مذہب بھی مختلف تھا یعنی ہر قوم کا مذہب جداگانہ تھا اور ہم لوگون کی بھی قدیم شریعتون مین اسکی اصل ہے چنانچہ اسباط بنی اسرائیل سے ہر سبط کے لئے خاص خاص احکام جداگانہ تھے بلکہ ہماری شریعت مین بھی ایسا ہے کہ بعض احکام خاص بعض قوم کے لیے ہین چنانچہ خمس غنیمت کا مصرف بنی ہاشم ہین اور مال غنیمت مین سے جو بعض اشخاص کو کسی خاص وجہ سے معمولی حصّہ سے کچھ زیادہ دیا جاتا ہے وہ بنی ہاشم کے لیے حرام ہے اور زکوۃ بھی اُنکے لیے حرام ہے تو یہ احکام خاص بنی ہاشم کے لیے ہین اور خلافت کا استحقاق خاص قریش کے لیے ہے اور مشرکین عرب سے جزیہ لینے کا حکم نہین اُنسے صرف اسلام قبول کیا جاوے یعنے انکے بارہ مین یہی حکم ہے کہ وہ اسلام لے آوین ورنہ انکے ساتھ جہاد کیا جاوے ہنود کے یہان انکے اوتار مظاہر حق کے گذرے ہین خواہ افراد بشر سے ہون خواہ شیر و ماہی سے ہون جیساکہ ہم لوگون کی قدیم شریعت مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا اور حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ تھی لیکن عوام ہنود نے کج فہمی سے ظاہر اور مظہر مین تفرقہ نہ کیا اور سب کو معبود بنادیا اور گمراہ ہوگئے اور یہی حال اہل اسلام کے بھی بہت فرقہ کا ہوا مثلاً تعزیہ داران اور مجاوران قبور اور جلالیان اور مداریان یہ سب فرقہ بھی کج فہمی سے گمراہ ہوے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

سوال۔ از غلام علی شاہ صاحب۔ حضرت سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ قبر اور تصویر کی طرف موہ کرکے نماز پڑھنا حرام ہے تو شرع مین یہ حکم کسواسطے ہوا کہ کعبہ شریف کی دیوار کیطرف موہ کرکے نماز پڑھنا چاہیئے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کیطرف موہ کرکے نماز پڑھنا چاہیئے اسواسطے کہ اس طور سے نماز پڑھنے مین بھی قبر کیطرف نماز پڑھنے کی مشابہت پائی جاتی ہے اور یہ مسلم ہے کہ حجر اسود کو انبیا علیہم السلام نے بوسہ دیا تو حجر اسود کی نسبت انبیا علیہم السلام کے ساتھ ہے اور مقام ابراہیم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نسبت ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انوار خلت کا اثر مقام ابراہیم مین ہو اور کعبہ شریف کی دیوار کی طرف انبیا اور ملائکہ علیہم السلام نے طواف کیا ہے اور اسوجہ سے

Marfat.com

عل درود برکات ہے تو اس واسطے نمازین اسکی طرف موٹھ کرنے کا حکم صادر ہوا لیکن
ا خدشہ باقی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کے سامنے سجدہ کرنا کسواسطے جائز
ہیوا تو جردا۔

ا ب۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ کعبہ شریف قبلہ ہے اسواسطے کہ بیت اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ
ے ساتھ منسوب ہے اس امر کا لحاظ نہین کہ کسنے بنایا اور یہ بھی لحاظ نہین کہ انبیا سابقین
ہم السلام نے اسکا طواف کیا۔ اور اسیوجہ سے شرعًا یہ حکم ہے کہ اگر کعبہ شریف کی دیوار منہدم
جاوے نعوذ باللہ من ذلک جیساکہ حجاج کے وقت مین وقوع مین آیا یا حجر اسود وہان سے
ر کردیا جاوے جیساکہ قرامطہ کیوقت مین وقوع مین آیا یا مقام ابراہیم دور کر دیا جاوے تو
ہ کے نفضا کے بارہ مین قبلہ کا حکم برقرار رہیگا کعبہ شریف کا قبلہ ہونا اسکی اینٹ اور لکڑی اور
ر پوتون نہین تو معلوم ہوا کہ کعبہ شریف کی دیوار کیطرف اور مقام ابراہیم اور حجر اسود کی
ن جو نماز پڑھنے کا حکم ہے تو اُس مین کچھ یہ لحاظ نہین کہ کسی نبی کا وہان قدم پڑا اور انبیا
ملائکہ علیہم السّلام اور اولیاء کرام نے اُس کا طواف کیا اور انبیا علیہم السلام نے حجر اسود
بوسہ دیا بلکہ صرف یہی لحاظ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کعبہ شریف کی نسبت ہے تو اسواسطے
بہ شریف اور مقام ابراہیم اور حجر اسود کیطرف موٹھ کرکے نماز پڑھنے مین شرک کا گمان
ین ہو سکتا بخلاف قبور انبیا علیہم السلام اور قبور اولیاء کرام کے اور بخلاف بزرگون
تصویرون کے کہ صاف ظاہر ہے کہ ان چیزون کی نسبت اُن بزرگون کے ساتھ ہے جنکی
قبر یا تصویر ہے اور اسمین بھی شبہہ نہین کہ جو لوگ ان چیزون کی طرف منھ کرکے نماز پڑھنا بہتر
نتے ہین اُنکا خیال یہی ہوتا ہے کہ ان چیزون کی نسبت بزرگون کے ساتھ ہے اسواسطے یہ
ین متبرک ہین انکے سامنے منھ کرکے نماز پڑھنا بہتر ہے تو کعبہ شریف اور حجر اسود اور مقام
براہیم کی طرف موٹھ کرکے جو نماز پڑھی جاتی ہے اور قبور انبیا و اولیاء یا بزرگون کی تصویرون
رت جو بعض لوگ موٹھ کرکے نماز پڑھتے ہین ان دونون صورتون مین جو فرق ہے وہ اب
اہر ہوا اور مقام ابراہیم کی طرف موٹھ کرکے نماز پڑھنے مین حضرت ابراہیم علیہ السّلام
ل بات کے سوا اور کسی دوسرے امر کا لحاظ نہین اور کسی کو امام بنانا دوسری چیز ہے اور

Marfat.com

کسی کو سجدہ کرنا دوسری چیز ہے اور یہ بھی صرف مستحب ہے کہ مقام ابراہیم کی طرف منھ کرکے نماز پڑھی جاوے واجب نہین حتی کہ مسجد حرام مین کعبہ شریف کی طرف منھ کرکے جس جگہ چاہے نماز پڑھ لیوے نماز درست ہو جاوے گی اور جیسا کہ کعبہ شریف کے حق مین ثابت ہے کہ بیت ہے اسی طرح حجر اسود کے حق مین بھی وارد ہے کہ اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یعنی حجر اسود گویا اللہ تعالی کا ہاتھ ہے زمین مین تو حجر اسود کو چومنا گویا بمنزلۂ دست بوسی خدا کے ہے اور اسکی عظمت بھی اسی وجہ سے ہے کہ اسکی نسبت خدا کے ساتھ ہے تو کعبہ شریف کی طرف منھ کرکے نماز پڑھنے کیوجہ معلوم ہوئی البتہ اس نسبت کے ثبوت کے لئے نص صریح متواتر چاہیئے اور کعبہ شریف اور بیت المقدس کے بارہ مین اس نسبت کے ثبوت کے لیے نص صریح متواتر ہے لیکن کعبہ شریف اور بیت المقدس کے سوا اور کسی دوسری چیز کے بارہ مین کوئی نص صریح متواتر نہین جس سے یہ نسبت ثابت ہووے اور اسی خیال سے بنی اسرائیل نے کہا اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ یعنی اے موسیٰ بنا لیجے ہمارے لیے معبود جیسا اُن کافرون کے لیے معبودین ہین اور اب کوئی ایسی چیز جہان مین نہین جسکی نسبت بلا واسطہ حضرت حق کے ساتھ ہو سوا فضاے حجر معلق کے اور یہ منسوخ ہے اور سوا فضاء کعبہ شریف کے کہ یہ برقرار ہے اور باقی جن چیزون کی طرف سجدہ کرنا بعض اشخاص بہتر جانتے ہین اور وہ چیزین تصاویر اور معابد اسلاف کے قبیل سے ہین تو اُن چیزون کی نسبت اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کیطرف ہے بہرکیف دونون صورتون مین بہت فرق ہے ذرا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے اور تفسیر فتح العزیز مین پارہ آلم کے آخر مین یہ جو آیت ہے وَعَھِدْنَا اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ اِس آیت کی تفسیر مین یہ مسئلہ مذکور ہے اور شروع پارہ سیقول مین جو آیت ہے قُلْ لِّلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اِس آیت کی تفسیر مین بھی تفسیر فتح العزیز مین یہ مسئلہ مذکور ہے اُسکو دیکھنا چاہیئے تا اسرار عجیبہ ظاہر ہون اور اسقدر خیال کرنا یہ اشکال دفع کرنے کے لیے کافی وشافی ہے کہ انبیا علیہم السلام نے کعبہ شریف کی طرف منھ کرکے نماز پڑھی ہے اور حجر اسود کو بوسہ دیا ہے تو انکے نزدیک اُن دونون چیزون کی عظمت کسوجہ سے ثابت تھی اگر یہ وجہ تھی کہ ہر نبی کو یہ خیال ہوا

Marfat.com

مارے سابق کے نبی نے کعبہ شریف کی طرف موںھ کر کے نماز پڑھی اور حجر اسود کو بوسہ
تو یہ لازم آوے گا کہ انبیا مین تسلسل ہو اور کعبہ شریف قدیم ہو حادث نہو اور انبیا کو صرف
خیال ہوا کہ کعبہ شریف اور حجر اسود کی نسبت خدا کے ساتھ ہے اسوجہ سے کعبہ شریف کی
ت موںھ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہے اور حجر اسود کو چومنے کا حکم ہے تو اب بھی وہی
ت موجود ہے خلاصہ یہ کہ کعبہ شریف اور حجر اسود کی نسبت اللہ تعالی کے ساتھ ہے اسواسطے
شریف کیطرف نماز پڑھنے کا حکم ہے اور حجر اسود کو بوسہ دینے کا حکم ہے اور کوئی دوسری وجہ
ین اور قبور انبیا علیہم السلام اور قبور و مساجد اولیاء کرام کی نسبت اللہ تعالی کیساتھ
ین اسواسطے ان چیزون کیطرف موںھ کر کے نماز پڑھنا نہ چاہیے والسلام والاکرام۔

سوال باغ فدک کے واقعہ مین مروی مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ فَاطِمَةَ رض بِنْتَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ تَسْاَلُ مِیْرَاثَهَا
مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ یعنی روایت کی مسلم نے حضرت
عائشہ سے کہ تحقیق حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے حضرت ابوبکر رض
کے پاس بھیجا اس غرض سے کہ وہ اپنی وراثت کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
مال متروکہ سے چاہتی تھین اور بخاری مین ہے فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ وَخَرَجَتْ عَنْهُ وَلَمْ
تَکَلَّمْهُ حَتّٰی مَاتَتْ یعنی پس غصہ ہوئین حضرت فاطمہ اور حضرت ابوبکر کے یہان سے چلی
آئین اور اپنی وفات تک حضرت ابوبکر رض سے کلام نہ کیا اور یہ بھی بخاری مین ہے مَنْ
اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِیْ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے غضبناک کیا
حضرت فاطمہ کو تو اُسنے غضبناک کیا مجکو یعنی جسنے اُن کو رنجیدہ کیا تو گویا اُسنے مجکو رنجیدہ
کیا وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ لِعَلِیٍّ وَعَبَّاسٍ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ فَرَاَیْتُمَا
یَعْنِیْ اَبَا بَکْرٍ کَاذِبًا وَّاٰثِمًا وَّغَادِرًا وَّخَائِنًا وَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّهٗ
لَصَادِقٌ وَّبَارٌّ وَّرَاشِدٌ وَّتَابِعٌ لِّلْحَقِّ ثُمَّ تُوُفِّیَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّاَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَلِیُّ اَبِیْ بَکْرٍ فَرَاَیْتُمَانِیْ کَاذِبًا وَّاٰثِمًا وَّغَادِرًا وَّخَائِنًا
وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنِّیْ لَصَادِقٌ وَّبَارٌّ وَّرَاشِدٌ وَّتَابِعٌ لِّلْحَقِّ یعنی روایت کی مسلم نے حضرت

Marfat.com

عمرؓ سے اور یہ حدیث طویل ہے اور اسی حدیث مین ہے کہ کہا حضرت عمر نے حضرت علی اور حضرت عباس سے کہ کیا پس جانتے ہین آپ دونون صاحب کہ وہ یعنی حضرت ابوبکرؓ دروغ گو اور گناہگار ہین اور بیوفا اور خائن ہین حالانکہ اللہ تعالی جانتا ہے کہ وہ سچے ہین اور نیک ہین اور راہ راست پر ہین پھر وفات ہوئی حضرت ابوبکرؓ کی اور مین ولی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور ولی ابوبکرؓ کا ہون پس کیا جانتے ہین آپ دونون صاحب مجکو دروغ گو اور گنہگار اور بیوفا اور خائن حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مین سچا ہون اور نیک ہون اور راہ راست پر ہون اور حق کی پیروی کرنیوالا ہون اور معارج النبوۃ مین روایت ہے وَقَفَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ هٰذِهِ الْقَرْيَةَ الْمَعْلُوْمَةَ بِحُدُوْدِهَا عَلٰى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَقَفًا مُحَرَّمًا عَلٰى غَيْرِهَا مُؤَبَّدًا عَلَيْهَا وَمِنْ بَعْدِهَا عَلٰى ذُرِّيَّتِهَا فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ یعنی وقف کیا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف نے اس موضع کو جسکی حد معلوم ہے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے لیے اور ایسا وقف کیا کہ حضرت فاطمہ کے سوا دوسرے کے لئے وہ موضع حرام کر دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کے لیے یہ وقف ہمیشہ کے لیے کر دیا اور یہ شرط فرما دی کہ حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد یہ موضع اُن کی ذریات کے لیے وقف رہیگا تو جو شخص یہ سنکر وقف کو تبدیل کر دے تو اُسکا گناہ تبدیل کرنے والون پر ہے تحقیق کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

جواب پہلی روایت صحیح مسلم مین ہے اور اس روایت سے کچھ بھی تنقیص حضرت ابوبکرؓ کی ثابت نہین ہوتی اسواسطے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صرف حدیث روایت کی کہ وہ حدیث خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور وہ حدیث حضرت علی اور حضرت عباس اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور دیگر عشرہ مبشرہ نے بھی سنی تھی چنانچہ روایت آیندہ سے صراحۃً یہ امر معلوم ہوتا ہے اور روایت حدیث کے سوا اور کوئی دوسرا فعل حضرت ابوبکرؓ سے صادر نہوا کہ باعث طعن ہو اور مسئلہ شرعی بیان کرنے مین کوئی قباحت لازم نہین آتی اور اس روایت

Marfat.com

ابت نہین کہ کوئی لفظ خشونت یا خصونت یا بے ادبی کا حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اور حضرت
ن رضی اللہ عنہا کو جو غصہ آگیا اور چند روز تک ملاقات اور کلام ترک فرمایا تو اس بارہ
بھی حضرت ابو بکرؓ کی کوئی تقصیر معلوم نہین ہوتی اسواسطے حضرت معصومین کو بعضے اوقات
بلا تقصیر بھی غصہ آجاتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گوسالہ پرستونکے معاملہ مین
ت ہارون علیہ السلام پر نہایت غصہ آگیا اور یہ مضمون قرآن شریف کا نص سے ثابت ہے
رت خاتون کو جو حضرت ابو بکرؓ پر غصہ آگیا تھا وہ بھی ایسا ہی تھا علاوہ اسکے اگرچہ بعض
یت مین ہے کہ لَمْ تَتَكَلَّمْ حَتَّى تُوُفِّيَتْ یعنی حضرت فاطمہ نے اپنی وفات تک کلام نہ کیا
ن حضرت صدیق سے حضرت خاتون کا خوش رہونا اہل سنت اور امامیہ کی دوسری روایا
ابت ہے اور اصول کا قاعدہ ہے کہ اَلْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّافِي یعنی بحالت اختلاف
یات مثبت نافی پر مقدم کیا جاتا ہے تو اہل سنت کی روایات تو مدارج النبوۃ اور کتاب لوفا
بیہقی اور شروح مشکوۃ مین موجود ہین بلکہ شرح مشکوۃ مین شیخ عبد الحق نے لکھا ہے کہ
س واقعہ کے بعد حضرت ابو بکرؓ حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لیگئے اور دھوپ مین دروازہ
ڑے ہوے اور عذر خواہی کی اور حضرت فاطمہ زہرا حضرت ابو بکرؓ سے خوش ہوگئین اور
ض النضرۃ مین بھی یہ قصہ مفصل مروی ہے اور فصل الخطاب مین بھی یہ قصہ بروایت بیہقی
وی ہے کہ بیہقی نے یہ قصہ شعبی سے روایت کیا کہ ابن السماک نے کتاب الموافقہ مین اوزاعی سے روایت کی
راعی نے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ گرمی کے دن مین حضرت فاطمہ کے دروازہ پر تشریف لیگئے اور
کہ مین اس جگہ سے واپس نہ جاونگا تاوقتیکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
سے راضی اور خوش نہو جاوین تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہان تشریف لائے اور حضرت
طمہ کو قسم دی کہ تم خوش اور راضی ہو جاؤ چنانچہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت
بکر رضی اللہ عنہ سے خوش اور راضی ہوگئین اور امامیہ کی روایت یہ ہے کہ صاحب
ج السالکین وغیرہ علماء امامیہ نے روایت کی ہے کہ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ لَمَّا رَاَى فَاطِمَةَ
غَضِبَتْ وَهَجَرَتْهُ وَلَمْ تَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ اَمْرِ فِدَكَ كَبُرَ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ فَاَرَادَ
سْتِرْضَاءَهَا فَاَتَاهَا فَقَالَ لَهَا صَدَقْتِ يَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْمَا ادَّعَيْتِ وَ

Marfat.com

وَلٰكِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُهَا فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَا
السَّبِيْلِ بَعْدَ اَنْ يُؤْتِيَ قُوْتَكُمْ وَلِلصَّابِغِيْنَ فَقَالَتِ افْعَلْ فِيْهَا كَمَا كَانَ اَبِيْ رَسُوْ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فِيْهَا فَقَالَ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ عَلَيَّ اَنْ اَفْعَلَ فِيْهَا مَا كَا
يَفْعَلُ اَبُوْكِ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا فَعَلَنَّ ذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ
اَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُعْطِيْهِمْ مِنْهَا قُوْتَهُمْ وَيَقْسِمُ الْبَاقِيَ فَيُعْطِ
الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ یعنی جب حضرت ابوبکر نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ ر
آپ سے ناراض ہوئین اور آپ کے یہان تشریف لے آنا ترک فرمایا اور پھر فدک کے معا
مین آپ نے کچھ کلام نہ فرمایا تو یہ امر حضرت ابوبکرؓ کو نہایت سخت معلوم ہوا تو آپ نے چا
کہ حضرت فاطمہ کو خوش اور راضی کرین تو آپ کے یہان تشریف لائے اور آپ سے کہا
اے صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ نے سچا دعویٰ کیا لیکن مین نے دیکھا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک کی آمدنی کے چند حصّہ فرماتے تھے اور اسمین
سے آپ لوگون کو خرچ دیتے تھے اور کام کرنیوالون کو دیتے تھے اور اسکے بعد فقرا اور مساکین
اور مسافرین کو مرحمت فرماتے تھے تو حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ جیسا میرے والد رسول ا
صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اُسی پر آپ بھی عمل کیجئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم ہے
کہ ہمنے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ جیسا اُس معاملہ مین آپ کے والد ماجد کرتے تھے اُسی پر
بھی عمل کرینگے تو حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ مین بھی خوش اور راضی رہونگی
حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے پروردگار تو اس امر پر گواہ رہنا تو حضرت فاطمہ اس پر خوش ا
راضی ہوئین اور اس امر کا اقرار لے لیا اور حضرت ابوبکر فدک کی آمدنی سے اُن لوگون کو خر
دیا کرتے تھے اور باقی فقرا اور مساکین اور مسافرین کو دیتے تھے یہ ترجمہ روایت مذکورہ کا ہے
تو یہ روایت جو منہاج السالکین اور دیگر کتب معتبرہ امامیہ مین ہے صحیح ہے اور حدیث مر
اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِيْ بھی صحیح ہے لیکن جسکو لغت عرب سے کچھ واقفیت ہے وہ جا
ہے کہ باعتبار لغت عرب کے اغضاب کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص چاہے کہ اپنے قول یا فعل
سے کسی دوسرے کو غصّہ دلاوے اور ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا ہرگز یہ قصد نہ تھا

Marfat.com

حضرت فاطمہ کو ملال ہووے بلکہ حضرت ابوبکر نے صرف حدیث روایت کی کہ وہ حدیث تمام
شرہ مبشرہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی اور صرف وہ مسئلہ شرعی بیان کیا
اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے مَنْ اَغْضَبَهَا کے مصداق آپ نہ ہوئے تو فَقَدْ اَغْضَبَنِیْ
وعید بھی آپ کے حق مین متحقق نہوئی اسلاسطے کہ اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ یعنی
ب شرط نہین پائی جاتی تو مشروط بھی نہین پایا جاتا اور دوسری روایت بھی صحیح مسلم مین ہے
ن صحیح مسلم و دیگر کتب صحیحہ مین یہ قصہ اس طور پر مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ
رت ابوبکر صدیق کے پاس تھا اور اُس سے حضرت خاتون اور ازواج مطہرات کو خوراک
پوشاک اور حوائج ضروریہ کا خرچ دیا کرتے تھے انکے بعد بنی ہاشم مین جو صاحب احتیاج
اُن کو دیتے تھے اور جب حضرت عمر خلیفہ ہوے تو حضرت علی اور حضرت عباس آپ کے
ن آئے اور اِن دونون صاحبون نے درخواست کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہمارے حوالہ کر دیجئے کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اسکے بارہ
عمل کرتے رہے اور آپ جسطرح عمل کرتے ہین اُسکے موافق ہم لوگ اس ترکہ کے بارہ مین
کرین تو اسی شرط پر حضرت عمر نے ان دونون صاحبون کو وہ ترکہ حوالہ کیا اور کہا کہ اسکو
لوگ باہم تقسیم نہ کرین اور وراثت اسمین جاری نہ کرین پھر کچھ دنون کے بعد حضرت
س کو منظور ہوا کہ یہ ترکہ تقسیم کرا لینا چاہیئے تو حضرت علیؓ نے اس امر سے انکار فرمایا
باہم بہت منازعت ہوئی حتیٰ کہ حضرت علی نے حضرت عباس کو بیدخل کر دیا تو حضرت
و حضرت عباس رضی اللہ عنہ بغرض فیصلہ ہونے اس معاملہ کے حضرت عمر کے پاس لے
ئے اور نالش کی اور کہا کہ اِقْضِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ هٰذَا الْاَثِیْمِ الْکَاذِبِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ
رہا فرمائیے مجھکو ہاتھ سے ان آثم کاذب بیوفا خائن کے ادیہی لفظ اس روایت کے شروع
صحیح مسلم مین موجود ہین تو حضرت عمر نے یہ معاملہ دیکھا تو حضرت علیؓ کی حمایت کی غرض
حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اور اگرچہ خطاب دونون صاحبون کے ساتھ
مگر منظور صرف حضرت عباس کو سنانا تھا کہ اگر حضرت علی اسوجہ سے ظالم اور خائن اور
اور دروغگو قرار پائے کہ اس معاملہ مین تقسیم سے منع کرتے ہین کہ اس تقسیم سے اجراء وراثت

Marfat.com

کا گمان ہوتا ہے تو آپکے اعتقاد مین حضرت ابو بکر بھی دروغگو اور ظالم اور خائن اور غدار قرا
پا دینگے اور خدا جانتا ہے کہ حضرت ابو بکر صادق اور محسن اور راہ راست پر اور حق کے پیرو تھے
ور ایسا ہی مین بھی آپ کے نزدیک ظالم اور غدار اور خائن اور دروغگو ہونگا اسواسطے کہ ی
سب لوگ یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت علی اور ہم اس امر مین شریک ہین کہ رسول اللہ صلی ا
علیہ وسلم کا ترکہ تقسیم نہ کیا جاوے اور اُسمین وراثت کا حکم جاری نہ کیا جاوے یعنی رسول ا
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق اُسمین حضرت ابو بکرؓ کا عمل رہا اور ہماری اور حضرت علی
بھی وہی راے ہے اور جو حدیث اس بارہ مین ہے کہ اُسکو آپ سب صاحب جانتے
ہین اور وہی حدیث آپ صاحبون کی دلیل ہے تو وہ حدیث قابل تاویل و تحریف نہیں
ور نہ حضرت خاتونؓ کیون تاویل نہ فرماتین تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کا مقصود اس کلام
صرف سُنانا حضرت عباس کو تھا تا حضرت علی کے حق مین نالش نہ کرین اور منازعت نکر
چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا کہ کل ترکہ حضرت علی کے پاس رہا اور حضرت عباس کا دخل اُسمین
پھر کچھ دنون کے بعد مروان نے اپنے لیے وہ ترکہ لے لیا اور عرب کے محاورہ مین ایسا آ
ہوتا ہے کہ دو آدمی کو کسی کلام مین شریک کرتے ہین مگر فی الواقع منظور اُن مین سے ک
ایک ہی آدمی رہتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین وارد ہے یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ا
یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یعنی اے گروہ جن اور آدمی کی کیا نہ آیا تم لوگون کے پاس ت
تم لوگون مین سے تو یہ خطاب جن اور انس دونون کو ہوا حالانکہ قوم جن سے کوئی رسو
نہوا بلکہ رسول صرف آدمیون مین سے ہوئے اور یہ بھی قرآن شریف مین ہے یَخْرُجُ مِنْ
اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ یعنی نکلتا ہے اُن دونون طرح کے دریا سے موتی اور مونگا اور ح
موتی اور مونگا صرف دریاے شور سے نکلتا ہے اور دریاے شیرین سے نہین نکلتا اور تم
روایت کہ معارج النبوۃ مین ہے تو اُسکے بارہ مین کسی معتبر کتاب کا حوالہ نہین دیا ہے ا
اسکے الفاظ بھی قدیم لغت کے خلاف ہین اور اگر وہ روایت صحیح بھی فرض کیجاوے
مذہب امامیہ کے خلاف ہے اسواسطے کہ اس روایت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ وہ ق
نہ میراث تھا اور نہ بطور ہبہ کے تھا بلکہ وہ قریہ بطور وقف کے تھا اور اہل سنت کا مذ

سورہ الرحمان

Marfat.com

یہی ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب ترکہ وقف تھا اور جب وقف کنندہ کی وفات ہو جاوے اور وقف کنندہ نے اپنی طرف سے اپنی اولاد یا عصبات سے کسی کو متولی وقف کا مقرر نہ کیا ہو تو اُس وقف کی تولیت والی آفاق یعنے والی ملک کے متعلق ہوتی ہے اور اُسکے متعلق نہین ہوتی جسکے لیے وقف کیا جاوے چنانچہ فتاوی عالم گیری مین مذکور ہے وَاِنْ کَانَ الْوَاقِفُ مَیِّتًا فَوَصِیُّہٗ اَوْلٰی مِنَ الْقَاضِیْ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ اَوْصٰی اِلٰی اَحَدٍ فَالرَّاْیُ فِیْ ذٰلِکَ اِلَی الْقَاضِیْ یعنی اگر وقف کنندہ فوت ہو گیا ہو تو متولی ہونے کے لیے جس شخص کے بارہ مین اُس نے وصیت کی ہو وہ بہتر ہے قاضی سے یعنی وہی شخص متولی ہوگا اور قاضی کو اُس بارہ مین دست اندازی کا اختیار نہو گا تو اگر وقف کنندہ نے کسی شخص کے لیے وصیت نہ کی ہو تو اس وقف کی تولیت قاضی کی راے پر موقوف رہیگی یہ ترجمہ عالمگیری کی عبارت مذکورہ کا ہے تو یہ روایت کہ معارج مین ہے اُس سے اہل سنت کے مذہب کی تائید ہوتی ہے اور یہ روایت مذہب امامیہ کے خلاف ہے صرف فرق اسقدر ہے کہ اہل سنت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ سب اہل بیت کے لیے وقف تھا حضرت خاتون رضؓ اور ازواج مطہرات اور بنی ہاشم سے جو لوگ صاحب احتیاج تھے یہ سب حضرات اس وقف سے مستفید ہونے کے مستحق تھے اور اگر اُن حضرات سے کچھ بچتا تو وہ حق دیگر فقرا اور مساکین کا تھا چنانچہ ہر وقف مین یہی حکم ہے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقف خاص حضرت خاتون کے لیے اور آپ کی ذریات کے لیے تھا بہرحال یہ ثابت ہوا کہ وہ ترکہ وقف تھا تو اسکے متولی حضرت ابوبکرؓ تھے اسواسطے کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ولی تھے چنانچہ یہی مضمون خود حضرت عمر نے فرمایا کہ اَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَوَلِیُّ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی مین ولی ہون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اور ولی ہون حضرت ابوبکرؓ کا اور اہل بیت نبوی علیہم السلام اس وقف کے مصارف تھے متولی نہ تھے

سوال۔ منشی عاشق علی ملازم حکیم مہدی علی لکھنوی کہ فی الحال بسبب عتاب دہان کے حکم کے فرخ آباد مین زیر سایہ حمایت صاحبان عالیشان سکونت پذیر ہین۔ اختلاف

Marfat.com

مسائل اصول دین مین درمیان مجتہدین اربعہ مذہب اہل سنت وجماعت کے کس کس مسئلہ مین ہے ہر مسئلہ مع اُسکے توجیہ کے ارشاد فرماوین اور جب اُصول دین مین اختلان درمیان مجتہدین اربعہ کے باخود ہاہے تو ایک دوسرے کو اپنے سے بیگانہ کیون نہین جانتے بلکہ یہ فرماتے ہین کہ چارون مذہب مین حق دائر ہے اور جبکہ مجتہدین اہل سنت وجماعت کا باہمی اختلاف جائز ہے اگرچہ اختلاف کم مسائل مین ہے لیکن اختلاف کا وجود ضرور ثابت ہے تو مذہب امامیہ پر جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ مذہب امامیہ مین اصول دین مین اختلاف ہے تو اب یہ اعتراض دفع ہوگیا اگرچہ اُس مذہب مین زیادہ اختلان واقع ہو اور ہمارے زمانہ کے شیعہ اثنا عشریہ کو تو اس اختلاف سے بالکل انکار ہے اور وہ کہتے ہین کہ فیما بین مجتہدین اثنا عشریہ کے اصول دین مین کچھ بھی اختلاف نہ ہوا اور یہی امر یعنی اصول دین مین اختلاف نہونا وہ اپنے مذہب کے حق ہونے پر دلیل لے آتے ہین اور دوسرے مذہب کو اپنے مذہب سے علیحدہ جانتے ہین اور اپنے مذہب مین شامل نہین کرتے۔

جواب۔ کہ اسی مجلس مین لکھا گیا اور جواب دیکھکر سائل متحیر ہوا اور اس امر کا مقر ہوا کہ مولانا صاحب کے مانند کوئی دوسرا عالم اس زمانے مین نہین وہ جواب یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے علما کا اختلاف دین کے اُصول ثلثہ مین نہین مگر صرف بعضے مسائل فرعیہ مین اختلاف لفظی فیما مین علما کے واقع ہوا اور اس اختلاف کیوجہ سے علماء کے تین فرقہ ہوے اشعریہ ہین اور ماتریدیہ اور حنابلہ اور اصل یہ ہے کہ علماء اہل سنت کو حق تعالی نے دو چیز مرحمت فرمائی ہے ایک ذہن رسا کہ اسکی وجہ سے اصل مطلب تک پہونچتے ہین اور الفاظ کے پابند نہین ہو جاتے اور دوسرے انصاف اور قلت حسد علما مین ہے کہ اسیکی وجہ سے ہر قائل کے کلام کی بہتر توجیہ کرتے ہین تا امکان تضلیل اور تکفیر نہین کرتے مثلاً ماتریدیہ قائل ہین صفت تامیہ کے کہ اُسکو تکوین کہتے ہین اور اس صفت کو قدیم جانتے ہین اور اشعریہ صفت تکوین کو اعتباری جانتے اور سمجھتے ہین کہ قدرت اور ارادہ کے تعلقات سے یہ صفت حادث ہوتی ہے تو جیسا کہ سب صفات کے تعلقات حادث ہین اسیطرح یہ

Marfat.com

ت بھی حادث ہے اور ماتریدیہ اس امر کے قائل ہین کہ یہ صفت قدیم ہے تو ماتریدیہ
اس کلام کو اشعریہ اس پر حمل کرتے ہین کہ ماتریدیہ کا مطلب یہ ہے کہ اس صفت کا مبدء
ہے کہ وہ مبدء قدرت اور ارادہ ہے اور اشعریہ تضلیل اور تکفیر ماتریدیہ کی نہین کرتے
یہی حال دوسرے مسائل کا بھی ہے جسمین ان تین فرقہ مین باہم اختلاف ہے مثلاً اشاعرہ
ماتریدیہ کہتے ہین کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور اُس سے مراد کلام نفسی ہے الفاظ مراد
ن اسواسطے کہ حدوث الفاظ کا کیفیات اصوات غیر قارہ مین بدیہی ہے اور بدیہی کا
ر نہین کیا جا سکتا اور حنابلہ کہتے ہین کہ الفاظ اگرچہ کیفیات اصوات غیر قارہ ہین
ن عدیم القرار ہونا الفاظ کا وجود تلفظی مین ہے اور اس جگہ یعنے الفاظ مین ایک
سرا وجود ہے کہ وہ وجود سامعین کی قوت متخیلہ مین ہے اور وہ وجود بطریق تجدد امثال
عرصہ دراز تک قرار پذیر رہتا ہے مثلاً شیخ سعدی کی گلستان کو اُسی وجود کے ساتھ کہہ
تے ہین کہ چھ سو تیس برس سے موجود ہے یعنی یہی الفاظ منسلک مرضدائی را آخر تک پہلے
ت متخیلہ مین شیخ سعدیؒ کے وجود پذیر ہوا پھر سامعین کے متخیلہ مین آیا اور اسیطرح ایک
ں سے دوسرے کے متخیلہ مین یکے بعد دیگرے آجتک موجود ہے تو کلام لفظی الٰہی کو علم الٰہی
ی کلام نفسی قدیم کہتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ کسیطرح بدیہی کا انکار لازم نہین آتا بلکہ فہم سے
رہے کہ نص کلام اللہ غیر مخلوق کو ظاہر سے صرف کرکے کلام نفسی پر محمول کرین تو اشعریہ
ماتریدیہ نے جانا کہ حنابلہ کا کلام باعتبار بدیہی کے ہے انکی تضلیل اور تکفیر نکرنا چاہیئے اور
کہتے ہین کہ حسن و قبح افعال مین بمعنی ایجاب ثواب و عقاب ذاتی افعال کے نہین ورنہ
رع مین نسخ جائز نہوتا اسواسطے کہ ذاتیات نہ مختلف ہوتی ہے اور نہ اُسمین تخلف ہوتا
اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ افعال کے بارہ مین شرع وارد ہونے کے قبل کوئی حکم نہین نہ
ب کا نہ حرمت کا اور ایسا ہی معتزلہ بھی کہتے ہین لیکن نفس فعل مین کوئی چیز ہے کہ وہ
ا مقتضی وجوب کا ہے مثلاً نماز کہ اسمین معبود کے حضور مین مناجات کرنا ہے اور بعض
سدہ مین کوئی ایسی چیز ہے کہ وہ مقتضی حرمت کی ہے مثلاً زنا کہ موجب اختلاط انساب
ہے اور چونکہ شارع حکیم مطلق ہے اسواسطے اُسکا حکم محض اندازی نہین بلکہ جو فعل قابل

Marfat.com

وجوب کے ہے اسکو واجب کیا ہے اور جو فعل قابل حرمت کے ہے اُسکو حرام کیا ہے البتہ
بعضے افعال کا حسن و قبح ہماری ناقص عقل سے معلوم نہین ہوتا اسواسطے اشعریہ نے کہا
ہے کہ حُسن و قبح افعال کا ذاتی نہین تا عوام اپنی ناقص عقل میدان پر خطر مین جولان
نکرین اور جادۂ ایمان سے باہر نجاوین اور اسی مضمون کی طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
اشارہ فرمایا ہے کہ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّاْيِ لَكَانَ بَاطِنُ الْخُفِّ اَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ
ظَاهِرِهٖ یعنی اگر دین راے پر موقوف ہوتا تو موزہ پر قدم کے اوپر مسح کرنے سے بہتر یہ
ہوتا کہ قدم کے نیچے موزہ پر مسح کرین یعنی اسواسطے کہ قدم کے نیچے نجاست کا زیادہ
گمان ہے تو وہان مسح کرنا بہتر ہوتا تو اشعریہ تضلیل و تکفیر کے قائل نہین اور ایسا ہی
جمہور متکلمین کا یہ خیال ہے کہ حق تعالیٰ کی صفات کو سمجھتے ہین کہ اُسکی ذات کے سوا ہے
یعنی زاید ہے اور کہتے ہین کہ اثبات قدماء مستقلہ یعنی ذوات متعددہ کا کفر ہے اور یہ ثابت
کرنا ہرگز کفر نہین کہ ایک ذات قدیم ہے اور یہ تبعیت اُس ذات کے قدیم ہونا صفات کا
ہے اور علماء ماوراء النہر نے اثبات قدماء متعددہ و تو صیفات متعددہ سے احتراز کیا ہے
اور انکا کلام یہ ہے کہ صفات نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات ہے اسواسطے کہ اگر عین ذات
کہین تو نفی صفات کی لازم آتی ہے اور یہ معتزلہ اور فلاسفہ کا مذہب ہے کہ صفات
عین ذات ہے اور اگر یہ کہین کہ صفات غیر ذات ہے تو مخالفین کا طعن و تشنیع ہمکو گوارا
پر ہوگا کہ یہ لوگ قدماء متعددہ کے قائل ہین تو اسواسطے علماء ماوراء النہر عینیت اور
غیریت دونون کی نفی کے قائل ہین اور جمہور متکلمین نے سمجھا کہ نفی غیریت سے غیریت
مستقلہ کی نفی مراد ہے اور ہمارا قول بھی یہی ہے اور صفات سے انکار مقصود نہین اور
اسی وجہ سے علماء ماوراء النہر نے عینیت کی بھی نفی کی ہے حالانکہ عینیت کی نفی حقیقت
کی نفی ہے اور کسی چیز کی حقیقت اُس چیز سے نفی کرنا صریحًا باطل ہے اور ایسا ہی علماء
ماتریدیہ کہتے ہین کہ سعید کبھی شقی ہو جاتا ہے اور شقی کبھی سعید ہو جاتا ہے اور اشعریہ
کہتے ہین کہ سعید وہ ہے جو اپنی مان کے شکم مین سعید ہوا اور شقی وہ ہے جو اپنی مان کے
شکم مین شقی ہوا اور ان دونون فریق سے ہر فریق نے دوسرے فریق کی غرض سمجھ کر تکفیر و تضلیل

یان بندکی ہے اسواسطے کہ ایک فریق نے انجام پر نظر کی تو اُسنے کہا کہ فی الواقع سعید
ی ہے جسکا انجام یعنے خاتمہ بہتر ہووے اور فی الواقع شقی وہ ہے کہ جسکا انجام یعنے
تمہ برا ہووے اور انجام یعنی خاتمہ جو مقدر مین ہوتا ہے وہ اُسیوقت لکھدیا جاتا ہے
ب انسان اپنی ماں کے شکم مین رہتا ہے تو اس فریق نے تقدیر پر لحاظ کیا اور یہ کہا کہ
الواقع سعید اور شقی ہونا تقدیر کی بنا پر ہے کہ مقدر مین جو ہوتا ہے وہ جب انسان
ماں کے شکم مین رہتا ہے اُسیوقت لکھدیا جاتا ہے اور دوسرے فریق نے اس امر
حاظ کیا کہ انسان کی حالت تبدیل ہوا کرتی ہے کبھی گناہ کرتا ہے کبھی نیکی کرنے مین
مروف ہوتا ہے تو اس اعتبار سے یہ دوسرا فریق تبدیل شقاوت وسعادت کا قائل
اور ایسا ہی اختلاف ایمان کے بارہ مین بھی واقع ہوا تو شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ
جمہور محدثین کی رائے یہ ہے کہ ایمان تصدیق و اقرار و عمل ہے باین معنی کہ عمل
ے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور اسیوجہ سے یہ لوگ یقینی طور پر اپنے کو مومن نہین کہتے
واسطے کہ عمل کا حال معلوم نہین کہ قابل قبول ہوتا ہے یا نہین اور یہ کہتے ہین کہ
مُؤْمِنٌ اِنْشَآءَ اللّٰہُ یعنی اگر خدا کو منظور ہے تو مین مومن ہون اور حنفیہ کہتے ہین کہ
ن صرف تصدیق ہے اور اقرار سے تصدیق کا حال معلوم ہوتا ہے تو اسواسطے
یہ کہتے ہین کہ اَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا یعنی مین یقیناً مومن ہون اسواسطے کہ اگرچہ کمال
ن مین شبہہ ہے کیونکہ کمال ایمان بسبب عمل کے ہوتا ہے اور عمل مین شبہہ ہے کہ
ل قبول ہے یا نہین اور نفس ایمان مین تصدیق ہے کچھ شبہہ نہین اور ایسا ہی اختلاف
ن سنت کے سب فرقہ مین ہے کہ صرف مسائل فرعیہ مین اختلاف ہے اور فیما بین اثنا عشریہ
بعض اُصول دین مین بھی اختلاف ہے چنانچہ بعضی اثنا عشریہ بدا اور مراجعت کے
ل قائل اور بعضی کو ائس سے انکار ہے اور ایسا ہی جمہور اثنا عشریہ کا قول یہ ہے کلام اللہ
یادہ حصہ مخالفین اثنا عشریہ نے کم کردیا ہے اور کتاب اعتقادات مین صدوق ابن بابویہ
س قول سے نہایت انکار ہے اور نہایت سختی سے اس قول کی نفی کی ہے اور میثم البحرانی
ری اس امر کا قائل ہے کہ قیاس حجت ہے اور اثنا عشریہ کے اور لوگون کو اس فعل سے

Marfat.com

انکار ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ ابن بابویہ کو ثلث عشریہ کہتے ہین تاہم اس بارہ مین ایک دوسرے کی تضلیل و تکفیر نہین کرتے اسواسطے کہ ابن بابویہ کی نہایت تعظیم کرتے ہین اور صدوق اُسکا لقب رکھا ہے تو اثنا عشریہ کا جو یہ طعن ہم لوگون پر ہے کہ یہ لوگ باوجود اختلاف باہمی کے ایک دوسرے کی تضلیل نہین کرتے تو یہ ثابت کیا گیا کہ اثنا عشریہ بھی باوجود اختلاف باہمی کے ایک دوسرے کی تضلیل نہین کرتے تو اس امر کا جو جواب اثنا عشریہ دین گے وہی جواب ہمارا بھی ہے فقط

سوالات مسٹر فریجہ

کہ چار سوال جناب، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے حضور مین بھیجا تھا اور خط مین لکھا تھا کہ ان سوالات کا جواب قرآن شریف کے موافق تحریر فرماوین۔

سوال اوّل دختر صغیرہ کا نکاح کرکے اُسکے شوہر کو دنیا باپ مان کے لیئے جائز ہے یا نہین۔

جواب یہ مسئلہ کلام اللہ کی چند آیات سے ثابت ہوتا ہے اُنمین سے ایک آیہ یہ ہے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ یعنی اور نکاح کردو بیوہ کا تم لوگون مین ہو اور نکاح کردو اپنے نیک غلام اور لونڈیون کا اور یہ مسئلہ اس آیت سے اسطرح نکلتا ہے کہ لفظ ایامی جمع ہے لفظ ایم کی اور ایم لغت مین عام طور پر صغیر اور کبیر اور مرد اور عورت کو کہتے ہین کہ اگر وہ مرد ہے تو اُسکی زوجہ نہو اور اگر وہ عورت ہے تو اُس کا شوہر نہو تو اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تمھارے زمرہ مین جو مرد ایسا ہو کہ اُسکی عورت نہو اور جو عورت بلا شوہر کے ہو اُس کا نکاح کرو اور دختر صغیرہ نابالغہ بھی اس مین داخل ہے اور اس طریقہ کو اصطلاح مین اصول کے درج فی العموم کہتے ہین اور منجملہ اُن آیتون کے دوسری آیۃ یہ ہے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ یعنی لوگ آپ سے یتیمون کا حال پوچھتے ہین تو آپ کہدیجئے اُنکے حق مین بھلائی کرنا بہتر ہے اور آدمیون مین یتیم اُسکو کہتے ہین جو صغیر السن ہو اور اُسکا باپ مرگیا ہو

Marfat.com

یسا کہ جانورون مین یتیم اُس جانور کو کہتے ہین جسکی مان مرگئی ہو تو اللہ تعالیٰ نے یتیم کے
ق مین فرمایا کہ انکے حق مین بھلائی کرنا بہتر ہے تو معلوم ہوا کہ یتیم کے حق مین جو مصلحت
ہو وہ کرنا چاہیئے اور اکثر اوقات اسمین مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ یتیم کا نکاح کرکے
ہ دیدیا جائے علی الخصوص جب لڑکی یتیمہ ہو کر نکاح کے بعد اُسکا نان ونفقہ شوہر کے
مہ لازم ہو جاتا ہے اور اُسکا مہر مقرر ہو جاتا ہے تو اسمین سراسر منفعت ہے تو جو لڑکی
یتیمہ کہ اپنے زمرہ مین ہو تو اگرچہ اُس سے قرابت قریبہ نہو لیکن نکاح کرکے اسکو دیدینا
جائز ثابت ہوا تو اپنی لڑکی کہ اُس سے نہایت قرابت قریبہ ہے اگر اُسکے حق مین یہ
یہ امر مصلحت معلوم ہووے تو ایسا کرنا زیادہ مناسب ہوگا تو یہ ثابت ہوا کہ دختر صغیرہ
کا نکاح کرکے دیدینا جائز ہے اور اُس طریق اثبات کو اُصول مین بالاولیٰ اور
دلالۃ النص کہتے ہین۔

دوسرا سوال اگر لڑکی چاہے کہ غیر کفو سے نکاح کرے تو اسکے ان باپ کے لئے یہ
حق ثابت ہے یا نہین کہ اسکو منع کرین۔

جواب یہ مسئلہ بھی کلام اللہ کی چند آیات سے مستنبط ہوتا ہے اوّل یہ کہ قرآن شریف
مین اکثر جگہ واقع ہے وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا یعنی اپنے باپ مان کے ساتھ بھلائی کرو
اور عقل سے یہ ثابت ہے کہ کسی امر کے کرنے کا حکم کرنا ایسا ہے کہ اُس امر کے خلاف کرنے
سے منع کرنا ہے یعنی جب حاکم حکم دیتا ہے کہ فلان کام کیا جاوے تو اُس سے معلوم
ہوتا ہے کہ اُس کام کے خلاف کرنا نہ چاہیئے اسواسطے کہ اجتماع ضدین محال ہے تو اس
آیت سے معلوم ہوا کہ والدین کو ایذا نہ دینا چاہیئے اسواسطے کہ ایذا رسانی احسان کا ضد
ہے تو جب لڑکی غیر کفو کے ساتھ اپنا نکاح کریگی تو اُسکے والدین کو نہایت اذیت ہوگی
اور عار ہوگا تو یہ حرام ہوا اور دوسری آیت یہ ہے کہ پندرھوین پارہ مین واقع ہے
وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
الْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيمًا یعنی تمھارے پروردگار نے حکم کیا ہے کہ عبادت نکرو مگر اُسی پروردگار کی اور باپ

مان کے ساتھ نیکی کرو اگر حد پیری کو کوئی انمین سے یا دونون پہونچین تو تنگدل ہو کر اُن کو کلمہ اُف کا نہ کہو اور اُن کو نہ جھڑکی دو اُن سے ایسی بات کہو کہ اُس سے اُن کی تعظیم معلوم ہووے تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ والدین کی اہانت کرنا اور کوئی ایسا امر کرنا جو انکے عار کا باعث ہووے اور ان کو ذلیل کرنا حرام ہے اور جب لڑکی غیر کفو کے ساتھ نکاح کریگی تو اسکے والدین کو اس امر سے رنج ہوگا اور اُن کی ذلت ہوگی تو لڑکی کو ایسا نکرنا چاہیے۔ اور والدین کے لیے جائز ہے کہ لڑکی کو اس فعل سے منع کرین فقط

تیسرا سوال ۔ اگر کسی شخص نے نکاح کے قبل عورت کے باپ مانسے شرط کی کہ مین تمھارے گھر رہونگا اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کردو پھر اسکے بعد وہ شخص اپنی عورت کے باپ مان کے گھر مین نہین رہتا تو نکاح باطل ہوگیا یا نہین۔

جواب نکاح باطل نہوا اسواسطے کہ نکاح کا دارومدار دو شخص پر ہے عورت اور شوہر کہ یہ دونون آپس مین زن وشوہری کا تعلق حاصل کرین تو صرف یہ ضرور ہے کہ عورت شوہر کے ساتھ رہے اور شوہر عورت کے ساتھ رہے اور باپ مان اپنی لڑکی کا نکاح کردینے کے بعد نکاح سے بے تعلق ہوجاتے ہین اُنکے گھر شوہر کا رہنا کیا ضرور ہے چنانچہ قرآن شریف مین پانچوین پارہ کے شروع مین محرمات کے بیان کے بعد ہے۔ اُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذَالِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ یعنی حلال کی گئین تم لوگون کے واسطے وہ عورتین جو سوا اِن محرمات کے ہین یہ کہ اُنکے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کرو اپنا مال خرچ کرنے کے ذریعہ سے یعنی مہر اور نان نفقہ مین اُس حال مین کہ اُن کو پابند اپنے گھر مین رکھو اور محض شہوت رانی کا قصد نکرو کہ خفیہ ہوتا ہے بلکہ بالاعلان اور گواہون کے سامنے نکاح کرو تو معلوم ہوا کہ دارمدار نکاح کا انھین چیزون پر ہے دوسری شرطین معتبر نہین کہ فلان گھر مین رہنا ہوگا یا دوسرا نکاح نہ کیا جاویگا البتہ اگر شوہر نے عورت کے باپ مان کے ساتھ اپنی خوشی سے شرط کی ہے کہ مین تمھاری لڑکی تمھارے گھر سے باہر نہ لیجاؤنگا اور مین بھی تمھارے ہی گھر رہونگا تو یہ عہد ہوا اور لازم ہے کہ تا امکان عہد ضرور پورا کیا جاوے تو اگر شوہر بلا عذر عہد شکنی کرے تو عند اللہ گنہگار ہوگا لیکن نکاح مین کچھ خلل

اور جو لوگ عہد کو پورا کرتے ہین انکی فضیلت قرآن شریف کے دوسرے پارہ مین مذکور
وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا یعنی بعض لوگ ایسے ہین کہ جب عہد کرتے
تو اسکو پورا کرتے ہین قرآن شریف مین دوسرے بھی اکثر مقامات مین وفاء عہد کی
آئی ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْئُوْلًا یعنی عہد کو پورا کرو تحقیق کہ عہد کے بارہ مین سوال کیا جاوے گا تو اس آیت
سے وفاء عہد کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔

چھا سوال۔ جس جگہ قطب سر پہ ہو اور آسمان کی گردش رحوی ہو اور رات
سے ہر ایک چھ مہینے یا کچھ کم اُس سے ہو تو اُس جگہ کے لئے روزہ اور نماز کے
مین کیا حکم ہے۔

ب۔ یہ مسئلہ بالتخصیص منجملہ کتب فقہ کے کسی کتاب مین مذکور نہین ظاہرا معلوم
ہے کہ علماء سابقین نے بحث جانا کہ اس مسئلہ مین بحث کیجاوے اسواسطے کہ یہ جگہ
عرض تسعین ایسی جگہ ہے کہ وہان جانور نہین رہ سکتے انسان کا کیا ذکر ہے اسواسطے کہ
سے آفتاب کا بعد نہایت درجہ کا ہے اسواسطے کہ وہان اسقدر برودت رہتی ہے کہ وہان
جاندار زندہ نہین رہ سکتا اسواسطے کہ جاندار کے زندہ رہنے کے لیے ضرور ہے کہ اسکی
ت غریزیہ باقی رہے اور وہان غلبہ برودت سے حرارت غریزیہ باقی نہین رہسکتی تو
سابقین نے جانا کہ وہان کے بارہ مین نماز روزہ کے حکم مین بحث کرنا عبث ہے لیکن
عہ سے اُس جگہ کے بارہ مین حکم ثابت ہوتا ہے اور اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ آفتاب
اپنی حرکت خاصہ سے بروج شمالیہ مین آتا ہے یعنی برج حمل سے آخر سنبلہ تک جسقدر بروج
مین آفتاب جب تک رہتا ہے تو اُس جگہ سے یعنی عرض تسعین سے رات اور دن جسقدر
مین پورا ہوتا ہے یعنی چوبیس گھنٹہ مین آفتاب غروب نہین ہوتا اور فلک الافلاک
رکت سے ہر روز یعنی چوبیس گھنٹہ مین ایک مدار کو قطع کرتا ہے تو بالفرض اگر وہان لوگ
ن تو اُن لوگون کو چاہیئے کہ ہر دن کے مدار کا دو حصہ کرین ایک حصہ کو روز اعتبار کرین
س مین تین نماز ادا کرین یعنی فجر اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھین اور مطابق وقت ہر نماز

Marfat.com

کے اُس نصف مدار کو تقسیم کرین اور ہر نماز اُسکے وقت مین ادا کرین اور مدار کے دوسرے
نصف کو رات اعتبار کرین اور اُسمین پہلے مغرب ادا کرین اور اُس نصف مدار کے ایک
ربع کے بعد جب آفتاب جاوے تو اُسکے بعد عشا اور وتر کی نماز ادا کرین جبتک آفتاب
مدارات شمالیہ مین رہے اور اُس جگہ سے نظر سے غائب نہو اسیطرح برابر نماز ادا کرتے
رہین اور جب آفتاب بروج جنوبیہ مین داخل ہووے یعنی میزان سے آخر حوت تک
کی برج مین آفتاب رہے تو مدارات شمالیہ کے مانند مدارات جنوبیہ کو بھی دو حصہ کرین ایک نصف کو دن اعتبار کر
اور اوپر کے طریقہ مذکورہ کے موافق اندازکر کے اُسمین فجر اور ظہر اور عصر کی نماز ادا کرین اور دوسرے نصف کو رات اعت
کرین اور اوپر کے طریقہ مذکورہ کے موافق اندازکر کے اُسمین مغرب اور عشا و ظہر کی نماز ادا کرین
اِس واسطے کہ مدارات جنوبیہ اور مدارات شمالیہ متساوی ہین اُن مین تفاوت نہین
اگرچہ دیکھنے مین بسبب اختلاف اوج وحضیض کے کچھ کم تفاوت معلوم ہوتا ہے اور دہا
کے لیے روزہ کے بارہ مین حکم یہ ہے کہ جو لوگ زمین معمور سے جہاز پر دہان آمد ورفت
رکھتے ہون اُن سے تحقیق کرین کہ شہور قمریہ سے یہ کون مہینہ ہے اور اُس مہینہ کو یاد رکھین
اور حساب سے جب وہ مہینہ باندازہ تیس دن کے گذر جاوے تو اُس مہینہ کے بعد
دوسرا مہینہ اعتبار کرین اور علیٰ ہذا القیاس شمار کرتے رہین تو جب اس حساب سے
رمضان شریف کا مہینہ آوے تو ہر مدار کی ایک نصف کو دن اعتبار کرین اور اس مین
روزہ رکھین اور اُس مدار کے دوسرے نصف کو رات اعتبار کرین اور اُس مین افطار کرین
اور آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر آلات نجوم اور تقویم شناسی کے دہان موجود ہون تو اُس سے
رمضان شریف کا مہینہ اور دن رات دریافت کرین اور دن مین روزہ رکھین اور رات
مین افطار کرین اور یہ سننے مین آیا ہے کہ بلاد روم مین مہینہ دریافت کرنے کے لئے گھڑیا
بناتے ہین کہ اُس سے تشکلات قمریہ شروع ماہ سے آخر ماہ تک دریافت ہو جاتی ہین
اُس آلہ سے رمضان اور دن رات اعتبار کر کے روزہ رکھین اور افطار کرین اور اگر چاہیں
تو منازل قمر کو ابتداء ماہ سے دریافت کرین اور ہر منزل کا دو حصہ کرین ایک حصہ
کو دن دوسرے حصہ کو رات اعتبار کرین اور یہ بھی آسان طریقہ ہے کہ منطقہ مائل قمر

Marfat.com

ن پانچ درجہ منطقہ البروج سے ہے تو ماہتاب جبتک منازل شمالیہ مین رہیگا تو وہان
ار وہان کے لوگون پر ظاہر رہیگی ہر مدار کا دو حصہ کرکے روزہ رکھین اور افطار کرین
ب ماہتاب منازل جنوبیہ مین جاوے تو منازل شمالیہ کے اُسی حساب کے مطابق منازل
یہ مین بھی عمل مین لے آوین اور اس مسئلہ کا حکم قرآن شریف کی اس آیت سے نکلتا
جو پندرھوین پارہ مین ہے وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ
زِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ یعنی حق تعالیٰ وہ پاک ذات ہے کہ بنایا
ے آفتاب کو چمکنے والا اور بنایا ماہتاب کو روشن اور ماہتاب کے لیے منازل بنائے
اٹھائیس منازل تا تم لوگ معلوم کرو شمار برس کا اور حساب مہینہ کا اور جن امور
بنا برس اور مہینہ پر ہے مثلاً روزہ اور نماز اور وصول دیون اور وجوب ماہانہ وغیرہ
ستائیسوین پارہ مین سورۂ رحمان مین ہے اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ یعنی آفتاب
ہتاب بحساب مقرر بروج اور منازل قطع کرتے ہین تو اگر کسی کے دل مین شبہہ گذرے
پنجگانہ کا وقت دن اور رات کی ساعات پر مقرر ہے خواہ رات اور دن بڑا ہو
یا ہو تو وہان جہ مہینہ کا ایک دن ہوتا ہے تو چاہیئے کہ اُس مین صرف تین نماز ادا
ن اور جہ مہینہ کی رات ہوتی ہے تو چاہیئے کہ اُسمین صرف دو نماز ادا کرین اور ایسا ہی
ع سے ثابت ہے کہ رمضان المبارک کے شروع مہینہ مین سے روزہ رکھتے ہین تو وہان یہ
ہیئے کہ جب چاند اپنی حرکت خاصہ سے طلوع کرے تو روزہ رکھنا شروع کرین اور جب
تاب جنوب کیجانب آوے تو افطار کرین تو مین کہتا ہون کہ یہ طریقہ چند وجہ سے خلاف
صود ہے اور خلاف آیات کلام اللہ کے ہے ایک وجہ یہ ہے کہ نماز پنجگانہ کا وقت
ت دن کے ساعات پر آفتاب کی گردش روزانہ کے موافق ہے جو حرکت فلک الافلاک
ہے اور آفتاب کی حرکت خاصہ کے اعتبار سے نماز کا وقت شرعاً مقرر نہین ہوا ہے
چہ قرآن شریف مین انیسوین پارہ مین واقع ہے وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ
خْلِفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا یعنی حق تعالیٰ وہ پاک ذات ہے
سنے بنایا رات اور دن کہ انمین سے ایک آتا ہے اور دوسرا جاتا ہے یہ اُسکے لیے ہے

Marfat.com

جو خدا کی یاد کا ارادہ رکھے یعنی زبان یا دل سے یاد کرے یا ارادہ شکر کا رکھے یعنی بدن
اور جوارح سے تو معلوم ہوا کہ ذکر خدا اور شکر خدا کے لیے اسی رات دن کا اعتبار
ہے جو آفتاب کی روزانہ گردش سے ہوتا ہے اور روزہ بھی شکر مین داخل ہے
اسواسطے کہ روزہ دار اپنا بدن خدا کی راہ مین ترک غذا سے گھٹاتا ہے اور خدا کی
راہ مین صرف کرتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر بالفرض وہان چھ مہینے مین صرف
تین نماز فرض ہو اور اُس کے بعد پھر چھ مہینے مین صرف دو نماز فرض ہو تو فرضیت نماز
کا فائدہ حاصل نہ ہوگا اسواسطے کہ نماز اس لیے فرض ہوئی ہے کہ بندہ جلد جلد تھوڑی
تھوڑی دیر کے بعد اپنے خالق کی طرف متوجہ ہوا کرے اور عبادت کرتا رہے
توجہ اور عبادت کا رنگ اُس کی روح اور نفس پر غالب ہووے اور غفلت کا
رنگ اُس کے دل سے دور ہووے اور ایک برس کے زمانہ مین صرف پانچ
نماز پڑھنے کا اتفاق ہو تو نفس اور روح پر ہرگز کچھ اثر نہ پہونچے گا بلکہ ایک نماز
دوسری نماز تک بھی یاد نہ رہیگی اور اگر وہان یہ حکم ہو کہ چھ مہینہ برابر روزہ رکھین
یعنی اس چھ مہینے مین کہ وہان برابر دن رہتا ہے وہ لوگ مطلقا کھانا پینا ترک کردین
تو وہان کے لوگون کے حق مین لازم آویگا کہ اُن لوگون کو شرعًا تکلیف مالایطاق دی گئی
اسواسطے کہ بمقتضاے عادت اسقدر زیادہ مدت یعنی چھ مہینہ کھانا پینا ترک کردینے
سے ہلاکت لازم آوے گی اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ایسی تکلیف مالایطاق
شرعًا نہین دی گئی ہے چنانچہ قرآن شریف مین تیسرے پارہ مین اور دوسرے
مقامات مین بھی واقع ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہے
اللہ کسی نفس کو مگر اُس کی طاقت کے موافق اور یہ بھی قرآن مین شریف دوسرے پارہ مین
اُس مقام مین واقع ہے جہان روزہ کی فرضیت کا بیان ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ
کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ یعنی تم لوگون پر
روزہ فرض کیا گیا جیسا اگلے لوگون پر فرض کیا گیا تھا تاتم کو پرہیزگاری کی عادت ہو اور
یہ چند دن گنے ہوے ہین اور ظاہر ہے کہ روزہ کے شمار مین ایک مہینہ تک

Marfat.com

بار عرف کے دن شمار کرتے ہین مثلاً یہ کہتے ہین کہ دو دن ہوا اور تین دن ہوا اور
دن ہوا اور جب ایک مہینہ سے زیادہ روزہ رکھتے ہین تو پھر مہینہ کا شمار رکھتے ہین
کہتے ہین کہ ایک مہینہ ہوا اور دو مہینہ ہوا اور اڈھائی مہینہ ہوا اور تین مہینہ ہوا تو
دم ہوا کہ روزہ ایک مہینہ سے زیادہ فرض نہین تو یہ کیونکر گمان کیا جاوے کہ وہان یعنی
ض تسعین مین چھ مہینہ سال مین روزہ فرض ہے اور بعضے صاحبان جنکو فقہ سے زیادہ
سبت ہے اُن کو ایک دوسرا شبہہ ہوتا ہے کہ کتب اصول مین لکھا ہے کہ وجوب کا
ب نماز روزہ مین وقت ہے تو عرض تسعین مین جسوقت نماز کا وقت نہین ہوتا اُسوقت
ان نماز کیون واجب ہوگی یعنی طلوع فجر اور زوال آفتاب اور غروب آفتاب وہان
روز نہین ہوتا تو وجوب کس طرح ثابت ہوگا اسواسطے کہ سبب بدون کے متحقق
ین ہوتا اور وقت کو کہ وجوب کا سبب کہتے ہین تو اُس سے مراد علامت ہے اور اصلی
بب وجوب کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے لیے بھی سبب ہوتا ہے اسکے
ب احکام مین حکمت ہے تو نماز کے وجوب کا سبب فی الواقع یہی ہے کہ خالق کا ذکر
کر رہے اور خالق سے غفلت نہ ہووے اور روزہ کی فرضیت کا فی الواقع سبب یہ
ہے کہ ایک مدت دراز تک ترک مالوفات کیا جاوے کہ کسر نفس ہو اور یہ سب سبب
نسان کے لیے جس جگہ ہووین لازم ہے تو موافق اصول آسمانی شرع کے وہان یعنی
رض تسعین مین یہ حکم ہو سکتا ہی کہ نماز و روزہ دوسرے طور پر ادا کرین اور وہ طور یہ
ہے کہ وہان چھ مہینہ کا دن ہوتا ہے اور چھ مہینہ کی رات ہوتی ہے اور عادۃً محال ہے
چھ مہینہ برابر بیدار رہے اور کار و بار مین مشغول رہے اور ایسا ہی یہ بھی محال ہی
چھ مہینہ برابر سویا رہے اور بے حس و حرکت رہے تو ضرور ہے کہ وہان کے لوگ چھ
مہینہ کی مدت مین خواہ وہان وہ چھ مہینہ دن ہووے یا رات ہووے یہ مقرر کر لینگے کہ
سوقت آرام کرین اور سووین اور کسوقت کسب اور طلب معاش کرین تو بعض اوقات کو
س کام کیلئے اور بعض اوقات کو اُس کام کے لئے مقرر کرینگے تو جسوقت کو وہ لوگ
سب اور طلب معاش کے لیے مقرر کرین اُسوقت کو اُنکے حق مین دن قرار دینا چاہیئے

اور یہ حکم دینا چاہیئے کہ اسوقت مین وہ لوگ دن کی نماز ادا کرین اور جسوقت کو وہ لوگ استراحت اور خواب کے واسطے مقرر کرین وہ وقت اُنکے حق مین رات قرار دینا چاہیئے اور ان لوگون کو حکم دینا چاہیئے کہ وہ لوگ اسوقت مین رات کی نماز ادا کرین اور یہ کہ ایک نماز دوسری نماز کے کسقدر دیر کے بعد ادا کیجاوے تو اُسکا اندازہ نماز کے معمولی اوقات کے موافق کرلیوین اور اسی طریق سے روزہ افطار کا حکم بھی انکے حق مین نہایت آسان ہوگا اور اُصول فقہ کے موافق ہوگا کہ عند الضرورت شرع مین بعض احکام کے بارہ مین عرف وعادات کا اعتبار کیا گیا ہے اور قرآن مین بھی اشارہ اس مطلب کی اصلیت کی طرف موجود ہے چنانچہ ساتوین پارہ کے آخر مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا یعنی اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے دن کی روشنی کا اور اُس حق تعالیٰ نے رات کو سکون اور استراحت کا وقت بنایا ہے اور آفتاب اور ماہتاب کو برس اور مہینہ کی یادداشت کے لئے بنایا اور آٹھوین پارہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمِنْ رَّحْمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّہَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہارے واسطے رات دن بنایا ہے تاکہ تمکو سکون اور استراحت اُسمین ہووے اور طلب معاش کرو اور اس کلام پاک مین لف ونشر ہے یعنی رات کو سکون واستراحت کے واسطے بنایا ہے اور دن کو طلب معاش کیواسطے بنایا ہے تو اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رات کا وقت فی الواقع استراحت کے لیے ہے جو رات ہو اور دن کا وقت طلب معاش کے لیے ہے اور چلنے پھرنے کیواسطے ہے جو دن ہو اور یہ سب امر آفتاب اور ماہتاب کے طلوع اور غروب پر موقوف نہین فقط

سوالات مولوی جمیل علی

جس مچھلی کو کافر نے پکڑا ہو اُسکے کھانے کے بارہ مین کیا حکم ہے۔

جواب حلال ہے چنانچہ کتب فقہ مین مذکور ہے لَا بَاْسَ بِاَکْلِ السَّمَکِ الَّذِیْ

Marfat.com

ل ؟ الْمَجُوْسِیُّ یعنی وہ مچھلی کھانے مین مضائقہ نہین جسکو مجوسی نے شکار کیا ہو
حاصل یہ ہے کہ مچھلی کے پکڑنے کے بارہ مین وہ سب حکم نہین جو ذبح کے بارہ
ہے تا اُس مچھلی کے بارہ مین گمان کیا جاوے کہ وہ کافر کا ذبیحہ ہے۔
ال نماز جنازہ کے لیے جو وضو کیا گیا ہو تو اُس وضو سے پنجگانہ نماز مین سے کوئی
ادا کرنا جائز ہے یا نہین۔
ب جائز ہے اسواسطے کہ وضو مین نیت شرط نہین چاہے جس نیت سے وضو کرے
وضو سے نماز ادا کرنا جائز ہے اور تیمم مین کہ نیت شرط ہے اُس مین بھی جائز ہے
نکہ فتاوی عالمگیری مین ہے لَوْ تَیَمَّمَ لِصَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ وَسَجْدَۃِ التِّلَاوَۃِ
أَہٗ اِنْ صَلّٰی بِہٖ مَکْتُوْبَۃً بِلَاخِلَافٍ کَذَا فِی الْمُحِیْطِ یعنی اگر نماز جنازہ اور سجدہ
ت کے لیے تیمم کیا تو بلا خلاف علماء کے نزدیک جائز ہے کہ اُس تیمم سے فرض نماز
ے ایسا ہی محیط مین ہے فقط
ال کمل اور نمدہ پر نماز پڑھنا اور سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے یا نہین۔
ب جائز ہے بشرطیکہ پیشانی اُسپر قرار پا جاوے یعنی سجدہ کرنے مین بمقام سجدہ
ی معلوم ہووے اور پیشانی بخوبی قرار پا جاوے۔
وال۔ زید رماج کے مرض مین ایسا گرفتار ہے کہ ایک رکعت تک بھی ربح ضبط نہین
سکتا ہو تو وہ ہر نماز کے لیئے تازہ وضو کرے اور بعد ادائے نماز کے جو کچھ اُس کا
ول در بارہ وظیفہ کے ہووے مثلاً منزل کلام اللہ کی پڑھتا ہوا اور حدیث شریف
ھتا ہوا اور درود شریف پڑھتا ہو تو اُسی وضو سے یہ سب بھی پڑھے گا یا ان سب
ظیفون کے لیے تازہ وضو کرنا ہوگا اور بعد نوافل کے مثلاً تہجد و اشراق و چاشت
ے بعد جو کچھ ورد اور وظیفہ اُسکا معمول ہے اسی سابق وضو سے ادا کریگا جو نوافل
ے لیے وضو کیا تھا یا تازہ وضو کرنا ہوگا۔
واب پھر تازہ وضو کرنے کی ضرورت نہین اگر کوئی دوسرا ناقض وضو صادر نہوا
تو وہی سابق وضو کافی ہوگا۔

Marfat.com

سوال ۔ فوائد محیط مین مذکور ہے کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین عرض کیا کہ زید سفر مین ہے اور اُسکے مان باپ کی قبر وطن مین بہت دور ہے یا قبر کی جگہ معلوم نہین اور وہ زیارت کا مشتاق ہے تو کیا کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک خط کھینچے اور مان باپ کا خیال کر کے اُس خط کی زیارت کرے تو اس روایت کے بنا پر غالبًا تعزیہ بنانا جائز ہوگا ۔

جواب یہ روایت کفایہ شعبی مین ہے چند آن معتبر نہین بہر حال اُس روایت مین سفر اور بعد مسافت کا ذکر نہین صرف یہ مذکور ہے کہ مان باپ کی قبر کی جگہ معلوم نہو تو معلوم کا قیاس مجہول پر نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اگر قبلہ مجہول ہو یعنے معلوم نہو تو تحرّی جائز ہے اور حضرت امامین علیہما السلام کی قبر معلوم ہے تو تابوت مصنوعی کی زیارت جائز نہین ورنہ اگر ایسا ہی ہے تو یہ بھی جائز ہو جاوے گا کہ اسیطرح سے کوئی نشان بنا دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کر کے اُس نشان کی زیارت کرین اور یہ سمجھین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت حاصل ہوگئی یا کوئی مصنوعی عرفات اور مصنوعی کعبہ بنا کر حج ادا کرلیوین حالانکہ یہ سب فضول ہے جائز نہین فقط

سوال تابوت تعزیہ کی زیارت کرنا اور اُسپر فاتحہ پڑھنا اور مرثیہ پڑھنا اور بنانا اور مرثیہ سُننا اور فریاد و نوحہ کرنا اور چھاتی پیٹنا اور گلا نوچنا حضرت امام حسینؓ کے ماتم مین شرعًا ان امور کے بارہ مین کیا حکم ہے ۔

جواب یہ سب ناجائز ہے چنانچہ کتاب السراج مین خطیب کی روایت سے مذکور ہے لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ زَارَ بِلَا مَزَارٍ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ زَارَ شِبْہًا بِلَا رُوْحٍ یعنے لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اُسپر جس نے زیارت کی بلا مزار کے اور لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اُسپر جس نے زیارت کی کسی جسم بے جان کی اور مرثیہ بنانا اور اپنے گھر مین پڑھنا اور سُننا اُس مین قباحت نہین بشرطیکہ اُسکے مضمون سے اہل بیت کی اہانت اور تحقیر نہوتی ہو اور اسمین ظلم و ستم کی نسبت اللہ تعالیٰ کیجانب نہو اور فاتحہ اور درود اور

Marfat.com

مدقات بھی اپنے گھر کرنا مستحسن ہے اور فریاد اور نوحہ کرنا اور چھاتی پیٹنا اور گلا نوچنا
سب حرام ہے اور حدیث شریف مین یہ ہے کہ لَیْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ
ی نہین ہے ہمسے وہ شخص جسنے اپنا گلا نوچا اور نوحہ کے طور پر رویا اور گریبان
ک کیا اور حدیث شریف مین ہے لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ
دَعٰی بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ یعنی نہین ہے ہمسے وہ شخص جسنے اپنا مونہہ پیٹا اور
ریبان چاک کیا اور شور مچایا مانند شور مچانے وقت جاہلیت کے یہ دونون حدیث
شکوۃ المصابیح مین ہین۔

جواب سوال۔ مولوی محمد زاہد خان شاہجہان پوری نے جو حدیث لکھی تھی ملاحظہ
ون آئی حدیث کی کتب صحیحہ مین موجود نہین البتہ ابن جریر و ابن مردویہ ایسے محدثین
ی تفاسیر مین موجود ہے لیکن اُس مین بھی بروایت ضعیف ہے اور حدیث کا معنی اہل سنت
ے مذہب کے موافق کم لوگون کو معلوم ہے آپ کے ارشاد کے بموجب لکھا جاتا ہی
لے ایک مقدمہ ہے وہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے پھر حدیث کا معنے خود بخود سمجھ مین آجاویگا
ر وہ مقدمہ یہ ہے کہ حق کی دو قسمین ہین حق دائر و حق متعین مثلاً دین و اسلام حق متعین
ے اور مثلاً مذہب حنفی اور مذہب شافعی حق دائر ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ حق دائر وہ
ے کہ وہ بھی حق اور اسکا غیر بھی حق ہو مثلاً روزہ اور افطار مسافر کے حق مین دونون
ا ہے یعنی مسافر کیلئے فرض روزہ رکھنا بھی جائز ہے اور فرض روزہ نہ رکھنا بھی جائز
ے اور ایسا ہی نفل نماز مین قیام اور قعود ہے کہ دونون حق ہین اور ایسا ہی منفرد
کے لئے جہر یہ نمازین جہر اور اخفا ہے اور علی ہذا القیاس اور بھی ایسے مسائل ہین
ور حق متعین وہ ہے کہ اُسکا غیر حق نہین مثلاً اصل نماز فرض کہ اُسکا فرض ہونا
ق ہے اور مثلاً اسکا نفل ہونا حق نہین اور جب یہ مقدمہ معلوم ہوا تو اب جاننا
ا ہیئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوال مین مقصود حق متعین تھا حق دائر نہ تھا اور
سی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سوال کے جواب مین قرآن اور
سلام کو ذکر فرمایا کہ یہ دونون حق متعین ہین اور باقی دوسری کتابین اور دوسرے

Marfat.com

سب دین منسوخ شدہ ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا ذکر فرمایا اور آپکی خلافت حق ہونے کو مقید فرمایا اپنے اس قول کے ساتھ اِذَا انْتَهَتْ اِلَيْكَ یعنے جب آپ کو خلافت ملے گی تو اسوقت ہین وہ خلافت آپ کے حق مین حق متعین جاویگی اور ایسا ہی ہوا اسواسطے کہ اُسوقت جب آپ کو خلافت ملی تو خلفاء راشدین مین سے آپ کے سوا کوئی دوسرے خلیفہ موجود نہ تھے بخلاف خلفاء ثلثہ کی خلافت کے اسواسطے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت کا وقت آیا تو اُسوقت خلافت چار صاحبون کے درمیان دائر تھی اسواسطے کہ مفضول کی امامت فاضل کے ہوتے ہوئے جائز ہے تو اگر اُسوقت مین لوگ حضرت علیؓ یا حضرت عثمانؓ کی بیعت قبول کر لیتے تو بیعت جائز ہو جاتی ایسا ہی جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا وقت پہونچا تو اسوقت خلافت تین صاحبون مین یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان دائر تھی اور جب حضرت علیؓ کی خلافت کا وقت پہونچا تو اسوقت کسی دوسرے کی خلافت کا احتمال نہ تھا اور اسی واسطے آپ کو خاتم الخلفا کہتے ہین اور یہی معنی اِذَا انْتَهَتْ اِلَيْكَ سے مفہوم ہوتا ہے اسواسطے کہ وَلَايَتُكَ نہ فرمایا ورنہ مفہوم ہوتا کہ آپکے سوا دوسرے کو ولایت کا حق نہین اور جو لفظ موجود ہے اُس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مطلق ولایت جب آپ کو پہونچ جاویگی تو اسوقت اسکی انتہا ہو جاویگی اور تمام ہو جاویگی اور اس لفظ مین خوب غور کرنا چاہیئے اور اب دوسرا مقدمہ بھی جاننا چاہیئے کہ یہ ضرور نہین کہ حق دائر کے سب شقوق برابر ہون بلکہ جائز ہے کہ اُس کی کوئی ایک شق دوسری شق سے افضل ہو اور اصل حقیقت مین اُسکی سب شق مشترک ہو جیسا کہ یمین کے کفارہ مین ہے کہ حق دائر ہے تین چیز مین یعنی آزاد کرنا اور کھانا دینا اور کپڑا دس مسکین کو تو یمین کا کفارہ ان تین چیز مین حق دائر ہے حالانکہ آزاد کرنا بلاشک افضل ہے کھانا دینے اور کپڑا دینے سے اور کپڑا دینا افضل ہے کھانا دینے سے تو ایسا ہی یہ مسئلہ مذکورہ خلافت کا ہے واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

سوالات منشی نجم الحق صاحب

ی مذہب کیلئے جائز ہے یا نہین کہ نمازمین شافعی اور مالکی اور حنبلی کے پیچھے اقتدا کرے
ب حنفی مذہب کی نماز شافعی اور مالکی اور حنبلی سب کے پیچھے جائز ہے اسوسطے
سول مین ان چارون مذہب مین کچھ اختلاف نہین اور یہ حکم احادیث وفقہ کی
ب معتبرہ سے ثابت ہے لیکن فی زماننا بعض علماء ماوراء النہر اپنی کم فہمی کے سبب سے
ب رکھتے ہین اور اس بارہ مین گفتگو کرتے ہین اُنکا قول قابل رد ہے اور فقہ و
یث کے خلاف ہے صرف اُنکا مسئلہ اجتہاد یہ ہے ہرگز قابل سماعت اور لائق اعتبار
ن اور مکہ معظمہ مین ابتک یہی طریقہ جاری ہے کہ ان چار مذہب سے ہر مذہب کے
دوسرے مذہب والے کے پیچھے نماز پڑھتے ہین اور اگر ایسا حکم نہووے تو پھر مذہب
سنت اور فرقہ خلافیہ مین کیا فرق رہے گا اہل سُنن اور سب فقہا کے محققین کے
یک چارون مذہب مین حق دائر ہے اور یہ مسئلہ اُصول کے کُتب معتبرہ مین دیکھنا چاہئے
لمینان کلی حاصل ہوجاوے۔ کتبہٗ فقیر عبدالعزیز عفاعنہ وکفر عنہ سئیاتہ۔

ال دیگر۔ غنی کے لیے نان وقف کھانے کے بارہ مین کیا حکم ہے۔

ب۔ جائز ہے۔

و ال۔ جو شخص حلال کو حرام جانے اور حرام کو حلال جانے اُسکے بارہ مین
حکم ہے۔

اب۔ جو شخص جانتا ہو کہ فلان چیز شرع مین حرام ہے اور صرف اتباع نفس سے
کہ وہ چیز حلال ہے تو وہ کافر ہوجاتا ہے اور اگر نہ جانتا ہو تو کافر نہین ہوتا اور
حکم اُس شخص کے بارہ مین بھی ہے جو حلال کو حرام کہے۔

ال۔ زید حدیث شریف کے معنی مین توجیہات واہیہ درکیکہ کرتا ہے اور اُن
بات سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع زید کو اس حدیث سے انکار ہے تو کیا شرعاً
ر گناہ لازم آتا ہے۔ بیان فرماوین۔

Marfat.com

جواب ۔ قرآن شریف کی تفسیر اور حدیث کے معنے بیان کرنے کے لیے ضرور ہے کہ پہلے علم صرف و نحو و اشتقاق و لغت و معانی و بیان و علم فقہ و اصول فقہ و عقائد یعنے علم کلام و علم حدیث و آثار و تواریخ مین کامل واقفیت حاصل کرے اور اگر ان علوم مین کامل واقفیت حاصل نہو تو قرآن شریف اور حدیث شریف کے معنے بیان کرنا ہرگز جائز نہین اور یہ علوم معلوم ہو جانے کے بعد تو ہر صاحب مذہب قرآن شریف اور حدیث شریف سے حکم شرعی ثابت کرتا ہے اور اس غرض سے کہ وہ مخالفین کا شبہہ دفع کرے اُسکو تاویل کی ضرورت ہوتی ہے اور قرآن شریف اور حدیث شریف کی تاویل جو اسکے مذہب کے موافق ہوتی ہے اُسکو وہ حق جانتا ہے اور جو تاویل اُسکے مذہب کے خلاف ہوتی ہے اسکو باطل سمجھتا ہے اور ایسی صورت مین حق اور باطل کی تمیز اس طور پہ ہوتی ہے کہ صحابہ اور تابعین نے کسی حدیث کا جو معنے سمجھا ہے اُس معنے کے موافق جو تاویل اُس حدیث کی ہو وہ صحیح ہوگی اور جو تاویل اس معنے کے خلاف ہوگی وہ باطل ہوگی اسواسطے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے اور تابعین نے صحابہ کی تعلیم سے اور قرائن حالی و مقالی سے حدیث کا جو معنے سمجھا ہے اسکے موافق اُس حدیث کی تاویل کوئی صاحب مذہب کرے وہ واجب التسلیم ہے تو جو شخص توجیہات رکیکہ کرتا ہے اگر اُسکو علوم مذکورہ مین کامل واقفیت نہین تو اُسکے حق مین نہایت تہدید اور وعید وارد ہے چنانچہ وعید اُسکے بارہ مین ہے مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَاْیِہٖ فَقَدْ کَفَرَ یعنی جو شخص اپنی راے سے قرآن شریف کی تفسیر بیان کرے تو وہ کافر ہو جاویگا اور یہ وعید بھی وارد ہے کہ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَاْیِہٖ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص اپنی راے سے قرآن شریف کی تفسیر بیان کرے تو چاہئیے کہ اپنے رہنے کی جگہ دوزخ مین تلاش کرے اور قرآن شریف اور حدیث شریف دونون کی تاویل کرنیکے بارہ مین ایک ہی حکم ہے اسواسطے کہ دونون پر دین کی بنا ہے اور عرب کی زبان مین حقیقت اور مجاز اور ظاہر اور مأول ناسخ اور منسوخ ہے یہ سب جاننا ضرور ہے اور جو شخص توجیہات رکیکہ کرتا ہے اگر اُسکو علوم مذکورہ مین واقفیت کامل حاصل ہے اور باوجود اُسکے وہ غلط توجیہات رکیکہ کرتا ہے

Marfat.com

وہ بدعتی ہے اور اگر وہ شخص قرن اول کے خلاف توجیہات رکیکہ کرتا ہے تو اسکو
عت پر لحاظ کرنا چاہیئے اگر خلاف ادلہ قطعیہ کے ہے یعنی وہ بدعت نصوص متواتر اور
جماع قطعی کے خلاف ہے تو اسکو کافر سمجھنا چاہیئے۔ اور اگر وہ بدعت خلاف ادلہ ظنیہ
کے ہے کہ وہ ادلہ ظنیہ قریب یقین کے ہے مثلاً وہ بدعت اخبار مشہورہ اور
جماع عرفی کے خلاف ہے تو اُس شخص کو گمراہ جاننا چاہیئے کافر نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اگر اسکی
جیہات غلط نہون اور صور تہائے مذکورہ مین داخل نہون تو اسکو اس قبیل سے
ننا چاہیئے جو حدیث مین ہے کہ اِختِلَافُ اُمَّتِی رَحْمَۃٌ اور چونکہ اِن مراتب کی تمیز
لیے علم وافر کی ضرورت ہے تو ظاہر ہے کہ جو شخص ایسی توجیہات رکیکہ اختراع کرتا
ہے وہ جہال کے زمرہ سے ہے اُسکو وعید جہنم اور زجر و توبیخ کے ذریعہ سے اس امر قبیح
ے باز رکھنا چاہیئے اور عوام الناس کو تاکید کرنا چاہیئے کہ اسکی صحبت مین نہ رہین اور اسکی
ت نہ سُنین اور اگر اُس شخص کا کوئی مذہب باطل ہے کہ وہ مذہب معلوم ہے مثلاً
وافض یا خوارج یا معتزلہ یا مجسمہ سے ہے تو اُسکے مذہب کا قبیح لوگو نپر ظاہر کر دینا چاہیئے
اگر وہ شخص اپنے کو اہل حق سے ظاہر کرتا ہے اور اس پردہ مین لوگون کو گمراہ کرتا ہے
اُسکی توجیہات لکھکر یہان بھیج دینا چاہیئے تا اسکا حکم لکھا جاوے والسلام۔

سوال ۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی دعوت کرتا ہے اور داعی کنندہ کا کوئی
سرا دنیاوی کام بھی درپیش ہے اور اُسکی غرض اس دعوت سے یہی ہے کہ اِسی حیلہ
ے مدعو کو اپنے گھر لیجاوے اور اُسکو کھانا کھلا دے اور تملق اور چاپلوسی کے ساتھ
ش آوے اور اُسی سے سفارش کرادے تا اسکا کام جو درپیش ہے اُسکے حسب خواہ
یام ہو جاوے اور مدعو کو معلوم ہوا ہے کہ اِسی غرض کو رسے دعوت کرتا ہے تو اب وہ
دعوت قبول نہین کرتا تو داعی کنندہ اُس سے کہتا ہے کہ کس کتاب مین
ور کس مذہب مین جائز ہے کہ سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی مسلمان رد کرے
اس سنت کی پیروی نکرے لہذا عرض پرداز ہون کہ ایسے شخص کی دعوت قبول
نے کے بارہ مین شرعاً کیا حکم ہے اور ایسا ہی جب کوئی شخص بطور حیلہ سازی کر دعوت

Marfat.com

کرے اور اس حیلہ سازی سے اُسکا قصد مُرید ہونے کا ہو یا تعویذ اور عملیات سیکھنے کا اسکا
ہو تو ایسے شخص کی دعوت قبول کرنے کے بارہ مین شرعًا کیا حکم ہے۔

جواب اگر وہ دنیا دی کام شخص مدعو پر واجب ہو خواہ خداوند تعالےٰ کے واجب
کرنے سے واجب ہوا ہو مثلاً مسائل فقہ کی تحقیق ہے اور ظالم کے ہاتھ سے مظلوم کو رہا
کرنا ہے بشرطیکہ رہا کرنا اپنے اختیار مین ہووے اور اسکے مانند اور جو دوسرے افعال
ہین یعنی ایسے کامون مین سے کوئی کام شخص مدعو پر واجب ہو تو چاہیئے کہ وہ دعوت
قبول نہ کرے اور ایسا ہی اگر کوئی دنیا دی کام شخص مدعو پر کسی بندہ کے واجب کرنے
سے واجب ہوا ہو مثلاً وہ شخص مدعو بادشاہ کیطرف سے قاضی یا اور کوئی حاکم مقرر
ہے کہ اُسکے متعلق معاملات دیوانی یا معاملات فوجداری کا فیصلہ کرنا ہے یا وہ شخص مدعو
بادشاہ یا کسی اور حاکم کا ملازم ہے اس کام کیلئے کہ وہ لوگون کی عرضی پڑھے یا شفہ
اور پروانہ لکھے تو ان صورتون مین یہی چاہیئے کہ وہ دعوت قبول نکرے اسواسطے کہ یہ
صرف ظاہرًا دعوت ہے اور فی الواقع رشوت حرام ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَدَایَا الْعُمَّالِ غُلُوْلٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
عمال کو ہدیہ لینا ایسا ہے کہ خیانت کرنا ہے اور وہ کام خواہ دنیا دی ہو یا دینی ہو۔
اس شخص مدعو پر واجب نہو یعنی نہ ایسا ہو کہ خدا کے واجب کرنے سے واجب ہوا ہو اور
نہ ایسا ہو کہ بندہ کے واجب کرنے سے واجب ہوا ہو تو اس صورت مین دعوت قبول
کرنے مین مضائقہ نہین مثلاً مدعو سے اِن کامون سے کوئی کام کرانا منظور ہو یعنی مُرید
کرنا اور اشغال واذکار کی تلقین کرنا اور مریض کو دم کرنا اور تعویذ لکھنا اور اُس امیر کے
دربار مین نوکر رکھوانا کہ اُس امیر سے اور اس مدعو سے دوستی ہو اور اس کام پر یہ
مدعو اُس امیر کی طرف سے مقرر نہو جیسا کہ بخشی اور جمعدار اور رسالہ دار ہوتے ہین۔
بلکہ صرف دوستی اور محبّت ہو اور حاجتمندون کی حاجت پہونچانا اور صدقہ اور
خیرات دلوانا اور ایسا جو سب کام ہے تو ایسی صورتون مین دعوت قبول کرنے مین
کوئی قباحت نہین ایسی دعوت کھانا جائز ہے چنانچہ سورۂ فاتحہ پڑھکر دم کرکے اسکے

Marfat.com

عوض مین کچھ لینے کے بارہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ یعنی جن چیزون پر تم اجر لیتے ہو اُن مین سب سے بہتر اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے یہ حکم شرعی مطابق اصول فقہ کے ہے واللہ اعلم۔

سوال۔ ایک شخص نیند کی حالت مین بیخبر بوقت شب اپنے بستر پر سویا تھا اور اُسی جگہ اُسکی عورت بھی دوسرے بستر پر علیحدہ سوئی تھی اتفاقاً اُس عورت کی لڑکی بھی اُسی جگہ آکر اپنی لڑکی کے ساتھ سو رہی اور مرد کو اس حالت سے مطلقاً خبر نہ تھی مردستی اور شہوت کی حالت مین اپنی جگہ سے اُٹھا اور اپنی عورت کے بستر پر ٹٹولے گیا اور دونون پانون پکڑے وہ پانون اُسکی خوشدامن کے تھے کہ وہ اپنی لڑکی کے ساتھ سوئی تھی اور وہ شخص ناواقفیت سے اپنی عورت سمجھا تھا لیکن بھرد چھوٹے پانون کے اور اُسکی آواز سنکر فوراً پہچان گیا کہ یہ پانون اُسکی خواشدامن کا ہے تو اُٹھا لیا اور اُسکا پانون چھوڑ دیا اور پھر اپنے بستر پر چلا گیا اب عوام کہتے ہین اُسکی عورت اُسپر حرام ہوگئی اور وہ ایک مفلس شخص ہے محتاج اور محض بیقدر رہا ہے وقت سے ایک عورت اُسکو ملی اُسکے ساتھ نکاح کیا اور اپنا گھر آباد کیا تھا اب ایسی حرکت ناگہانی بدون اختیار کی کہ اوپر مذکور ہوئی اُس سے وقوع مین آئی اُسکا گھر برباد ہوتا ہے۔

جواب۔ مذہب حنفی مین اس واقعہ کا کوئی علاج ممکن نہین اس شخص نے اپنی عورت کی مان کو شہوت کی حالت مین چھوا ہے اسواسطے اُس کی عورت اُس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ایسا ہی کتب فقہ مین لکھا ہے اور مذہب شافعی کے موافق عورت حرام نہوئی اسواسطے کہ اُس شخص نے اپنی عورت کے گمان سے اُس کی مان کو چھوا ہے البتہ اگر وہ شخص اپنی عورت کی مان کے ساتھ جماع کرتا تو اُس کی عورت حرام ہوجاتی ایسا ہی کتب فقہ مین لکھا ہے واللہ اعلم

Marfat.com

فائدہ بیان مین مخارج حروف اور ضروریات قرأت کے

ابتداء اسلام مین معمول تھا کہ رکوع اور سجدہ مین کہتے تھے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ ذُو الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ تو پھر سورۂ واقعہ مین نازل ہوا فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ یعنی پس تسبیح کیجئے اپنے پروردگار کی بزرگ نام کے ساتھ تو حکم ہوا کہ رکوع مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہا کرین پھر سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی نازل ہوئی تو حکم ہوا کہ سجدہ مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی کہا کرین اور اگر کوئی شخص قصد اور کوشش کرے اور باجود اسکے حرف ظا اُس سے ادا نہو سکے تو اس مین کچھ مضائقہ نہین اسواسطے کہ صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث مین وارد ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قرآن شریف مین ماہر ہو یعنی قرآن شریف کے الفاظ اُسکی زبان سے آسانی سے نکلین تو اُسکا ثواب نیک بزرگ فرشتون کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے اور باوجود کوشش کے اُسکی زبان پڑھنے مین لغزش کرتی ہے اور اُس سے حروف مشکل سے نکلتے ہین تو اُسکو دوچند ثواب ہوتا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قرآن شریف مین ماہر ہوتا ہے تو اُسکا یہ درجہ ہے کہ گویا وہ اُن نیک بزرگ فرشتون کے ساتھ ہے جو اعمال کے لکھنے والے ہین اور جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے اور پڑھنے مین تلاتا ہے اور مشکل سے اس سے حروف ادا ہوتے ہین تو اسکو دوچند ثواب ہوتا ہے یہ حدیث مشکوۃ شریف مین ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا یعنی اور قرآن شریف کو خوب واضح پڑھا کرو۔ ترتیل کا معنی لغت مین واضح پڑھنا ہے اور قرآن شریف پڑھنے مین چند امور پر لحاظ رکھنا ضرور ہے تا قرآن شریف کے حروف وغیرہ بخوبی ادا ہون اوّل تصحیح حروف ہے کہ ضاد کی جگہ ظا نہ نکلے اور ط

Marfat.com

جگہ نا نہ نکلے دوسرا امر تحسین وقوف ہے کہ وصل اور وقف بے محل نہووے اور
م مین تبدیل لازم نہ آوے تیسرا امر اشباع حرکات ہے یعنی ضمہ اور فتحہ اور کسرہ کو
ج ادا کرنا کہ ہر ایک مین فرق معلوم ہو اور ایک دوسرے کے ساتھ مشتبہ نہ معلوم
ر چوتھا امر یہ ہے کہ آواز کو کچھ بلند کرنا چاہیئے تاکہ قرآن شریف کے الفاظ بخوبی
وم ہو وین اور اُن الفاظ کا اثر دل پر ہووے اور کیفیات مطلوبہ دل مین ظاہر
وین مثلاً شوق وذوق وخوف وبیم اور پانچوین امر تحسین صوت ہے اور چھٹا امر
ہے کہ شدومد کا لحاظ ہونا چاہیئے اسواسطے کہ شدومد کی رعایت سے کلام کی
لت معلوم ہوتی ہے اور اُسکی تاثیر زیادہ ہوتی ہے اور جب وعید کی آیت پڑھے
چاہیئے کہ توقف کرے اور دعا کرے کہ اس وعید سے پناہ ملے اور جب ثواب کی
ت پڑھے تو وہان بھی توقف کرے اور خدا سے وہ مطلب اپنے لیے چاہے اور جس
قام مین حکم ہو کہ دعا کرنا چاہیئے تو بھی چاہیئے کہ توقف کرے اور وہ دعا کرے اور
جس مقام مین حکم ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیئے تو وہان بھی توقف کرے اور
ذکر کرے اور ان امور سے مقصود یہ ہے کہ قرآن شریف مین فکر وخوض کرنا چاہیئے
بخوبی سمجھ کر پڑھنا چاہیئے ورنہ اگر ان امور کی رعایت نہ کیجاوے تو وہ تلاوت
سرخوانی کے مانند ہو جاتی ہے ہمیشہ یہی خیال رہتا ہے کہ کب سورہ ختم ہو گی
اس سے فراغت ہو جاوے۔

خط بنام امام شاہ خانصاحب

گرامی منش امام شاہ جیو سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر عبدالعزیز اور فقیر رفیع الدین کیطرف سے
بعد سلام مسنون الاسلام کے واضح ہو کہ رقیمہ کریمہ پہونچا اسمین چند مطالب مرقوم ہین
انکا جواب لکھا جاتا ہے۔

یک سوال یہ ہے کہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک چوتھائی ڈاڑھی کا مسح کرنا فرض ہے
اور حدیث شریف مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھڈھی کے نیچے بھی تر فرمایا

Marfat.com

تو اگر چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے تو ٹھڈھی کے نیچے تر کرنے کی کیا ضرورت
جواب ۔ چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے اور ٹھڈھی کے نیچے تر کرنا سنت ہے
اور بہتر ہے کہ فرض پر اکتفا نہ کیا جاوے بلکہ سنت کے موافق عمل کیا جاوے یعنی ٹھڈھی
کے نیچے تر کیا جاوے ٹھڈھی کے نیچے مونھ کی حد مین داخل نہین اسواسطے اسکا دھونا
فرض نہین اور ایسا ہی جسکی داڑھی گھنی ہو تو اُسکے لیے سنت ہے کہ داڑھی کے
بال سے جسقدر مونھ چھپا ہو وہ بھی دھووے تو ان دونون امرمین کچھ تعارض نہین
کہ چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے اور ٹھڈھی کے نیچے دھونا سنت ہے یعنی
اگر چوتھائی داڑھی کا مسح کرلیوے تو فرض ادا ہوجاوے گا اور وضو درست
ہوجاوے گا مگر سنت ادا نہوگی تو چاہیئے صرف مسح پر اکتفا نہ کیا جاوے بلکہ ٹھڈھی
کے نیچے دھویا جاوے ۔

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ قیامت مین اللہ تعالیٰ کا دیدار کس طور پر نصیب
ہوگا تجلی ذات کے ذریعہ سے دیدار ہوگا یا تجلی صفات کے ذریعہ سے دیدار نصیب ہوگا
جواب اس بارہ مین خاص ایک رسالہ ہے اسمین یہ بیان مفصل مذکور ہے وہ سب
یہان لکھنے مین بہت طول ہوگا مختصر کلام یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کا اسپر اتفاق
ہے کہ دیدار الٰہی جنت مین بلاکیف ہوگا یعنی بلالون وشکل وبعد وجہت کے دیدار ہوگا
اس مسئلہ کی صورت محققین اہل عقل وکشف نے چند طور پر لکھی ہے حکیم ابونصر فارابی
نے اپنی کتاب فصوص مین لکھا ہے کہ کسی شے کا انکشاف بوجہ جزئی شخصے کے ہوتا ہے
اور کبھی بوجوہ کلیہ ہوتا ہے کہ عنوان ایک شخص ہوتا ہے یا اشخاص کثیرہ ہوتے ہین اور
انکشاف کو پہلی صورت مین رویت کہتے ہین اور دوسری صورت مین معرفت کہتے
ہین اور تیسری صورت مین علم کہتے ہین تو جبتک بدن کا ظاہر تعلق باقی رہتا ہے
اسوقت جو واقفیت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے وہ انکشاف کی قسم ثانی ہوتی ہے
یعنی بعضے لوگون کو اللہ تعالیٰ کا صرف علم ہوتا ہے اور بعضے لوگ اس درجہ سے ترقی
کرتے ہین اور ان لوگون کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے اور جب

دیدار الٰہی کا بیان

Marfat.com

ن کا ملا ہرا تعلق باقی نہین رہتا تو اس معرفت مین ترقی ہوتی ہے اور انکشاف کا
ں درجہ حاصل ہوتا ہے اور اسیکو رویت کہتے ہین تو اللہ جل شانہ کی قدرت سے اُسکی
ت مقدس سے متبصر اور بصر کو سرور حاصل ہوگا اور ابصار اور رویت کے سوا کوئی
سرا ایسا لفظ نہین کہ اس سے بہ نسبت لفظ ابصار و رویت کے زیادہ کامل انکشاف
ہوم ہوتا ہو کہ اُس لفظ سے انکشاف کے اس اول درجہ کی تعبیر کیجاوے اور حکیم
نصر فارابی کے اس کلام کی کچھ اصلاح کی گئی اسواسطے کہ اس کلام سے یہ مفہوم
ین ہوتا کہ اسطور پر ادراک ہوگا کہ باصرہ کا جرم ہوگا اور اسکو سرور حاصل ہوگا
ر علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ وہی ادراک مراد ہے کہ حاسّہ کے ذریعہ سے ہو صرف
راک قلبی مراد نہین ورنہ یہ قول معتزلہ کی تاویل باطل کے موافق ہو جاتا ہے اسواسطے
رابی کے کلام مین دو چار حرف زیادہ کیا گیا اور بعضے دوسرے محققین کے کلام سے
علوم ہوتا ہے کہ مشاہدہ مین رویت اسطرح متحقق ہوتی ہے کہ مرئی کا ظل جلیدیہ مین پڑتا
ہے اور جلیدیہ سے مجمع النور مین جاتا ہے اور وہان جس مشترک مین پہونچتا ہے اور
ں مشترک سے نفس ناطقہ صورت خیالیہ و وہمیہ و عقلیہ کو علیحدہ کر لیتی ہے اور اسی طریق
ے نزدیک بھی ہوتا ہے کہ علم عقلی بذریعہ وہم و خیال کے حس مشترک مین پہونچتا ہے
ر حالت ابصار کا شبیہہ حاصل ہوتا ہے لیکن چونکہ وہ شبیہہ جلیدیہ تک نہین پہونچتا
سواسطے اسکو حقیقی ابصار نہین کہہ سکتے اور نفس کہ اُس جہان مین مقدس اور مطمئن
ہو جاتا ہے اسکو جناب مبدء کے ساتھ کمال اتصال حاصل ہوتا ہے اور اس مقدس
ات کی نورانی شعاع اپنا پرتو قوت عقلیہ و وہمیہ پر ڈالتی ہے اور وہان سے خیال
ر حس مشترک پر وہ پرتو پڑتا ہے اور اُس پرتو کا ایسا اثر قوت مدرکہ انسانیہ پر پڑتا
ہے کہ مجمع النور اور جلیدیہ سے نیند اور تعطل حواس کا مادہ زائل ہو جاتا ہے اور
جیسا کہ خیالات کے لیے اس جہان مین جہت اور مکان نہین اسیطرح وہ معائنہ حقیقت
بھی جہت اور مکان مین نہوگا اور بعض دوسرے لوگون کا کلام یہ ہے کہ حدیث شریف
مین جو کچھ دربارہ رویت کے وارد ہے اس سے نفی جہت اور سلب لوازم جسمیت مفہوم

Marfat.com

نہین ہوتا البتہ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تجلی باقی مظاہر سے دو وجہ سے ممتاز ہے ایک
وہ تجلی سب مخلوقات سے کہ وہ بھی اس جناب کی صفات کا مظاہر ہے اسوجہ سے
ممتاز ہے کہ ظہور ذات اُس مقام مین بعنوان الوہیت ہے اور باقی مظاہر مین بعنوان
خالقیت ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگ سے ندا آئی کہ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اَنَا یعنی تحقیق کہ مین خدا ہون کوئی معبود میرے سوا نہین اور وہ تجلی اس جہان
کی تجلیات صوری وخیالی حسی سے اسوجہ سے ممتاز ہے کہ اُس ذات مقدس کا ظہور
اُس مقام مین کائنات معلومہ کی صورتون سے کسی صورت مین ایسے طور پر ہوگا
اُسمین اسقدر عظمت اور کبریائی اور نور اور جمال اور صفات اور کمالات ذاتی وسیعہ
کا ایسا شمول ہوگا کہ جس شخص کا حوصلہ اعلیٰ درجہ کا ہو اُسکے وہم وعقل مین بھی اُسکی
گنجایش نہین ہوسکتی اور وہ شخص اس سے زیادہ تصور نہین کرسکتا اور اہلسنت نے جو
لکھا ہے کہ اُس جہان کی رویت بلا کیف ہے تا لوازم جسمیت کا ثبوت نہووے اور لوازم
جسمیت کے ثبوت کی بنا پر معتزلہ کے جو اعتراضات وارد ہوتے ہین وہ وارد نہوون
تو جب تجلی کی حقیقت معلوم ہوئی تو اب سب اشکالات دفع ہو جاتے ہین بہ
حال بعضے اکابر فرماتے ہین کہ نفس کو شہود حق مین ایسا استغراق قوی ہوگا کہ اُسکے
سبب سے کوئی غیر چیز محسوس نہوگی یعنی زمان ومکان وجہت اور غیر کا وجود نفس کو
محسوس نہوگا حتی کہ اپنا وجود بھی اُسوقت محسوس نہوگا اور اسیکو کہہ سکتے ہین کہ یہ
بلا جہت وتشکل اور بلا لوازم جسمیت کے ہوگا حاصل کلام جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ہمنے
زید اور عمرو کو صریحًا دیکھا ہے اور حالانکہ اُسکے صرف بعضے اعراض کے سوا اور کچھ نہ دیکھا
ہے تو مشاہدہ کہ رویت کا موضوع لہ لغوی ہے جب اُسکی تعبیر مین یہ مسامحہ جاری ہوتا ہے
تو غائب کے بارہ مین کیون کوشش کیجاوے کہ اسمین مسامحہ واقع نہووے اور کیون
اس امر کا التزام نہ کرلیا جاوے اسواسطے کہ کنہہ ذات صرف تعلق فہم وادراک
سے قید احساس وابصار مین معرا ہے اور قادر ہونا اس رویت پر خواص اور عوام
کے حق مین تین وجہ سے مختلف ہوتا ہے ایک باعتبار قرب وبعد کے اور دوسرے باعتبا

Marfat.com

ت وکثرت حجاب کے اور تیسرے سبب زیادتی معرفت صفات اور کمی معرفت صفات کے
نیا مین حاصل ہوئی اور اسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ذات مقدس کو معلوم کرنے
بارہ مین بدن ارضی کے لیے بہت زیادہ حجاب ہے بہ نسبت روح حیوانی کے اور ایسا ہی
ح حیوانی کے لیے بہت زیادہ حجاب ہے بہ نسبت عالم مثال سفلی کے کہ مقام جن اور
اطین کا ہے اور عالم مثال سفلی کے لیے بہت زیادہ حجاب ہے بہ نسبت عالم مثال علوی
ہ کہ مقام ملائکہ مقربین کا ہے اور جب انسان عالم مثال میں ترقی کرتا ہے تو اس عالم
صورت حاصل کرتا ہے اور اسکو ارواح علویہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے تو جو کچھ یہان
ب ہے وہان حاضر معلوم ہوتا ہے اور اسکا مصداق ہوتا ہے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
بِنُوْرِ رَبِّهَا یعنی اور روشن ہووے زمین اپنے پروردگار کے نور سے اور ملائکہ
صورت اور جنت اور دوزخ کا احوال معائنہ کرتا ہے تو ضرور ہے کہ تجلیات الٰہی باعتبار
ب اتصال نفس کے ظاہر ہوجاوے اور اسکا پرتو اس شخص پر پڑے اور کارخانہ تدبیر
فیضان قضا و قدر اور انبیا علیہم السلام پر احکام شرعیہ کا نازل ہونا اور ملائکہ کے حق
ن امور نہی صادر ہونا یہ سب اسی تجلیات الٰہی سے ہوتا ہے اور جوارح اس تبعیت
قوای روح مطلقہ اس واردات کے ہوتے ہین یقین ہے کہ حالت معائنہ بصری کی
صل ہوگی واللہ اعلم بالصواب۔

دسرا سوال یہ جو لکھا ہے کہ ذات حق ہمیشہ سے ایک ہی حالت پر ہے اور اکثر
عاؤن مین ہے کہ پاک ہے وہ ذات کہ نہ اسکی ذات مین تغیر ہوتا ہے اور نہ اسکی
فات متغیر ہوتی ہین مخلوقات کے پیدا ہونے سے تو یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ باوجود
قدر مخلوقات کی پیدایش کے حق تعالیٰ کی ذات اور صفات مین تغیر نہین ہوتا ہے۔

واب۔ حق تعالیٰ سے ظہور کائنات کی مثال یہ ہے کہ جس طرح صورتین آئینہ مین
ظاہر ہوتی ہین بلاشبہہ بطور مثال کے سمجھنا چاہیئے اسی طرح کائنات کا ظہور حق تعالیٰ
ے ہوتا ہے اور آئینہ کی ایک ذات ہے کہ جرم معین ہے اور آئینہ کی صفات بھی
ے منجملہ ان صفات کے بعضے صفات خارجیہ لازمہ نہین مثلاً اسکی مقدار اور شکل اور

Marfat.com

رنگ اور شفاف ہونا اور اُسکی سطح مین نشیب و فراز اور اُسکے مانند اور بھی صفات ہین
اور منجملہ صفات آئینہ کے بعضے صفات خارجیہ عارضیہ ہین مثلاً اُسکا مُونہہ پچھم سے پورب
پھرنا اور زمین کیطرف سے آسمان کیطرف ہوجانا تو ان دونون قسم کے صفات مین باعتبار
نفس جوہر آئینہ کے تغیر ہوسکتا ہے لیکن بسبب ظہور اور خفا اُن صورتون کے کچھ تغیر نہین
ہوتا نہ ذات آئینہ مین کچھ تغیر ہوتا ہے اور نہ صفات آئینہ مین کچھ تغیر ہوتا ہے اگرچہ
لاکھون صورت نیک و بد اور پاک و ناپاک کی اُس مین نمودار ہون واللہ اعلم۔

چوتھا سوال۔ کفار نے زبردستی سے کسی ملک کو اپنے قبضہ و تصرف مین کرلیا اور
مدت مدید تک وہ ملک اُنکے تصرف مین رہا تو ایسی صورت مین کسقدر زمانہ گذرنے
کے بعد وہ کفار اُس ملک کے مالک ہوجاتے ہین اور اسکے لیے کیا شرائط ہین کہ اگر
وہ کفار اُس ملک مین سے کچھ کسی شخص کو دیدین یا ہبہ کردیوین تو اس شخص کے حق مین
حلال ہوجاوے اور اگر اسی صورت سے اہل اسلام متصرف و قابض ہوجاوین اور
کسی دوسرے کو دیوین تو وہ لینا جائز ہوگا یا نہین۔

پانچوان سوال۔ اگر کفار اشیاء منقولہ پر قابض اور متصرف ہوجاوین اور کسیکو
دیوین تو وہ لینا جائز ہی یا نہین۔

جواب۔ اگر کفار اشیاء منقولہ پر قابض اور متصرف ہوجاوین تو جب اپنے ملک
مین لیجاوین تو وہ مالک ہوجاتے ہین لیکن جب کفار کسی ملک پر قابض اور متصرف
ہوجاوین تو اس بارہ مین کہ وہ ملک کب دار الحرب ہوجاتا ہے علما مین اختلاف
ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ دار الاسلام کبھی دار الحرب نہین ہوسکتا البتہ اگر دار الحرب کے
ساتھ ملجاوے تو اُس صورت مین دار الحرب ہوجاتا ہے اور بعضے علماء کہتے ہین کہ جبتک
دار الاسلام مین ایک شعار بھی شعائر اسلام سے علانیہ طور پر ظاہر رہے وہ دار الاسلام
دار الحرب نہین ہوتا البتہ جب سب شعائر اسلام موقوف ہوجاوین تو وہ دار الاسلام
دار الحرب ہوجاتا ہے اور بعضے علما کہتے ہین کہ اگر شعائر الاسلام سے ایک شعار کو بھی
کفار موقوف کردیوین تو وہ دار الاسلام دار الحرب ہوجاتا ہے اور اصح اور ارجح یہ

Marfat.com

ہے کہ جبتک اہل اسلام اور کفار سے لڑائی قائم رہے اور اہل اسلام اپنے ملک پر
تصرف کر لینے سے عاجز ہو کر فرمان بردار نہو جاوین اور کفار کا اسقدر غلبہ نہو جاوے
شعائر اسلام سے جو چاہین موقوف کر دیوین اور مسلمان بلا ان کی پناہ کے خود اپنے طور
مقیم رہین اور اہل اسلام اپنی ملکیت پر بطور خود متصرف رہین کفار کی اجازت کی
ضرورت نہووے اسوقت وہ ملک دارالاسلام رہتا ہے اور دارالحرب نہین ہو جاتا
کفار کے تصرفات عارضی قابل لحاظ نہین اسلام کا تسلط ہو جانے کے بعد ان
تصرفات کا اعتبار نہین اور جب اہل اسلام کی شکست ہو جاوے اور فرمان بردار
ہو جاوین اگرچہ اس فکر مین ہون کہ سامان جنگ مہیا کرین لیکن مقابلہ سے عاجز
ہو گئے ہون اور کفار کی اجازت سے وہان سکونت پذیر ہون اور کفار کی اجازت
سے اپنی ملکیت مین تصرف کرتے ہون اور شعائر اسلام صرف اسوجہ سے جاری ہون
کہ کفار کو تعصب نہو اور اسوجہ سے وہ منع نکرتے ہون اہل اسلام کی قوت سے شعائر
اسلام جاری نہون تو وہ ملک دارالحرب ہو جاتا ہے اور وہان کفار کا تصرف جائز
ہو جاتا ہے اور انکا ہبہ کرنا صحیح ہوتا ہے اور جب اہل اسلام کا غلبہ اور تسلط کفار
کے ملک پر ہو جاوے تو وہان اہل اسلام کا تصرف جائز ہو جاتا ہے مگر صرف ان
امور مین تصرف جائز ہوتا ہے جو شرع کے موافق ہونگے اور یہ جائز نہین ہوتا کہ
اہل اسلام کا مال غصب کرین واللہ اعلم بالصواب۔

آٹھواں سوال صلوۃ الوسطی کون نماز ہے اور اگر بالفرض کوئی ایک ہی نماز
صلوۃ الوسطی ہے اور چار نماز باقی رہجاتی ہین تو انکے بارہ مین کامل تصدیق باقی نرہی۔

الجواب۔ صلوۃ الوسطی کے بارہ مین سات قول ہین پانچ قول یہ ہین کہ نماز پنجگانہ
کی ہر ایک نماز صلوۃ الوسطی ہے اور تعیین مین اختلاف ہے کسی نے کسی ایک نماز کو
صلوۃ الوسطی کہا ہے اور کسی نے کسی دوسری نماز کو صلوۃ الوسطی کہا ہے اور چھٹا
قول یہ ہے کہ مجموعۂ پنج وقتی نماز صلوۃ الوسطی ہے اور ساتوان قول یہ ہے کہ جسطرح
ساعت جمعہ مبہم ہے کہ اسمین ضرور دعا قبول ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس شب قدر

اور اسم اعظم مبہم ہے اسی طرح صلوۃ الوسطی بھی مبہم ہے اور اصح اور ارجح یہ قول ہے کہ
صلوۃ الوسطی عصر کی نماز ہے لیکن اس سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ باقی چار نماز کیلئے
تاکید کم ہے اسواسطے کہ صلوۃ الوسطی کی زیادہ تاکید بہ نفس اسکے نہین بلکہ زیادہ تاکید محافظت
آداب و قاعدہ مین ہے مثلاً وقت مستحب و جماعت و مسجد و اسباغ وضو و مسواک و اذان
اقامت و فرید اطمینان و کثرت اذکار یعنی صلوۃ الوسطی مین ان امور مین زیادہ لحاظ ہونا
چاہئے صلوۃ الوسطی کی زیادہ تاکید اس قبیل سے ہے کہ جسطرح افضل مین زیادہ فضیلت ہوتی
ہے بہ نسبت فاضل کے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ فاضل مین فضیلت نہو بلکہ یہ
مطلب ہوتا ہے کہ فاضل مین بھی فضیلت ہے لیکن افضل مین زیادہ فضیلت ہے اور
صلوۃ الوسطی کی زیادہ تاکید اس قبیل سے نہین کہ جیسے زیادہ فضیلت فاضل مین ہو
ہے باعتبار ناقص کے اور اسمین شک نہین کہ اسقدر تفاوت جو افضل اور فاضل
ہوتا ہے وہ یہان ثابت ہے واللہ اعلم۔

ساتوان سوال یہ معلوم ہے کہ شریعت احکام ظاہری کو کہتے ہین اور شارع
کیجانب سے اُسکے بارہ مین حکم ہے تو طریقت اور حقیقت اور معرفت کا ذکر جو کتابون
مین ہے وہ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا چیز ہے۔

جواب۔ لفظ شریعت کے دو معنے ہین عام[1] اور خاص[2] اور معنی اول سے مراد یہ
کہ شریعت وہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے امور دین مین ثابت ہوا ہے یعنی
اعتقاد و عمل و خلق و حال و نیت و رخصت و عزیمت و امر و نہی ان امور مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہی شریعت ہے اور لفظ شریعت کے دوسرے
معنی سے یعنی شریعت خاص سے مراد وہ احکام ہین کہ عمل جوارح کے متعلق ہون اور
یہ ہے عبادت مالی و بدنی و معاملات مالی و بدنی اور ان امور کا بیان کتب فقہ مین ہوتا
ہے اور اسیکو مقابل طریقت اور اُسکے ہمجنسون کا کہتے ہین اور جن امور کو تعلق اخلاق
اور نیت اور آداب عبادت سے بطریق عزیمت کے ہو وہ طریقت ہے اور جن امور کو تعلق
اخلاص اور عین الیقین اور تحصیل مشاہدہ اور استغراق سے ہو وہ حقیقت ہے اور جن ا

Marfat.com

ملق مکاشفہ اسرار اعتقادات سے ہو یعنی کیفیت توحید و معیت و قرب و اسرار محبت و
د مراتب ولایت و مراتب اولیا اور مانند اسکے اور جو امور ہین اُنسے جن امور کو تعلق ہو
سکو معرفت کہتے ہین اور یہ سب شریعت کے معنی اول مین داخل ہین البتہ ہر فن کے
ملین نے اس فن کے مسائل غیر منصوص کا استنباط کیا ہے اور اسکو مسائل منصوص
ے ساتھ جمع کیا ہے اور شرح و بسط کے ساتھ اُسکو مدون کیا ہے اور اسکو علم جداگانہ
ار دیا ہے اور اس علم کا نام یعنے طریقت وغیرہ رکھا ہے۔

ٹھوان سوال ہر چیز کے کمال کی معرفت کس طرح ہوتی ہے اسواسطے کہ دیکھنے
ر سننے اور کھانے سے کامل معرفت حاصل نہین ہوتی۔

جواب۔ حقایق اشیاء ظلال صفات آلہی ہین اور اُنکا ظہور خارج مین علل اربعہ سے
وتا ہے فاعلی و غائی و مادی و صوری اور ظہور کمال ان حقائق کا اُنکے آثار کی ترتیب
ے ہے اور اُنکے فوائد خاصہ کے حصول کے اعتبار سے ہے تو ہر چیز کے کمال کی معرفت
جلی ذات حق سے ہے اور یہ تجلی سالک پر اُس شے کے بارہ مین ہوتی ہے اور یہ تجلی
طرح ہوتی ہے کہ مقام سیر باللہ فی الاشیاء مین مشاہدہ کثرت سے وحدت مین تجاوز
ہو جاوے اور قوانین حکمیہ سے اشیاء کے مبادی اور خواص پر بالتفصیل احاطہ ہو جاوے
ور قوانین کشفیہ سے مبدء تعین اور مراتب تنزل کی تشخیص حاصل ہو جاوے اور
ر اشیاء محسوسات سے ہو تو حواس کا ادراک بھی معرفت حقیقت کے تتمہ مین داخل
ہے واللہ اعلم۔

وان سوال ابلیس کا قصہ کہ کلام اللہ مین وارد ہے معلوم نہین کہ اُسوقت سوال
جواب کسطرح ہوا بطور الہام کے یا کسی دوسرے طور پر سوال و جواب ہوا۔

جواب علوم منقول مین اس بارہ مین کچھ وارد نہین البتہ وجدان سے معلوم ہوتا ہے
ہاتف کے ذریعہ سے سوال و جواب ہوا تھا یعنی ابلیس آواز سنتا تھا اور جانتا تھا
حق تعالیٰ کی یہ آواز ہے اور نفس الامر مین کوئی فرشتہ مظاہر قہر کلام آلہی کو ادا کرتا تھا
ابلیس اُسکو نہ دیکھتا تھا اور نہ پہچانتا تھا لیکن جاننا چاہیئے کہ اس ملعون کا کفر جہالت

Marfat.com

اور احتجاب سے نہین بلکہ خجود اور عناد سے ہے اور لعنت کے قبل ابلیس نے قوت ملکیہ حاصل کی تھی اور اسکے ذریعہ سے غیب سے تلقی کرتا تھا اور وہ قوت اُس سے زائل کیگئی تا الم قبض و فرط تعطش سے بیقرار ہو کر توبہ کی راہ مین قدم نہ رکھے بلکہ غضب اور عتاب کی راہ مین رہے اور جامہ ذلت اُس سے جدا نہووے اور اُس کی روح کے جوہر مین تاریکی کا مادہ ڈالا ہے کہ کبھی وہ اپنے کو مستحق حبس کا اور کبھی لباس مایوسی مین گمان کرتا ہے اور سابق کی اپنی طاعات اور اسماء مکتسبہ کی قوت سے شیاطین اور آدمی مین تصرف کرتا ہے اور تاریکی کا مادہ جو اُسکی روح مین ڈالا گیا ہے اُس مادہ پر اُن طاعات اور اسماء کا ملمع کرتا ہے اور اُس سے خلق کو گمراہی اور جہالت اور سختی دل اور زیادتی آرزوہاے باطلہ سے رنگین بناتا ہے واللہ اعلم۔

وسوان سوال مشہور ہے کہ ارواح نے سجدہ کیا تھا اور قرآن شریف سے اسیقدر معلوم ہوتا ہے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى اور یہ نہین معلوم کہ یہ امر کسطور پر ہوا اور کسنے ایک سجدہ کیا اور کسنے دو سجدے کیے اور کسنے سجدہ نکیا۔

جواب۔ اس مقام مین سجدہ کرنے کے بارہ مین کوئی روایت نہین اور مومنین کہ اُنکا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اُن لوگون نے بلا توقف جواب دیا اور کافرون نے توقف کرکے جواب دیا البتہ بعض فقہا کہتے ہین کہ انبیا نے دو سجدے کیے اور عوام مومنین نے ایک سجدہ کیا اور کفار نے سجدہ نکیا مگر اسکی سند معلوم نہین البتہ احادیث اور آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ چار میثاق لیا گیا اوّل پانچ انبیاء اولوالعزم سے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے اول میثاق لیا گیا اور دوسرا میثاق اور باقی انبیا علیہم السلام سے لیا گیا اور تیسرا میثاق علماء سے لیا گیا اور چوتھا میثاق عوام سے لیا گیا چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا یعنی اور یاد کیجئے وہ وقت کہ جب لیا ہمنے میثاق یعنی عہد پیغمبرون سے اور آپ سے اور نوح اور

ہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے اور لیا ہمنے اُن لوگون سے مستحکم عہد اور دوسرے
ام مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ
اب وَحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ
ی اور یاد کیجئے اسوقت کو کہ جب عہد لیا اللہ نے پیغمبرون سے البتہ جو کچھ دون
ن تمکو کتاب اور حکمت سے پھر آوے تم لوگون کے پاس پیغمبر تصدیق کرنیوالا
س چیز کی جو تمھارے پاس ہے تو تم لوگ اُسپر ایمان لے آنا اور اُسکی مدد کرنا اور
س مقام مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا
کِتَابَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ یعنی اور یاد کیجئے اسوقت کو جب
عہد لیا اللہ نے اہل کتاب سے یہ کہ ضرور بیان کرنا تم لوگ دوسرے لوگون سے جو کچھ
س کتاب مین ہے جو تم لوگون کو دیگئی ہے اور تم لوگ وہ نہ چھپانا اور ایک دوسرے
ام مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ
یَّتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنی اور یاد
جئے اسوقت کو کہ جب نکالا اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی پشت سے اُن کی ذریات کو اور
ن لوگون کو گواہ کیا خاص اُن لوگون کے حق مین اسطرح کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کیا
ن تم لوگون کا پروردگار نہین تو ان لوگون نے جواب دیا کہ ہان یعنی تو ہم لوگون کا
روردگار ہے واللہ اعلم۔

گیارھوان سوال برہنہ ہونے کی حالت مین کلام حرام ہے اور جب عورت
ر شوہر باہم جمع ہوون تو اسوقت اللہ کا ذکر ضرور ہے اور ان دونون امر مین منافات ہے

جواب برہنہ ہونیکی حالت مین کلام حرام نہین البتہ مکروہ ہے اور یہ کراہت
ی اسوقت ہے جب برہنہ ہوکر لوگ آپس مین بات کرین اور محض کوئی لفظ زبان سے
کالنا مکروہ نہین اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مقام نجاست مین اور جہان بدبو ہو منع
ہے اور قبل جماع کے منع نہین اور علماء نے لکھا ہے کہ بیت الخلا مین جانے کیوقت
کے اندر جانے کے قبل ذکر مسنون ہے اور ایسا ہی بوقت جماع ستر کھولنے کے قبل ذکر

Marfat.com

مسنون ہے تو ان دونون امرمین منافات نہین واللہ اعلم۔

بارھوان سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب مین اہلسنت اور شیعہ دونون فرقہ کو میسّر ہوتی ہے اور ہر فرقہ کے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا لطف وکرم اپنے حال پر ہونا بیان کرتے ہین اور اپنے موافق احکام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سننا بیان کرتے ہین غالبًا دونون فرقہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین افراط کرنا اچھا نہین معلوم ہوتا اور خطرات شیطانی کو اس مقام مین دخل نہین تو ایسے خواب کے بارہ مین کیا خیال کرنا چاہیئے۔

جواب یہ جو حدیث شریف ہے کہ مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے مجھکو خواب مین دیکھا تو اُسنے فی الواقع مجھکو دیکھا تو اکثر علمانے کہا ہے کہ یہ حدیث خاص اس شخص کے بارہ مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت مبارک مین دیکھے جو وقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک تھی اور بعض علما نے کہا ہے کہ یہ حدیث عام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وقت کی صورت مین دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا یعنی ابتداے نبوت سے تا وقت وفات جوانی اور کلان سالی اور سفر اور حضر اور صحت اور مرض مین جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صورت مبارک تھی اُن صورتون مین سے جس صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھے تو وہ خواب صحیح ہوگا یعنی فی الواقع اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوگا اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مین سنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے اُسی طرح شیعہ نے کبھی نہ دیکھا ہے اور فرضیات کا اعتبار نہین اور تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھنا چار قسمون پر ہے ایک قسم رویاے الٰہی ہے کہ اتصال تعین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور دوسری قسم ملکی ہے اور وہ متعلقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آنحضرت صلعم کے ورثہ اور آنحضرت صلعم کا نسب مطہر اور آنحضرت صلعم کی اطاعت اور محبت ہین سالک کا درجہ اور اُسکے مانند اور جو اُمور ہین تو ان اُمور کو

Marfat.com

حضرت صلعم کی صورت مقدس مین دیکھنا پردہ مناسبات مین ہووے جو فن تعبیر مین معتبر
ے اور تیسری قسم رویاے نفسانی ہے کہ اپنے خیال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
صورت ہے اس صورت مین دیکھنا اور یہ تینون قسم آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھنے
ے بارہ مین صحیح ہین اور چوتھی قسم شیطانی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت
قدس مین شیطان اپنے کو خواب مین دکھلاوے اور یہ صحیح نہین ہو سکتا یعنی ممکن نہین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مقدس کے مطابق شیطان اپنی صورت خبیث
ا سکے اور خواب مین دکھلاوے البتہ مغالطہ دیسکتا ہے اور تیسرے قسم کے خواب مین
ی کبھی شیطان ایسا کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اور بات کے مشابہ
یطان بات کرتا ہے اور وسوسہ مین ڈالتا ہے چنانچہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ
نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ نجم پڑھتے تھے اور بعض آیت کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ
لیہ وسلم نے سکوت فرمایا تو شیطان نے کچھ عبارت خود بنا کر پڑھ دی کہ اُس سے بعض
سامعین مشرکین کا شبہہ قوی ہو گیا اور یہ روایت اوپر ایک مقام مین مفصل مذکور
ہو ئی ہے تو جب آنحضرت صلعم کے زمانہ حیات مین شیطان نے ایسا کیا تو خواب مین
یسا کیون نہین ہو سکتا اور اسیوجہ سے شریعت مین اُن احکام کا اعتبار نہین جو خواب
ین معلوم ہووین اور خواب کی بات حدیث نہین شمار کیجاتی تو اگر کاش کوئی بدعتی
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فلان حکم فرمایا ہے کہ وہ حکم خلاف شرع ہو تو اُس بدعتی کے قول پر اعتبار نہ کیا
جاویگا واللہ اعلم ہمیشہ خطوط سے مسرور کرتے رہین والسّلام۔

جواب شبہات مشرکین در باب مشیت الٰہی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا یعنی قریب
ہے کہ مشرکین کہین گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم لوگ شرک نہ کرتے اور یہ بھی اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہے وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ یعنی اور نہین رد کیا جاتا عذاب

Marfat.com

اللہ تعالی کا قوم مجرمین سے تو اس مقام مین مشرکین کو شبہہ ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ قوم
مجرمین جو عذاب کے مستحق ہین اُنسے عذاب رد ہو سکتا ہے اور اس امر کا بیان یہ ہے کہ
اہل اسلام کہتے ہین کہ ہر چیز اللہ تعالی کی مشیت سے ہوتی ہے تو شرک کہ اعلی اقسام کفر
مین ہے اور حلال کو حرام جاننا کہ ادنی اقسام کفر مین ہے یہ سب اللہ تعالی کی مشیت
سے ہے اسواسطے کہ اگر اللہ تعالے کی مشیت اُسکے خلاف ہوتی تو جو اسکی مشیت ہوتی وہ
وقوع مین آیا ہوتا تو ہم لوگ اور ہم لوگون کے آباؤ اجداد کیونکر شرک کر سکتے اور حلال
حرام کس طرح کہہ سکتے ورنہ ہم لوگون کی مشیت خدا کی مشیت پر غالب ہو جاتی اور جب معلوم
ہوا کہ شرک اور تحریم حلال اللہ تعالی کی مشیت سے ہوا تو ہم لوگون پر عذاب کیون ہو
اسواسطے کہ خلائق کی طاقت نہین کہ اللہ تعالی کی مشیت کے خلاف کر سکے تو حق تعالی
نے اس شبہہ کا جواب تین طور پر فرمایا کہ وہ ترتیب مناظرہ کے موافق ہے اوّل نقض
دوسرا حل اور تیسرا قول بالموجب اور نقض یہ ہے کہ اہل اسلام اور کفار کے نزدیک
بالاتفاق ثابت ہے کہ بعضے امم سابقہ نے شرک اور تحریم حلال کیا ہے اور اسوجہ سے
اللہ تعالی نے اُن لوگون پر عذاب فرمایا ہے تو اگر یہ عذر صحیح ہوتا تو اُن لوگون پر کیوں
عذاب کیا جاتا مثلاً عاد اور ثمود اور قوم مدین اور فرعون اور ہامان کہ آنحضرت کے
زمانہ کے کفار نے اُن لوگون کا احوال متواتر طور پر سُنا تھا بلکہ عذاب کا آثار بھی دیکھا تھا
اور اس شبہہ کا جواب بطور حل کے یہ ہے کہ مشیت کی وجہ سے عذاب دفع نہین ہوتا
اکثر چیزین ہین کہ اللہ تعالی کی مشیت سے صادر ہوتی ہین مثلاً زنا اور سرقہ اور لواطت
و قتل اور ظلم کہ یہ سب اللہ تعالی کی مشیت سے صادر ہوتا ہے اور اُس پر عذاب بھی
ہوتا ہے اسواسطے کہ ان اُمور مین بندون کی مشیت کے تابع اللہ تعالی کی مشیت ہوتی ہے
بندہ جیسا ارادہ کرتا ہے اُسکے موافق اللہ تعالی کی مشیت بھی ہوتی ہے البتہ اللہ تعالی
کی مشیت قاہرہ کہ بندہ کی مشیت اور ارادہ کے خلاف ہو اسکی وجہ سے عذاب دفع ہو جاتا
ہے اسواسطے کہ بندہ اُس ارادہ مین جمادلایعقل کے مانند ہو جاتا ہے اور دونون
صورتون مین فرق ظاہر ہے مثلاً خود کوئی شخص اپنے کو چھت سے گرا دیوے یا کنوئین مین

Marfat.com

پڑے اور مثلاً کسی شخص کا پاؤن بے اختیار پھسل جاوے اور چھت سے گر جاوے
ین مین گر جاوے تو ظاہر ہے کہ ان دونون صورتون مین فرق ہے اور چنانچہ اسیوجہ
لہ تعالی نے فرمایا ہے کہ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا الخ کہ کیا تمھارے
ی علم ہے تو نکالو اُسکو ہمارے لیے الخ اور اس شبہہ کا جواب بطور قول بالموجب
ہے کہ ہمنے تسلیم کیا کہ کفار اور انکے آبا اور اجداد کا کفر اللہ تعالی کی مشیت
ہوا تو اُن کی تعذیب بھی اللہ تعالی کی مشیت سے ہے تو جسطرح کفر و شرک کفار سے
نہو سکا سواسطے کہ اللہ تعالی کی مشیت ہوگئی تھی اسیطرح اُنکا عذاب بھی دفع
ن ہو سکتا سواسطے کہ اُنپر عذاب کرنے کے لیے اللہ تعالی کی مشیت ہوگئی ہے تو خود
قول سے انکو الزام دیا گیا اور یہی معنی قول بالموجب کا مناظرہ کی اصطلاح مین ہے
م کا دعوی تسلیم کرلین اور اسی کے قول سے اسکو الزام دین اور یہی مراد اللہ تعالے
اس قول سے ہے قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ الخ یعنی کہدیجئے اے محمد صلے اللہ
وسلم اللہ تعالی کی دلیل غالب ہے الخ اور اللہ تعالی کا جو کلام پاک ہے کہ قُلْ هَلُمَّ
شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا یعنی کہدیجئے اے محمد
اللہ علیہ وسلم کہ لے آؤ اپنے گواہون کو جو گواہی دین کہ اللہ تعالے نے یہ حرام
ہے تو یہ کلام پاک یہودیون کے جواب مین ہے اور یہ متعلق اللہ تعالے کے اس
کلام پاک کے ہے ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بَغْيَهُمْ یعنی یہ ان کو ہم نے جزا دی سبب اُنکی
زشی کے اور اللہ تعالی کا جو یہ کلام پاک ہے کہ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يَا مَعْشَرَ
الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ یعنی اور جسدن جمع کرے گا اللہ تعالی ان سب
کو تو کہے گا کہ اے گروہ جن کے تحقیق کہ تم لوگون نے بہت آدمی کو اپنے مکر مین پھنسایا
اس کلام پاک کا بیان سابق مین مذکور ہوا ہے کہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ
مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ
ی اور ایسا ہی کیا ہمنے ہر بستی کے سردار گنہگار ہوئے تا مکر کرین اس بستی مین اور نہین
کرتے وہ لوگ مگر اپنی جان کے ساتھ اور نہین سمجھتے اُسکے بعد ان لوگون کا کچھ مکر ذکر

Marfat.com

کیا گیا ہے اور اللہ تعالی کا کلام پاک ہے وَاِذَا جَآءَتْهُمْ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ الخ
یعنی اور جب آتی ہے اُنکے پاس نشانی تو وہ کہتے ہین کہ ہم لوگ ہرگز ایمان نہ لے
آوین گے تو مکر کرنے والون کے بارہ مین وعید واقع ہوئی کہ دنیا مین اُن کو ذلت
اور رسوائی ہوگی اور قتل کیے جاوین گے اور قید کیے جاوین گے پھر یہ ارشاد ہے
کہ قیامت مین سب مکر کرنے والے جمع کیے جاوین گے اور قوم جن کی گروہ کہ مکر کر
مین اصل الاصول ہے اسکو خطاب کیا جاویگا قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ یعنی
بہت آدمیون کو تم لوگون نے اپنے مکر سے اپنا تابع بنا لیا تھا کہ وہ لوگ خواہشو
مین غرق رہے اور خدا کی طرف کچھ بھی توجہ نہین کی اور آخرت کی فکر اُن کے
دل مین نہ گذری تو جب آدمی اس خطاب مین عتاب کی بو پاوین گے تو عذر کر
کہ ہم لوگ جن کے تابع تھے اور انکے عذر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے حضو
مین عرض کرینگے کہ ہم لوگ اسوجہ سے جن اور شیاطین کے مکر مین مبتلا ہوئے کہ
شرک اور معاصی پر فوراً ہماری تنبیہ تو نے نہ فرمائی بلکہ تو نے بہت ملت دی ا
ان کی اتباع سے ہم لوگون کو ظاہرا فائدہ ہوتا رہا جن اور شیاطین کی نذر ہملوگ
مانتے تھے اور اُنکے نام پر جانور ذبح کیا کرتے تھے اور ہمارے اکثر مطالب حاصل
ہوا کرتے تھے مثلاً لڑکا پیدا ہونا اور مال ملنا اور دور کی چیز پہونچ جانا اور غیب
کا حال معلوم ہونا اور دشمن کو دفع کرنا اور بلانے پر جن اور شیاطین کا حاضر ہونا تو
سب فائدہ ہملوگون کو جن اور شیاطین سے ہوتا رہا اور اسوجہ سے ہم لوگ انکی اتبا
کرتے رہے اور فوراً ہملوگون سے مواخذہ نہ ہوا حتی کہ اسیطرح کے افعال مین ہملوگ
نے اپنی تمام عمر بسر کی اور اسی حال مین مرگئے اور اگر فوراً ہر شرک اور ہر گناہ پر ہملوگ
کی تنبیہ اور تعذیب ہوجاتی تو ہم لوگ اسیوقت متنبہ ہوجاتے اور جن اور شیاطین کی
پیروی سے دست بردار ہوجاتے اور توبہ کرتے اور ہم لوگون کو ندامت ہوتی توقع
فرماویگا اَلنَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا یعنی جب تم لوگون نے دنیا مین اپنی
شیاطین کے وسوسہ اور جن کی پیروی مین گذرانی تو آخرت مین بھی آگ تمھارے رہنے

Marfat.com

ہ ہے کہ جن اور شیاطین کا اصل مادہ بھی آگ ہے اِلّا مَا شَآءَ اللہُ مگر جو اللہ چاہے یعنے
ض اوقات مین تمامو گ دنیا مین بھی جن اور شیاطین کی پیروی سے خالی رہتے تھے
یہان بھی بعضے اوقات مین تم لوگ آگ کے عذاب سے رہا کیے جاؤ گے اور طبقہ زمہریر
ے عذاب مین مبتلا کیے جاؤ گے کہ وہان سردی کا عذاب ہوگا اور جبکہ عمل کے نہایت
وافق جزا دی گئی تو ثابت ہوا کہ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ یعنی تحقیق کہ پروردگار تیرا
لیم دانا ہے اور یہ امر فرقہ جن وانس کے بارہ مین خاص نہین بلکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
نَ الِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا یعنی اور ایسا ہی مسلط کرتے ہین اور
الی بناتے ہین بعضے ظالمین کو بعضے پر اگرچہ ایک ہی جنس سے ہون مثلاً آدمی جو
گون کو گمراہ کرتے ہین وہ بھی اسیطرح جزا پاوین گے اور اُنکے ذریعہ سے جو لوگ گمراہ
وتے ہین وہ اُن لوگون سے بیزار ہونگے اور ایسا ہی بعض جن بعض جن سے بیزار ہونگے
لکہ بعض عرب بھی بعض عرب سے بیزار ہونگے اور بعض مہنود بعض ہنود سے بیزار ہون گے

جواب مسئلہ مس مصحف

اس مسئلہ مین اختلاف ہے کہ محدث اور جنب اور حائض اور نفساء کے لئے قرآن شریف
چھونے کے بارہ مین کیا حکم ہے اور آپ نے مذاہب مختلفہ حنفیہ و شافعیہ و بخاری کا
لکھا ہے اُسکے اعادہ کی ضرورت نہین لیکن آپ نے جو لکھا ہے کہ جس اونٹ پر قرآن
شریف محمول ہو تو جائز نہین کہ اُسکی مہار جنب اور محدث اور حائض اور نفساء
پکڑین اور آپ نے لکھا ہے کہ یہ حکم شافعیہ کے نزدیک ہے تو کتب شافعیہ مین یہ موجود
نہین اور ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے یہ بطریق مبالغہ کے کہا ہوگا البتہ شافعیہ
کے نزدیک یہ حکم ہے کہ جس صندوق مین قرآن شریف رکھا ہوا ہو وہ صندوق محدث
وغیرہ اشخاص مذکورین کو اُٹھانا نچاہیئے اور ایسا ہی اگر چمڑے کے ظرف مین یعنی
مثلاً بیگ مین قرآن شریف رکھا ہو تو محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لئے جائز
نہین کہ اسکو اُٹھاوین اور یہ حکم بھی شافعیہ کے نزدیک ہے اور بخاری کا مذہب

Marfat.com

جو آپنے لکھا ہے تو بخاری نے اپنی کتاب مین اسکی تصریح نہین کی ہے البتہ حضرت ابن عباس کا مذہب ذکر کیا ہے کہ انھون نے جنب کے لیے جائز رکھا ہے کہ قرآن شریف پڑھے تو اس سے استنباط ہو سکتا ہے کہ اُنکے نزدیک جنب کے لیے مس مصحف بھی جائز ہو تو اب چاہیئے کہ سمجھ لیا جاوے کہ ان سب مذہب کا اصل کیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ مطالب حل ہو جاوین گے اور سب شبہہ دفع ہو جاویگا اصل حقیقت یہ ہے کہ احادیث صحیحہ مین یہی وارد ہے لَا یَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ یعنی نہ چھووے قرآن شریف کو کوئی سوا اس شخص کے کہ وہ پاک ہو قرآن شریف کے چھونے کے مسئلہ مین یہ حدیث اصل ہے اور قرآن شریف پڑھنے کے بارہ مین یہ حدیث اصل ہے کہ لَا اُحِلُّ الْقُرْاٰنَ لِحَائِضٍ وَلَا لِجُنُبٍ یعنی مین حلال نہین کرتا قرآن شریف کو حائض اور جنب کے لیے اور جس صندوق مین قرآن شریف رکھا ہو اُسکو اٹھانے کے بارہ مین کہ حائض اور جنب اور محدث اور نفاس والی عورت کے لیے کیا حکم ہے اسمین کوئی حدیث وارد نہین اور ایسا ہی یہ مسئلہ کہ اُن لوگون کے حق مین قرآن شریف لکھنے کے بارہ مین کیا حکم ہے تو اسمین بھی کوئی حدیث وارد نہین البتہ ظاہر ہے کہ لکھنے کی حالت مین ضرور ہوگا کہ لکھنے والا جس ورق پر قرآن شریف لکھے گا اسکو وہ چھوویگا اور محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لئے قرآن شریف کا چھونا حرام ہے تو لکھنا بطریق اولیٰ حرام ہوا بخلاف قرآن شریف کے دیکھنے کے کہ قرآن شریف کو دیکھنے مین یہ لازم نہین آتا کہ اُسکو چھونا بھی ضرور پڑے اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ جو حدیث ہے کہ لَا یَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ یعنی قرآن شریف کو کوئی نہ چھووے سوا اُسکے کہ وہ پاک ہو تو اس حدیث مین قرآن سے حقیقت قرآن کی مراد نہین اسواسطے کہ حقیقت قرآن کی کلام نفسی ہے اور کلام نفسی صفات باریتعالیٰ سے ہے اور اُسکو چھونا ممکن نہین اور ایسا ہی اس کلام نفسی پر جو دال ہے کہ وہ کلام لفظی ہے وہ بھی مراد نہین اسواسطے کہ کلام لفظی کیفیت ہے کہ ہوا کے ساتھ قایم ہے اور اُسکو بھی چھونا ممکن نہین اور جسکو چھونا ممکن ہی نہین تو اُسکے بارہ مین کیون حکم ہو سکتا ہے کہ

Marfat.com

شخص کے سوا دوسرا کوئی یعنے ناپاک شخص نہ چھووے تو معلوم ہوا کہ اس حدیث
ریف مین نہ کلام نفسی مراد ہے اور نہ کلام لفظی مراد ہے بلکہ نقوش مراد نہین کہ اُس سے
لام لفظی معلوم ہوتا ہے یعنی مکتوب مراد ہے اور مفسرین کے کلام مین مثلاً کشاف اور
ارک وغیرہ مین اسی معنی کے طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ مفسرین نے لکھا ہے
لْمُرَادُ مِنَ الْمَسِّ مَسُّ الْمَكْتُوْبِ یعنی مراد قرآن شریف کو چھونے سے حروف مکتوبہ
ہونا ہے اور اس عبارت سے مراد توجیہ ہے اور کسی کا مذہب بیان کرنا مقصود نہین اب
بیان کرتا ہون کہ اس مسئلہ مین حنفی اور شافعی مین اختلاف کسطرح ہوا تو خلاصہ یہ ہے کہ
س مقام مین بالاجماع قرآن شریف سے مراد مصحف ہے اور نص سے ثابت ہے کہ محدث
وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے مصحف کا چھونا حرام ہے تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مصحف
س چیز کو کہتے ہین تو ظاہر ہے کہ مصحف سے بلکہ ہر کتاب کے نام سے عرف مین صرف
اسیقدر مراد نہین جسقدر جگہ مین حروف لکھا رہتا ہے بلکہ حواشی اُس مصحف اور کتاب
کے اور ما بین السطور اور جلد کہ کتاب کے ساتھ متصل ہو اور غلاف کہ جلد کے ساتھ
متصل ہو ان سب کو مصحف اور کتاب کہتے ہین تو محدث وغیرہ اشخاص مذکورین
کے لئے مصحف کی ان سب چیزون کو چھونا حرام ہے اور جو حکم مکتوب کا ہے وہی حکم
ان چیزون کے بارہ مین بھی دیا گیا ہے اس بنا پر کہ متصل اور منفصل دونون کے
حکم مین فرق ہے چنانچہ ثابت ہے کہ زمین کی بیع مین وہ چیز بھی بیع مین داخل ہوتی
ہے جو زمین کے ساتھ متصل ہو اگرچہ اُس چیز کا ذکر نہوا ہو اور جو چیز اس زمین
سے منفصل ہو وہ بیع مین داخل نہین ہوتی مثلاً قفل اور برتن اور جانور جو اُس
زمین مین ہو بیع مین داخل نہوگا بخلاف درخت اور عمارت کے کہ یہ چیزین بلا خلاف
بیع مین داخل ہوجاتی ہین تو حنفیہ کا مذہب صحیح ہوا مثلاً قرآن شریف جزدان مین ہو
اور جزدان جلد کے ساتھ چسپان نہین رہتا تو محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لئے
جزدان کے اوپرے چھونا جائز ہے خواہ ٹکانے کے لیے فیتہ لگایا ہو اور اس فیتہ
وغیرہ کو پکڑ کے اٹھادے یا فیتہ وغیرہ نہو خاص جزدان کو چھووے اور ایسا ہی چمڑے کے

Marfat.com

ظرف مین قرآن ہو مثلاً چمڑے کا غلاف ہو اور قرآن شریف کے ساتھ ملا ہوا نہو بلکہ اُسکے
اندر قرآن شریف ہو تو اُس غلاف کے اوپر سے چھونا جائز ہے یا مثلاً بیگ کے اندر
قرآن شریف ہو تو وہ بیگ بھی چھونا جائز ہے اسواسطے کہ ان چیزون کو اگر کوئی شخص
چھووے تو نہ عرفاً اور نہ حقیقۃً یہ سمجھا جاویگا کہ اُس شخص نے قرآن شریف کو چھوا اور
شافعیہ کہتے ہین کہ جب عرف مین غور کیا جاوے اور باریکی کیجانب نظر کیجاوے اور حیا
منظور ہو تو یہی کہا جاویگا کہ کسی شے کا ظرف ہے اگرچہ اُس شئے سے منفصل ہو مگر و
ظرف حکم مین اُسی شے کے ہوگا تو جس ظرف مین قرآن شریف ہو اُس ظرف کو اٹھا
محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے حرام ہے اسواسطے کہ اٹھانے مین اسظرف کو بھی
ضرور ہوگا اور جو حکم ظرف کا ہی وہی حکم مظروف کا ہے چنانچہ جس ظرف مین کوئی چیز
جسکی عظمت کیجاتی ہے رکھی ہو تو عرف مین اسکو چھونا جائز نہین جانتے اور مقام
کو اس سے بھی زیادہ قابل لحاظ سمجھتے ہین اور اب قیاس مساوات کو ہم درست کر
ہین اور کہتے ہین کہ کسی شے کا ظرف ہو یا کسی شے کے ظرف کا ظرف ہو اسکے لیے و
حکم ہے جو اس شے کیلئے حکم ہے جو اُس ظرف مین ہو قیاس مساوات اس جگہ صحیح
ہے اسواسطے کہ مقدمہ بعینہ صادق ہے کیونکہ ظرف کا ظرف بھی ظرف ہوتا ہے لیکن
اس مقام مین ممکن ہے کہ شافعیہ کو مغالطہ دیا جائے اس طور پر کہ اس سے لا
آتا ہے کہ جس گھر مین قرآن شریف کا صندوق رکھا ہو اس گھر کی دیوار کو بھی چھ
محدث کے لیے جائز نہو وے تو اسکا جواب شافعیہ کے طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ ظ
شے کی دو قسم ہے ایک یہ کہ جب کہا جاوے کہ وہ شے دوسری جگہ منتقل کی گئی تو اُس
عرف مین سمجھا جاوے کہ وہ ظرف بھی اس شے کے ساتھ منتقل ہوا ہوگا تو اس
صورت مین وہ ظرف مقصود ہوتا ہے جو خاص اُس شے کیلئے ہوتا ہے اور دوسر
قسم ظرف شے کی وہ ظرف ہے کہ اس شے کے منتقل ہونے سے یہ نہ سمجھا جاوے
ظرف بھی منتقل ہوا ہوگا جیسا کہ مثلاً گھر ہوتا ہے اسواسطے کہ کہا جاتا ہے کہ موتی ڈبہ مین
اور ڈبہ گھر مین ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موتی گھر مین ہے لیکن موتی کے منتقل ہو

Marfat.com

ہر نہین منتقل ہوتا بخلاف ڈبہ کے کہ موتی کے منتقل ہونیسے ڈبہ بھی منتقل ہوتا ہے تو اس قسم
ظرف خاص اس شے کے لیے نہین ہوتا اور اضافت واسطے اختصاص کے ہے تو اس
سم کے ظرف کا چھونا حرام نہوا سواسطے کہ حرام اُس ظرف کو چھونا ہے جو خاص قرآن
شریف کے لیے ہوا ور اُس مین قرآن شریف موجود ہو اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ بالاجماع
ابت ہے کہ جس مین قرآن شریف کے الفاظ مکتوب ہون بوجہ قرآنیت حتی کہ اسکو مصحف
بعض مصحف کہہ سکین تو اُسکو چھونا حرام ہے چنانچہ کاغذ کا ایک پرچہ کہ اس پر قرآن
شریف کی ایک آیت لکھی ہو یا تعویذ اُسمین قرآن شریف کی آیت لکھی ہو یا روپیہ کہ
س پر آیت قرآنی منقوش ہو تو حنفیہ کے نزدیک ان چیزون کو چھونا حرام ہے اور ایسا ہی
شافعیہ کے نزدیک بھی حرام ہے اسواسطے کہ انوار مین مرقوم ہے وَلَا يَحْمِلُ حَمْلَهُ فِي
الْاَمْتِعَةِ وَالْعَدْلِ اِذَا لَمْ يَكُنْ مَقْصُوْدًا بِالْحَمْلِ وَاِنْ عَلِمَ یعنی اور حرام نہین اُٹھانا
س اسباب کو جسکے اندر قرآن شریف ہو اور ایسا ہی نہین اُٹھانا اُس بار شتر کو کہ
سکے اندر قرآن شریف ہو جبکہ خاص قرآن شریف کو اٹھانا مقصود نہو اگرچہ معلوم ہو
کہ اُس اسباب اور اُس بار شتر مین قرآن شریف ہے یہ ترجمہ انوار کی عبارت مذکورہ
کا ہے بخلاف صندوق کے کہ اُس مین صرف قرآن شریف رکھا ہوا ہو یعنی شافعیہ
کے نزدیک وہ صندوق اُٹھانا محدث وغیرہ اشخاص مذکورین کے لیے حرام ہے اور
ان دونون صورتون مین جو فرق ہے اُسکا منشا یہ ہے کہ کسی شے کا ظرف اُس ظرف کو کہتے ہین کہ
وہ ظرف خاص اُس شے کے لئے ہو بخلاف اُس ظرف کے کہ اُس شے کے لیے بھی ہو اور
کسی دوسرے شے کے لیے بھی ہو اور بخاری کا مذہب چونکہ نہایت متروک العمل ہے
اسواسطے اسکی توجیہ کی ضرورت نہین اور بخاری کی کتاب سے کوئی امر منقح نہین معلوم ہوتا
بخاری کا استدلال صرف اس پر ہے کہ قیصر کے پاس جو خط بھیجا گیا تھا اس مین
قرآن شریف کی دو آیت لکھی تھی تو صرف اس بنا پر یہ قول صحیح نہین ہو سکتا کہ جنب
اور محدث کے لئے مس مصحف جائز ہے اسواسطے کہ کسی خط مین یا کسی کتاب مین دو ایک
آیت لکھنا قرآنیت کی بنا پر نہین ہوتا ورنہ چاہیئے کہ محدث اور جنب کے لئے کتاب

Marfat.com

گلستان بھی چھونا حرام ہوجاوے اسواسطے کہ اس مین قرآن شریف کی آیتین ہین مثلاً یہ آیت ہے اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ اور اسکے سوا اور بھی آیتین اسمین ہین اور ایسا ہی چاہیئے کہ اُن خطوط کو بھی چھونا حرام ہوجاوے جسمین مقام تعزیت مین اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ لکھا ہو اور مقام شکر مین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لکھا ہو حالانکہ ایسی کتاب اور ایسے خطوط چھونا حرام نہین چنانچہ کتب تفاسیر کہ اسمین بہ نسبت عبارت تفسیر کے قرآن شریف زیادہ نہو تو اسکو چھونا جائز رکھا گیا ہے یہ توجیہ اس مسئلہ مین مذاہب مختلفہ کی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

سورۃ السبا

سورۃ فاطر

سوال ۔ رنگ نوروز کا کیا معنی ہے۔

جواب ۔ ہر سال آفتاب کی تحویل برج حمل مین ہوتی ہے اسکو نوروز کہتے ہین منجمون نے تشخیص کیا ہے کہ ہر چیز مین کوئی خاص رنگ ہے اور پھر اسکی تعیین کی ہے کہ کس چیز مین کون رنگ ہے چنانچہ آدمی اور نباتات اور حیوانات اور انواع طعام اور ایام اور ساعات ان مین سے ہر ایک مین کوئی خاص رنگ تشخیص کیا ہے اور منجمین کہتے ہین کہ اسکی تصدیق اس طور پر ہوتی ہے کہ جب کسی جنس کا رنگ اس قاعدہ سے ہم استخراج کرتے ہین تو مطابق ہوتا ہے تو اسی طرح رنگ نوروز بھی مقرر کرتے ہین اور فی نفسہ اُس مین، وہ رنگ نہین اور پھر رنگ نوروز کو صاحب ساعت اور صاحب طالع کے ساتھ ترتیب دیکر بیان کرتے ہین اور یہ سب رنگ اُن کواکب مین فی الواقع حقیقی نہین بلکہ نوروز کے ساتھ نسبت کرنا اسناد مجازی ہے اور اس اسناد مین علاقہ ظرفیت زمانی کا ہے۔

سوال ترکون نے کہ بارہ سال کو جانورون کے نام سے قرار دیا ہے اسکی کیا وجہ ہے اور عوام کہ اسکو سواری نوروز کا کہتے ہین اسکا کیا معنی ہے۔

جواب ترکون نے مناسبات خفیہ مین غور و فکر کرکے یہ سب نام مقرر کئے ہین مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ صرف اصطلاح ہے یا استقراء ناقص سے یہ سب نام رکھے گئے ہین مثلاً ان حیوانات کی پیدایش ان برسون مین زیادہ ہوئی یا لوگون کا میلان ان حیوانات کی صفات مالوفہ کیطرف زیادہ ہوا اور لوگ جو اسکو سواری نوروز کہتے ہین تو یہ محض دعوی ہی دعوی ہے

Marfat.com

سوال ۔ بارہ برج کی تقسیم اجزار سطح فلک مین ہوئی ہے اور اُن برجونکا حکام جو نام ہے وہ باعتبار اجزار سطح فلک کے ہے یا تقسیم اور تسمیہ باعتبار اُن کواکب کے ہے کہ اُن کی ہیئت اجتماعیہ سے وہ صورت معلوم ہوتی ہے جو اُن اسما کے مسمیات کی صورت ہے۔

جواب ۔ اہل یونان کے نزدیک بروج کے جو نام ہین وہ فی الواقع اجزاء فلک کے نام رکھے ہین کہ منطقۃ البروج کا ہر ربع کہ مابین اعتدال اور انقلاب کے ہے اسکا تین تین حصہ کیا ہے اور ہر حصہ کو ایک برج قرار دیا ہے اور اسکا کوئی خاص نام رکھا ہے اور اُن برجون کے نزدیک جو ستارہ ہین انکی ہیئت اجتماعیہ سے جس چیز کی صورت ظاہر ہوتی ہے مثلاً بعض برج کی صورت شیر کے مانند ہے کہ اسکو برج اسد کہتے ہین اور بعض برج کی صورت بچھو کے مانند ہے کہ اُسکو عقرب کہتے ہین علی ہذا القیاس ہر برج کی کوئی خاص صورت معلوم ہوتی ہے تو انھین کواکب کے اعتبار سے منجمین سعادت اور نحوست قرار دیتے ہین اور سابق منجمین نے یہ سب نام اس خیال سے رکھے کہ یہ صورت متغیر نہو گی اور متاخرین نے متقدمین کی متابعت کی اور اہل ہند برج کو راس کہتے ہین اور دو طرح سے اعتبار کرتے ہین ایک ضبط ایام وفصول وسایہ مین باعتبار نقاط کے اور دوسرا ضبط خطوط واحکام سعادت ونحوست مین باعتبار صورتون کے اور اول کو حساب سائن کہتے ہین اور دوسرے کو حساب برین کہتے ہین اور یہ تفریق حساب فلک الافلاک واختلاف فلک ثامن کے زیادہ مناسب ہے اگرچہ اہل ہند موافق اہل فرنگ کے وجود فلک کا اعتقاد نہین رکھتے بلکہ خلاگمان کرتے ہین تو اُن لوگون کے نزدیک بسیط اور مادی ہونیکا کیا ذکر ہے واللہ اعلم

سوال ۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے فصوص شہور مین کہا ہے اِنَّ اَفْضَلَ الشُّهُوْرِ عِنْدَنَا رَمَضَانُ ثُمَّ شَهْرُ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَجَبٌ ثُمَّ شَعْبَانُ ثُمَّ ذُوالْحِجَّةِ ثُمَّ شَوَّالٌ ثُمَّ ذُوالْقَعْدَةِ ثُمَّ الْمُحَرَّمُ یعنی سب مہینون مین افضل ہمارے نزدیک رمضان ہے پھر ربیع الاول ہے پھر رجب ہے پھر افضل شعبان ہے پھر ذی الحجہ ہے پھر شوال ہے پھر ذیقعدہ ہے پھر محرم ہے اور محی الدین ابن عربی نے اسکی بہت وجہین بیان کی ہین اور پھر کہا ہے کہ شہور قمریہ کے بارہ مین یہی میرے نزدیک ثابت ہوا ہے اور باقی

Marfat.com

مہینہ یعنی صفر اور ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ اور جمادی الثانی یہ سب مہینہ باہم فضیلت
مین برابر ہین اور یہی میرا گمان غالب ہے اسواسطے کہ میرے نزدیک ثابت نہوا کہ ان
چار مہینون مین سے کسی مہینہ کی فضیلت دوسرے کسی مہینہ کی فضیلت سے زیادہ ہے اور یہ
مناسب نہین کہ وہ بات کہون جو میرے نزدیک ثابت نہین اور محی الدین ابن عربی نے
دوسرے مقام مین کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب مہینون مین رمضان شریف کو زیادہ
فضیلت دی ہے اسوجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے یہ مہینہ مسمیٰ ہے اسواسطے کہ ثابت ہے
کہ رمضان شریف اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے اسوجہ سے اسکی زیادہ فضیلت باعتبار اور سب
مہینون کے ہوئی اور احکام شرعیہ شہور قمریہ کے اعتبار سے ہین شہور شمسیہ کے اعتبار سے نہین تو
اب سوال چند امور کے بارہ مین ہے کہ کیا مہینون کے فضائل مذکورہ صحیح ہین اور کیا رمضان
اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے تو رمضان کا معنی کیا ہے اور اسکی وجہ کیا ہے کہ شرعی احکام
شہور قمریہ کے اعتبار سے ہوے اور شہور شمسیہ کے اعتبار سے نہوے۔

جواب ظاہر ہے کہ کسی چیز کی فضیلت دوسری چیز پر باعتبار اختلاف مقاصد کے مختلف ہوتی
ہے مثلاً امرا کے نزدیک بہ نسبت گھوڑے کے ہاتھی زیادہ بہتر ہے اور مجاہدین کے نزدیک
بہ نسبت ہاتھی کے گھوڑا زیادہ بہتر ہے اور کھیتی کرنیوالون کے نزدیک عرب مین بہ نسبت
ہاتھی اور گھوڑے کے اونٹ زیادہ بہتر ہے اب اس تمہید کے بعد کہتا ہون کہ رمضان شریف
کی برکت تو عام طور پر ہے اسواسطے کہ اسمین قرآن شریف نازل ہوا اور اسمین روزہ
فرض ہے اور اسمین شب قدر ہے اور شب قدر کے فضائل مشہور ہین اور ربیع الاول
کو فضیلت اسوجہ سے ہے کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اور اسوجہ
سے اس امت کے لیے یہ مہینہ باعث برکت ہوا کہ اس مہینہ مین جسقدر درود کا ورد
کیا جاتا ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پیش ہوتا ہے اور جسقدر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو ثواب رسانی کیجاتی ہے اسیقدر زیادہ برکت اُسکے حق مین ہوتی ہے جو زیادہ
آنحضرت صلعم پر درود بھیجتا ہے اور زیادہ ثواب رسانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
کرتا ہے اسکو زیادہ برکت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ برکت عامہ آلہیہ کے بعد درجہ

Marfat.com

اعتبار فضیلت کے برکت عامہ نبویہ کا ہے اور رجب کی برکت خاصۃً للہ ہے اور برکت
مان کی برکت خاصہ نبویہ ہے کہ خاص اُن لوگون کے لیے یہ برکت ہے کہ وہ لوگ عبادت
ن زیادہ محنت کرین اور نوافل مین زیادہ مشغول رہین اسواسطے کہ اس مہینہ کی نسبت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور بعد برکت عامہ کے فضیلت برکت خاصہ کی
ء اور ذی الحجہ کی برکت خاصۃً للہ ہے اور ایک خاص مقام مین ہے یعنی مکہ معظمہ مین کہ
ن اس مہینہ مین حج ہوتا ہے لیکن اس سے مستفید ہر جگہ کے لوگ ہوتے ہین اور ایسا
ی شوال اور ذی قعدہ کی برکت خاصۃً للہ ہے اسواسطے کہ ان مہینون مین بعض افعال
کے ادا کئے جاتے ہین اور شوال مین رمضان شریف کی برکت بھی باقی رہتی ہے اور یہ امر
قعدہ مین نہین اور اسیوجہ سے ذیقعدہ پر فضیلت مین شوال مقدم ہے اور محرم کی برکت
دہ تراجم سابقہ مین تھی البتہ اس مہینہ مین اگر ظاہرا سید الشہدا یعنی حضرت امام حسین رضہ
کلیف ہوئی لیکن اسکے صلہ مین اللہ تعالیٰ نے درجہ شہادت کا عطا فرمایا اور اسیوجہ سے
مینہ باعتبار فضیلت کے اور بزرگ مہینون سے مؤخر ہے اور باقی مہینون مین کسی مہینہ کچھ
موصیت نہین اور شعبان کی برکت شب برات کی وجہ سے ہے اور اس سبب سے بھی ہے کہ
س سال آیندہ کے لیے خلق کے حق مین رزق وغیرہ انکے حوائج کے بارہ مین اندازہ
ا جاتا ہے اور ذی الحجہ کی فضیلت اسوجہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ مَا مِنْ اَیَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْھَا اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ
صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَقِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ
ن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عمل صالح کی جسقدر زیادہ فضیلت عشرہ ذی الحجہ مین ہے
س قدر زیادہ فضیلت کسی دوسرے دن مین نہین عشرہ ذی الحجہ کے ایک روزہ
واب ایک برس کے روزہ کے ثواب کے برابر ہے اور عشرہ ذی الحجہ کے
ات کی یہ فضیلت ہے کہ اُس مین نماز پڑھنے کا اسقدر ثواب ہے کہ جسقدر
واب شب قدر مین نماز پڑھنے کا ہے یہ ترجمہ حدیث مذکورہ کا ہے اور روز عرفہ
برکت یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھنے سے دو برس گذشتہ اور دو برس

Marfat.com

آیندہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہین اور محرم کی فضیلت یہ ہے کہ اُس سے سال شروع ہو
تو شیخ محی الدین ابن عربی نے ادھر توجہ نہ کی اور باوجود اس کے اصل یہ ہے کہ شیخ
جو ترتیب بیان کی ہے وہ بذاتہ ہے اُس سے تعرض کرنے کی ہم کو ضرورت نہین ہم
صرف اُن امور کو بیان کیا ہے جو اُس سے خلاف ہین تو اِس امر کو بغور و فکر سمجھ لینا چا
اور یہ امر کہ اللہ تعالےٰ کا نام رمضان بھی ہے تو مجاہد کے قول سے یہ ثابت ہے اور غا
مجاہد نے کسی ثقہ سے سُنا ہو گا اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ کے اسماء توقیفیہ شرع مین وارد ہو
پر موقوف ہین عقل کو اُس مین مستقل طور پر دخل نہین اور ممکن ہے کہ سبب تسمیہ یہ
کہ لفظ رمضان سے حرارت اور سوزش مفہوم ہوتی ہے اور یہ اثر اللہ تعالیٰ کی صفار
جلالیہ مین ہے چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْ کَشَفَ
لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْہِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ یعنی اللہ تعالےٰ کے لیے حجاب نور کا
ہے اگر وہ پردہ اُٹھا دیوے تو اُس کی شعاع وہان تک جلاوے گی جس مقام تک
اُس کی توجہ ظاہر ہو گی یہ مضمون حدیث مذکور کا ہے اور یہ امر اس سے بھی ثابت ہے
کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاَحْتَرَقْتُ یعنی اگر اپنے مقا
اوپر اپنی اُنگلی کا سر بھی بڑھاؤن تو وہ اُنگلی جلجاوے گی اور یہ بھی روایت سے ثابت ہے
کہ اللہ تعالےٰ کی تجلی سے کوہ طور جل گیا تو ہو سکتا ہے کہ اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ کا نام
رمضان بھی ہوا اور مشہور صرف یہ ہے کہ یہ ایک مہینہ کا نام ہے اور یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اختلاف فصول اور اختلاف ایام اور اختلاف ظلال شمس کی بنا بر خلق کی پیدائش کا انتظام
رکھا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ حج اور روزہ اور عیدین شرع مین چاند کے اعتبار سے ہین
اور سراس مین دو امر ہین ظاہر اور باطن اور ظاہر اسر یہ ہے کہ شہور قمریہ کا اختلاف اس
اعتبار سے ہے کہ جس مین شہور قمریہ مین ظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے اور شہور خمسہ جو
باطن انسان مین ہے وہ ظلمت سے خالی نہین کسی قدر اُس مین انوار ضعیفہ ہے تا ظلمت
طبعیہ دفع ہووے اور ضوابط شرع محفوظ ہووین اور شمس حقیقی ظلمت ظاہری کو دور کرتا ہے
تو اسوجہ سے مناسب ہوا کہ شرع کا انتظام اُس پر رکھا جاوے اور تحقیق کرنے سے معلوم

Marfat.com

ہے کہ نصاریٰ اور یہود کی عبادت اور عید کی بنا بھی شہور قمریہ پر ہے البتہ موسم کا اعتبار
بنا پر نہین واللہ اعلم۔
کوئی مقلد کہ کسی ایک مجتہد کے ساتھ اُس کا حسن ظن ہے اور اُس کی اقتدا کرتا ہے
نے شرعی احکام ہین کہ اُس مین اُس مجتہد کا قول کتاب اور سنت کے خلاف ہے اور اکثر
دین کا بھی قول اُن احکام مین اُس مجتہد کے قول کے خلاف ہے تو اس مقلد کو کیا
چاہیے کہ قیامت مین مواخذہ سے بری ہووے اسواسطے کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی
ت مین اگر وہ مقلد اُن احکام مین اپنے مجتہد کی تقلید کرے تو اُس پر الزام آتا ہے کہ
ے لیے جسکی اطاعت کا حکم نہ تھا اُسکی اطاعت کی اور نص صریح اور حدیث صحیح کو چھوڑ دیا
نحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کے بارہ مین جو آیتین ہین اُنکو فراموش کیا چنانچہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی تم لوگ آنحضرت صلی اللہ
وسلم کی اتباع کرو تا راہ راست پاؤ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاتَّبِعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ
تابعداری کرو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تاتم پر رحمت ہووے اور اللہ تعالیٰ
فرمایا ہے وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا یعنی آنحضرت
اللہ علیہ وسلم نے جو تم لوگون کو حکم فرمایا ہے اُس پر عمل کرو اور جس چیز سے منع فرمایا
اُس سے باز رہو تو بموجب حکم اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمایا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ
كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اگر تم نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے دریافت کرو یعنی بموجب اس
ت کے اس بارہ مین سوال کرتا ہون اور اُمیدوار جواب شافی کا ہون۔
ب متاخرین مجتہدین سے چند طرح کے گذرے ہین اُن مین سے ایک جماعت ایسی
ئی ہے کہ اُن لوگون کو کچھ اجتہاد اور ترجیح کا درجہ حاصل تھا اور ایک جماعت ایسی ہوئی
ہ کہ اُن لوگون کو دوسرے علوم مین کمال حاصل تھا لیکن علوم شرعیہ مین یعنی تفسیر وحدیث
قہ مین اُن لوگون کو کم مزاولت حاصل تھی وہ لوگ خود اجتہاد نہین کر سکتے تھے اور مجتہدین
پہلی جماعت جنکا ذکر اوپر ہوا ہے اُن مین سے بعضے مجتہدین فقہ مین زیادہ مزاولت رکھتے تھے
اُن لوگون کو قرآن وحدیث مین کم مزاولت تھی اور اُن لوگون کو بھی اجتہاد کا درجہ

Marfat.com

حاصل نہ تھا اور پہلی جماعت مین سے اکثر مجتہدین کو قرآن و حدیث سے استنباط کرنے کا
ملکہ حاصل نہ تھا البتہ اُن لوگون نے فوائد قیود اور رفع اختلافات کتب مین ملکہ حاصل کیا
اور بعض مجتہدین کو استنباط کا ملکہ حاصل تھا اور کتاب وسنت پر عبور تھا اور اختلافات فقہاء
اُن لوگون کو زیادہ معرفت حاصل تھی مگر مصلحتہً اُن لوگون نے اجتہاد کی راہ مین قدم نہ رکھا اور
مصلحت یہ ہے کہ آدمی کے مقتضاے طبیعت سے ہے کہ ہر شخص اپنے فہم پر ناز کرتا ہے اور اگر
دوسرے کے کمال کا بھی اجمالاً اعتقاد کرتا ہے لیکن جب کسی امر مین اُسکی اپنی کوئی خاص
قرار پا جاتی ہے تو اگر اُس کے خلاف دوسرے کسی ایسے شخص کی بھی راے ہو جو اُس کے
گمان مین افضل ہو تب بھی اُسکی راے قبول نہین کرتا تو جب اُس کے کسی ہم درجہ
راے اُسکے راے کے خلاف ہووے تو اُس ہم درجہ کی راے پہ اُسکو کیا لحاظ ہوگا تو اگر
کوئی شخص کسی وقت مین شروط اجتہاد کو حاصل کرے اور ہر شخص کیا ناقص اور کیا متوسط
اپنی استعداد کے موافق اجتہاد مین قدم رکھے تو اس قدر اختلاف واقع ہوگا کہ شریعت بجاے
عبادات اور معاملات مین اتحاد درہم برہم ہو جاوے گا اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ مسدود
ہو جاوے گا چنانچہ جب تک لوگون نے چار مذہب کو مستحکم نہ پکڑا تھا اور چار ائمہ کی تقلید
اختیار نہ کی تھی تو اسلام مین کچھ زیادہ ستر فرقہ سے ہو گئے اور اُن کے بعد ہر فرقہ کے تابعین
باقی رہ گئے اور پھر کوئی دوسرا مذہب اختراع نہین کیا گیا اور متاخرین مجتہدین نے جو غور
تو جو فہم وکثرت عبور وصلاح قلب ونور باطن وبے طمعی وخلوص خواہش نفسانی سے اور
زیادتی تقوی یہ امور جسقدر سابقین مجتہدین مین تھے وہ اپنے مین نہ پائے تو اور کچھ چارہ
نہ دیکھا سوا اسکے کہ صرف سابق مجتہدین کے اقوال مین جرح وتعدیل کرین اور عربی کی لغت
قدیم کی واقفیت مین بھی اپنے کو قاصر پایا اور اُن قراین سے بھی اپنے کو محروم پایا کہ اُس
ذریعہ سے استنباط ہو سکے اسوجہ سے اُن لوگون نے اجتہاد کی راہ مسدود کر دی تو اُن لوگو
یہی عذر رب العزت کے حضور مین ہے کہ خداوندا اپنی جدید راے اختراع کرنے مین طرح طر
فساد دیکھا اور اتباع سلف مین دین کا استحکام زیادہ پایا اور اسی مین طاعات کے قبول ہونے
زیادہ آثار دیکھے اسوجہ سے ناسخ ومنسوخ وظاہر ومأول ومطلق ومقید کی معرفت سلف سے

Marfat.com

چھوڑا سواسطے کہ اُنکے مانند ہماری قوت ان امور مین نہ تھی اور یہی مصلحتین
بھی موجود ہین لیکن باوجود اسکے یہ ثابت نہین کہ کسی مذہب کے اجتہاد کو حرام
چاہیے مگر ہر فرقہ کے متعصبین نے لَنْ نَّتْرُكَ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کو اپنا
زبان کرلیا ہے اور دوسرے لوگون نے چنانچہ اکثر فقہاے شافعیہ نے دوسرے کے مذہب
توے دیا ہے لیکن حنفیہ اور حنابلہ مین بہ نسبت دوسرے لوگون کے زیادہ تعصب ہی
نانچہ صاحب اشباہ والنظائر نے کہا ہے کہ اگر ہم سے لوگ پوچھین کہ تمھارا مذہب کیسا
ے اور تمھارے مخالف کا مذہب کیسا ہے اور اصول سے ثابت ہے کہ مجتہد سے کبھی
طا بھی ہو جاتی ہے اور کبھی اُسکی راے صائب بھی ہوتی ہے تو ہم کہین گے کہ ہمارا
ہب حق ہے اُس مین احتمال خطا کا ہے اور ہمارے مخالف کا مذہب خطا ہے اُسمین
تمال ہے کہ حق ہو اور اگر تحقیق کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھولا جائے تو پھر وہی خوف
ہ جود ہے کہ لوگ ہماری تحریر کو قابل حجت نہ جانین گے اور مذاہب رکیکہ اختراع
رین گے اور حلال کو حرام کہین گے اور حرام کو حلال کہین گے اور شریعت مین
خلل انداز ہون گے اور حق تعالےٰ اگر کسی کو واقعی اجتہاد کی قوت دیوے تو ظاہر ہے
کہ وہ تقلید کا پابند نہ رہے گا لیکن سب کو اپنا مذہب اختیار کر لینے کے لیے نہ کہے گا اس
واسطے کہ اس مین فتنہ کا خوف ہے اس لیے وہ ایسا نہ کہے گا اور حاصل کلام یہ ہے
کہ اگر اسوقت کوئی شخص اجتہاد کرنا چاہے تو چاہیے کہ پہلے چند امور کو اپنے لیے لازم
پکڑلیوے تا رب العالمین مالک یوم الدین کے روبرو شرمندہ نہوے اول استنباط مین
جودت فہم اور ملکۂ تدقیق حاصل کرے اور کتب عربیت و قواعد منطق مین کمال حاصل کرے
اور ضوابط فہم و تکمیل تحصیل ان کتابون مین حاصل کرے اور دوسرے یہ کہ کتاب و
سنت مین بطریق عبور و تدقیق کے مزاولت حاصل کرے اور تیسرے یہ کہ اپنے نفس
خواہش نفسانی اور تعصب سے خالی کرے اور چوتھے یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ اتصال روحانی حاصل کرے اور پانچوان امر تصفیہ نفس کا ہے تا ہیئات
ظلمانیہ اور عمل نورانی مین جو فرق ہے اُسکو امتیاز کرے چنانچہ یہ وارد ہے اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ

Marfat.com

وَلْيُوَافِقْكَ الْمُفْتُوْنَ یعنی اپنے قلب سے فتوے طلب کر اگرچہ تجکو مفتیون نے فتوے دیا ہے اور چھٹا امر یہ ہے کہ مذاہب فقہا سے اُسکو خبر ہو تا نقض اجماع لازم نہ آوے اور مذہب رکیک کی طرف میلان نہ کرے تو اگر یہ سب شروط میسر ہو دین تو اجتہاد اُسکے لیے زیبا ہے لیکن جو اس درجہ تک نہ پہونچا ہو وہ اگر چاہے کہ تقلید سے باہر نکلے اور بعضے مسائل مین دوسرے کے مذہب پر عمل کرے تو اُسکے لیے چند چیزین لازم ہین اور اس جمع مذاہب کو تلفیق کہتے ہین اور اس کی چند صورت ہے اوّل یہ کہ از روے دلیل کے بعضے ائمہ کا قول اُس نے قابل ترجیح پایا ہو اور اُس کے مخالف کے ادلہ پر بھی اُسکو عبور ہو تو ایسی صورت مین کوئی قید نہین اُس مسئلہ مین حدیث صحیح غیر منسوخ ظاہر الدلالۃ کے موافق عمل کرے اگرچہ دوسرے مسائل مین وہ کسی دوسرے مجتہد کا مقلد ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی عمل ہو مثلاً وضو یا نماز یا روزہ یا کوئی معاملہ ہو اور اُس مین کسی ایک مجتہد کے مذہب کے موافق عمل کرے اور باقی مسائل مین دوسرے مجتہد کے مذہب کے موافق عمل کرے تو اس صورت مین اگر بعض عمل شرط ہے کسی دوسرے بعض عمل کے لیے جیسا کہ مسائل حیض اور نواقض وضو کے کہ یہ شرط ہے نماز کیواسطے تو اس صورت مین احتیاط کرنا چاہیے کہ ایسا نہووے کہ عمل کسی مذہب کے موافق درست نہووے اور اگر وہ عمل سب مذہب کے موافق درست ہووے تو اُسکو اخذ بالاحتیاط کہتے ہین اور اگر کسی ایک مذہب کے موافق وہ عمل درست ہووے تو اُسکو اخذ بالقول کہتے ہین تیسری صورت یہ ہے کہ ایک عمل کو دوسرے عمل سے کچھ علاقہ نہو جیسا کہ نماز اور روزہ اور زکوٰۃ ہے اور جیسا کہ نکاح اور بیع ہے تو اس صورت مین اختیار ہے کہ بعضے مسائل مین کسی مجتہد کے مذہب کے موافق عمل کرے اور بعضے مسائل مین کسی دوسرے مجتہد کے مذہب کے موافق عمل کرے اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جس مذہب مین جو مسئلہ اپنی خواہش نفسانی کے موافق ہو اُسکے موافق عمل کرے اور یہ درست نہین اسواسطے کہ یہ خواہش نفسانی کی اتباع ہے حکم خدا کی اتباع

تلفیق اور تخصی یعنی مذاہب

نہین چنانچہ لکھا ہے کہ وہ شخص اشقیا سے ہے جو معاملۂ سود اور مشروبات مین حنفی کے موافق عمل کرے اور کھانے کی چیزون مین مالکی کے موافق عمل کرے اور طہارت منی مین شافعی کے موافق عمل کرے اور ایسا ہی یہ جو مسئلہ ہے کہ مثلاً جس عورت کے ساتھ نکاح کیا جاوے اور بعد نکاح کے اُسکے ساتھ جماع کیا جاوے تو اُس عورت کی لڑکی حرام ہو جاتی ہے اور ایسا ہی جس عورت کے ساتھ زنا کیا جاوے تو اُسکی لڑکی بھی حنفی کے مذہب کے موافق حرام ہو جاتی ہے اور شافعی کے مذہب مین زنا کی صورت مین اُسکی لڑکی نہین ہو جاتی ہے تو اس مسئلہ مین وہ شخص اپنی خواہش نفسانی کی اتباع سے شافعیہ کے موافق عمل کرے تو وہ شخص اشقیا سے شمار کیا جاوے گا اور پانچوین صورت یہ ہے کہ دوسرا جو مذہب اختیار کرے تو اُس مذہب کی روایت مرجوحہ کو اختیار کرے کہ اُس مذہب کے اکثر علمانے اُس روایت کو ترک کر دیا ہو تو یہ بھی درست نہین اور خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو علوم عربیہ مین مزاولت حاصل ہو اور کتاب و سنت کو بلا تامل سمجھ لیتا ہو اور وہ شخص کوئی حدیث پاوے کہ محققین فن حدیث نے اُس حدیث کو صحیح کہا ہو اور فقہاے اہل سنت کی جماعت کثیر نے اُسکے موافق حکم دیا ہو اور اجماع کے خلاف نہو اور معتبر اسنادون سے اُس حدیث کو دریافت کیا ہو اور شروح اور حواشی سے اُسکی تحقیق کی ہے کہ وہ حدیث منسوخ نہین تو اُس شخص کو چاہیے کہ وہ حدیث چاہے کسی مذہب کی ہو اُسکے موافق عمل کرے اور جس مسئلہ مین ایسی حدیث نہ پائی جاوے تو چاہیے کہ جس مجتہد کے ساتھ اُس کا حسن ظن ہو اُس مسئلہ مین اُسکی تقلید کرے اور اس صورت مین شارع کے قول واضح کو صرف اس گمان سے ترک نہ کرے کہ صاحب مذہب نے اُسکے ترک کرنے کی دلیل بیان کی ہو اور ایسا ہرگز نہین کہ صرف اسقدر مخالفت سے وہ اُس مذہب سے خارج ہو جاوے چنانچہ ائمہ اربعہ سے صراحۃً اور تاکیداً ثابت ہے کہ جو شخص ہمارے قول کے خلاف حدیث صحیح پاوے تو چاہیے کہ وہ حدیث پر عمل کرے کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب وہی ہے اور ایسا کیون نہو اسواسطے کہ اگر اس کے خلاف وہم کیا جاوے تو سلب ایمان کی نسبت

اکابر کی جانب لازم آوے گی اور گویا رسالت کا دعوے اپنے مقتدا کے حق مین ہوگا اور دیدہ و دانستہ مقتدا کو مجوز خلاف امر رسول گمان کرنا لازم آوے گا نعوذ باللہ من ذلک اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی مذہب کے گنہگار اس مذہب کے مجتہد کے حکم کے خلاف عمل کرتے ہین تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنے سے اپنے مذہب سے کیون خارج ہو جاوین گے اور سوال مین جو آیات مذکور ہین کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنے کے بارہ مین ہین تو وہ آیات اسی معنی پر محمول ہین اور اس امر مین کسی کو کچھ عذر نہین اور فی الواقع اگر مقلدین مذہب کی تحقیق کرین تو معلوم ہو جاوے کہ تقلید کی وجہ سے یہ لوگ اس حد تک پہونچے کہ فقہا کا قول حدیث کے مقابلہ مین لے آتے ہین اور فقہا کے قول کو ترجیح دیتے ہین اور یہ اس قبیل سے ہے کہ علما کو پیغمبری تک پہونچا دیا جاوے بلکہ ایسا ہی کہ اُنکو خدا کے درجہ تک اپنے گمان مین پہونچا دیا جاوے اس واسطے کہ ترمذی کی حدیث صحیح مین آیا ہے کہ عدی ابن حاتم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر کے بارہ مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ لوگ ان لوگون کو یعنی اپنے علما اور زہاد کو خدا کی پرستش کے طور پر پوجتے تھے اور اُن لوگون کو خدا جانتے تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن لوگون کے قول کے موافق حلال و حرام جانتے تھے تو عدی ابن حاتم نے عرض کیا کہ ہان یعنے فی الواقع یہ امر ثابت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی مطلب رب بنا لینے کا ہے اور ظاہر ہے کہ منصب تکلیف شرعی مقرر کرنے کا اور منصب شریعت قایم کرنے کا خاص خدا کے لیے ہے اور بلا اُس کے حکم صریح کے کسی دوسرے کے لیے گمان کرنا کہ یہ منصب اُس کو حاصل ہے شرک محض ہے نعوذ باللہ من ذلک اور نص قاطع یعنے اللہ تعالے کا حکم صریح یقینی مثلاً اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یہ آیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہین کسی دوسرے کی شان مین نہین اور اولی الامر کی

Marfat.com

اطاعت کا حکم خاص مباحات مین ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ یعنی پس اگر منازعت کرو تم لوگ کسی چیز مین تو چاہیے کہ رجوع کرو اُس مین طرف اللہ اور رسول کے یہ ترجمہ آیۂ مذکورہ کا ہے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَةَ یعنی ہرگز نہ پڑھے کوئی تم لوگون مین سے عصر مگر بنی قریظہ مین اور لفظ حین کے بارہ مین فتاوی خلفاء اربعہ مین جو اختلاف ہوا اُس کے سوا اور بھی بعض مسائل ہین اُن مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ مجتہدین کی راے کو فروع مین صحیح فرمایا کرتے تھے اگرچہ ایک کی راے بہ نسبت کسی دوسرے کے زیادہ صحیح ہوتی تھی اور ایسا ہی اُس شخص کا بھی قول ہے جو مجتہدین کے مذاہب کو حق کہتا ہے اور یہ حکم بالاتفاق چارون مذہب مین ہے چنانچہ یہی صورت ہے کہ چارون اہل مذہب اقرار کرتے ہین کہ اصل حق دائر ہے اور بعضے مسائل زیادہ صحیح ہین بہ نسبت دوسرے مسائل کے اور رجحان کسی ایک مذہب کا دل مین ہونے سے گمان ہوسکتا ہے کہ شاید اس حدیث کا معارض کوئی دوسری حدیث ہووے یا اُس حدیث مین کوئی تاویل ہوتی ہو اور جو فقیر نے لکھا ہے وہ اولًا باعتبار افضلیت اور اولویت کے ہے اور اسیلوجہ سے ترک رفع یدین کرتا ہون اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عدم وجوب کی بنا پر ہے نا موجب اتہام رفض نہو اور غیبت کا دروازہ نہ کھلے اسواسطے کہ عوام کو رفع اور اہل حق و اہل باطل کی کیفیت معلوم نہین خصوصًا افاغنہ اور تورانی کہ سابق مین غالب تھے اور زیادہ تھے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اس مسئلہ مین صحابہ کا بھی اختلاف ہے تو اس وجہ سے بھی کسی ایک جانب کی تعیین مناسب نہین۔

سوال۔ حضرت سلامت بعد تسلیمات کے عرض ہے کہ سیر قدمی کے بارہ مین کیا ارشاد ہے اور سیر نظری کیا ہے اور یہ دونون لفظ حضرت مجدد کے کلام مین واقع ہین اور یہ بیان فرماوین کہ طریقہ جذب کا طریق تلقین کیا ہے اور طریقہ سلوک کا طریق تلقین کیا ہے۔

طریق اصطلاحی قدیم

Marfat.com

جواب۔ سیر نظری سے مراد مشاہدۂ مقامی ہے بدون پانے اُسکے انوار اور آثار کے اپنے مین اور سیر قدمی سے مراد دخول ہے اُس مقام مین اور پانا اُسکے انوار اور آثار کو اپنے مین اور لفظ جذب اور سلوک کا چار معنی ہے پہلا معنے ٹوٹنا رشتۂ عقل کا ہے صدمہ وارد سے اور نہ ٹوٹنا اُسکا اور دوسرا معنے ظہور آثار مطلوبیت ومحبوبیت کا ہے طالب مین اور ظہور آثار محبت و ورود طلب کا ہے مطلوب مین اور یہ معنی بھی بمضمون یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ کے نہین ہوتا مگر ساتھ محبوبیت کے اور مراد آثار محبوبیت سے سبقت کرنا مجاہدہ کا ہی مشاہدہ پر اور تیسرا معنی خرق حجب وجود کا ہے فنا اور بقا مین اور آراستہ کرنا باطن کا ہے ساتھ اخلاق صالحہ اور اقوال صالحہ فاضلہ کے اور چوتھا معنی وقوع سلوک کا ہے ساتھ طریق مصالحہ معاش کے ایسے طور پر کہ یہ مصالحہ فوت نہووے تو یہ مراتب سمجھکر اُسکی تلقین ہوسکتی ہے اُس شخص سے کہ وہ باطن کی قوت رکھتا ہو اور اُس نے فنا اور بقا کے مراتب کو طے کیا ہو واللہ اعلم واحکم

جواب تین مطالب کا

رقیمۂ کریمہ پہونچا اُس مین تین مطلب تھا اوّل طریقۂ سہروردیہ حضرت مجدد شیخ احمدؒ سرہندی کا اور یہ طریقہ اس ترتیب سے پہونچا کہ شیخ احمدؒ سرہندی کو اپنے والد شیخ عبد الاحدؒ سے پہونچا اور شیخ عبد الاحد کو شیخ رکن الدین گنگوہی سے اور شیخ رکن الدین گنگوہی کو اپنے والد شیخ عبد القدوس اور شیخ عبد القدوس گنگوہی کو اپنے شیخ شیخ قاسم درویش اودہی سے اور شیخ قاسم درویش اودہی کو اپنے شیخ سید بڈھن بہرائچی سے اور شیخ سید بڈھن بہرائچی کو اپنے شیخ سید اجل سے اور شیخ سید اجل کو اپنے شیخ سید جلال عرف مخدوم جہانیان سے اور مخدوم جہانیان کو دو سند سے یہ طریقہ پہونچا ایک سند یہ ہے کہ مخدوم جہانیان کو اپنے والد سید احمد کبیر اور سید احمد کبیر کو اپنے والد سید جلال بخاری سے اور سید جلال بخاری کو شیخ بہاء الدین زکریا سے اور دوسری سند مخدوم جہانیان کی یہ ہے کہ مخدوم جہانیان کو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے اور شیخ

Marfat.com

رکن الدین ابو الفتح کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا سے اور شیخ بہاء الدین زکریا کو صاحب طریقہ ہذا شیخ شہاب الدین سہروردی سے یہ طریقہ پہونچا اور شیخ رفیع الدین امام اجداد سے حضرت مجدد کے ہین اور امام شیخ بہاء الدین زکریا کے قبل ہوے ہین اور شیخ بہاء الدین زکریا خلیفہ شیخ رفیع الدین امام کے تھے تو یہ احتمال ہے کہ حضرت مجدد کو اپنے اجداد سے اس طریقہ کی اجازت پہونچی ہو بلکہ احتمال ہو کہ حضرت مجدد کے خاندان کا موروثی یہی طریقہ ہو اور طریقۂ چشتیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ حضرت مجدد اور حضرت مجدد کے والد کے اکتساب سے ہو اور دوسرا مطلب شغل ہمہ اوست کا ہو اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ مراد اُس سے ایسی حالت حاصل کرنا ہو کہ اُس سے اضطرار قلب لازم آوے اور اُسکا دفع کرنا اختیار مین نرہے اگر کسی کا اعتقاد ہے کہ وحدت وجود ثابت ہے تو وہ یہ شغل اختیار کرتا ہے ورنہ ہرگز اس شغل کا خیال نہین کرتا بلکہ ہمیشہ اُسکا یہی خیال رہتا ہے کہ یہ خیال واقعی نہین تو اُسکے لیے یہ شغل ہرگز مفید نہین اور بلا شبہ ظہور اس معنی کا بخود بخود تصفیۂ قلب سے بخوبی ہو جاتا ہے اور تصنع اور تکلف کو اس مین دخل نہین اور خواجہ خرد علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جب تک کوئی شخص توحید وجودی کا معتقد نہووے ممکن نہین کہ اُسکو فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہووے منکر توحید وجود کے حق مین سب فنا پردۂ نورانیت مین ہی کہ غیر حق ہے اور تجلیات اُسکی سب انوار لطائف وغیرہ ہے نہ ظہور ذات حق تعالیٰ کا ہے اور تحقیق توحید وجودی کے لیے کلام طویل کی ضرورت ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ معیت اور قرب ذاتی ثابت ہے اور یہ جواب نہین ہوسکتا ہے کہ اُن آیات اور احادیث کا ظاہر معنی مراد نہین تاوقتیکہ ثابت نہووے کہ معیت اور قرب ذاتی ناممکن ہے اور یہ سب ہملوگون کے عقل کے خلاف ہے کتاب اور سنت کے خلاف نہین اور یہ کیا انصاف ہے کہ منصوصات شرعی کو غیر شرعی خیال کرین اور اپنی ناقص عقل کے خیالات کو امر شرعی قرار دیوین اور حدیث شریف مین ہے کہ لَوْ دَلَّیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السَّابِعَةِ السُّفْلٰی لَهَبَطَ عَلَی اللّٰهِ

Marfat.com

یعنی اگر تم رسی لٹکاؤ ساتوین زمین تک تو وہان بھی وہ رسی اللہ کے پاس پہونچے گی اور حدیث شریف مین ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ الصَّدَقَۃَ مِنَ الطَّیِّبِ یعنی تحقیق کہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے صدقہ جو مال طیب سے دیا جاوے یہ دونون حدیث جامع ترمذی مین ہین اور اس کے بیان مین لکھا ہے کہ سلف کا مذہب یہ ہے کہ ان حدیثون کا ظاہر معنے بلا کیف مراد ہے حاصل کلام غیریت محضہ کی نفی اور اتحاد و حدت فی الجملہ نص سے ثابت ہے اور اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ کی آواز آگ سے نکلنا اور کُنْتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ اس مدعی کے لیے واضح دلیل ہے اور انصاف سے دیکھا جاوے تو حضرت مجدد کے کلام سے وحدت وجود کی نفی ہرگز ثابت نہین بلکہ صرف اُس کے بعض اقسام کی نفی ثابت ہوتی ہی لیکن جو کچھ ذہن مین قرار پاجاتا ہے اُسکا جلد دفع ہونا دشوار ہے اور ہمیشہ اُس مین بحث کرنا طرفین کی طاقت سے باہر ہے اور تیسرا مطلب حقیقت ذکر جہر کی ہے اور اصل یہ ہے کہ اُسکا انکار سراسر نادانی ہے اور قرآن شریف سے جہر صراحۃً ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ مَّا اَذِنَ یعنی اللہ تعالےٰ نے تغنی بالقرآن بطریق جہر کے لیے اجازت فرمائی ہے اور تلبیہ حج کے بارہ مین آیا ہے اَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ یعنی بہترین حج وہ ہے کہ اُس مین لبیک کہنے مین آواز بلند کی جاوے اور اللہ تعالےٰ کی راہ مین زیادہ جانور ذبح کیا جاوے اور قرآن کی فضیلت مشہور ہے اور روایت ہے کہ کُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالذِّکْرِ یعنی صحابہ کہتے تھے کہ ہم لوگ ذکر کی آواز سُنکر معلوم کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز تمام فرمائی اور یہ بھی ثابت ہے کہ فَضْلُ الذِّکْرِ الَّذِیْ یَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ عَلَی الَّذِیْ لَا یَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ بِسَبْعِیْنَ ضِعْفًا یعنی وہ ذکر کہ اُسکو حفظہ یعنی فرشتگان نگہبان دنویسندگان اعمال سنتے ہین اُس ذکر کی فضیلت ستر درجہ زیادہ ہے بہ نسبت اُس ذکر کے کہ اُسکو فرشتگان نگہبان دنویسندگان اعمال نہین سنتے اور طریقہ چشتیہ اور اویسیہ اور قادریہ کا کہ یہ سب حضرات ہمارے پیر ہین ان سب طریقہ کی بنا ذکر جہری پر ہے اور یہ کہنا باطل ہے کہ یہ حرام ہے اور فعل حرام سے قرب الٰہی حاصل

Marfat.com

نہین ہو سکتا اس واسطے کہ ذکر جہری سے جمعیت خاطر حاصل ہوتی ہے کہ اُس سے بڑھکر
کوئی دوسری جمعیت نہین اور جب حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ حج کے لیے گئے اور
آپ کے جانے کے بعد خواجہ علاء الدین غجدوانی نے ذکر جہری کرنا شروع کیا اور جب
حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ حج سے واپس تشریف لائے تو خواجہ علاء الدین غجدوانی
نے عذر کیا کہ قوت باطن کی وجہ سے آپ کو ذکر جہری کی ضرورت نہین لیکن ہم کو تو اس سے
بہت فائدہ ہوا تو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ نے اس بارہ مین انکار نفرمایا اور حضرت
خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے ذکر خفی کا طریق حاصل
کیا تھا اور حضرت خواجہ نقشبندؒ کا عمل عزیمت پر تھا اسواسطے حضرت خواجہ نقشبندؒ خود
ذکر جہری نکرتے تھے اور آپ کے ایسے لوگ کہ مسائل فقہیہ مین حدیث کو اجتہاد پر
مقدم جانتے ہین اگرچہ وہ اجتہاد مذہب حنفی مین ہو اگر اس امر مین شبہہ کرین تو محض
بیجا ہے اور حضرت خواجہ علاء الدین کا واقعہ مذکورہ مشہور ہے لیکن فقیر کو یاد نہین کہ
کس کتاب مین لکھا ہے اُسکی تلاش کی ضرورت نہین ایک مرتبہ خواجہ سرا اعلم فقیہات
بادشاہ روم کی طرف سے حج کے لیے مامور ہو کر مدینہ منورہ مین آئے اور شیخ ابراہیم
کردی سے ملاقات کی اور کہا کہ اس سفر مین مین نے ایک بدعت عظیم دور کی ہے تو
شیخ ابراہیم نے فرمایا کہ کون بدعت دور کی ہے تو خواجہ سرا نے کہا کہ مسجد و شہر
بیت المقدس سے ذکر جہری مین نے موقوف کرادیا تو شیخ ابراہیم کردی نے یہ آیت
پڑھی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ
خَرَابِهَا یعنی اور کون شخص زیادہ ظالم ہے اُس سے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی مسجدونمین
منع کردیا کہ وہان اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جاوے اور اُن مسجدون کی خرابی مین کوشش
کی اور شیخ ابراہیمؒ نے چند روایات کہ فتاوی سے نقل کیا تھا پیش کیا اور فرمایا کہ اگر تقلید
سے کام ہے تو آپ دوسرے کے مقلد ہین اور مین دوسرے کا مقلد ہون اور آپکی روایت
بھی حجت نہین اور اگر تحقیق مقصود ہی تو گیند اور میدان موجود ہی اُسکے بعد شیخ ابراہیم کردی نے اثبات جہر مین
چند رسالہ لکھے انمین سے بعضے رسالہ فقیر کے پاس بھی موجود ہین حاصل کلام اتباع مین حق زیادہ احق ہی والسلام

Marfat.com

مجموعۂ رسائل خمسہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ

رسالۂ فیض عام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین ونعت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وآلہ الطیبین واصحابہ التابعین کے واضح ہو کہ عاصی گنہگار نالائق ساکن موضع بردوان پرگنہ حویلی دھاکہ جلال پور سنہ ۱۲۲۹ ایک ہزار دوسو اُنتیس ہجری مین مرزاپور علاقہ بنارس سے دارالخلافت شاہجہان آباد مین گیا اور جناب ہدایت وارشاد مآب قبلۂ قبلہ پرستان وکعبۂ کعبہ ثناسان محقق حق ویقین مدقق مسائل دین متین امام العابدین رئیس العارفین پیشوائے سالکین رہنمای طالبین سرخیل محدثین سردفتر مفسرین افضل فضلاء زمان افصح فصحاء دوران محی مراسم دین محمدی مبطل مذاہب گمراہان ابدی وسیلۂ نجات عرصۂ رستخیز مولانا مرشدنا شاہ عبدالعزیز محدث دام فیوضانہ وبرکاتہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بیعت حاصل کی اور چند سوالات دینی ودنیوی کہ سالہاسال سے دل مین تھے جناب ممدوح کے حضور مین عرض کیے اور جناب ممدوح نے ہر ایک کا جواب فرمایا کہ ہر جواب ہادی راہ ہدایت وتعلیم مرشد طریق مستقیم ہے خداوند تعالےٰ توفیق مرحمت فرماوے کہ ان جوابات پر عمل ہو تا آخرت مین نجات ملے بِمَنِّہٖ وَکَرَمِہٖ

سوال۔ کس چیز کی برکت سے گناہون سے نفرت ہوتی ہے اور اطاعت کی رغبت ہوتی ہے

جواب۔ اس مقصد کے لیے یہ مفید ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بہت پڑھنا اور نفی اور اثبات کلمۂ توحید کی اور اُسکا ضرب شد ومد کے ساتھ قلب پہ لگانا اور قل آعوذ برب الفلق اور قل آعوذ برب الناس صبح وشام پڑھنا یعنی ان امور سے گناہ سے

Marfat.com

فرت ہوتی ہی اور طاعت کی رغبت ہوتی ہے۔

سوال۔ بوقت فجر دو رکعت سنت ہے اور دو رکعت فرض ہے اور بوقت ظہر چار
عت سنت ہی اور چار رکعت فرض ہے اور دو رکعت سنت ہے اور بوقت عصر چار
عت فرض ہے اور بوقت مغرب تین رکعت فرض ہے اور دو رکعت سنت ہے
ر بوقت عشا چار رکعت فرض ہے اور دو رکعت سنت ہے اور تین رکعت وتر ہے
سب مین پڑھتا ہون اسکے سوا پانچ وقت مین کون کون نماز کس کس وقت
ڑھنا ضروری ہے ارشاد ہو۔

جواب۔ فرض اور سنت مؤکدہ اسیقدر ہے اور اگر ہوسکے تو چار رکعت نماز ایک سلام
ے زوال آفتاب کے بعد اور نماز ظہر کے قبل ادا کرنا چاہیے یہ مسنون ہے اور چار
عت نماز فرض عصر کے قبل مستحب ہے اور نماز مغرب اور عشا کے درمیان صلوٰۃ الاوابین
ر یہ بھی مستحب ہے اور یہ نماز چھ رکعت بھی ثابت ہے اور بیس رکعت بھی ثابت ہے
سقدر ہوسکے ادا کرنا چاہیے اور نماز اشراق کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے
یک پہر دن آنے تک رہتا ہے اور چاشت کی نماز کا وقت ایک پہر دن گذرنے کے بعد سے
ریب زوال تک رہتا ہے اور تہجد کی نماز آدھی رات کے بعد سے صبح صادق تک
ا کرنا چاہیے اور اشراق کی نماز دو رکعت ہے اور چار رکعت بھی ثابت ہے اور
اشت کی نماز چار رکعت اور تہجد کی نماز دو رکعت سے بارہ رکعت تک ہے یہ نماز
ور تراویح کے پڑھنا چاہیے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا چاہیے اور چار رکعت
کے بعد تسبیح و تہلیل پڑھنا چاہیے اور پھر دوسرا ترویحہ شروع کرنا چاہیے۔

سوال۔ پنج وقتی نماز کے بعد تسبیح اور مناجات پڑھنے کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہے۔

جواب۔ نماز صبح کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ سو مرتبہ پڑھنا
ہیے اور نماز ظہر کے بعد اگر فرصت ہو تو حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پانچ سو
رتبہ پڑھنا چاہیے اور اگر فرصت نہو تو پچیس مرتبہ پڑھنا چاہیے اور نماز عصر کے بعد
سبیح فاطمہ کا جو مشہور ہے پڑھنا چاہیے اور نماز مغرب کے بعد کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰہِ

Marfat.com

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پانچ سو مرتبہ پڑھنا چاہیے اور نماز عشا کے بعد درود شریف چاہے کوئی درود شریف ہووے سو مرتبہ مدینۂ منورہ کی طرف رخ کرکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو حاضر و ناظر خیال کرکے پڑھنا چاہیے۔

حاضر و ناظر

سوال مناجات مندرجۂ کلام اللہ و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہووے اور مناجات جو جناب عالی کے تصنیفات سے ہے فارسی زبان مین ہو یا عربی زبانمین ہو اُس سے بھی ارشاد ہووے۔

جواب۔ مناجات کہ کلام اللہ مین ہے اُسکو بعضے بزرگان نے جمع کیا ہے اُن سب مناجات کے شروع مین رَبَّنَا کا لفظ ہے اور مناجات کہ احادیث مین ہے وہ کتاب حصن حصین مین بقید اوقات و حالات مرقوم ہے اور فقیر نے کوئی مناجات نہین تصنیف کی ہے البتہ فقیر کے والد ماجد نے دعا مسمّٰی بہ اعتصام عربی زبان مین تصنیف فرمائی ہے وہ نقل کرا کے لے لینا چاہیے اور رات دن مین ایک مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

سوال۔ عفو گناہ اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لیے کیا پڑھنا چاہیے۔

جواب۔ عفو گناہ کے لیے استغفار نہایت مناسب ہے اور خاتمہ بالخیر ہونیکے لیے کلمۂ طیبہ کا زیادہ ذکر کرنا اور آیۃ الکرسی نماز کے بعد پڑھنا نہایت مفید ہے۔

سوال۔ عذاب قبر سے بچنے کے لیے کیا پڑھنا چاہیے۔

جواب۔ ہمیشہ سورۂ تبارک الذی نماز عشا کے بعد سونے کے قبل پڑھنا چاہیے اور سورۂ حٰمٓ السجدہ بھی نماز عشا کے بعد سونے کے قبل پڑھی جاوے۔

سوال۔ نفس امارہ اور ابلیس لعین کے فریب سے بچنے کے لیے کیا پڑھنا چاہیے۔

جواب لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ زیادہ پڑھنا چاہیے اور ہمیشہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نماز صبح اور نماز مغرب کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

سوال۔ رمضان کے سوا اور کس مہینہ مین روزہ رکھنا چاہیے۔

Marfat.com

جواب ۔ رمضان شریف کے سوا یہ روز بہتر ہے نوین ذی الحجہ کے روز کا نہایت ثواب ہے اور اس سے دو برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہین اور دسوین محرم کہ روز عاشورا ہے اُسدن کے روزہ کا بھی نہایت ثواب ہے اور وہ روزہ مسنون ہے اور اُس سے ایک برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہین اور اُس کے سوا یہ بھی مسنون ہے کہ ہر مہینہ مین تین دن روزہ رکھا جاوے اور بہتر ہو کہ تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ کو یہ روزہ رکھا جاوے اور اس طرح بھی سنت ادا ہو جاتی ہے کہ اول عشرہ مین ایک روزہ رکھا جاوے اور دوسرے عشرہ مین ایک روزہ رکھا جاوے اور تیسرے عشرہ مین ایک روزہ رکھا جاوے اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ مستحب ہے اور صبح شب برات کے دن کا روزہ اور شش عید کا روزہ بھی مستحب ہے اور عشرہ ذی الحجہ کا روزہ بھی مستحب ہے مگر بقر عید کے دن روزہ رکھنا نہ چاہیے اور جسقدر ہو سکے رجب مین روزہ رکھنا مستحب ہے اور اس مین بہت ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے ۔

سوال ۔ کوئی درود شریف اور استغفار ہمیشہ وظیفہ کرنے کے لیے ارشاد ہو ۔

جواب ۔ اگر ہو سکے تو ہر شب ورنہ شب جمعہ مین ہمیشہ سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھنا چاہیے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اور بہترین استغفار سید الاستغفار ہے سونے کے وقت معنی کا لحاظ کر کے پڑھنا چاہیے اور سید الاستغفار کتاب سبیل الرشاد مین مذکور ہے اور اُس کتاب مین جو کچھ ہے وہ سب نفیس جواہر ہین یعنی نہایت مفید ہے نقل کر لینا چاہیے اور اُسکے موافق نماز اور وظیفہ پڑھنا چاہیے اور وہ کتاب گویا خلاصہ ہمارے خاندان کے طریقہ سلوک کا ہے خصوصًا فوائد سلوکیہ کہ حضرت والد ماجد سے طالبون اور مریدون کو حاصل ہوا اُس مجموعہ مین مندرج ہے اور حضرت شاہ محمد عاشق صاحب قدس سرہٗ نے اُسکو تالیف فرمایا ہے بقدر چھ جزو کے ہو گی اور حضرت شاہ محمد عاشق صاحب قدس سرہ حضرت والد ماجد کے اجل خلفاء سے تھے ۔

Marfat.com

سوال۔ آداب تلاوت قرآن شریف کیا ہے۔

جواب۔ آداب تلاوت قرآن شریف یہ ہین باتہذیب قبلہ رو پڑھنا اور حروف بخوبی ادا کرنا اور مدّ و شد کا لحاظ رکھنا کہ وہ نہ چھوٹے اور وقف کرنا یہ سب آداب ظاہری ہین اور آداب باطنی وہ ہین کہ مبتدی کو چاہیئے کہ تصور کرے کہ گویا رب العزت کے حضور مین تلاوت کرتا ہون اور اللہ جل شانہ گویا اُستاد کی جگہ مین بیٹھکر سنتا ہے اور منتہی کو چاہیئے کہ تصور کرے کہ یہ کلام بلاواسطہ خاص رب العزت سے سنتا ہون اور فرق دونون صورت مین یہ ہی کہ پہلی صورت مین اپنی زبان سے پڑھنا ہوتا ہے اور اللہ جل شانہ کا سننا ہوتا ہے اور دوسری صورت مین حضرت رب العزت سے ارشاد ہوتا ہے اور اپنے کان سے سننا ہوتا ہے اور یہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے چنانچہ شیخ الشیوخ نے عوارف مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اِنِّیْ لَاَقْرَءُ الْاٰیَۃَ حَتّٰی لَاَسْمَعَھَا مِنْ قَآئِلِھَا یعنی آیۃ پڑھتا ہون اور بار بار اُسکا تکرار کیا کرتا ہون اُسوقت تک کہ وہ آیت اُس کے قائل سے یعنی اللہ تعالےٰ سے سن لیتا ہون اور شیخ الشیوخ نے عوارف مین یہ کلام نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ اُسوقت بمنزلہ درخت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوتے تھے اور رانِیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ کہتے تھے۔

سوال۔ عذاب موت دفع ہونے کے لیے جو کچھ ارشاد ہووے عمل مین حقیر کے آوے۔

جواب۔ روایت سے ثابت ہے کہ سکرات موت آسان ہونے کے لیے ہمیشہ آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص پڑھنا چاہیے اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ عذاب قبر دفع ہونیکے لیے ہمیشہ سورۂ تبارک الذی نماز عشا کے بعد سونیکے قبل پڑھنا چاہیئے اور ایسا ہی سورۂ دخان پڑھنے کے بارہ مین بھی روایت ہے۔

سوال۔ قبر مین جو سوال و جواب ہوتا ہے وہ حضرت پیر و مرشد کی دستخط و مہر ہوکر

Marfat.com

عنایت ہووے۔

جواب۔ قبر مین مومن کامل جو جواب دیتا ہے وہ موافق احادیث کے لکھا جاتا ہے مہر کی ضرورت نہین اور یہ جواب در دزبان کرنا چاہیے اور پارچہ پاک پر خوشبو سے لکھوا کر اپنے پاس رکھنا چاہیے وہ جواب یہ ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّرَسُوْلًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَّبِالْمُؤْمِنِيْنَ اِخْوَانًا وَّبِالصِّدِّيْقِ وَبِالْفَارُوْقِ وَبِذِي النُّوْرَيْنِ وَبِالْمُرْتَضٰى اَئِمَّةً رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ مَرْحَبًا بِالْمَلَكَيْنِ الشَّاهِدَيْنِ الْحَاضِرَيْنِ وَاَشْهَدُ بِاَنَّا نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى هٰذِهِ الشَّهَادَةِ نَحْيٰى وَعَلَيْهَا نَمُوْتُ وَعَلَيْهَا نُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

یعنی گواہی دیتا ہون یہ کہ نہین کوئی معبود قابل بندگی کے سوا اللہ کے اور گواہی دیتا ہون یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ اللہ کے ہین اور پیغمبر اللہ کے ہین راضی ہوا مین اللہ سے ازروے رب ہونے کے اور اسلام سے ازروے دین ہونے کے اور راضی ہوا مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ازروے نبی ہونیکے اور ازروے رسول ہونیکے اور راضی ہوا مین قرآن سے ازروے مقتدا ہونے کے اور کعبہ سے ازروے قبلہ ہونے کے اور راضی ہوا مین مسلمانون سے ازروے بھائی ہونے کے اور راضی ہوا مین حضرت صدیق اور حضرت فاروق اور حضرت ذی النورین عثمان اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے ازروے امام ہونے کے ان حضرات کی شان مین اللہ تعالےٰ کی رضامندی رہی اور خوشی ہے دو فرشتون کے آنے سے کہ گواہ ہین اور موجود ہین اور اے تم دونون فرشتو گواہ رہو اسپر کہ ہم گواہی دیتے ہین یہ کہ نہین ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوا اللہ کے اور یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین اسی شہادت پر ہم زندہ رہے اور اسی پر ہم مر گئے اور اسی پر قیامت مین اُٹھائے جاوینگے اگر چاہا اللہ تعالےٰ نے۔

سوال۔ ایک کپڑا مستعمل کفن کے لیے عنایت ہو۔

Marfat.com

جواب - انشاء اللہ تعالیٰ دیا جاوے گا۔

سوال - اگر شجرہ پیر و مرشد کے دست مبارک سے عربی یا فارسی عبارت مین بطور مناجات کے نظم مین لکھا جاوے تو نہایت حسب دلخواہ ہوگا۔

جواب - ضعف بصارت کیوجہ سے فقیر لکھ نہین سکتا اور شجرۂ قادریہ فارسی زبان مین اور ہندی زبان مین بھی مع مناجات منظوم ہے جو پسند ہو اُسکی نقل لے لیوین۔

سوال - شجرہ قبر مین رکھا جاوے گا یا نہین اور اگر رکھا جاوے گا تو کس ترکیب سے رکھا جاوے گا ارشاد ہووے۔

جواب - شجرہ قبر مین رکھنا بزرگون کا معمول ہے اور اُسکا دو طریقہ ہے اول یہ کہ مردہ کے سینہ پر کفن کے اندر یا کفن کے اوپر رکھین اور اس طریقہ کو فقہا منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مردہ کے بدن سے خون اور ریم بہتا ہے اور اس سے بزرگون کے نام کے بارہ مین بے ادبی ہوتی ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مردہ کے سرہانے قبر مین چھوٹا طاق بنا دین اور اُس مین شجرہ کا کاغذ رکھدیوین۔

سوال - جناب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی رویت کے وقت جو کچھ طریقہ آنجناب کو مرحمت ہوا تحریر فرماکر مرحمت ہووے یا اُسکا خلاصہ لکھوا کر عنایت ہووے۔

جواب - حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رویت سے مین مشرف ہوا اور حضرت ممدوح کی بیعت سے سرفراز ہوا کچھ تذکرہ کے بعد فرمایا کہ ہمارے زمانہ مین یعنی صحابہ کرام کے وقت مین اللہ کی طرف پہونچنے کے تین طریقہ جاری تھے اُس سے دو طریقہ موقوف ہو گئے یعنی نماز اور تلاوت قرآن شریف کی اور تیسرا طریقہ کہ ذکر ہے وہ باقی ہے مگر اُس مین بھی بہت فرق ہوگیا ہے پھر نماز اور تلاوت قرآن کا طریقہ ارشاد فرمایا نماز کا طریقہ کہ بطور شغل کے ادا کیا جاتا ہے اُس مین بہت طول اور تفصیل ہے اور اسوقت اپنی اور لڑکی کی بیماری سے تشویش ہے لکھنا دشوار ہے اور تلاوت قرآن کا طریقہ مبتدی کے لیے یہ ہے کہ خیال کرے کہ مین پڑھتا ہون اور حق تعالیٰ سنتا ہے اور خیال کرے کہ رب العالمین کے حضور مین قرآن شریف پڑھتا ہون جیسا شاگرد اُستاد کے

Marfat.com

سامنے پڑھتا ہے اور منتہی کے لیے طریقہ یہ ہے کہ خیال کرے کہ حق تعالیٰ پڑھتا ہی اور مین سنتا ہون اور یہ سمجھے کہ میری زبان سے ادا ہوتا ہے مگر اسکی عظمت اس طرح کرنا چاہیے کہ گویا خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اور میرا کان سنتا ہے اور یقین ہے کہ جب اس طرح خیال کیا جاوے گا تو محبت کا غلبہ ہوگا جیسا عاشق صادق کو ولولہ ہوتا ہے جب بالمشافہ اپنے محبوب کا کلام سنتا ہے اور مدعا حاصل ہوگا۔ واللہ المعین۔

سوال۔ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہونیکے لیے اور آنجناب سے مراد مین استمداد کرنیکے لیے کوئی ترکیب ارشاد ہووے کہ حقیر عمل مین لے آوے۔

جواب۔ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی ترکیب بروقت موجود نہین انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ نکالکر لکھی جاوے گی۔

سوال۔ جب کسی شخص کو مرض الموت مین گمان ہوجاوے کہ اب زندگی کی اُمید نہین دو ایک روز مین یا اس سے کچھ زیادہ دن مین فوت ہوجاوے گا تو اُسوقت موت کے قبل جبتک مریض کا ہوش وحواس باقی رہے اُسکو کیا کرنا چاہیے یا ورثہ مریض کو اُسکی رفاہیت اور نجات کے لیے کیا کرنا چاہیے۔

جواب۔ جب مریض زندگی سے مایوس ہوجاوے اور یہ معلوم ہوجاوے کہ اب جلد موت ہوجاوے گی تو اُس کے وارثون کو چاہیے کہ پہلے غسل یا وضو یا تیمم کے ذریعہ سے بخوبی پاک کرین اور اُسکو چارپائی پر قبلہ رو لٹادیوین اور اُسکے نزدیک شست وشو وغیرہ کرکے پاک صاف کردیوین اور اُسکے نزدیک گلاب چھڑکین اور روبان عطر وخوشبو سے معطر کرین اور دنیا اور باقی ماندہ لوگونکا ذکر وفکر اُسکے سامنے موقوف کرین گریہ وزاری ہرگز نہ کرین اور زن وفرزند وغیرہ اُسکے متعلقین کو اُس کے روبرو نہ کرین اگر وہ خود یاد کرے تو دو ایک مرتبہ اُن لوگون کو اُسکے سامنے لے آوین اور اُسکے سامنے ہمیشہ کلمہ اور استغفار بلند آواز سے پڑھتے رہین تاکہ خود اُسکو یاد آجاوے اور وہ بھی پڑھے اور اُسکو تاکید نکرین کہ کلمہ اور استغفار پڑھو بلکہ خود وقتاً فوقتاً کلمہ اور استغفار بلند آواز سے پڑھا کرین تا اُسکو یاد آجاوے اور قبر کی

Marfat.com

سختی اور حساب کا خوف اور آخرت کی شدت اُسکے سامنے ذکر نہ کرین بلکہ اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کا ذکر کرین اور گناہونکی بخشش کا تذکرہ کرین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی عام شفاعت کا ذکر کرین اور ارواح صالحین خصوصًا مشایخ اور پیران طریقت کا تذکرہ اُسکے روبرو کرین اور وہ امور ذکر کرین کہ اُس سے گنہگارون کے گناہ زائل ہوتے ہین اور یہ ذکر کرین کہ قلیل اعمال بھی قبول ہوجاتا ہے تا خوف پر اُسکی اُمید غالب ہووے اور جو کچھ اُسوقت وصیت کرے وہ خوش دلی سے قبول کرین اور ضامن ہوجاوین کہ یہ وصیت ضرور ضرور بجالاوین گے تا اُسکا دل متردد نہووے اور اُسکے روبرو سورۂ یسین اور سورۂ الحمد اور سورۂ قل ہواللہ احد پڑھین اور گاہ گاہ سورتین اور آیات قرآنی پڑھا کرین۔

سوال ۔ نماز استسقا اور نماز کسوف اور نماز خسوف اور نماز عاشورہ کی ترکیب عنایت ہووے۔

جواب ۔ چاہیے کہ نماز استسقا کے واسطے جماعت مسلمین کے ساتھ رئیس عیدگاہ مین برابر تین دن باہر نکلے اور پیدل جانا بہتر ہے اور پُرانا اور مستعمل کپڑا پہنکر نکلنا چاہیے اور عید کی طرح زینت اور آراستگی نہ کرے اور خشوع اور خضوع اور شرمندگی کے ساتھ عیدگاہ مین جاوے اور دو رکعت نفل نماز پڑھے اور قرأت بلند آواز سے پڑھے اُسکے بعد خطبہ پڑھے اور دعا کرے اور گناہون سے بہت توبہ و استغفار کرے اور چاہیے کہ امام اپنی چادر کا نیچے کا کنارہ اوپر کرے اور اوپر کا کنارہ نیچے کرے اور داہنے طرف کا کنارہ بائین طرف کرے اور بائین طرف کا کنارہ داہنے طرف کرے اور نہایت تضرع اور زاری کے ساتھ دعا کرے اور حدیث مین جو دعا آئی ہے وہ پڑھے اور وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مُرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَھَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْیِ بَلَدَكَ الْمَیِّتَ یعنی اے پروردگار برسا تو ہمارے لیے بارش مفید خوشگوار تازگی کرنے والی نافع ہو مضر نہو اور جلد مرحمت فرما دیر نفرما اے

ور دگار سیراب کرتو اپنے بندون کو اور اپنے چارپایون کو اور شابع کرتو اپنی رحمت
ر آباد کرتو اپنا ملک جو غیر آباد ہو رہا ہے اور نماز کسوف کی ترکیب یہ ہے کہ جمعہ کا
م لوگون کے ساتھ دو رکعت نفل نماز پڑھے جس طرح اور دوسری نفل پڑھی
تی ہے اُسی ترکیب سے پڑھے اور قرأت پوشیدہ یعنے آہستہ پڑھے اور جسقدر
یادہ قرارت ہووے بہتر ہے اور اُسکے بعد دعا اور استغفار مین مشغول رہے
سوقت تک کہ آفتاب روشن ہو جاوے اور نماز خسوف مین جماعت نہین ہر شخص
رکعت نفل نماز تنہا پڑھے اور اُسکے بعد دعا اور استغفار مین مشغول رہے اُسوقت تک
ماہتاب روشن ہو جاوے اور نماز عاشورا کی ترکیب کتب مشائخ مین اس طرح
ئی گئی ہے کہ عاشورا کے دن جب آفتاب بلند ہووے تو دو رکعت نفل نماز پڑھے
لی رکعت مین الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ پڑھے اور دوسری رکعت مین الحمد کے
د سورۂ حشر کا آخر پڑھے اور سلام کے بعد جسقدر چاہے درود شریف پڑھے اور
شایخ کی بعضی روایات مین یہ ترکیب ہے کہ چھ رکعت پڑھے اور پہلی رکعت مین سورۂ
شمس اور دوسری رکعت مین انا انزلنا اور تیسری رکعت مین اذا زلزلت الارض اور چوتھی
رکعت مین قل ہو اللہ احد اور پانچوین رکعت مین قل اعوذ برب الفلق اور چھٹی رکعت
مین قل اعوذ برب الناس پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو جاوے تو سجدہ کرے اور
پنی حاجت کے لیے دعا کرے۔

سوال ۔ اس زمانہ مین حلال روزی کس طرح میسر ہو سکتی ہے۔

جواب ۔ سابق زمانہ مین چار صورت سے حلال روزی حاصل ہوتی تھی اور
س زمانہ مین بھی اُنھین چار صورتون سے حلال روزی حاصل ہو سکتی ہے اور وہ
چار صورت یہ ہے ایک صورت نوکری ہے بشرطیکہ کفر اور ظلم مین اعانت کرنا اُس
مین نہو اور کوئی دوسرا کام بھی خلاف شرع اُس مین نہو اور دوسری صورت
زراعت ہے بشرطیکہ مزدور وغیرہ کے حقوق شرعی طور پر ادا کیے جاوین اور تیسری
صورت تجارت ہے کہ وہ تجارت امور مباح کی ہو بشرطیکہ اس کے متعلق جو حقوق ہین

Marfat.com

وہ ادا کیے جاوین اور ناپ اور وزن مین کم نہ دیا جاوے اور فریب وغیرہ امر نا جائز نہ کیا جاوے اور چوتھی صورت صناعت اور حرفت ہے جب اُس مین بھی شروط مذکورہ کی رعایت کیجاوے۔

سوال - زیارت قبور کی ترکیب ارشاد ہووے۔

جواب - جب عوام مومنین کی قبر کی زیارت کے لیے جاوے تو پہلے قبلہ کی طرف پشت کرکے اور میت کے سینہ کے سامنے منھ کرے اور سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۂ قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے اور جب مقبرہ مین جاوے تو یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ یعنی سلام ہے تم لوگون پر اے اہل دیار مومنین اور مسلمین سے بخشش فرماوے اللہ تعالےٰ ہمارے حق مین اور تمھارے حق مین اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ ملنے والے ہین اور اگر منجملہ اولیاء اور صلحا کے کسی بزرگ کی قبر کی زیارت کے لیے جاوے تو چاہیے کہ اُس بزرگ کے سینہ کی طرف منھ کرکے بیٹھے اور اکیس مرتبہ چار ضرب سے یہ پڑھے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ اور سورۂ انا انزلناہ تین مرتبہ پڑھے اور دل سے خطرات کو دور کرے اور دل کو اُس بزرگ کے سینہ کے سامنے رکھے تو اُس بزرگ کے روح کی برکات زیارت کرنے والے کے دلمین پہونچین گے۔

سوال - یہ دریافت کرنے کی ترکیب ارشاد ہووے کہ صاحب قبر کامل ہی یا نہین اور جب صاحب قبر کامل ہو تو اُس سے استمداد کس طرح کرنا چاہیے۔

جواب - اہل قبور سے بعضے بزرگ کمال مین مشہور ہین اور انکا کمال متواتر طور پر ثابت ہوا ہے تو اُن بزرگون سے استمداد کا طریقہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی جانب قبر پر اونگلی رکھے اور شروع سورۂ بقرہ مفلحون تک پڑھے پھر قبر کے پائنتانہ کی طرف جاوے اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ آخر سورۂ تک پڑھے

Marfat.com

زبان سے کہے کہ اے میرے حضرت فلان کام کے لیے درگاہ الٰہی مین دعا اور
کرتا ہون آپ بھی دعا کرین اور سفارش کے ذریعہ سے میری مدد کرین پھر
کی طرف منھ کرے اور اپنی حاجت کے لیے اللہ تعالےٰ سے دعا اور التجا کرے
صاحبان قبر کہ اُنکا کمال معلوم نہین اور اُنکا کمال مشہور نہوا اور متواتر طور پر
م نہ ہوا تو اُنکا کمال معلوم کرنے کے لیے طریقہ یہ ہے کہ اوپر ترکیب زیارت قبور
بیان مین جو ولیا اور صالحین کی قبر کی زیارت کا طریقہ لکھا ہے وہی عمل مین
آوے اور بعد فاتحہ اور درود اور ذکر سبوح کے جب اپنا دل صاحب قبر کے سینہ
سامنے کرے تو اگر اپنے دل مین راحت اور تسکین اور نور معلوم ہووے تو
نا چاہیئے کہ یہ قبر کسی بزرگ صاحب کمال کی ہے لیکن استمداد اولیا مشہورین سے
اچاہیے۔

سوال ۔ حالات آیندہ دریافت کرنے کے لیے استخارہ وغیرہ کی ترکیب
شاد ہووے۔

جواب ۔ استخارہ کی ترکیب مشہور ہے اور قول جمیل مین مذکور ہے اور آسان
یقہ یہ ہے کہ شب چہارشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ مین برابر استخارہ اس ترکیب سے
ے کہ جب دنیاوی امور اور عشا کی نماز سے فارغ ہوجاوے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
سو مرتبہ پڑھے پھر الم نشرح بسم اللہ کے ساتھ سترہ مرتبہ پڑھے اور اپنے سینہ اور
پر دم کرے اور درگاہ الٰہی مین دعا کرے کہ اے عالم الغیب فلان امر مین جو کچھ
نے والا ہے وہ خواب مین یا بیداری مین ہاتف کے ذریعہ سے مجھکو تو معلوم
ادے اور اُس کے بعد نسو مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اور اگر چاہے تو دعاے استخارہ کہ حدیث مین آئی ہے
استخارہ اپنے مطلب کے تین مرتبہ پڑھے اور اپنے دل کی حالت پر لحاظ کرے
گر مصمم عزم اُس کام کا ہوجاوے تو وہ کام شروع کرے اور اگر عزم مین فتور
وے تو موقوف رکھے اور استخارہ کی دعا مشکوٰۃ شریف مین موجود ہے۔

Marfat.com

سوال - دنیا کی مشکلات اور سختی دفع ہونے کے لیے ترکیب ارشاد ہو۔

جواب - دعاء الکرب باطہارت اور باوضو اور بلا قید عدد کے پڑھنا اس بارہ مین مجرب ہے اور وہ دعا یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَکِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَاتَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَجْتَہٗ وَلَاحَاجَۃً لِیْ مِنْ حَوَآئِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط یعنی نہین ہے کوئی معبود قابل پوجنے کے سوا اللہ کے کہ وہ دانا اور کریم ہے اور پاک ہے اللہ کہ وہ مالک عرش عظیم کا ہے اور پاک ہے اللہ کہ وہ مالک سات آسمان کا ہے اور مالک عرش عظیم کا ہے اے پروردگار سوال کرتا ہون تجھسے اُن امور کے لیے جو تیری رحمت کے واسطے وسیلہ ہووین اور سوال کرتا ہون تجھسے کہ تو میرے گناہ معاف فرماوے اور سوال کرتا ہون تجھسے ہر طرح کی نیکی کیلیے اور اس لیے کہ ہر گناہ سے مجھکو تو بچانا اور میرے سب گناہ تو بخشدے اور میرا سب رنج دفع فرماوے اور دین اور دنیا کی میری سب حاجتین تو پوری کردے یا ارحم الراحمین۔ یہ ترجمہ دعاء مذکورہ کا ہے اور اعمال مشایخ مین ختم خواجگان بھی مجرب ہے اور اُسکی ترکیب مشہور و معروف ہے اور یہ ختم بھی مفید ہے کہ یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ ایک ہزار دو سو مرتبہ پڑھے اور اول آخر درود شریف دو سو مرتبہ پڑھے خواہ تنہا پڑھے یا وہ اور دوسرے لوگ شریک ہو کر سب لوگ ملکر یہ ختم پڑھین۔

سوال - آبرو و حرمت محفوظ رہنے کے لیے ترکیب ارشاد ہووے۔

جواب - یَا عَزِیْزُ اکتالیس ۴۱ مرتبہ بوقت صبح پڑھے اور اپنے منھ پر دم کرے اور جب دربار مین صاحبان حکومت کے سامنے جانا منظور ہو تو اُس وقت بھی یہ ترکیب مفید ہوتی ہے اور یہ مجرب ہے اور یہ ترکیب بھی مجرب ہی کہ چاندی کی

Marfat.com

نگوٹھی ہو اور اُسکا نگینہ بھی چاندی کا ہو اور اُس نگینہ پر یہ اسم یعنی عَزِیْزُ بوقت
رف قمر کندہ کراوے اور شرف قمر کا وقت ہر مہینہ مین ہوتا ہے اور اہل نجوم سے
سکی تحقیق ہو سکتی ہے اور اُس انگوٹھی مین عطر لگاکر احتیاط سے رکھدیوے اور
ب دربار مین حکام کے سامنے جانا منظور ہووے
داہنے ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی مین پہنکر جاوے اور

ع	ز	ی	ز
ز	ی	ز	ع
ی	ز	ع	ز
ز	ع	ز	ی

یساہی جب عدالت اور کچہری مین جانا ہووے تو
سوقت کے لیے بھی مفید ہے اور مجرب ہے اور شکل
ربع یہ ہے یعنی اس انگوٹھی کے نگینہ پر یہی نقش
ندہ کرانا چاہیے۔

سوال۔ فراغت رزق کیلئے کوئی ترکیب ارشاد ہووے۔

جواب۔ بوقت چاشت چار رکعت نماز پڑھین اور نماز سے فارغ ہونے
کے بعد سجدہ کرین اور سجدہ مین ایک سو چار مرتبہ یا وَہَّابُ پڑھین اور اگر فرصت نہو
د صرف پچاس مرتبہ پڑھین اور یہ بھی مجرب ہے کہ کسی رات مین سورۂ واقعہ
و مرتبہ پڑھین ایک مرتبہ مغرب کے بعد پڑھین اور ایک مرتبہ عشا کے بعد پڑھین
ور نماز صبح کے بعد سو مرتبہ یَا مُغْنِیُ پڑھین اور اگر فرصت ہووے تو ایک ہزار
یک سو مرتبہ پڑھین اور سورۂ مزمل نماز عشا کے بعد اکیس مرتبہ پڑھین اور اگر زیادہ
رصت نہووے تو سات مرتبہ پڑھین اور اگر اس قدر بھی فرصت نہو تو ایک مرتبہ
ڑھے لیکن جب اس آیت پر پہونچے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
تَّخِذْہُ وَکِیْلًا تو حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پچیس مرتبہ پڑھین پھر
سکے بعد سورہ کو تمام کرین۔

سوال۔ ادائے قرض کے لیے ترکیب ارشاد ہووے۔

جواب۔ ادائے قرض کے لیے جو دعا مشہور ہے اُس کو نماز کے بعد تین مرتبہ
ڑھنا مجرب ہے اور وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ

Marfat.com

وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ یعنی اے پروردگار پناہ مانگتا ہون تیری درگاہ مین رنج اور غم سے اور پناہ مانگتا ہون تیری درگاہ مین ناتوانی اور سستی سے اور پناہ چاہتا ہون تیری درگاہ مین بزدلی اور بخل سے اور پناہ چاہتا ہون تیری درگاہ مین غلبہ سے دین کے اور لوگون کے قہر سے اے پروردگار تو بے نیاز فرماوے مجکو اپنے حلال کے ذریعہ سے اپنے حرام سے اور بے نیاز فرماوے تو مجھکو اپنے فضل کے ذریعہ سے غیرون سے۔

سوال۔ سب آفات اور بلیات اور مکروہات دنیاوی سے محفوظ رہنے کے لیے ترکیب ارشاد ہووے۔

جواب۔ تینتیس[۳۳] آیت[ع] شام کے بعد پڑھنا چاہیے اور اگر فرصت نہو تو صرف آیۃ الکرسی دس[۱۰] مرتبہ صبح کو پڑھنا چاہیے اور یا حفیظ دو ہزار مرتبہ پڑھنا چاہیے اور حزب البحر اس بارہ مین مجرب ہے۔

سوال۔ سب آفات سے محفوظ رہنے کے لیے جو تینتیس[۳۳] آیت پڑھنے کے واسطے ارشاد ہوا ہے وہ آیتین کون کون آیت ہین یا کسی مقام سے تینتیس[۳۳] آیت پڑھ لیوے اُسکی تفصیل ارشاد ہووے۔

جواب۔ وہ تینتیس[۳۳] آیت یہ ہے چار آیت شروع سورۂ بقر سے مفلحون تک اور تین آیت آیۃ الکرسی سے خالدون تک اور تین آیت آخر سورۂ بقر کی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے آخر سورۂ تک اور تین آیۃ سورۂ اعراف کی اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ سے اَلْمُحْسِنِيْنَ تک اور دو آیۃ آخر سورۂ نبی اسرائیل کی قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے آخر سورہ تک اور دس[۱۰] آیت شروع سورہ والصافات سے لارب تک اور تین آیت سورۂ رحمٰن کی یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ سے فَلَا تَنْتَصِرَانِ تک اور تین آیۃ سورۂ حشر کی لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ سے آخر سورہ تک اور دو آیت شروع سورۂ جن کی

ع تینتیس آیت کا جان اسکے اندر ۱۲

Marfat.com

ں اُکوچی سے شَطَطًا تک۔

سوال۔ تسخیر حکام کے لیے کون ترکیب ہے کہ ہمیشہ حکام زمانہ شفیق و مہربان رہین
ر کسی طرح کی اذیت نہ دیوین۔

جواب۔ جب اُن کے سامنے جاوے تو یا رَحْمٰنُ کُلِّ شَیْءٍ وَّرَاحِمُہٗ
رَحْمٰنَ ستر ۷۰ مرتبہ پڑھکر اپنے منھ پر دم کرے اور اپنے گھر مین حاکم کے گھر کی
ف متوجہ ہوکر یا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ دو سو مرتبہ پڑھے اور دعا کرے کہ حقتعالیٰ
س کا دل مسخر فرمادیوے اور یا عزیز کا عمل جو اوپر مذکور ہوا ہے وہ بھی
س بارہ مین مفید ہے۔

سوال۔ اکثر خواب مین عجیب وغریب حالات دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے کہ
یداری مین اُس کے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہین ہوتا ہے بلکہ وہ حالت وہم وخیال
ن بھی نہین گذری رہتی ہے اور وہ خواب باعث کدورت ہوا کرتا ہے تو اس بارہ
ن کوئی ترکیب ارشاد ہووے۔

جواب۔ سونے کے وقت قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور
یت الکرسی ایک ایک مرتبہ پڑھنا چاہیے اور یہ سب پڑھکر اپنے سینہ اور منھ
دم کرنا چاہیے اور اگر اس سے دفع نہووے تو یا شدید تین مرتبہ پڑھکر
پر کے اپنے بدن پر دم کرنا چاہیے اور سونے کے وقت یہ دعا پڑھنا چاہیے۔
سْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِحْفَظْنِیْ مِنْ
وْمِیْ جَنْبِیْ بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ
مَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ یعنی اے پروردگار تیرا نام
کر مین نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے حکم سے انشاء اللہ تعالےٰ اُسکو اُٹھاؤن گا
یا تو مجھکو اس ذریعہ سے کہ اُس ذریعہ سے بچاتا ہے تو اپنے صالحین بندون کو اور
ناہ چاہتا ہون تیری درگاہ مین شیاطین کے خطرات سے اور اس سے کہ وہ
رے پاس آوین۔

Marfat.com

سوال - سفر کرنے کی ترکیب جو ارشاد ہووے عمل مین حقیر لے آوے۔

جواب - جب سفر کا ارادہ ہووے اور روانگی کے لیے مستعد ہو جاوے تو دو رکعت نفل پڑھے اور یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلٰی رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ وَخَیْرَ الْمَوْلَجِ اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ ھٰذَا وَاطْوِ لَنَا الْبُعْدَ کُنْ لَنَا صَاحِبًا فِی السَّفَرِ وَخَلِیْفَۃً فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ وَتَرْضٰی یعنی اے پروردگار تیرا نام لیکر ہم نکلے اور تیرا نام لیکر ہم داخل ہوے یعنی سفر مین اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کیا اے پروردگار ہم سوال کرتے ہین تجھ سے کہ اس سفر مین میری بھلائی ہووے اور یہ میرا سفر جانا بہتر ہووے اے پروردگار آسان فرما تو میرے حق مین یہ سفر اور میری راہ طے کرادے اور تو میرا ساتھی یعنی مددگار سفر مین رہنا اور نگہبان میرے اہل وعیال کا تو رہنا اے پروردگار پناہ مین تو رکھ مجھکو سفر کی سختی سے اور ناکامیاب ہوکر پھر آنے سے اور واپس آنے پر اپنے مال اور اہل وعیال کی خراب حالت دیکھنے سے اے پروردگار توشہ دے تو مجکو اس سفر مین نیکی اور تقویٰ کا اور اُس عمل کی توفیق دے کہ اُس سے تو راضی ہووے یہ ترجمہ دعا مذکورہ کا ہے اور یہ دعا پڑھکر داہنے ہاتھ کی کلمہ کی اُنگلی اپنے سر کے گرداگرد پھیرے اور اپنے مال واسباب اور جانورون واحباب کے گرداگرد پھیرے اور کہے بِسْمِ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَوَالَیْنَا حِصَارٌ وَّمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَفْلٌ وَّمِسْمَارٌ دَخَلْتُ فِیْ حِرْزِ اللّٰہِ وَفِیْ کَنَفِ اللّٰہِ وَفِیْ حِمَایَۃِ اللّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ اَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَکْبَرُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ یعنی شروع کرتا ہون مین نام سے اللہ کے نہین ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوا اللہ کے اور یہ یعنی لا الٰہ الا اللہ گرداگرد ہمارے حصار ہے اور محمدؐ رسول اللہ قفل اور میخ ہے مین داخل ہوا اللہ تعالیٰ کی پناہ مین اور اللہ تعالےٰ کے ظل عاطفت مین اور اللہ تعالیٰ کی حمایت مین ایسا اللہ کہ وہ نہایت

Marfat.com

غالب اور نہایت بزرگ ہے اور نہایت قادر ہے اُس چیز سے بچانے پر کہ اُس سے
ڈرتا ہون اور پرہیز کرتا ہون یہ ترجمہ دعا مذکورہ کا ہے اور اس دعا کے بعد یہ کہے الٰہی
بستم دست و پا و زبان و گوش و ہوش کسانیکہ ما را بد خواہند و بد ارادہ کنند از دزدان
درہزنان و عیاران و ظالمان و اشرار خلق از درندگان و گزندگان و چرندگان و پرندگان
بِاَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ
خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ یعنی اے پروردگار باندھا مین نے ہاتھ اور
پانؤن اور زبان اور کان اور ہوش اُنکا کہ وہ ہماری بُرائی چاہین اور ہمارے حق مین
بدنیتی کرین جو چور اور ڈاکو اور عیار اور ظالم لوگون سے ہون اور شریر خلق و درندہ
جانورون سے ہون اور جو کاٹنے والے جانورون سے ہون اور جو شریر خلق
چرندون اور پرندون سے ہون اور باندھا ہم نے اُن سبھون کے ہاتھ وغیرہ کو ہزار ہزار
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سے اور درود بھیجے اللہ تعالےٰ اپنے بہترین خلق
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب آل اور
اصحاب پر اور یہ حصار پڑھنے کے بعد تین مرتبہ دستک مارے اور روانہ ہووے
اور سواری پر پہلے اپنا داہنا ہاتھ رکھے اور خطرہ کی جو جگہ ہو وہان یَا حَفِیْظُ نو سو
اٹھانوے مرتبہ پڑھے اور اپنی جان و مال اور ساتھیون پر دم کرے اور سورۂ لایلاف
اکثر پڑھا کرے اسکا لحاظ ضرور نہین کہ باوضو ہووے اور یہ بھی ضرور نہین کہ خاص کر کے
بیٹھ کر اور قبلہ رو ہو کر پڑھے۔

سوال - دنیاوی دشمنون کی شرارت دفع کرنے کے لیے جو ترکیب ارشاد ہوئی
خاکسار عمل مین لاوے۔

جواب - دنیاوی دشمنون کی شرارت دفع کرنے کے لیے یہ دعا مجرب ہے اسکو
گاہ گاہ پڑھا کرے اس مین قید طہارت اور عدد اور دیگر شرائط کی نہین اور اس کی
مداومت رہے وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِہِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ
مِنْ شُرُوْرِہِمْ یعنی اے پروردگار تحقیق کہ گردانتے ہین ہم تجھکو اُنکے نحور مین یعنی

Marfat.com

اُنکی شرارت دفع ہونے کے لیے تجھ سے مدد چاہتے ہین اور پناہ چاہتے ہین تیری درگاہ مین اُن کی شرارتون سے اور سورۂ تبت یدا اور سورۂ الم ترکیف کا پڑھنا بھی دفع اعدا کے لیے مجرب ہے۔

سوال۔ حسب و نسب و شرافت و نجابت کیا ہے۔

جواب۔ حقیقت حسب کی کسی شخص کے حق مین اُسکے خاندان کی بزرگی ہے بشرطیکہ وہ بزرگی آبا، قریبہ مین سات پشت کے اندر ہو مثلاً کوئی شخص بادشاہون کی اولاد یا امراء کبار کی اولاد سے ہو یا کسی بزرگ شیخ کی اولاد سے ہو یا کسی مشہور عالم کی اولاد سے ہو اور حقیقت شرافت نسب، کی بزرگی خاندانکی ہی کہ آبا، بعیدہ مین رہی ہو مثلاً حسینی ہونا اور ہاشمی ہونا اور علوی ہونا اور قریشی ہونا اور ابراہیمی ہونا اور علے ہذا القیاس اور کوئی دوسری بزرگی ہو اور بعضے لوگ ہوتے ہین کہ اُنکو دونون امر مین فوقیت ہوتی ہے مثلاً اولاد حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کی کہ وہ لوگ سیّد بھی ہین اور اُن مین خاص یہ بھی شرافت پائی جاتی ہے کہ وہ ایسے بزرگ عظیم الشان کی اولاد سے ہین بعض لوگون کے حق مین حسب ثابت ہوتا ہے اور اُن مین نسب کی شرافت نہین ہوتی ہے مثلاً تموریہ اور راجپوت اور بعض لوگون مین نسب کی شرافت ہوتی ہے اور اُنکے حق مین حسب ثابت نہین مثلاً قدوانیان جاہل اور سادات بارہہ اور عوام کے عرف مین شرافت اور نجابت سے اکثر مراد نسب کی بزرگی ہوتی ہی

Marfat.com

یضاً از ارشادات مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بجواب سوال سائل

ام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک خمر کی تعریف یہ ہی هُوَ الَّذِیْ مِنْ مَّاءِ الْعِنَبِ اِذَا اشْتَدَّ وَغَلَا قَذَفَ بِالزَّبَدِ یعنی خمر وہ ہی کہ انگور کا پانی ہو اور وہ گاڑھا ہو جاوے اور جوش مارے اور ں مین کف آجاوے تو جب اُسکو خفیف جوش دیتے ہین تو اُسکو عربی مین بازق اور فارسی مین بادہ کہتے ہین ر وہ بھی بالاجماع حرام ہی اسواسطے کہ خفیف جوش دینے سے اُسکی حقیقت منقلب نہین ہو جاتی اور خاصیت کار کی کہ بسبب قت قوام اور سرعت نفوذ کے اُسمین ہی وہ متغیر نہین ہوتی اور جب اُسکو اسقدر جوش دیوین کہ سکا ایک ثلث کم ہو جاوے تو اُسکو مثلث کہتے ہین! ور وہ اصول حنفیہ کے موافق حلال ہی اسواسطے کہ اُس کا ام متغیر ہو جاتا ہی پہلے پتلا قوام رہتا ہی اور اب اُسکا گاڑھا قوام ہو جاتا ہی اور اسوجہ سے وہ خمر کی حد سے لجاتا ہے اور باقی اشربۂ مسکرہ کے مانند ہو جاتا ہی کہ وہ اُسقدر پینا حرام ہی کہ اس سے نشہ ہو جانے کا احتمال دے اور حد اسکار سے کم مباح ہے اور دیگر علمار اہل سنت کے نزدیک وہ بھی حرام ہے ثَ مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ یعنی جو چیز ایسی ہو کہ وہ زیادہ ھانے یا پینے سے نشہ لے آتی ہو تو وہ کم بھی کھانا یا پینا حرام ہے اور اگر س کو اس قدر پکاوین کہ وہ آدھا رہجاوے تو اُسکو منصف کہتے ہین اور ہوری بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اُسکو جمہور حلال جانتے ہین اور اگر اُس کو س قدر پکاوین کہ اُس کا صرف ایک تہائی باقی رہ جاوے تو اُسکو طلا کہتے ہین رہی طلا تھا کہ اس کو خلیفہ ثانی نے بمشورہ اور صحابہ کے اہل شام کے لیے جویز فرمایا تھا کہ وہ لوگ شراب پینے کے خوگر تھے اور بعد اسلام کے اُس کو رک کیا اور وہ لوگ مرض مین مبتلا ہوئے اور خلیفہ ثانی کے حضور مین اس مر کی شکایت کی تو خلیفہ ثانی نے بمشورہ اور صحابہؓ کے اُنکے لیے تجویز فرمایا ور جو تعریف طلا کی ہے وہی تعریف مثلث کی شرح وقایہ وغیرہ مین لکھی ہے ور اُس کو بھی مختلف فیہ لکھا ہے اور اُس سے مراد یہ ہے کہ پکانے سے جب اُسکا

Marfat.com

دو تہائی کم ہو جاوے اور صرف ایک تہائی باقی رہ جاوے تو اُس مین پانی ملاوین اور اسکو رکھ چھوڑین تا اُس مین اشتداد اور غلیان آجاوے اور جمہور کے نزدیک وہ حرام اس وجہ سے ہے کہ اُس مین اسکار ہوتا ہے یعنی وہ نشہ لے آتا ہے اور ایسی چیز کے حرام ہونے مین قلیل وکثیر برابر ہے یعنی ایسی چیز قلیل ہو تب بھی حرام ہے اور کثیر ہو تب بھی حرام ہے اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک اُسکے حلال ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حد خمر سے وہ نکلجاتا ہے اور فقہاے حنفیہ حقیقی خمر کے سوا اور دوسرے اشربہ کے بارے مین کہتے ہین کہ وہ اس قدر پینا حرام ہے کہ اُس مین نشہ کا احتمال ہو تو یہ احادیث مشہورہ کے خلاف ہے کہ منجملہ اُن احادیث کے بعض حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ یعنی جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لے آتی ہو تو وہ چیز کم بھی حرام ہے اور بعض حدیث سے ثابت ہے کہ مَا اَسْکَرَ مِنْہُ الْجُرَّۃُ فَجُرْعَۃٌ مِنْہُ حَرَامٌ یعنی جو چیز ایک گھڑا پینے سے نشہ لے آتی ہو تو وہ ایک گھونٹ بھی حرام ہے اور بعض حدیث مین ہے کہ مَا اَسْکَرَ مِنْہُ الْفَرَقُ فَمِلْءُ الْکَفِّ مِنْہُ حَرَامٌ یعنی جو چیز ایک فرق ہونے سے نشہ لے آتی ہو تو وہ بمقدار ہتھیلی مین آجانے کے بھی حرام ہے تو اس بارہ مین ان فقہا کو وقت ہے اور اُن کو توجیہات ضعیفہ کی ضرورت ہے تو مین کہتا ہون کہ یہ تحریر فی الواقع تحریم حقیقۃً نہین بلکہ سدّ ذریعہ کے لیے ہے تا قلیل سے کثیر کی عادت نہو جائے چنانچہ بوسہ لینا جوان روزہ دار کے حق مین منع ہے اور اجنبیہ عورت کے منہ کی طرف نظر کرنا منع ہے اس واسطے کہ اس مین فساد کا خوف ہے ورنہ فی الواقع حرمت کی علت اسکار ہے اور لیکن اس کی نجاست کے بارہ مین تو اس امر مین وہ قلیل ہو یا کثیر ہو دونون برابر ہے یعنی دونون صورت مین وہ نجس ہے یہ بیان امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے مذہب کا ہے اور ہمارے نزدیک حق اس مسئلہ مین وہی ہے جو جمہور کے نزدیک ثابت ہے

واللہ تعالےٰ اعلم

Marfat.com

والات عشرہ کہ شاہ بخارا نے عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین
احب الادب والتمیز مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ
یہ سے کیے تھے اور جوابات کہ مولانا ممدوح نے حسب تفصیل
ذیل فرمائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ

سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے کہ وہ پالنے والا جہان کا ہے اور
ایت مہربان بخشش کرنیوالا ہے اور مالک روز جزا کا ہے اور رحمت کاملہ اور
سلام نازل ہووے خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر
ور آپ کے سب آل اور اصحاب پر۔

پہلا سوال ۔فرقۂ امامیہ کہ فی زماننا اُنکا مذہب مروج ہے اُنکے ایمان و اسلام کے
رہ مین کیا کہا جاوے اور بوقت ملاقات اُنکو سلام کرنا چاہیے کہ نہین۔

دوسرا سوال ۔اگر کوئی شخص قذف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا یا سب
صحابۂ کبار رضے اللہ تعالے عنہم کا مرتکب ہووے اور اُسکو کوئی شخص قتل کرے
تو اُسکے قصاص کے بارہ مین کیا حکم ہے اور علی ہذا القیاس خوارج اور نواصب کے
بارہ مین کیا حکم ہے۔

تیسرا سوال ۔اہلسنت کے نزدیک ثابت ہی کہ تفضیل شیخین پر اجماع ہے تو حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ پر شیخین کی تفضیل ہر وجہ سے ثابت ہی یا نہین۔

چوتھا سوال ۔تفضیلیہ کو امام بنانا جائز ہے یا نہین اور اگر اُسکے پیچھے اہل سنت
نماز مین اقتدا کرین تو اس بارہ مین کیا حکم ہے۔

Marfat.com

پانچوان سوال۔ حضرت معاویہؓ اور مروان کو برا کہنے کے بارہ مین اہلسنت کے نزدیک کیا ثابت ہے۔

چھٹا سوال۔ اگر حنفی مذہب بعضے احکام مین شافعی کے مذہب پر عمل کرے مثلاً رفع یدین وغیرہ کرے تو اس بارہ مین کیا حکم ہے۔

ساتوان سوال۔ منطق اور انگریزی پڑھنے کے بارہ مین کیا حکم ہے جائز ہے یا ناجائز ہے اور ایسا ہی علم فارسی کہ حدیث و قرآن کے سوا ہو اُسکے بارہ مین کیا حکم ہے اور فتاوے سراج المنیر کہ تصنیف تابع محمد مفتی کی ہے اُسکی کچھ عبارت خاکسار نے دیکھی ہے وہ گذارش ہے وہ عبارت یہ ہے تَعَلُّمُ الْعِلْمِ یَکُوْنُ فَرْضَ عَیْنٍ وَ هُوَ قَدْرُ مَا یُحْتَاجُ اِلَیْهِ وَفَرْضَ کِفَایَةٍ وَهُوَ مَا زَادَ عَلَیْهِ لِیَنْفَعَ غَیْرَهٗ وَمَنْدُوْبٌ وَهُوَ التَّبَحُّرُ فِی الْفِقْهِ وَحَرَامٌ وَهُوَ عِلْمُ الْفَلْسَفَةِ وَالشَّعْبَذَةِ وَالتَّنْجِیْمِ وَالرَّمْلِ وَعِلْمِ الْقَائِفِیْنَ وَالسِّحْرِ وَدَخَلَ فِی الْفَلْسَفَةِ عِلْمُ الْمَنْطِقِ اِنْتَهٰی کَلَامُهٗ یعنی علم سیکھنا بقدر احتیاج فرض ہے اور اُس سے زیادہ غیر کی نفع رسانی کی غرض سے فرض کفایہ ہے اور فقہ مین تبحر حاصل کرنا مندوب ہے اور یہ علوم حرام ہین یعنی علم فلسفہ اور شعبدہ اور نجوم اور رمل اور علم قیافہ اور سحر اور فلسفہ مین منطق بھی داخل ہے یہ فتاوی سراج المنیر کی عبارت مذکورہ کا ترجمہ ہے اور ایسا ہی نصاریٰ کی نوکری کے بارہ مین کیا حکم ہے۔

آٹھوان سوال۔ غنا یعنی راگ سننے کے بارہ مین امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک کیا حکم ہے اور اہل سنت سے کسی نے اُسکے جواز کا حکم دیا ہے یا نہین۔

نوان سوال۔ خنثی مشکل کے بارہ مین کیا حکم ہے اُسکا نکاح جائز ہے یا نہین۔

دسوان سوال۔ بالفرض اگر ثابت ہے کُلُّ دُخَانٍ حَرَامٌ یعنی ہر طرح کا دھوان حرام ہے تو حقہ کے بارہ مین کیا حکم ہے حلال ہے یا حرام ہے اور یہ دونون حدیث صحیح ہے یا نہین یعنی ایک حدیث یہ ہے مَنْ اَکَلَ الثُّوْمَ لُقْمَةً فَکَاَنَّمَا

Marfat.com

نی بِاُمِّہٖ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً وَمَنْ زَنٰی بِاُمِّہٖ مَرَّۃً فَکَاَنَّمَا ھَدَمَ الْکَعْبَۃَ
سَبْعِیْنَ مَرَّۃً یعنی جس نے بیج یعنی بیخ اجوائن خراسانی ایک لقمہ بھی کھایا تو اُس نے
یا اپنی ماں کے ساتھ ستر مرتبہ زنا کیا اور جس نے اپنی ماں کے ساتھ ایک مرتبہ زنا کیا تو گویا
س نے ستر مرتبہ کعبہ کو منہدم کیا اور دوسری حدیث یہ ہے مَنْ اَکَلَ الْبَنِیْجَ وَمَاتَ
لٰی ھٰذَا حَشَرَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِی الْقِیَامَۃِ مَکْتُوْبًا بَیْنَ عَیْنَیْہِ ھٰذَا یَئِسَ
نْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی جس نے بیج یعنی اجوائن خراسانی کھایا اور اُسی عمل پر وہ
رگیا تو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُسکو اس طرح اُٹھاوے گا کہ اُسکی دونوں آنکھوں
کے درمیان لکھا ہو گا کہ یہ نا اُمید ہوا اللہ تعالےٰ کی رحمت سے یعنی یہ دونوں حدیث
حیح ہے یا نہین اور علاء الدین محمد ابراہیم تبریزی نے کہ امامیہ سے ہی تنبیہ الغافلین مین
سکی تحقیق کی ہے اور کہا ہے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔

جوابات ذیل جو مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث و مفسر دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمائے

جواب پہلے سوال کا۔ بلاشبہ فرقہ امامیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خلافت سے منکر ہے اور کتب فقہ مین مذکور ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
نہ کی خلافت سے جس نے انکار کیا تو وہ اجماع قطعی کا منکر ہوا اور وہ کافر ہو گیا
نانچہ فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے اَلرَّافِضِیُّ اِذَا کَانَ یَسُبُّ الشَّیْخَیْنِ وَیَلْعَنُھُمَا
اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ فَھُوَ کَافِرٌ وَاِنْ کَانَ یُفَضِّلُ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا یَکُوْنُ کَافِرًا لٰکِنَّہٗ مُبْتَدِعٌ وَلَوْ قَذَفَ عَائِشَۃَ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا بِالزِّنَا فَقَدْ کَفَرَ یعنی رافضی جو بُرا کہتا ہو حضرات شیخین کو اور
ن حضرات پر لعنت بھیجتا ہو نعوذ باللہ من ذلک تو وہ کافر ہے اور اگر برا نہ کہتا ہو مگر
اس امر کا قائل ہو کہ حضرت ابو بکرؓ پر حضرت علیؓ کو فضیلت ہے تو وہ کافر نہین البتہ
دعتی ہے اور اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان مین قذف کا مرتکب ہو تو

Marfat.com

وہ بھی کافر ہے اور فتاویٰ عالمگیری مین یہ بھی لکھا ہے کہ مَنْ اَنْکَرَ اِمَامَۃَ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَھُوَ کَافِرٌ وَعَلٰی قَوْلِ بَعْضِھِمْ ھُوَ مُبْتَدِعٌ وَلَیْسَ بِکَافِرٍ وَالصَّحِیْحُ اَنَّہٗ کَافِرٌ وَکَذٰلِکَ مَنْ اَنْکَرَ خِلَافَۃَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ اَصَحِّ الْاَقْوَالِ وَیَجِبُ اِنْکَارُ الرَّوَافِضِ فِیْ قَوْلِھِمْ بِرَجْعِ الْاَمْوَاتِ اِلَی الدُّنْیَا وَتَنَاسُخِ الْاَرْوَاحِ یعنی جسکو حضرت ابوبکرؓ کے امام ہونے سے انکار ہو تو وہ کافر ہے اور بعض علما کے نزدیک وہ بدعتی ہے کافر نہین اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اور ایسا ہی جسکو حضرت عمرؓ کے امام ہونے سے انکار ہو تو زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ وہ بھی کافر ہے اور روافض کا جو قول ہے کہ اموات دنیا مین پھر واپس آتے ہین اور تناسخ ارواح کا ثابت ہے تو روافض کے اس قول سے انکار رکھنا چاہیے یہ ترجمہ عالمگیری کی عبارت مذکورہ کا ہے اور عالمگیری مین اسی بیان مین یہ بھی ہے کہ وَھٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ خَارِجُوْنَ عَنْ مِلَّۃِ الْاِسْلَامِ وَاَحْکَامُھُمْ اَحْکَامُ الْمُرْتَدِیْنَ یعنی یہ قوم یعنے روافض مذہب اسلام سے خارج ہین اور ان لوگون کے بارہ مین وہی احکام ہین جو مرتد کے بارہ مین احکام ہین یہ ترجمہ عالمگیری کی عبارت مذکورہ کا ہے اور جب روایات فقہ سے روافض کا کفر ثابت ہے تو اُنکی ملاقات کے بارہ مین وہی حکم ہے جو حکم کفار کی ملاقات کے بارہ مین ہے یعنی اُنکو پہلے سلام نہ کرنا چاہیے البتہ جب سلام نہ کرنے سے اُن سے ضرر عظیم پہونچنے کا خوف ہو تو اُسوقت اُنکو ابتداً سلام کرنے مین مضائقہ نہین اور رد جواب مین بھی قدر ضرورت پر اکتفا کرنا چاہیے اور اگر سلام کے سوا کوئی دوسرا فعل تعظیم کا وہ خود کرین تو اُس کی مکافات بقدر مشروع کرنا چاہیے اور ایسا ہی عیادت اور تعزیت اور تہنیت اور اجابت دعوت مین صرف مکافات کا لحاظ رکھنا چاہیے چنانچہ یہی حکم اور دوسرے کفار کے بارہ مین بھی ہے اور یہی حکم خوارج اور نواصب کے بارہ مین بھی ہے۔

جواب دوسرے سوال کا ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قاذف بلاشبہ مرتد ہے اُسکو حاکم کے پاس لیجانا چاہیے اور جب گواہون سے ثابت ہو جاوے کہ

Marfat.com

ں الوا قع اُس نے قذف کیا ہے تو اُسکو قتل کرنا چاہیے چنانچہ حدیث شریف
ین ہے مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ یعنی جو شخص اپنا دین تبدیل کرے تو اُسکو
تل کرو اور یہ حکم اسواسطے ہے کہ تا قاتل پر قصاص نہ عائد ہووے ورنہ جب
ئی شخص اپنے کان سے یہ کلام شنیع سُنے اور اُس کلام کے متکلم کو قتل کرے
ہ وہ عند اللہ ماخوذ نہین البتہ اگر اُس کا معتبر گواہ نہ ہو تو وہ قاضی کے نزدیک
ستوجب قصاص کا ہوگا اور اگر خوارج اور نواصب قذف و سب کرین تو
نکے بارہ مین بھی یہی حکم ہے۔

دوسرے سوال کا جواب۔ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی تفضیل حضرت
لی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ہر وجہ سے نہین بلکہ علماء محققین نے لکھا ہے کہ حضرات
یخین مین بھی کسی سے ایک صاحب کی تفضیل دوسرے صاحب پر ہر وجہ سے
ابت ہونا محال ہے اس واسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاد و سیفی و سنانی
ین اور فن قضا و کثرت روایت حدیث مین اور ہاشمیت و حنفیت مین اور
لی الخصوص اسوجہ سے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زوجیت کی قرابت
ہے افضل ہین اور اِن وجوہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل حضرت ابوبکر
دیق رضی اللہ عنہ پر قطعی طور پر ثابت ہے اور ایسا ہی حضرت علی رضی اللہ
نہ کی فضیلت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر قطعی طور پر ان امور مین ثابت
ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایمان لے آئے
ور ایسا ہی پہلے نماز بھی پڑھی بلکہ مراد اس امر سے کہ حضرات شیخین رضؓ کو حضرت علیؓ پر
فضیلت ہے یہ ہے کہ حضرات شیخین رضؓ کو حضرت علیؓ پر صرف ان امور مین فضیلت ہے
ر سیاست امت و حفظ دین و سد باب فتنہ و تر ویج احکام شرعیہ و اشاعت
سلام ملکون و اقامت حدود و تعزیرات تو ان امور کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
ندا انجام دینے مین حضرات شیخین رضؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت ہے اور ایسا ہی مقاصد
افت کبریٰ کے ہین اور اسی وجہ سے اس امر پہ صحابہ کا اجماع ہوا کہ خلافت کبریٰ

Marfat.com

کے مقاصد مین حضرات شیخین مقدم ہین بلکہ صواعق محرقہ اور دیگر کتب حدیث معتبرہ مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَاَلْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّقَدِّمَکَ یَا عَلِیُّ وَیَابَی اللّٰہُ اِلَّا تَقْدِیْمَ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی اے علی مین نے سوال کیا اللہ تعالےٰ سے کہ وہ تم کو مقدم کرے اور اللہ تعالےٰ نے ابو بکرؓ کے سوا کسی دوسرے کو مقدم کرنے سے انکار کیا۔

چوتھے سوال کا جواب۔ تفضیلیہ کی دو قسم ہے ایک قسم کے وہ لوگ ہین کہ حضرت مرتضیٰ علیؓ کو شیخینؓ پر فضیلت دیتے ہین مگر شیخین کی محبت اور تعظیم مین نہایت سرگرم ہین اور ایسا ہی شیخین کے مناقب و مدائح بیان کرنے مین اور شیخین کے طریقہ اور شیخین کی روش کی اتباع کرنے مین اور شیخین کے اقوال اور افعال پر عمل کرنے مین نہایت مستعد اور راسخ قدم ہین جیسا کہ اہلسنت کہتے ہین کہ حضرات شیخینؓ کو حضرت علی پر اُن امور مین کہ اوپر مذکور ہوے ہین فضیلت ہے مگر حضرت مرتضیٰ علیؓ کی محبت اور اتباع مین نہایت سرگرم ہین اور آنجناب کے قول و فعل پر عمل کرنے مین نہایت مستعد ہین اور تفضیلیہ کی یہ قسم اہلسنت مین داخل ہے البتہ اُن لوگون نے اس مسئلۂ تفضیل مین خطا کی ہے اور اس مسئلہ مین اُن لوگون کا خلاف ایسا ہی سمجھنا چاہیے جیسا اشعریہ اور ماتریدیہ مین خلاف ہے اور اس قسم کے تفضیلیہ کی امامت جائز ہے اور اہلسنت کے بھی بعضے علما اور صوفیہ اس روش پر ہوے ہین مثلاً عبدالرزاق محدث اور سلمان فارسی اور حسان بن ثابت اور بھی بعضے دیگر صحابہ کا ایسا ہی خیال تھا اور تفضیلیہ کی دوسری قسم کے وہ لوگ ہین کہ کہتے ہین کہ ہمارے لیے حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ اور آنجناب کی اولاد کی محبت کافی ہے اور ایسا ہی ان حضرات کے طریقہ و اقوال و افعال کی اتباع کافی ہے اور وہ لوگ بھی کہتے ہین کہ حضرات شیخینؓ اور دیگر صحابہؓ کو ہم لوگ برا نہین کہتے لیکن اُن حضرات سے ہم کو سروکار بھی نہین نہ محبت نہ عداوت نہ اتباع نہ ترک اتباع نہ اُن حضرات کے قول و فعل پر عمل کرنا نہ اُس سے اعراض کرنا یعنی ان امور کی جانب کچھ لحاظ نہین

Marfat.com

اور اس قسم کے تفضیلیہ بلاشبہ بدعتی ہین اور جو حکم بدعتی کی امامت کے بارہ مین ہے وہی حکم ان لوگون کی امامت کے بارہ مین بھی ہے اور معتبر اہلسنت سے کوئی اس قسم کا تفضیلیہ نہین ہوا ہے۔

پانچوین سوال کا جواب۔ اہلبیت کی محبت فرائض ایمان سے ہے نہ لوازم سنت اور محبت اہل بیت سے ہے کہ مروان علیہ اللعنۃ کو بُرا کہنا چاہیے اور اُس سے دل سے بیزار رہنا چاہیے علی الخصوص اُس نے نہایت بدسلوکی حضرت امام حسین اور اہلبیت کے ساتھ کی اور کامل عداوت ان حضرات سے رکھتا تھا اس خیال سے اُس شیطان سے نہایت ہی بیزار رہنا چاہیے اور لیکن حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضؓ صحابی ہین اور آنجناب کی شان مین بعضے احادیث بھی وارد ہین اور آنجناب کے بارہ مین علماء اہلسنت مین اختلاف ہے علماء ماوراء النہر و مفسرین اور فقہا کہتے ہین کہ حضرت معاویہؓ کے حرکات جنگ وجدل جو حضرت مرتضیٰ علی رضؓ کے ساتھ ہوئی وہ صرف خطاء اجتہادی کی بناپر تھی اور محققین اہل حدیث نے بعد تتبع روایات کے دریافت کیا ہے کہ یہ حرکات شائبۂ نفسانی سے خالی نہ تھے اور اس تہمت سے خالی نہین کہ جناب ذی النورین حضرت عثمانؓ کے معاملہ مین جو تعصب امویہ و قریشیہ مین تھا اُسی کی وجہ سے یہ حرکات حضرت معاویہؓ سے وقوع مین آئے تو اسکا غایت نتیجہ یہی ہے کہ وہ مرتکب کبیرہ کے اور باغی قرار دیے جاوین وَالْفَاسِقُ کَیْسَ بِاَھْلِ اللَّعْنِ یعنی فاسق قابل لعن نہین تو اگر مراد برا کہنے سے اسیقدر ہے کہ اُنکے اس فعل کو بُرا کہنا چاہیے اور بُرا سمجھنا چاہیے تو بلاشبہ اس امر کا ثبوت محققین پر واضح ہے اور اگر برا کہنے سے مراد لعن و شتم ہے تو معاذ اللہ کہ اہل سُنت سے کوئی شخص اسکے گرد جاوے اسواسطے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ حکم ثابت ہے کہ فاسق اور مرتکب کبیرہ کے حق مین استغفار کرنا چاہیے تو لعن کرنا حرام ہوا علی الخصوص حضرت معاویہؓ کہ صحابی ہین آپ کے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی زیادہ امید ہے اور یہ بھی زیادہ متوقع ہے کہ صاحب حق یعنی حضرت مرتضیٰ علی رضؓ

Marfat.com

اپنا حق معاف فرما دیوین گے اور یقیناً معلوم ہے کہ بعضے صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ مین کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہین مثلاً ماعز اسلمی کہ زنا کیا تھا اور حسان بن ثابت کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے قذف مین شریک ہوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے بارہ مین کفر کا حکم نہ فرمایا اور حسان بن ثابت جسوقت قذف مین شریک تھے اُسوقت تک ابھی قرآن شریف مین حکم نازل نہوا تھا کہ حضرت عایشہ صدیقہؓ کی شان مین قذف کرنا حرام ہے بخلاف اسوقت کے کہ اب یہ حکم صراحۃً قرآن شریف مین موجود ہے تو اب جو شخص حضرت عائشہؓ صدیقہ کی شان مین قذف کرے نعوذ باللہ من ذلک تو وہ شخص بلا شبہہ کافر ہے اسواسطے کہ اُسکو قرآن شریف سے انکار ہے۔

چھٹے سوال کا جواب - اگر حنفی مذہب بعضے احکام مین مذہب شافعی پر عمل کرے تو یہ امر منجملہ تین وجہ کے کسی ایک وجہ کے پائے جانے پر جائز ہے ایک وجہ یہ ہے کہ باعتبار دلائل کتاب وسنت کے اُس کی نظر مین اُس مسئلہ مین مذہب شافعی کو ترجیح ہو اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ کسی ضیق مین مبتلا ہو جاوے کہ بلا اسکے گذارہ نہو کہ مذہب شافعی پر عمل کرے مثلاً اس قبیل سے مفقود کے احکام ہین اور ایسا ہی پانی کے متعلق جو احکام ہین وہ بھی اس دیار مین اسی قبیل سے ہین - اور تیسری وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص صاحب تقویٰ ہو اور اُسکو منظور ہو کہ احتیاط کرین اور کسی عمل مین مذہب شافعی مین زیادہ احتیاط دیکھے مثلاً صدقہ دوسیر سے زیادہ دینا اور طاؤس کا گوشت نہ کھانا اور علےٰ ہذا القیاس اور جو مسائل ہین کہ اسمین مذہب شافعی مین وہ شخص زیادہ احتیاط دیکھے اور صرف بنظر احتیاط ان مسائل مین مذہب شافعی پر عمل کرے لیکن ان تینون صورتون مین دوسری شرط بھی ہے کہ تلفیق واقع نہووے اور تلفیق سے مراد یہ ہے کہ مثلاً دو مذہب پر عمل کرنے سے کوئی ایسی صورت متحقق ہو جاوے کہ وہ دونون مذہب مین سے کسی مذہب مین جائز نہو مثلاً کسی شخص کے نزدیک ثابت ہو کہ فصد ناقض وضو ہے اور وہ بعد وضو کے

فصد کھلواوے اور پھر اُسی وضو سے نماز امام کے پیچھے پڑھے اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھے کہ ایسی نماز کسی مذہب مین درست نہین وضو مذہب حنفی کے موافق باطل ہوگیا اور اس وجہ سے وہ نماز بھی مذہب حنفی مین درست نہوئی اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھا اور اس وجہ سے وہ نماز مذہب شافعی مین بھی درست نہوئی اور جب یہ تین وجوہ نہ پائے جاوین اور کوئی حنفی مذہب اس حال مین مذہب حنفی کو ترک کرے اور شافعی کی اقتدا کرے تو یہ قریب حرام کے ہے اور ایسا ہی اگر کوئی شافعی مذہب اُس حال مین مذہب شافعی کو ترک کرے اور مذہب حنفی کی اقتدا کرے تو یہ بھی قریب حرام کے ہے اس واسطے کہ یہ دین مین کھیل کرنا ہے۔

ساتوین سوال کا جواب - منطق پڑھنے مین کچھ قباحت نہین اسواسطے کہ منطق کوئی علم مقصود بالذات نہین بلکہ علوم آلیہ سے ہے جیسا صرف و نحو ہے اور آلہ کی حلت اور حرمت ذی آلہ کی حلت اور حرمت کے موافق ہوتی ہے مثلاً توپخانہ اور گھوڑا اور سلاح خانہ کہ آلہ جنگ ہے تو اگر وہ جنگ عبادت ہو مثلاً کفار کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور چور اور ڈاکوؤن کو دفع کرنا ہے تو اس غرض سے آلات جنگ کا استعمال کرنا اور اُسکا سامان مہیا کرنا بھی قبیل عبادات سے ہے اور اگر وہ جنگ حرام اور گناہ ہو مثلاً بغاوت کرنا ہے اور ڈاکہ مارنا ہے تو اِس غرض سے آلات جنگ کا استعمال کرنا بھی حرام اور گناہ ہے اور ایسا ہی ہر حال مین جو حکم ذی آلہ کے بارہ مین ہوگا وہی آلہ کے بارہ مین بھی ہوگا غایت نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص منطق حاصل کرے اور اس ذریعہ سے مذاہب باطلہ کی تائید کرے اور صحیح عقائد مین شک ڈالے تو البتہ اس فعل کی وجہ سے وہ شخص گنہگار ہوگا اور صرف تحصیل علم کیوجہ سے وہ گنہگار نہین اب یہ بیان کرتا ہون کہ قدما کے کلام مین منطق کی بحثون اور اسکا پڑھنا منع ہونا جو اکثر مقام مین وارد ہے تو اِس کا جواب یہ ہے کہ قدما کے اس کلام مین دو احتمال ہے یا یہ احتمال ہے کہ قدما کی مراد یہ ہے کہ یہ امر منع ہے کہ کوئی شخص اس علم مین اسقدر مشغول ہو جاوے

Marfat.com

کہ اسی کو مقصود بالذات سمجھ لیوے اور تمام عمر اسی مین مصروف و مشغول رہے اور مسائل شرعیہ سے کہ مقصود بالذات ہین بے بہرہ رہجاوے تو اس طور پر تو علوم آلیہ سے کوئی علم ہو اس مین مصروف و مشغول رہجانا منع اور حرام ہے مثلاً صرف و نحو و معانی و بیان بھی ایسا ہی ہے اور قدما کے کلام مین دوسرا یہ احتمال ہی کہ اُنکے زمانہ مین رواج ہوگیا تھا کہ اس علم سے زیادہ تر یہ غرض ہوتی تھی کہ مذہب معتزلہ و فلسفہ کی تائید اس علم کے ذریعہ سے کیجاتی تھی مثلاً امثلہ حدود و رسوم و قضایا و قیاس و اشکال کے مسائل قدم عالم و اثبات ہیولیٰ و صورت وغیرہ مین استعمال کیے جاتے تھے اور اکثر ایسا ہوا کہ جو شخص اس علم مین مشغول ہوتا تھا اُسکے عقائد مین اِن اوہام باطلہ کی آمیزش ہوتی تھی اور رفتہ رفتہ اُسکے مذہب مین رسوخ پیدا ہوتا تھا تو اس وجہ سے قدما کے نزدیک یہ علم پڑھنا حرام اور گناہ قرار پایا اب یہ امور منطق سے بالکل برطرف ہوئے اور اس علم کو اہل حق نے اجزاء علم کلام سے ایک جزء قرار دیا ہے تو اب اسکی حرمت اور معصیت ہونے کا حکم باقی نرہا اس واسطے کہ علت کے رفع ہونے سے حکم بھی مرتفع ہو جاتا ہے اور فتاوی سراج المنیر مین مذکور ہے وَدَخَلَ فِي الْفَلْسَفَةِ الْمَنْطِقُ یعنی فلسفہ مین منطق داخل ہے تو اس سے مراد وہی منطق ہے کہ فلسفہ کا جزء ہوا اور اُسکی مثالین فلسفہ مین مذکور ہون اور یہ منطق مراد نہین کہ علم کلام کا جزء ہے واللہ اعلم بالصواب اور انگریزی پڑھنا یعنی انگریزی کا حرف پہچاننا اور لکھنا اور اس کی لغت اور اصطلاح جاننا اس مین کچھ قباحت نہین بشرطیکہ صرف مباح ہونے کے خیال سے انگریزی حاصل کی جاوے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق زید بن ثابت نے یہود و نصارے کے خط و کتابت کا طریقہ اور اُنکی زبان سیکھی تھی اس غرض سے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اُس زبان مین کوئی خط آوے تو اُسکا جواب لکھ سکین اور اگر صرف اُنکی خوشامد کی غرض سے اور اُنکے ساتھ اختلاط رکھنے کے لیے یہ علم پڑھے اور اِس ذریعہ سے چاہے کہ اُنکے یہان تقرب حاصل ہووے تو البتہ اس مین حرمت اور

راہت ہے اور اوپر ابھی بیان ہوا ہے کہ جو حکم ذمی آلہ کے بارہ مین ہوتا ہے
ہی حکم آلہ کے بارہ مین بھی ہوتا ہے اور نصاریٰ کی نوکری بلکہ سب کفار کی
وکری کی چند قسم ہے بعضی مباح ہے اور بعضی مستحب ہے اور بعضی حرام ہے
ور بعضی کبیرہ قریب کفر کے ہے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر کافر کی نوکری
ن یہ کام کرنا ہو کہ رسوم صالحہ کو مقرر کرنا ہو اور کوئی ایسا کام کرنا ہو کہ اسکا
نجام بہتر ہو مثلاً چور اور ڈاکوؤن کو دفع کرنا ہو یا عدالت مین شرع کے
طابق فتوے دینا ہو یا لوگون کے آرام کے لیے پل بنانا ہو یا ایسی عمارت
نانا ہو یا اُسکی مرمت کرنا ہو کہ اس سے لوگون کو آرام ہووے مثلاً مسافرخانہ
نانا ہو یا ایسا ہی اور کوئی کام عام لوگون کے فائدہ کے لیے بنانا ہو تو ایسی
وکری بلاشبہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور اس کا ثبوت اس طور پر ہوتا ہے کہ
حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے درخواست
کی کہ مصر کے خزانہ کے داروغہ آپ مقرر کیے جاوین اور منظور یہ تھا کہ خزانہ
لوگون کے دینے مین انصاف ہووے حالانکہ اسوقت وہ بادشاہ مصر کافر تھا
اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ نے فرعون کی نوکری
کی تھی اس کام کے لیے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ
پلاوین اور اگر کوئی شخص کافر کی نوکری کسی دوسرے کام کے لیے کرے اور
کفار کے ساتھ اختلاط لازم آوے اور اس نوکری مین رسوم اور امور خلاف
شرع کے دیکھنے کا اتفاق ہوا کرے اور اعانت ظلم مین ہو مثلاً محرری و خدمتگاری
یا سپاہی کا کام ہے یا اس نوکری مین حد سے زیادہ اُنکی تعظیم کرنا پڑے یا اُن کے
سامنے بیٹھنے اور کھڑے ہونے سے اپنے کو ذلیل کرنا پڑے تو ایسی نوکری حرام
ہے اور اگر انکی نوکری مین یہ کام ہو کہ کسی مسلمان کو قتل کرنا ہو یا کسی ریاست
کو درہم برہم کرنا ہو یا کفر کو رواج دنیا ہو اور یہ تلاش کرنا ہو کہ اسلام مین کون کون
امر قابل طعن ہے تو ایسی نوکری نہایت کبیرہ گناہ ہے اور کفر کے قریب ہے۔

Marfat.com

آٹھوین سوال کا جواب - غنا یعنی راگ سننا کہ بلا مزامیر و آلات لہو کے ہو اس بارہ مین مذہب حنفی مین روایات مختلفہ ہین زیادہ صحیح یہ ہے کہ جائز ہے اور رد بھی جائز ہے اور اکثر احادیث سے اس روایات کی تائید ہوتی ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابن ہمام نے لکھا ہے قُيِّدَ حُرْمَةُ التَّغَنِّيْ بِمَا إِذَا كَانَ فِي اللَّفْظِ مَا لَا يَحِلُّ لِصِفَةِ الْمُذَكَّرِ وَالْمَرْأَةِ الْمُغَنِّيَةِ الْحَسِيْنَةِ وَوَصْفِ الْخَمْرِ الْمُهَيِّجِ إِلَيْهَا وَالْمُزَيِّنَاتِ وَالْخَائِنَاتِ وَهِجَاءِ مُسْلِمٍ أَوْ ذِمِّيٍّ إِلَّا إِذَا أَرَادَ إِنْشَاءَ النَّقْضِ لِلْاِسْتِشْهَادِ أَوْ لِيَعْلَمَ فَصَاحَتَهُ وَبَلَاغَتَهُ نَعَمْ إِذَا قِيْلَ ذٰلِكَ عَلَى الْمَلَاهِيْ مُنِعَ وَإِنْ كَانَ مَوَاعِظَ وَحِكَمًا لِلَّذَّةِ نَفْسِهَا لَا وَكَذٰلِكَ التَّغَنِّيْ وَقْتَ الْوَلِيْمَةِ وَالْعَقِيْقَةِ وَعِنْدَ الْوِلَادَةِ وَعِنْدَ مَجِيْءِ الْغَائِبِ انْتَهٰى یعنے گانا اُسوقت حرام ہے جب اُس مین ناجائز لفظ ہو مثلاً ناجائز صفت مرد کی ہو یا صفت گانے والی حسینہ عورت کی ہو یا تعریف شراب کی ہو کہ اس سے اُس عورت کی رغبت ہووے یا صفت زانیہ کی ہو یا صفت خائنہ کی ہو یا مسلمان یا کافر ذمی کی ہجو ہو مگر جب شعر پڑھنے سے کوئی مدعا ثابت کرنا منظور ہووے یا فصاحت اور بلاغت سیکھنے کی غرض ہو تو شعر پڑھنا منع نہین البتہ جب اُس سے لہو و لعب مقصود ہووے تو منع ہے اور اگر اُس مین کوئی نصیحت ہو اور حکمت کی بات ہو اور صرف اُسکی تاثیر ہونے کی غرض سے پڑھا جاوے تو منع نہین اور یہی حکم اُس گانے کے بارہ مین بھی ہے جو طعام ولیمہ کے وقت ہو یا عقیقہ کے وقت ہو یا لڑکے کے پیدائش کے وقت ہو یا دوسری جگہ سے کسی شخص کے آنیکے وقت ہو اور زیلعی مین لکھا ہے اِخْتَلَفُوْا فِي التَّغَنِّيْ الْمُجَرَّدِ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ حَرَامٌ مُطْلَقًا وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ لَا بَأْسَ بِالتَّغَنِّيْ لِيُفِيْدَ لَهُمُ الْقَوَافِيْ وَالْفَصَاحَةَ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ يَجُوْزُ التَّغَنِّيْ لِدَفْعِ الْوَحْشَةِ إِذَا كَانَ وَحْدَهُ وَلَا يَكُوْنُ عَلٰى سَبِيْلِ اللَّهْوِ وَقَالَ السَّرَخْسِيُّ فِي الْمَبْدَأِ وَالسَّمَاعُ فِي أَوْقَاتِ السُّرُوْرِ تَأْكِيْدٌ لِلسُّرُوْرِ مُبَاحٌ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ السُّرُوْرُ مُبَاحًا كَالْغِنَاءِ فِي أَيَّامِ الْعِيْدِ وَفِي الْعُرْسِ وَفِي وَقْتِ مَجِيْءِ الْغَائِبِ وَوَقْتِ الْوَلِيْمَةِ

Marfat.com

وَالْعَقِیْقَۃِ وَعِنْدَ الْوِلَادَۃِ وَعِنْدَ الْمُنَاسَبَۃِ وَعِنْدَ حِفْظِ الْقُرْاٰنِ
یعنی اختلاف ہے راگ کے بارہ مین کہ بلا مزامیر وغیرہ کسی امر ناجائز کے ہو تو
بعض علما کا قول ہو کہ راگ ہر حال مین حرام ہے اور بعض علما کا قول ہے کہ اسمین
کچھ قباحت نہین کہ شعر اس غرض سے پڑھا جاوے کہ قافیہ معلوم ہووے اور
فصاحت حاصل ہووے اور بعض علما کا قول ہے کہ گانا دفع وحشت کے لیے
تنہائی مین جائز ہے بشرطیکہ لہو و لعب کے طور پر نہووے اور علامہ سرخسی نے
بدائع مین لکھا ہے کہ راگ سننا خوشی کی حالت مین اس غرض سے کہ سرور
زیادہ ہووے مباح ہے اگر وہ خوشی مباح ہو مثلاً گانا جو ایام عید مین ہو اور
ایسا ہی وہ گانا بھی جو شادی مین ہو اور اسوقت ہو جب غیر جگہ سے کوئی شخص
آوے اور جو طعام ولیمہ کے وقت ہو اور جو گانا لڑکے کی پیدایش کے وقت
اور ختنہ کے وقت ہو اور قرآن شریف حافظہ ہو جانے کے وقت ہو یعنی
یہ سب جائز ہے۔

نوین سوال کا جواب۔ خنثی مشکل کی دونون شہوت برابر نہین ہوتی
بلکہ کوئی ایک شہوت زیادہ ہوتی ہے اور دوسری شہوت کم ہوتی ہے تو اگر
فرج کی شہوت زیادہ ہو تو چاہیے کہ وہ کسی مرد کے ساتھ نکاح کرے اور اگر
ذکر کی شہوت زیادہ ہو تو چاہیے کہ وہ کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے اور
ہر حال مین دوسری شہوت کے بارہ مین حکم ہے کہ اُسپر صبر لازم ہے۔

دسوان سوال کا جواب۔ کُلُّ دُخَانٍ حَرَامٌ حدیث نہین اور حقہ کی
حلت اور حرمت مین اختلاف ہے زیادہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے اسوجہ سے
کہ حقہ پینے والے کے مُنھ سے بدبو آتی ہے جیسا کہ پیاز خام اور لہسن خام کے کھانے
کے بارہ مین حکم ہے اور حقہ پینے مین دوزخیون کے ساتھ مشابہت پائی جاتی
ہے اسواسطے کہ انکے شکم سے بھی دھوان نکلے گا اور مَنْ اَکَلَ الثُّوْمَ وَمَا تَا الخ
کہین کتب حدیث مین نہین بلکہ ان دونون کلام کے الفاظ رکیکہ سے بھی صراحۃ

Marfat.com

معلوم ہوتا ہی کہ یہ حدیث نہین اور علاء الدین تبریزی کی تحریر قابل اعتبار نہین اسواسطے کہ اس بارہ مین معتبر محدثین کے قول پر اعتبار کرنا چاہیے کہ وہ لوگ حدیث کی تحقیق بیان کرتے ہین لیکن واعظین کی عادت ہے کہ غیر معتبر احادیث کو بھی ترغیب وترہیب کے لیے ذکر کرتے ہین اور اُن احادیث کے حال سے ناواقف رہتے ہین اور حقہ کے مسئلہ کی تحقیق یہہے کہ نفس تمباکو پینے مین حرمت کی کوئی وجہ متحقق نہین اس واسطے کہ حرمت کی علت نباتات مین صرف دو چیزین منحصر ہے سمیت اور سکریت اور تمباکو کی پتی ان دونون چیز سے خالی ہے لیکن اُسکے استعمال کا جو طریقہ ہے کہ اُسکا دھوان پیتے ہین تو اسمین تین وجہ کراہت کی جمع ہو جاتی ہے ایک بدبو کہ حقہ پینے والے کے منھ سے نکلتی ہے اور دوسری وجہ دوزخیون کے ساتھ مشابہت ہوتا ہے چنانچہ تیسگاہ پر ہاتھ رکھکر کھڑا ہونا منع ہے اور ایسا ہی لوہے کی انگوٹھی پہننا بھی منع ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اس مین آگ کے ساتھ ملابست لازم آتی ہے اور یہ مکروہ ہے اسواسطے کہ اللہ تعالے آگ کے ذریعہ سے عذاب کرے گا اور اسیوجہ سے بدن کو داغنا منع ہے اور اگرچہ منجملہ ان وجوہ کے ہر وجہ سے صرف کراہت تنزیہی ثابت ہوتی ہے لیکن یہ تینون وجہ جمع ہو جانے سے کراہت تحریمی ثابت ہوئی اور بعضے اہل معقول نے کہا ہے کہ لفظ کُلُّ دُخَانٍ حَرَامٌ اگرچہ حدیث نہو لیکن یہ کلام صحیح ہے اسواسطے کہ دخان اہل عقل کے نزدیک دو چیز سے مرکب ہے ارضیت اور ناریت اور یہ دونون حرام ہے تو جو ان دونون سے مرکب ہے وہ بھی حرام ہوا اور اسکا جواب یہ ہے کہ حرمت ارض ونار کی علت سمیت ہی اور جب علت باقی نرہی تو حلال ہوگیا جیسا پان مین چونہ کھانا جائز ہے اور دواؤن مین گل ارمنی اور طین مختوم کھانا جائز ہے تو استعمال اس دخان کا اصلاح بدن کی غرض سے ہوتا ہے مثلاً تحلیل ریاح اور رفع قبض منظور ہوتا ہے تو اُس مین حرمت کی علت نہین اور بعضے کتب مین اُس کی حرمت کو

Marfat.com

س آیت سے ثابت کیا ہے یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ یَغْشَی النَّاسَ
ذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ یعنی جس دن لے آوے گا آسمان ظاہر دھوان کہ چھپاوے گا
گون کو یہ دردناک عذاب ہے تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ دخان یعنی دھوان
ذاب کا آلہ ہے اور عذاب کا آلہ استعمال کرنا درست نہین اور اِس شبہ کا جواب
ہے کہ صغریٰ اور کبریٰ دونون صحیح نہین اسواسطے کہ دخان اگر عذاب کا آلہ ہے تو
م کا بھی آلہ ہے جیساکہ عود کے استعمال کے بارہ مین وارد ہے کہ حدیث صحیح مین
ہے مَجَامِرُکُمُ الْاُلُوَّۃُ یعنی عود رطب بہشتیون کے لیے بہشت مین مجامر مین
ی انگیٹھیون مین لے آوین گے اور ہر آلہ عذاب کا استعمال کرنا منع نہین اسواسطے
حضرت نوح علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم پر پانیکے طوفان کا عذاب ہوا تھا
یعنی باوجود اسکے پانی کا استعمال کرنا منع نہین تمت

تتمۂ دلائل شیعہ وبیان حدیث ثقلین

منقول از تحفۂ اثنا عشریہ باب ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاننا چاہیے کہ شیعہ کے نزدیک دلیل کی چار قسمین ہین کتاب اور خبر اور اجماع
در عقل اور کتاب کہ قرآن مجید ہے شیعہ کے نزدیک قابل استدلال نہین اسواسطے
کہ اُنکا گمان ہے کہ اسپر اعتماد نہین ہو سکتا کہ وہ فی الواقع قرآن ہے مگر اس وقت کہ
واسطۂ امام معصوم کے پہونچا ہو اور قرآن کہ ائمہ سے ہے وہ اُنکے پاس موجود نہین
ور اُنکا گمان ہے کہ اس قرآن پر ائمہ نے اعتبار نہ کیا ہے اور نہ اُسکو قابل استدلال
در تمسک کے سمجھا ہے چنانچہ یہ مضمون کلینی وغیرہ سے جو اُنکے نزدیک کتب معتبرہ سے ہے
قل کیا جاوے گا اور یہ مضمون چند وجہ سے ثابت ہے۔
پہلی وجہ یہ ہے کہ امامیہ کی جماعت کثیرہ نے اپنے ائمہ سے روایت کی ہے

Marfat.com

کہ جو قرآن شریف نازل ہوا تھا اُسکے کلمات کے مقامات مین تحریف ہوئی ہے یعنی اُسکے کلمات اپنے مقام سے دوسرے مقام مین بدل دیے گئے ہین اور اُسکی آیات بلکہ بعض سورتین بھی ساقط کردی گئی ہین اور ترتیب بھی متغیر ہوگئی ہے اور اب جو موجود ہے یہ حضرت عثمانؓ کا مصحف ہے کہ اُسکا سات نسخہ لکھکر اطراف وجوانب مین مشتہر کیا اور جو شخص اصلی قرآن پڑھتا تھا اُسکو سزا دیتے تھے حتیٰ کہ طوعًا وکرہًا ملک مین اسی مصحف پر لوگون نے اجماع کرلیا تو یہ مصحف تمسک اور استدلال کے قابل نہین اور اسکی ترتیب اور اسکے الفاظ اور عام اور خاص قابل اعتبار نہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ اس قرآن مین جو احکام ہین وہ سب منسوخ ہون یا اُن مین سے اکثر احکام منسوخ ہون اُن آیات اور سورتون کے ذریعہ سے کہ وہ ساقط کردی گئی ہین یا اس قرآن کے احکام مندرجہ سب یا اکثر مخصوص ہون اُن آیات اور سورتون کے ذریعہ سے کہ وہ ساقط کردی گئی ہین۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ شیعہ کا گمان ہے کہ اِس قرآن کے ناقل بلاتشبیہ مانند ناقلان توریت وانجیل کے ہین کہ بعضے اُن مین سے اہل نفاق تھے مثلاً صحابہ جلیل القدر اور بعضے اُن مین سے دین مین سُست اور دنیادار اور دین فروش تھے مثلاً عوام صحابہ کہ مال ومنصب کے طمع سے اپنے رؤسا کی اتباع کی اور دین سے مرتد ہوے سوا چار صحابہ یا چھ صحابہ کے اور باقی سب نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو جواب دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ دشمنی اور عداوت اختیار کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کتاب کی تحریف کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خطاب فرمایا تھا وہ بدل دیا مثلاً بجاے مِنَ الْمَرَافِقِ کے اِلَی الْمَرَافِقِ لکھدیا اور بجاے اَئِمَّةٌ هِيَ اَزْكٰى مِنْ اَئِمَّتِكُمْ کے اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ لکھدیا اور ایسا ہی اکثر تحریف کی چنانچہ دعاء ضمنی قریش مین کہ اُسکو قنوت امیر المومنین کہتے ہین اور اُسکو متواتر جانتے ہین یہ مضمون مذکور ہے اور اُس دعا کی کچھ عبارت باب ثانی مین بیان کی گئی تو جیسا کہ توریت وانجیل قابل

Marfat.com

نہار نہین اور جو عقیدہ اور عمل اسمین مذکور ہے وہ قابل یقین نہین ایسا ہی یہ قرآن کہ موجود ہے
بل استدلال نہین اور جیسا کہ توریت و انجیل کے احکام قرآن کے ذریعہ سے منسوخ ہوے ہین اسیطرح
س قرآن کے بھی بہت احکام منسوخ ہین اور ناسخ کو ائمہ کے سوا کوئی دوسرا نہین جانتا۔
رتیسری وجہ یہ ہے کہ شیعہ کا گمان ہے کہ نزول قرآن اور اُس کے اعجاز کا
ت بلکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بھی ثبوت موقوف ہے ناقلین کے
دق کے ثبوت پر اور جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت کے ناقلین
وگ ہین کہ اپنی غرض فاسد کے لیے ایسے نص کو چھپا رکھا کہ وہ نص ایک لاکھ
بیس ہزار آدمی کے سامنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے اور کسی نے
ت ضرورت اُسکو ظاہر نہ کیا حتیٰ کہ نبوت کے خاندان کا حق تلف ہوگیا اور
ن کا اصل اصول کہ نبوت کا ہم پہلو ہے یعنی امامت وہ اصل اصول درہم برہم
گیا تو ایسے لوگون کی نقل کا کیا اعتبار ہونا چاہیے کسی غرض فاسد کے لیے یہ سب
بد باندھی ہو گی کہ فلان نبی تھا اس سے معجزہ ظاہر ہوا اور اسپر قرآن شریف
ازل ہوا اور سب بلغار اسکے معارضہ سے عاجز رہے اور فی الواقع کچھ بھی نہوا اور
ن خبر تو اسکا حال اس باب مین مفصل گذرا اور جدید یہ ہے کہ خبر کے لیے ضروری
ہ کہ کوئی ناقل ہو تو خبر کے ناقل شیعہ ہین اور غیر شیعہ کا تو کچھ اعتبار نہین اسواسطے
انکے صدر اول کہ منتہی اسانید کے ہین مرتدین اور منافقین اور محرفین کتاب اللہ
معاندین خاندان رسول ہوئے ہین اور شیعہ مین باہم اصل امامت اور تعین
ہ اور اُنکی تعداد مین نہایت اختلاف ہے اور اثبات کسی ایک قول کا اُنکے اقوال
ہ نہین ہو سکتا ہے مگر خبر سے اس واسطے کہ کتاب ان مذکورات سے ایسے طور پر کہ
س سے مخالف کو الزام دینا ممکن ہو سکت ہے تو اگر اُس خبر کا ثبوت اور اُس خبر کی
ت ہونے کا ثبوت موقوف ہو اُس قول کے ثبوت پر تو اس مین صراحۃً دور
رم آتا ہے یعنی لازم آتا ہے کہ وہ قول ثابت ہووے اُس خبر سے اور وہ خبر ثابت
ووے اُسی قول سے اور یہ صریحاً دور ہے اور یہ قباحت بھی ہے کہ خبر کا حجت ہونا

Marfat.com

اس سبب سے ہے کہ وہ معصوم کا قول ہے یا معصوم کا قول کسی دوسرے معصوم
کے ذریعہ سے پہونچا ہے اور شخص معین کی عصمت ثابت نہین ہوسکتی مگر خبر سے
اسواسطے کہ کتاب ساکت ہے اور عقل عاجز ہے اور بالفرض اگر معجزہ کا صادر ہونا
صحیح بھی ہو تو وہ بھی خبر پر موقوف ہے اسواسطے کہ معجزہ اور تحدی کے مشاہدہ کا
اتفاق ہر شخص کو نہو اور اجماع بھی اس صورت مین حجت ہے کہ اُس مین معصوم
داخل ہو اور پھر غائبین کے اجماع کی نقل مین خبر درکار ہے اور شخص معین کی
عصمت اسکے کسی ہم درجہ معصوم کی خبر سے ثابت کرنا دور صریح ہے اور خبر کا حجت
ہونا یہ بھی موقوف ہے نبی کی نبوت اور امام کی امامت پر اور جب اصل ثابت نہوئی
تو فرع کیونکر ثابت ہوگی حاصل کلام شیعہ کے نزدیک متواتر خبر کا اعتبار نہین اسواسطے
کہ امر واقعی کا چھپانا بعدد متواتر سے ظہور مین آیا اور غیر واقع کا ظاہر کرنا رد کے حکم مین
ہے اور اخبار آحاد خود بالاجماع ان مطالب مین معتبر نہین تو خبر کے ذریعہ سے استدلال
کرنا ممکن نہین اور لیکن اجماع تو اسکا بطلان نہایت ظاہر ہے اسواسطے کہ اجماع
بعد ثبوت نبوت اور شرع کے ہے تو جب نبوت اور شرع ثابت نہو سکی تو اجماع
کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور اجماع کا حجت ہونا بھی شیعہ کے نزدیک بالاصالہ نہین
بلکہ اس بناپر اجماع حجت ہے کہ معصوم کا قول اُسکے ضمن مین ہوتا ہے اور ابھی تک
معصوم کے ہونے مین اور اسکی تعیین کہ کون ہے اور اسکے قول کی نقل مین بحث اور
تفتیش چلی جاتی ہے اور یہ بھی انکا گمان ہے کہ صدر اول اور صدر ثانی کا اجماع یعنی
قبل حدوث اختلاف در است کے خود قابل اعتبار نہین اسواسطے کہ ان لوگون نے
اجماع کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت پر اور حرمت متعہ پر اور تحریف کتاب اور منع
میراثِ پیغمبر پر اور امام برحق کو اسکے حق سے محروم رکھنے پر اور ملکیت خاندان
رسول کی غصب کرنے پر اور بعد حدوث اختلاف در است کے اور بعد اُس کے کہ
وہ لوگ متفرق ہو کر چند فرقہ مختلفہ ہوگئے اجماع ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے
خصوصًا مسائل خلافیہ مین کہ اسکا ثابت ہونا اُنھین لوگون پر منحصر ہے اور اُس اجماع

معصوم کا شریک ہونا اور اُس قول کا موافق ہونا باقی امت کے قول کے ساتھ ثابت
ہین ہوتا مگر اخبار کے ذریعہ اور اخبار کا حال تعارض اور تساقط اور ضعف اور
شست ہونے مین جیسا ہے وہ روشن ہے اور اجماع کا ثبوت بھی ہر مسئلہ خلافیہ
ن ممکن نہین اور علماء شیعہ مین بلکہ سب اثنا عشریہ مین بالخصوص اس نقل مین باہم
خالف ہے اور ہر ایک دوسرے کو کاذب کہتا ہے اور ہر ایک دوسرے کے قول کا
نکار کرتا ہے اِن مین سے بعضے اپنے فرقے کا اجماع نقل کرتے ہین اور بعضے اُس کی
کذیب کرتے ہین اور اُس سے انکار کرتے ہین اور جب امامیہ کے ایک فرقہ کا اجماع
مت کے کسی دوسرے ایک فرقہ کے ساتھ ثابت نہین ہوتا تو اُمت کے سب لوگونکا
جماع کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور اُسکے چند مثال بیان کرتا ہون صاحب سبیل السلام
لی سالم الاسلام کہ بہترین علماء اثنا عشریہ سے ہے حدیث عقل کی شرح مین کہتا ہے
لہ کَلَامُ الشَّیْخِ اَبِی الْفَتْحِ الْکَرَاجَکِیِّ فِیْ کَنْزِ الْفَوَائِدِ یَدُلُّ عَلٰی اِجْمَاعِ
لْاِمَامِیَّةِ عَلَی الْبَدَاءِ وَاِنْکَارِ مَنْ خَصَائِصِهِمْ فَاَنْکَرَهٗ سَائِرُ الْفِرَقِ
وَکَلَامُ الْعَلَّامَةِ الْحِلِّیِّ فِی النِّهَایَةِ وَالتَّهْذِیْبِ وَکَشْفِ الْحَقِّ یَدُلُّ عَلَی الْاِصْرَارِ فِی الْاِنْکَارِ یعنی کلام شیخ ابو الفتح کراجکی کا کہ
کنز الفوائد مین ہے دلالت کرتا ہے اسپر کہ بدا پر امامیہ کا اجماع ہے اور یہ مسئلہ انکے
خاصہ سے ہے اور باقی سب فرقہ نے اُس سے انکار کیا ہے اور کلام علامہ حلی کا کہ
نہایہ اور تہذیب اور کشف الحق مین ہے دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس انکار پر اصرار ہے
ور شیخ شہید ثانی نے کہ اجلۂ علماء شیعہ سے ہے ایک مستقل فصل مین یہ مضمون
لکھا ہے کہ اُن لوگون کے شیخ نے چند جگہ اجماع فرقہ کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ خود
اُس نے دوسرے مقامات مین اُسکے خلاف کہا ہے اُس فصل کی کچھ عبارت یہان
لکھتا ہون فَصْلٌ فِیْمَا اشْتَمَلَ عَلٰی مَسَائِلَ ادَّعَی الشَّیْخُ فِیْهَا مَعَ اَنَّهٗ نَفْسَهٗ خَالَفَ
فِیْ حُکْمِ مَا ادَّعَی الْاِجْمَاعَ فِیْهِ اَوْرَدْنَاهَا لِلتَّنْبِیْهِ عَلٰی اَنْ لَا یُغْتَرَّ
لْفَقِیْهُ بِدَعْوَی الْاِجْمَاعِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْهِ الْخَطَاءُ وَالتَّجَاوُزُ کَثِیْرًا مِنْ کُلِّ وَاحِدٍ

Marfat.com

مِنَ الْفُقَهَآءِ سِيَّمَا مِنَ الشَّيْخِ الْمُرْتَضٰى فِيمَا ادَّعٰى فِيهِ الْاِجْمَاعَ مِنْ كِتَابِ النِّكَاحِ
دَعْوَاهُ فِي خِلَافِ الْاِجْمَاعِ عَلٰى اَنَّ الْكِتَابِيَّةَ اِذَا اَسْلَمَتْ وَانْقَضَتْ عِدَّتُهَا قَبْلَ اَنْ
يُسْلِمَ الزَّوْجُ يَنْفَسِخُ النِّكَاحُ وَقَالَ فِي النِّهَايَةِ وَفِي كِتَابِ الْاَخْبَارِ لَا يَنْفَسِخُ النِّكَاحُ
بَيْنَهُمَا انْتَهٰى یعنی یہ فصل ہے اس مین مسائل ہین ابو جعفر نے اُن مسائل مین اتفاق کا
دعوے کیا ہے باوجودیکہ اُس نے بذات خود مخالفت کی ہے اُس حکم مین کہ اُس نے
اُس مین اجماع کا دعوی کیا ہے یہ امر مین نے یہان اس واسطے ذکر کیا تا اسکی خبر
لوگون کو ہو جاوے اور چاہیے اور عالم اتفاق کے دعوے سے فریب نہ کھاوے
اس واسطے کہ اُس مین خطا اور مجازہر علما سے بہت واقع ہے خصوصًا شیخ مرتضٰی
سے تو کتاب النکاح مین جو اس نے دعوی کیا ہے وہ صرف اُس کا دعوے
ہے اور اجماع کے خلاف ہے اور وہ دعوے یہ ہے کہ عورت کتابیہ جب مسلمان
ہو جاوے اور اُس کی عدت گذر جاوے اور اُسوقت تک اُسکا شوہر اسلام
قبول نہ کرے تو اُس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور نہایہ مین لکھا ہے اور کتاب
الاخبار مین ہے کہ اُن دونون کے درمیان مین نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور ایسا ہی
وہ لوگ فقہ کے ہر مسئلہ مین شیخ و سیّد کی تکذیب کرتے ہین اور بہت بڑا رسالہ
قریب سو مسئلہ کے بلکہ اس سے زاید اُس مین مندرج ہین اور عقل کے ذریعہ سے
استدلال کرنا شرعیات مین ہے یا غیر شرعیات مین ہے اور شرعیات مین تو اس
فرقہ کے نزدیک عقل ہرگز قابل تمسک نہین اس واسطے کہ یہ لوگ قیاس کے
منکر ہین اور قیاس کو حجت نہین جانتے اور غیر شرعیات مین عقل سے استدلال کرنا
اسپر موقوف ہے کہ عقل وہم کے شائبہ سے پاک کی جاوے اور اشکال کی ترتیب
اور صورت مین اُس سے خطا واقع نہووے اور یہ امر بدون ارشاد امام کے حاصل
نہین ہو سکتا اس واسطے کہ ہر فرقہ کے لوگ اپنی عقل سے بعضی چیزون کو ثابت
کرتے ہین اور بعضی چیزون سے انکار کرتے ہین اور باہم اصول و فروع مین
تخالف کرتے ہین اور عقل سے ترجیح نہین دے سکتے ورنہ وہی تخالف ترجیح مین

Marfat.com

ں واقع ہو گا تو ضرور ہے کہ عقل کے سوا کوئی دوسرا حاکم اور مرجح ہو کہ کسی ایک جانب کو
اب قرار دیوے اور دوسری جانب کو خطا قرار دیوے اور ایسا حاکم اور مرجح نبی اور
م کے سوا کوئی دوسرا نہین ہو سکتا اور ثبوت امامت کہ عقل کے لیے موقوف علیہ ہے
توقف مین ہے تو عقل کے ذریعہ سے استدلال کرنا قابل اعتبار نہین اور بہر حال
م دلائل شرعیہ مین ہے اور امور شرعیہ کو صرف عقل سے ثابت نہین کر سکتے اسواسطے
الا جماع ثابت ہے کہ عقل اُسکو تفصیلی طور پر دریافت کرنے سے عاجز ہے البتہ عقل
ب شریعت سے مدد لیوے اور اس حکم کا اصل شارع سے اخذ کرے تو ممکن ہے کہ
ی اصل پر دوسری چیز کو قیاس کرے لیکن جب قیاس اس فرقہ کے نزدیک باطل
ے تو عقل کو امور شرعیہ مین کچھ دخل نرہا اور قواعد شرعیہ مین ہنوز تردد و اضطراب ہے
قل سے یہ لوگ کیا کام لین گے ثَبِّتِ الْعَرْشَ اَوَّلًا ثُمَّ انْقُشْ یعنی عرش کو پہلے
ت کر تو اُسکے بعد نقش و نگار کو ثابت کر۔

فائدہ جلیلہ جاننا چاہیے کہ سب براہین عقلیہ کی بنا اس پر ہے کہ بدیہیات کا
قاد ہو اور بعض لوگ ہین کہ اُنکو ان بدیہیات سے انکار ہے مثلاً سوفسطائیہ کہ اُنکو ان
یات سے انکار ہے کہ ایک نصف دو کا ہے اور نفی اور اثبات جمع نہین ہو سکتے
نہ دونون رفع ہو سکتے ہین اور جسم واحد آن واحد مین دو جگہ نہین ہو سکتا اور
ہو اس سے غائب ہے وہ حاضر نہین اور جو نام کسی چیز کا ہو اگر وہی نام کسی دوسری
ار رکھا جاوے تو وہ دوسری چیز بعینہ پہلی چیز نہ ہو جاوے گی اور ایسا ہی وہ لوگ
بھی بدیہیات کے منکر ہین تو اُنکے نزدیک کوئی مطلب براہین عقلیہ سے ثابت نہین
سکتے اور ایسا ہی سب دلائل شرعیہ اور مقدمات دینیہ کی بنا اس پر ہے کہ ملت حنفیہ
ت ہے کہ زمانہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے اس وقت تک سب ادیان
مسلم ہے اور سب ملت مین اُس کے اصول پر اتفاق ہے مثلاً اِنَّ الْمَعْبُوْدَ وَاحِدٌ
ثہ یُرْسِلُ الرُّسُلَ وَیُظْهِرُ الْمُعْجِزَةَ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ مُرْسَلُوْنَ اِلَی اللّٰہِ اِلَی
لق وَمَعْصُوْمُوْنَ عَنِ الْكَذِبِ وَالْخِیَانَةِ وَاِنَّ لِلّٰہِ اَحْكَامًا

Marfat.com

تکلیفہ علی عبادہ یجازی بہا وعلیہا یوم البعث والنشور
بالجنۃ والنار یعنی تحقیق کہ معبود ایک ہے اور تحقیق کہ اللہ تعالے پیغمبرون کو بھیجتا ہے
اور معجزہ ظاہر کرتا ہے اور تحقیق کہ فرشتے بھیجے ہوے اللہ کے ہین طرف خلق کے اور
معصوم ہین یعنی محفوظ ہین جھوٹ بولنے سے اور محفوظ ہین تبلیغ احکام مین خیانت کرنے
سے اور تحقیق کہ اللہ تعالے نے احکام فرمایا ہے کہ اُس نے اُن احکام کی تکلیف دی ہے
اور قیامت مین نیک لوگون کو بہتر جزا عطا فرماوے گا کہ اُنکو بہشت مین داخل کرے گا
اور بد لوگون کو بُری جزا دے گا کہ اُن کو دوزخ مین داخل فرماوے گا اور اصول
ملت حنفیہ کا اثبات شیعہ کے اوہام فاسدہ کے طور پر ممکن نہین تو مطالب دینیہ سے
کوئی مطلب دلائل سے اُنکے نزدیک ثابت کرنا ممکن نہین تو گویا اس فرقہ کے لوگ
دین کے سوفسطائیہ ہین اور اس اجمال کی تفصیل و توضیح یہ ہے کہ حضرت خاتم الانبیا
صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کہ اصول دین کا ماخذ ہے حضرت امیر المؤمنین اور ائمہ
اطہار سے شیعہ روایت کرتے ہین اور یقینًا معلوم ہے کہ ان لوگون کی کوئی روایت
بلا واسطہ حضرت امیر المومنین رض اور ائمہ اطہار کے نہین اور یہ درمیان مین وسائط ہین
اور انکے وسائط کا حال معلوم ہے کہ خود یہ لوگ اُن لوگون کی تکذیب کرتے ہین اور
اُنکو متہم کرتے ہین اور فی الواقع اُن لوگون کے وسائط قابل اعتبار نہین اسواسطے
کہ ان لوگون نے جس طرح حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت روایت کی
ہے اُسی طرح حق تعالے کی صورت اور جسمیت بھی روایت کی ہے صریح جھوٹھ باندھا ہے
اور یہ بھی ثابت ہے کہ شرائط امامت اور تعیین ائمہ مین ان لوگون کے وسائط کی روایت
مین تخالف اور تعارض واقع ہے کہ اُس مین تطبیق ہرگز ممکن نہین تو اُن وسائط مین
سے بعضے وسائط کا کذب بلا تعین یقینی ہے اور کاذب اور دروغگو لوگون کے تواتر کا
اعتبار نہین کیا عجب کہ کسی فاسد غرض سے کسی امر افترائی کو مشتہر کیا ہو چنانچہ قرن
اول مین جو خلافت کا معاملہ ہوا اس مین ان لوگون نے ایسا ہی کیا ہے اور اِسکے
نزدیک چار یا چھ صحابی کے سوا اور صحابہ قابل اعتبار نہین اور یقینًا معلوم ہے

Marfat.com

کہ اُن چار یا چھہ صحابہ سے ان روایات کا تواتر ثابت نہین اور بالفرض اگر اُن
لوگون سے تواتر ثابت بھی ہوا ہو تو ایسے امور خلاف قیاس مین کہ اُن مین سے
ہونے محال سمجھے جاتے ہین درمیانی لوگون کے قول پر اعتبار کس طرح ہو سکتا ہے اور
ان لوگون کے نزدیک دوسرے سب صحابہؓ تو مرتد اور دین سے خارج اور دنیادار
اور دروغ گو اور کذاب ہوئے ہین نعوذ باللہ من ذلک اور باوجود اسکے دوسرے صحابہ
سے شیعہ کے یہان کوئی روایت موجود بھی نہین راوی سَلِیْمُ بْنُ قَیْسٍ الْھِلَالِیُّ
فِیْ کِتَابِ وَفَاتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ
اَلْمُؤْمِنِیْنَ وَغَیْرِ وَاحِدٍ عَنِ الصَّادِقِ اِنَّ الصَّحَابَۃَ ارْتَدُّوْا بَعْدَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَرْبَعَۃَ اَنْفُسٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ صَادِقٍ لَا سِتَّۃٌ
یعنی روایت کی سلیم بن قیس ہلالی نے کتاب وفات النبی صلے اللہ علیہ وسلم مین کہ
روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے اور اُنھون نے روایت کی حضرت امیر المومنین
اور بعض دیگر صحابہ سے کہ روایت ہے صادقؓ سے کہ صحابہؓ بعد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
مرتد ہوگئے نعوذ باللہ من ذلک سوا چار صحابہ کے اور صادق سے ایک روایت یہ ہے
کہ سوا چھہ صحابہ کے تو شیعہ کے نزدیک صحابہؓ کہ انکی شان مین طعن کرتے ہین اُنکی روایات
قابل اعتبار نہون گی اور اُنھین صحابہ سے اکثر امور شرعیہ مین روایت ہے مثلاً آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوے نبوت کا کرنا اور موافق دعوے کے معجزہ ظاہر کرنا اور
قرآن شریف کا نازل ہونا اور بلغا کا اُسکے معارضہ سے عاجز ہونا اور جنت اور
دوزخ کا احوال اور تکلیفات شرعیہ اور وحی کا نازل ہونا اور ملائکہ کا نازل ہونا بلکہ
انبیاء سابقین کا نبی ہونا اُنکا توحید کے لیے دعوت کرنا اور شرک سے منع کرنا تو شیعہ کے
نزدیک اُن صحابہؓ کی روایت ان امور مین قابل اعتبار نہو گی اسواسطے کہ اُن صحابہ کی
شان مین شیعہ طعن کرتے ہین کہ اُن صحابہ نے اس پر اجماع کیا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
کی وصیت کے خلاف کرنا چاہیے کہ وہ وصیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ
چوبیس ہزار آدمیون کے مقابلہ مین نہایت تاکید کے ساتھ فرمائی تھی علی الخصوص ان

Marfat.com

صحابہ کی روایت خود شیعہ کے نزدیک متواتر نہین بلکہ دوسرے فرقون کے نزدیک متواتر ہی
کہ وہ سب فرقہ ہم خیال اُن صحابہؓ کے ہین اور صرف اس امر پر اکتفا کیا جاوے کہ اوس
قرن مین اور اُس کے بعد کے قرن مین وہ امور شایع اور مشتہر ہوئے تو دین مین نہایت
بے احتیاطی لازم آوے گی اس واسطے کہ اُن لوگون کا گمان ہے کہ اُس قرن کے بعد کے
اور دوسرے قرون کے لوگ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر کمر بستہ رہے اور
قرآن کی تحریف کی اور اللہ تعالےٰ نے جو احکام نازل فرمائے تھے اُس کے خلاف
بہت احکام ان قرون مین اس طرح مشتہر اور شایع ہوئے کہ اصل شریعت سے بھی
زیادہ مشتہر ہو گئے مثلاً وضو مین دونون پانؤن دھونا کہ نہایت کثیر الوقوع ہے کہ ہر روز
پانچ وقت بے شمار اور بیحساب دھوتے ہین اور سب نے غلط روایت کی ہے اور
ایسا ہی موزہ کا مسح بھی ہے اور ان بدعتون کو اُن قرون کے رئیسون نے خود اختراع کیا
اور رواج دیا ہے اور برابر احکام اصلیہ شرعیہ کے جانا اور ایسا ہی سنت تراویح اور
حرمت متعہ وغیرہ کی ہے تو کیا بعید ہے کہ یہ امور بھی اُن لوگون کا صرف اختراع کیا ہوا ہو
یعنی نبوت اور نزول وحی اور نزول ملائکہ اور ذکر بہشت و دوزخ کہ لوگون کی ترغیب
اور ترہیب کے لیے اختراع کر لیا ہو اور تواتر سے اُسوقت یقین حاصل ہوتا ہے کہ اہل
تواتر کی کوئی فاسد غرض درمیان مین نہووے اور یہان تو ایسے اغراض بیحد و بیشمار
موجود ہین اور احتمال ہے کہ ان صاحبون سے چند صاحبون نے اس دعوےٰ اور صدور
معجزہ کی روایت کسی غرض سے اختراع کی ہو اور باقی لوگون نے طمع سے موافقت کر لی ہو
اور قبول کر لیا ہو اور مشتہر کیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ سابق کے منجمین اور کاہنون سے
سنا ہو کہ ایک صاحب قریش مین پیدا ہون گے اور روے زمین کا ملک اور بیشمار
خزانہ اُنکے ہاتھ لگے گا اولاد عبد مناف سے ہون گے اُن کا نام فلان اور اُن کے
باپ کا نام فلان ہوگا تو مفلس نے اس خیال سے اُنکی متابعت کی ہو گی کہ فاقہ کشی
کی مصیبت دفع ہووے اور کسی کو زنان ایران کی خواہش رہی ہو گی اور کسی
دنیادار کو سیر بستان کسریٰ و گلگشت فردین و شیراز کی تمنا رہی ہو گی اور یہ خیال

Marfat.com

رہا ہوگا کہ قیصر کے محل مین سکونت اختیار کرین اور بعض یہود نے توریت وغیرہ کتب
قدیمہ سے اُنکے مدعا کے موافق انتخاب کرکے دیا ہوگا اور ان کتابون کے قصص اور اخبار
عبارت بلیغہ مین اُنکے لیے درست کر دیا ہوگا اور ہنوز اُنکے خیال کے موافق نزول
توریت اور قصص انبیا مین بھی شبہ باقی ہے تو انکی موافقت اور ناموافقت سے کیا
مطلب اور ان لوگون کے خیالات کا خلاصہ یہ ہے کہ اول جاہلان عرب نے ان اغراض
سے اتباع کی ہوگی پھر اور ان لوگون نے دنیاوی اور نفسانی خواہش سے پے در پے
اتباع کرنا شروع کیا ہوگا حتی کہ جم غفیر نے اتباع کر لی اور رفتہ رفتہ ایک دین اور
ایک مذہب کی صورت قرار پائی چنانچہ اکثر امور شرعیہ مین شیعہ کے گمان مین ایسا ہی
وقوع مین آیا ہے مثلاً دونون پانؤن دھونیکے متواتر ہونے مین شیعہ کہتے ہین کہ یہی
مستفاد ہین کہ مذکور ہوئے ہین بلکہ اس مسئلہ مین زیادہ تر شبہ ہوتا ہے اس واسطے
کہ دونون پانؤن پر مسح کرنے سے اُنکو دھونے مین زیادہ مشقت ہے اور اس مین ظاہرا
دنیاوی فائدہ معلوم نہین ہوتا بخلاف نبوت کے کہ ریاست عامہ ہے کہ نہایت دلچسپ
خاطر خواہ ہے اور اُس مین طمع اور حرص کا گمان ہے اس امر کے لیے ہزارون بلکہ
لکھون اپنی جان برباد کر دیتے ہین تو اگر اس غرض سے ایک کلمہ اور ایک روایت پر
اتفاق کر لیوین تو یہ کیا عجب ہے اور اس دروغ کی تائید اس سے بھی ہوئی کہ جب
علی نے ان لوگون کے ساتھ منازعت کی اور لڑائی کے لیے اُٹھا تو وہ تباہ اور خراب
ہو گیا تو عوام کا عقیدہ زیادہ مضبوط ہو گیا علی الخصوص اخیر زمانہ کے لوگون کا اعتقاد زیادہ
محکم ہوا کہ اوائل کی روایت صحیح ہے چنانچہ ایسا ہی خیال شیعہ کا خلفاء ثلثہ کی خلافت
کے بارہ مین بھی ہے کہ اُس زمانہ کے لوگون نے اس خلافت کو شہرت دی اور متاخرین کو
اعتقاد ہو گیا کہ فی الواقع یہ خلافت صحیح ہے اور اگر ایسے لوگون کا تواتر قابل یقین متصور ہوئے
لازم آتا ہے کہ یہود کے تواتر پر بھی یقین کیا جاوے اور بہ نسبت ان لوگون کے
جنہون نے اللہ تعالے کی کتاب مین زیادہ تحریف کی ہے اور انبیاء کی زیادہ تکذیب کی ہے
اور انکے پند و وصایا کی بہت مخالفت کی تا حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے

Marfat.com

دین کی تائید ہووے اسواسطے کہ یہود بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعۂ طور پر نقل کرتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا شَرِیْعَتِیْ مُؤَبَّدَۃٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یعنی میری شریعت ہمیشہ رہے گی جبتک آسمان وزمین رہے گا اُسوقت تک یہی شریعت رہے گی وَتَعْظِیْمُ السَّبْتِ مُؤَبَّدٌ مَّا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یعنی جب تک آسمان اور زمین ہے شنبہ کے دن کی عظمت برابر باقی رہیگی اور ایسا ہی نصاریٰ کا بھی تواتر ہے کہ اُنکے نزدیک نص صریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے لڑکے ہین اور یہ کہ اِنَّ رِسَالَۃَ الْبَشَرِ خُتِمَتْ قَبْلَ مَجِیْئِہٖ یعنی آدمی کی رسالت آپ کے تشریف لانے کے قبل ختم ہوگئی اور جو قرآن ان لوگون کے پاس ہے تحریف کیا ہوا ہے تو اُس کے بارہ مین بھی وہی حکم ہے جو توریت اور انجیل کے بارہ مین حکم ہے کہ اب جو ہے اصلی نہین بلکہ تحریف کے بعد کا ہے یعنی اصلی قرآن سے اکثر آیات اور بیشمار سورتین ساقط کردی گئین اور اُسکے کلمات بدل دیے گئے اور اسکی ترتیب بھی بدل دی گئی تو اگر اس قرآن متواتر سے استدلال جائز ہووے تو چاہیے کہ انجیل موجودہ سے بھی استدلال کیا جاوے اور چار انجیل نصاریٰ کے نزدیک متواتر ہین اور صحیح ہین اور انجیل ثانی کہ انجیل مرقس ہے اسمین یہ نص موجود ہے قَالَ غَرَسَ رَجُلٌ اَشْجَارً فِیْ اَرْضِہٖ وَبَنٰی حَوَالَیْہَا الْجُدْرَانَ وَحَفَرَ فِیْہَا بِیْرًا وَّ بَنٰی عَلَیْہَا بُیُوْتًا فَلَمَّا کَمُلَتْ عِمَارَۃُ الْبُسْتَانِ اَوْدَعَ عِنْدَ الزُّرَّاعِ وَسَافَرَ اِلٰی بَلَدٍ اٰخَرَ وَاَقَامَ بِہَا فَلَمَّا حَانَ اَنْ یَنْضُجَ الثِّمَارُ اَرْسَلَ عَبْدًا مِّنْ عَبِیْدِہٖ اِلَی الزُّرَّاعِ لِیَاْخُذَ ثِمَارَہٗ فَلَمَّا جَاءَ وَاَرَادَ اَنْ یَّاْخُذَ ثِمَارَہٗ ضَرَبُوْہُ وَاَرْسَلُوْہُ خَائِبًا ثُمَّ اَرْسَلَ عَبْدًا اٰخَرَ فَاَخَذُوْہُ وَضَرَبُوْہُ وَاَدْمَوْہُ وَشَجُّوْا رَاْسَہٗ ثُمَّ اَرْسَلَ اٰخَرَ فَقَتَلُوْہُ وَکَانَ یُرْسِلُ عَبِیْدَہٗ اِلَیْہِمْ تَتْرٰی فَیَضْرِبُوْنَ بَعْضَہُمْ وَیَقْتُلُوْنَ بَعْضَہُمْ کَانَ لَہٗ ابْنٌ وَّاحِدٌ یُحِبُّہٗ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلَدٌ سِوَاہُ فَاَرْسَلَہٗ اِلَیْہِمْ فَلَمَّا رَاٰہُ الْکُفَّارُ قَالَ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ ھٰذَا الَّذِیْ یَرِثُ بَعْدَہُ الْجَنَّۃَ ھَلُمُّوْا نَقْتُلْہُ وَنَرِثُ الْبُسْتَانَ فَوَثَبُوْا عَلَیْہِ فَقَتَلُوْہُ

Marfat.com

لَاجَرَمَ يَغْضَبُ عَلَيْهِ صَاحِبُ الْحَائِطِ وَيَرْجِعُ إِلَيْهِمْ وَيَنْزِعُهُ مِنْ
يْدِي فَيَهْدِمُ وَيُرْدِيهِمْ وَيُضَيِّعُهُ عِنْدَ الْآخِرِينَ یعنی کہا کہ کسی نے اپنی زمین مین
غ لگایا اور اسکے گرداگرد چہار دیواری بنائی اور اُس مین کنوان بنوایا اور وہان چند
بنائے اور باغ اور عمارت طیار ہوگئی تو باغبانون کے ذمہ کیا اور خود اُس نے کسی دوسرے
ر کا سفر کیا اور وہان جاکر اقامت کی تو جب میوہ پکنے کا دن آیا تب اُسنے اپنا ایک غلام
باغبانون کے پاس بھیجا کہ وہ میوہ لیوے تو جب وہ غلام آیا اور اُسنے میوہ لینا چاہا تو باغبانون
نے اُسکو مارا اور اُسکو خالی پھیر دیا پھر مالک نے دوسرا غلام بھیجا تو اُسکو بھی اذیت
و پہنچائی اور اُسکو مارا اور خون آلودہ کر دیا اور اُسکا سر توڑ دیا پھر مالک نے اور دوسرا
لام بھیجا تو باغبانون نے اُسکو مار ڈالا اور ایسا ہی مالک پے در پے برابر غلام بھیجتا رہا
ور باغبان بعضے غلام کو صرف مار کر چھوڑ دیتے تھے اور بعضے غلام کو مار ڈالتے تھے اور
لک کا ایک لڑکا تھا اور مالک اُس سے نہایت محبت کرتا تھا اور اُسکا کوئی دوسرا لڑکا
تھا تو اُس نے باغبانون کے پاس اُس لڑکے کو بھیجا تو اُسکو جب کافرون نے دیکھا
بعضے نے بعضے سے کہا کہ اُسکے بعد باغ کا وارث یہی ہوگا تو آؤ اسکو مار ڈالین اور
م لوگ باغ کے مالک ہوجاوین پھر باغبانون نے اُس پر حملہ کیا اور اُسکو مار ڈالا تو ضرور ہے
ہ مالک باغ اسبات پر غصہ ہوگا اور باغبانون کے پاس آوے گا اور اُن سے باغ
لے لیگا اور اُن سبھون کو ہلاک کرے گا اور دوسرون کو اُنپر مقرر کرے گا تو اُس سے معلوم
وا کہ ملت حنفیہ کی بنا اس پر ہے کہ خاتم الانبیا کی نبوت کا اقرار ہے تو ملت حنفیہ ثابت کرنا
ر دن اسکے ممکن نہین کہ اصول مذہب مین اہلسنت کی اتباع کیجاوے اس واسطے کہ
لسنت نے اصول دین صحابہ کبار سے اخذ کیا ہے غلاً عشرہ بشرہ اور عبادلہ اربعہ اور
اہل بدر اور اہل بیعت رضوان اور مہاجرین اولین سے اور اُن صحابہ سے جن سے حدیث
ی روایت زیادہ ہے یہ اصول ماخوذ ہے کہ حق تعالے نے اپنی کتاب مین ان حضرات کا
صدق وصلاح بیان فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالے کا کلام پاک ہے کہ اُولٰئِكَ هُمُ
الصّٰدِقُونَ ۝ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ

Marfat.com

مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کے ہین اور وہ لوگ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہین زیادہ سخت ہین کفار کے حق مین اور آپس مین نہایت نرمی اور ملاطفت و محبت سے پیش آتے ہین آخر آیت تک اور اللہ تعالےٰ نے اکثر آیات مین ان حضرات کے حق مین خوشنودی اور رضامندی کا کلمہ ارشاد فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ یعنی تحقیق کہ راضی ہوا اللہ مسلمانون سے کہ آپ کی بیعت قبول کرتے ہین درخت کے نیچے اور اِس بارہ مین اور بھی آیتین ہین تو اوائل اہل سنت نے یہ نصوص قرآن و حدیث مین پائین اور ان حضرات کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب حضرات صادق الاعتقاد ہوئے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت رکھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان حضرات کو رسوخ حاصل تھا اور شریعت کے جاری کرنے مین دریغ نہ کیا اور احکام ملت حنفیہ کے اجرا مین سُستی نہین کی ہے اور اللہ کی کتاب کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور دین خدا کی محافظت اور حمایت اپنی جان سے زیادہ سمجھتے تھے اور تا امکان سنتون کا لحاظ عادات مین رکھتے تھے اور عبادات کا کیا ذکر ہے اور ان حضرات کی صحبت کی برکت سے عوام صحابہؓ کا بھی یہی طریقہ برابر رہا اور صحابہ کی صحبت کی برکت سے تابعین نے بھی یہی طریقہ اپنے اوپر لازم کر لیا اور ایسا ہی قرناً فقرناً ہر قرن مین ہوتا رہا اور یہ حضرات خلوص کے ساتھ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے تھے دنیاوی ضرر اور دنیاوی فائدہ کا لحاظ نہ تھا بلکہ مؤلفۃ القلوب کو اہانت کی نظر سے دیکھتے تھے حالانکہ بعض مولفۃ القلوب رئیس قوم اور سردار قبیلہ تھے لیکن وہ بھی ان حضرات کے نزدیک ذلیل تھے مثلاً ابو سفیان اور اقرع بن حابس کہ رئیس تھے مگر خلیفۂ ثانی کی مجلس مین ذلت اُٹھاتے تھے. جوتا اوتارنے کے مقام مین جگہ پاتے تھے اور اہل اسلام سے جو فقرا اور مساکین اور غلام تھے مثلاً صہیب اور عمار یہ لوگ صدر مجلس تھے اور تا امکان ولایت ملک اور

Marfat.com

طنت کی اپنے خویش اور قرابت مندون کو نہ دی بلکہ اُن لوگون کو یہ منصب دیا
جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رفاقت مین زیادہ رہا کرتے
ے اور ان حضرات مین سے اکثر ایسے تھے کہ پہلے کفر پر اُنکو نہایت اصرار تھا۔ اور
ل وقال کیا اور جنگ وجدال کیا اور اُنکے بزرگان اور قرابت مند مارے گئے اور
سکے بعد معجزات دیکھکر ایمان لے آئے تو اگر کاہنون اور منجمین اور اہل کتاب کے
ے سے وہ لوگ ایمان لے آئے اور دنیاوی غرض سے اسلام کو قبول کیا تو چاہیے
ہ پہلے ہی ایمان ظاہر کر دیتے اور عرصہ دراز تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
تھ جنگ وجدال کرنے مین مصروف نہ رہتے تو جب ان حضرات کی روایت سے
ت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا دعویٰ فرمایا اور آنحضرت
ے اللہ علیہ وسلم سے معجزات ظاہر ہوئے اور قرآن نازل ہوا اور بلغا اُس کے
رضہ سے عاجز رہے اسواسطے اس امر پر یقین ہے کہ فی الواقع ایسا ہوا تھا اور
حضرات کا صدق وصلاح قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس مین کسی نالجائز
کا گمان نہین کہ معذور ہوے بلکہ صرف اسوجہ سے قرآن وحدیث مین مذکور ہے
نکے ساتھ زیادہ حسن اعتقاد ہوئے اور اُنکی فضیلت کا کامل یقین ہو جاوے ورنہ
ن ان حضرات کا حال دریافت کر لینا کافی تھا کہ اُس سے اعتقاد ہو جاتا کہ ان حضرات
وایت صحیح ہے اور ان حضرات سے جو خبر متواتر طور پر پہونچی ہے اُسکا متواتر ہونا بھی
ہے اور ان حضرات کی اتباع لازم ہے تو اگر شیعہ قرآن شریف یا حدیث شریف
اع سے استدلال کرین تو لازم آوے گا کہ اپنے عقیدہ کے خلاف کرین اور
ت کی طرف میلان کرنا اپنے اوپر لازم پکڑین ورنہ اُنکا استدلال سراب
نندہ اور نقش آب کی طرح بے اصل وبے ثبات ہو گا تو معلوم ہوا کہ مذہب شیعہ
یلیت کسی دلیل سے ثابت نہین اسواسطے کہ وہ جب اپنا مذہب ثابت کرنے مین
ت کے محتاج ہوے اور اس قرآن اور اصول ملت حنفیہ کے قائل ہوے
ضرور ہے کہ اہل سنت کے سب متواتر جزون کو تسلیم کرین مثلاً یہ امور

Marfat.com

مان لیوین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے سپرد کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب صحیح ہین اور یہ حکم
صحیح ہے کہ وضو مین دونون پانون دھونا چاہیے اور موزہ پر مسح کرنا جائز ہے اسواسطے
کہ جس طرح قرآن شریف اور احادیث متواترہ متواتر طور پر ثابت ہین اُسی طرح یہ امور
مذکورہ بھی تواتر سے ثابت ہین تو چاہیے کہ شیعہ ان امور کے قائل ہوجاوین اور
ان امور کو قبول کرلیوین ورنہ حکم بے اصل لازم آوے گا اور کسی کی روٹی کھانا اور
دوسرے کا شکر بجالانا مناسب نہین ؎

وجد و منع بادہ اے زاہد چہ کافر نعمتی ست	دشمن مے بودن و ہمرنگ مستان زیستن

یہ مضمون یاد رکھنا چاہیے کہ نہایت مفید ہے اور ابواب سابقہ سے بھی ظاہر ہے کہ
مذہب شیعہ کی بنا اصحاب ائمہ کی روایت پر ہے کہ ائمہ سے روایات کی ہے اور اُن
اصحاب کا احوال بھی معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک اُن مین سے اکثر دروغ گو ہوئے
ہین اور خود ائمہ نے اُنکی تکذیب فرمائی ہے اور جو امام ہوا اسکے بعضے اصحاب کی
تکذیب امام مابعد نے کی اسواسطے کہ وہ اصحاب اس دوسرے امام کی امامت کے
قائل نہوے اور کسی دوسرے شخص کی امامت کے معتقد تھے یا توقف کے قائل
تھے اور اُنکا خیال تھا کہ سابق امامت کے بعد امامت منقطع ہوگئی اور چونکہ اصحاب
ائمہ کے ساتھ اُنکا حسن ظن ہے ائمہ مابعد کے تکذیب کا اُنکو کچھ خیال نہین بلکہ اپنی
تکذیب کا بھی اُن کو کچھ خیال نہین ہوتا اور اُنکے سب روایات پر اُنکو اعتبار رہے
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ اُنکا حسن ظن کیون نہین ہوتا اور
اُنکی روایات قبول کیون نہین کرتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی
تاثیر ائمہ کی صحبت کی تاثیر سے کم نہین بلکہ کہین زیادہ ہے غایۃ الامر یہ ہے کہ صحابہ کی
روایات علی الخصوص جو امامت مین ہے اسکے خلاف ائمہ سے اُنکو روایت پہونچی ہو
اور اسواسطے صحابہؓ کے صدق مین اُنکو شبہہ ہوا ہو لیکن جب ایسی مخالفت اصحاب
ائمہ مین بھی جاری ہے اور یہ شبہہ وہان بھی ہوسکتا ہے اور تاہم اُنکی روایات قابل

Marfat.com

قبول ہے تو اس شبہ سے اصحاب کی روایت قبول کرنے مین کیون تامل ہے یہ صرف تعصب ہے اور خالی عناد ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم کی تحقیر کرنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر صحبت کی توہین کرنا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ حالانکہ خود ائمہ نے اس مخالفت کا عذر بیان فرمایا ہے اور اصحاب کے صدق کا وصف کیا ہے اور یہ مضمون خود انکے صحاح سے ثابت ہے لیکن تعصب کا پردہ پڑا ہے کہ انکی آنکھ اندھی ہے اور انکا کان بہرا ہے مِنْ کِتَابِ الْکَافِی لِلْکُلَیْنِی فِی بَابِ اخْتِلَافِ الْحَدِیْثِ بِحَذْفِ الْاِسْنَادِ عَنْ مَنْصُوْرِ ابْنِ حَازِمٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ مَا بَالِیْ اَسْئَلُکَ عَنِ الْمَسْئَلَۃِ فَتُجِیْبُنِیْ فِیْھَا بِالْجَوَابِ ثُمَّ یَجِیْئُکَ غَیْرِیْ فَتُجِیْبُہٗ فِیْھَا بِجَوَابٍ اٰخَرَ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ یُجِیْبُ النَّاسَ عَلَی الزِّیَادَۃِ وَالنُّقْصَانِ قَالَ قُلْتُ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَانُوْا یَصْدُقُوْا عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْ کَانُوْا یَکْذِبُوْا قَالَ بَلْ صَدَقُوْا قَالَ قُلْتُ فَمَا بَالُھُمْ اخْتَلَفُوْا فَقَالَ اَمَا تَعْلَمُ اَنَّ الرَّجُلَ کَانَ یَاْتِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْئَلُہٗ عَنِ الْمَسْئَلَۃِ فَیُجِیْبُہٗ فِیْھَا بِالْجَوَابِ لَا یُجِیْبُہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ بِمَا یَنْسَخُ ذٰلِکَ فَنَسَخَتِ الْاَحَادِیْثُ بَعْضُھَا بَعْضًا وَاَیْضًا بِحَذْفِ الْاِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قُلْتُ لَہٗ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَرْوُوْنَ عَنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَتَّھِمُوْنَ بِالْکِذْبِ فَیَجِیْئُ مِنْکُمْ خِلَافُہٗ قَالَ اِنَّ الْحَدِیْثَ یُنْسَخُ کَمَا یُنْسَخُ الْقُرْاٰنُ

یعنی کلینی کی کتاب کافی کے باب اختلاف حدیث سے بحذف اسناد منقول ہے کہ منصور بن حازم سے روایت ہے کہ انھون نے کہا کہ مین نے ابو عبداللہ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ مین آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا ہون اور آپ مجھکو جواب دیتے ہین پھر دوسرا کوئی شخص آپ کے پاس آتا ہے تو اُسکو دوسرا جواب دیتے ہین تو کہا کہ مین لوگون کو کم اور زیادہ دو طور پر جواب دیتا ہون کہا منصور بن حازم نے کہ پھر مین نے اُن سے پوچھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے ہم کو خبر دیجیے کہ اصحاب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے تو سچ

Marfat.com

کہا ہے یا جھوٹھ کہا ہے تو ابو عبداللہ نے کہا کہ سچ کہا ہے منصور بن حازم نے کہا کہ پھر مین نے کہا کہ کیا حال اُنکا ہے کہ باہم اختلاف کیا ہے تو ابو عبداللہ نے کہا کہ ایسا ہوا کرتا تھا کہ کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوتا تھا اور مسئلہ پوچھتا تھا اور آنحضرت جواب فرماتے تھے پھر کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پھر وہ حکم منسوخ فرما دیتے تھے اسوجہ سے بعضے احادیث نے بعضے احادیث کو منسوخ کیا ہے اور محمد بن مسلم سے بھی بحذف اسناد روایت ہے کہ اُنھون نے کہا مین نے ابو عبداللہ سے پوچھا کہ قوم اہل اسلام کے بارہ مین کیا کہا جاوے کہ روایت کرتے ہین فلان اور فلان سے کہ اُن فلان اور فلان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور ان لوگون پر جھوٹھ کی تہمت نہین لگائی جاتی ہے تو آپ لوگون سے اسکے خلاف روایت ثابت ہوتی ہے تو ابو عبداللہ نے کہا کہ بعضی حدیث منسوخ ہے جیسا کہ بعض آیات منسوخ ہین۔

فائدہ دیگر یہ فائدہ پہلے فائدہ سے زیادہ بہتر ہے اور مین نے اسکا لقب رکھا ہے سعادت الدارین فی شرح حدیث الثقلین یعنی سعادت دونون جہان کی بیان مین حدیث ثقلین کے تو اگر کسی کی خواہش ہو تو چاہیے کہ اس فائدہ کو ابواب پنجگانہ کے ساتھ کہ وہ انشاء اللہ تعالےٰ اسکے بعد آوین گے ملا کر ایک رسالہ علیحدہ قرار دیدیوے جاننا چاہیے کہ شیعہ اور سُنی کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ وَاَھْلُ بَیْتِیْ یعنی تحقیق کہ مین تم لوگون مین دو چیز گران چھوڑتا ہون کہ اگر تم لوگ اُن دونون چیزونکا لحاظ رکھوگے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہوگے اُن دونون مین ایک دوسرے سے افضل ہے وہ دو چیزین ایک تو کلام اللہ ہے اور دوسرے میری آل و اہلبیت تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرائض ربی اور احکام شرعی کا دار و مدار اِن دو چیز پر رکھا ہے تو جو مذہب کہ امور شرعیہ مین ان دونون چیز کے خلاف ہے وہ عقیدۃً و عملاً باطل اور غیر معتبر ہے اور جو ان دونون چیز عظیم الشان سے انکار کرے وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے اب

Marfat.com

عقیق کیجاتی ہے کہ ان دونون فرقہ سے یعنی شیعہ اور سُنی سے کسکو ان دونون چیز کا
ظہے اور کون فرقہ ان دونون چیز عظیم الشان کی توہین کرتا ہے اور ان دونون چیز پر
تبار نہین کرتا اور ان دونون چیز پر طعن کرتا ہے تو یہ بحث نہایت غور وفکر سے دیکھنا
ہیے کہ عجب ماجرا ہے اور اس بحث مین شیعہ کے کتب معتبرہ کے سوا اور کسی کتاب
سے کچھ نقل نہ کیا جاوے گا چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ اس تمام رسالہ مین اس امر کا
تزام رہے گا جاننا چاہیے کہ شیعہ کی کتاب فی الواقع قابل اعتبار نہین اور جس طرح
ریت وانجیل کہ اب موجود ہے اُس پر اطمینان نہین اُسی طرح شیعہ کی کتاب بھی قابل
ستدلال نہین اسواسطے کہ اس مین بھی بہت تحریف ہوئی ہے اور اس مین اکثر
سوخ احکام مندرج ہین اور آیات اور سورتین کہ ناسخ اور مخصص ہین اُس کو
الدیا ہے اور جو باقی ہین اُنکے بعض الفاظ بدلدیے گئے ہین اور بعضے الفاظ زاید ہین
ربعضے ناقص ہین رَوَی الْکُلَیْنِیُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ الْقُرْاٰنَ الَّذِیْ
ءَ بِهٖ جِبْرَئِیْلُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةَ عَشَرَ اَلْفَ اٰیَةٍ
ی ابو عبداللہ سے روایت ہے کہ تحقیق کہ جو قرآن حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت
لے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تھے اُسمین سترہ ہزار آیتین تھین وَرَوَیٰ
ی مُحَمَّدُ بْنُ نَصِیْرٍ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ کَانَ فِیْ لَمْ یَکُنْ اِسْمُ سَبْعِیْنَ رَجُلًا مِّنْ قُرَیْشٍ
ئِهِمْ وَاَسْمَآءِ اٰبَآئِهِمْ یعنی روایت کی کلینی نے محمد بن نصیر سے کہ محمد بن نصیر نے روایت
ی ابو عبداللہ سے کہ ابو عبداللہ نے کہا کہ سورہ لَمْ یَکُنْ مین ستر مرد کا نام تھا کہ وہ قریش
ے تھے مع انکے اسما اور اُنکے آبا کے اسما کے وَرَوَیٰ عَنْ سَالِمِ بْنِ سَلِیْمَةَ قَالَ قَرَءَ
ل عَلٰی اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَا اَسْمَعُهٗ حُرُوْفًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ لَیْسَ مَا یَقْرَءُهُ النَّاسُ فَقَالَ
عَبْدِ اللّٰهِ مَهْ اَکْفُفْ عَنْ هٰذِهِ الْقِرَاءَةِ وَاقْرَأْ کَمَا تَقْرَأُ اَیُّهَا النَّاسُ حَتّٰی یَقُوْمَ الْقَائِمُ
اَقَامَ الْقَائِمُ قَرَأَ کِتَابَ اللّٰهِ عَلٰی حَدِّهٖ وَرَوَی الْکُلَیْنِیُّ وَغَیْرُهٗ عَنِ الْحَکَمِ
عُتْبَةَ اَنَّهٗ قَالَ قَرَأَ عَلِیُّ بْنُ حُسَیْنٍ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَلَا
ن وَّلَا مُحَدَّثٍ وَکَانَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مُحَدَّثًا وَرَوَیٰ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

Marfat.com

الْجَهْمِ الْهِلَالِيِّ وَغَيْرِهٖ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّةً هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ لَيْسَ كَلَامُ اللّٰهِ بِهٖ مُحَرَّفًا عَنْ مَوْضِعِهٖ وَالْمُنْزَلُ اَئِمَّةٌ هِيَ اَزْكٰى مِنْ اَئِمَّتِكُمْ
یعنی روایت کی کلینی نے سالم بن سلیمہ سے کہ سالم بن سلیمہ نے کہا کہ کسی
مرد نے قرآن کے چند حروف ابو عبداللہ کے سامنے پڑھے کہ وہ حروف
اس قرآن شریف مین نہین تھے کہ اُس کو لوگ پڑھتے ہین تو ابو عبداللہ
نے کہا کہ یہ قرأۃ چھوڑ دو اور جس طرح لوگ پڑھتے ہون اُس طرح
پڑھو اُسوقت تک کہ امام مہدیؑ قائم ہوون کہ جب وہ قائم ہونگے تو اللہ تعالیٰ کی
کتاب اُسکے اصلی طور پر پڑھین گے اور روایت کی کلینی وغیرہ نے حکم بن عتبہ سے کہ
تحقیق کہ کہا حکم بن عتبہ نے کہ علی بن حسین نے پڑھا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ یعنی ہم نے نہ بھیجا آپ کے قبل کوئی رسول اور نہ
کوئی نبی اور نہ کوئی صاحب الہام اور کہا علی بن حسین نے کہ علی بن ابی طالب صاحب
الہام تھے اور روایت کی کلینی نے محمد بن جہم ہلالی وغیرہ سے اور محمد بن جہم وغیرہ نے
روایت کی ابو عبداللہ سے کہ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ یعنی تحقیق کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت دوسرے جماعتون نے ورجہ مین زیادہ ہے یہ آیت خدا کا
کلام نہین بلکہ یہ آیت تحریف کی ہوئی ہے اور یہ آیت اصل مین اس طرح نازل ہوئی
تھی اَئِمَّةٌ هِيَ اَزْكٰى مِنْ اَئِمَّتِكُمْ یعنی ائمہ کہ وہ زیادہ پاک ہین تمھارے
ائمہ سے اور ان لوگونکے نزدیک ثابت ہے اور مشہور ہے کہ بعضی سورتین بالکل ساقط
ہوگئی ہین مثلاً سورۃ الولایۃ اور بعضی سورتون کی اکثر آیتین ساقط ہو گئی ہین مثلاً
سورۂ احزاب کہ وہ سورۂ انعام کے برابر تھی تو ان سورتون سے جو کچھ اہلبیت کے
فضائل مین تھا اور اہلبیت کی امامت کے احکام مین تھا اُسکو لوگون نے ساقط
کر دیا ہے اور لفظ وَلٰكِنَّ کا کہ قبل لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کے تھا اُسکو بھی لوگون
نے ساقط کر دیا ہے اور لفظ عَنْ وِّلَايَةِ عَلِيٍّ کا اس آیت کے بعد تھا وَقِفُوْهُمْ
اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ اور لفظ وَيَمْلِكُ كُلُّ بَنِيْ اُمَيَّةَ کا اس آیت کے بعد تھا

ینوا مِنَ الکفِ شہرٍ اور لفظ لِعَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِبٍ کا اس آیت کے بعد تھا
کَفَی اللّٰہُ المُؤمِنِینَ القِتَالَ اور لفظ آل محمد کا اس آیت سے لوگون نے ساقط
ر دیا ہے وَسَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اٰلَ مُحَمَّدٍ اَیَّ مُنقَلَبٍ یَّنقَلِبُونَ
ر لفظ علی کا بعد وَلِکُلِّ قَومٍ ھَادٍ کے تھا یہ سب ابن شہر آشوب مازندرانی
نے اپنی کتاب کتاب المثالب مین ذکر کیا ہے اور علی ہذا القیاس ان لوگون نے بہت
لمات اور بیشمار آیتون کو شمار کیا ہے تو اُن لوگون کے نزدیک قرآن شریف مین
ہ موجود ہے اور توریت و انجیل مین کچھ فرق نہین اور یہ تینون کتاب قابل استدلال
رہی اسواسطے کہ یہ محرف اور مبدل اور منسوخ ہے اور ناسخ کا پتہ نہین اور لیکن عترت
رسول کا بیان یہ ہے کہ اہل لغت کا اتفاق ہے کہ عترت شخص اُسکے اقارب کو
کہتے ہین اور یہ لوگ بعضے عترت کے عترت ہونے سے انکار کرتے ہین مثلاً حضرت رقیہ
ور حضرت ام کلثوم بنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عترت ہونے سے انکار
رتے ہین اور بعضے عترت کو عترت سے شمار نہین کرتے مثلاً حضرت عباس عم رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی اولاد کو عترت سے شمار نہین کرتے اور مثلاً حضرت زبیر
بن صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عترت سے نہین سمجھتے اور حضرت زہراؑ کی
کثر اولاد کو بھی عترت سے نہین شمار کرتے اور اُن سے دشمنی رکھتے ہین اور اُنکو بُرا
کہتے ہین مثلاً زید بن علی بن حسین کہ بڑے عالم تھے اور نہایت متقی اور پرہیزگار تھے
ور مردانیون کے ہاتھ سے شہید ہوئے اُنسے یہ سب عداوت رکھتے ہین اور آپ کے
ا جزادے یحیٰی بن زید سے بھی عداوت رکھتے ہین اور ایسا ہی ابراہیم بن
وسیٰ کاظم بھی عداوت رکھتے ہین اور جعفر بن موسیٰ کاظم سے بھی دشمنی رکھتے ہین
ور آپ کا لقب کذاب رکھا ہے حالانکہ آپ اولیاء کبار سے ہوئے ہین اور آپ سے
یزید بسطامی نے طریقت اخذ کی اور یہ غلط مشہور ہے کہ بایزید بسطامی مرید جعفر صادق
کے ہین اور جعفر بن علی کہ حضرت امام حسن عسکری کے بھائی تھے آپ کا بھی لقب
ذاب رکھا ہے اور حسن بن حسین مثنیٰ کو مرتد اور کافر جانتے ہین اور ایسا ہی آپ کے

Marfat.com

صاحبزادے عبداللہ کو بھی مرتد اور کافر سمجھتے ہین اور آپ کا لقب محمد اکبر ہے اور ایسا ہی ابراہیم بن عبداللہ اور ذکریا بن محمد باقر اور محمود بن عبداللہ بن حسین بن حسین اور محمد بن قاسم بن حسین کو اور یحیی بن عمر کو بھی کہ نبیرگان زید بن علی بن حسین کے تھے کافر اور مرتد جانتے ہین اور سادات حسنیہ اور حسینیہ کی ایک جماعت کو کہ زید بن علی کی امامت اور بزرگی کی قائل تھی گمراہ سمجھتے ہین حالانکہ کتب انساب وتواریخ سادات سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اہلبیت حسنی اور حسینی زید بن علی کی امامت اور فضیلت کے معتقد گذرے ہین اور جمہور اثنا عشریہ ان حضرات کے حق مین کفر اور ارتداد کا اعتقاد رکھتے ہین اور خلود نار کا عقیدہ رکھتے ہین چنانچہ انشاء اللہ تعالے باب معاد مین ان کتابون سے اس بارہ مین نقل کیا جاوے گا اور اُسکی وجہ بھی ظاہر ہے اس واسطے کہ جو شخص کسی امام کی امامت کا منکر ہو تو وہ اُن لوگون کے نزدیک اُس شخص کے مانند ہے کہ وہ کسی نبی کی نبوت کا منکر ہو اور نبوت کا منکر یقیناً کافر ہے اور کافر کے حق مین خلود نار ثابت ہے اور ان حضرات کو اپنے وقت کے امام کی امامت سے انکار تھا بلکہ بعضے ائمہ سابقین کی امامت سے بھی انکار تھا اور اثنا عشریہ سے بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ حضرات اعراف مین رہین گے جیسا اُنکو گمان ہے کہ حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اعراف مین رہین گے اور بعضے کہتے ہین کہ عذاب شدید کے بعد اپنے اجداد کی شفاعت سے نجات پاوین گے اور یہ دونون قول رکیک ہین اور قابل رد ہین اور وہی پہلا قول اِن لوگون کے اصول کے موافق ہے اِسواسطے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ کفار کے حق مین شفاعت قبول نہو گی اور اعراف دار الخلد نہین اور ان حضرات کے اعراف مین رہنے کی کوئی وجہ بھی نہین کہ یہ حضرات امامت کے منکر تھے اور ان لوگون کے نزدیک منکرین امامت کفار ہین اور باوجود اسکے روایت کرتے ہین کہ لَا یُحِبُّ عَلِیًّا اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا کَافِرٌ یعنی جن لوگون کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ محبت ہو گی وہ لوگ دوزخ مین داخل نہون گے اور اس مین کچھ شبہ نہین کہ

Marfat.com

ن حضرات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ محبت تھی اور ان لوگون کا ناصبی
نا اسوجہ سے ثابت ہے کہ ان لوگون نے اُن بزرگونکی اہانت کی کہ وہ ائمہ کے
ت جگر اور بھائی تھے اور یہ بزرگان کہ اہلبیت ائمہ اثنا عشر کے تھے اور بعضے
ہ اثنا عشرہ کے قرابت مند تھے اُن کی طرف عیوب کی نسبت کی اور اُن کی
نت کی تو خوارج اور نواصب سے بھی بڑھ کر ہوئے ؎

دوستی بے خرد خود دشمنی است

اور اِنکے روایات اور کتب کے تتبع کے بعد وہ قبائح اور عیوب مفصل شمس
من نہار کے مانند ظاہر ہو جاتے ہین اور اس مقام مین انکے بعض کفریات لکھے
تے ہین کہ نمونہ از خروارے ہے اوّل یہ کہ کہتے ہین کہ امام وقت صاحب زمان
سا بزدل اور ہراسان اور خائف ہے کہ ہزار برس سے ایک قلیل جماعت کے خوف
ے مخفی ہے کہ اسقدر انقلاب زمانہ ہوا اور عباسیہ کی سلطنت درہم برہم ہو گئی اور
نگیزیہ کا تسلط ہوا اور اُن لوگون نے جب سے اسلام قبول کیا اپنے کو محب اہل بیت
تے تھے اور اُن مین سے بعضے نے شیعہ مذہب بھی اختیار کر لیا تھا اور صفویہ کا تسلط
اقین اور خراسان پر ہوا کہ شیعہ کے محب صادق اور خیر خواہ ہین اور اس مذہب نے
سلاطین دکھن و بنگالہ و یورپ مین رواج پایا اور اس فرقہ کی امارت اور
ارت ہند و سندھ مین ہوئی لیکن باوجود اسکے امام وقت نہین نکلتا ہے اور
سکو اطمینان نہین ہوتا دوسرا یہ کہ حضرت صادق سے انکی سب کتابون مین
وایت ہے کہ اُنھون نے فرمایا یَا مَعْشَرَ الشِّیْعَةِ خِدْمَةُ جَوَارِیْنَا
اَوْ تُرْجُمُوْنَ لَكُمْ یعنی اے گروہ شیعہ کے ہماری لونڈیان اس واسطے ہین
خدمت میری کرین اور اُنکی شرمگاہ تم لوگون کے لیے ہے اللہ اللہ انکے خبیث
س نے ایسے بہتان عظیم کو سہل جانا اور ایسے جناب پاک کی طرف اس بہتان
ی نسبت کی تیسرا یہ کہ حضرت کی جانب نسبت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت کلثوم
ت سیدۃ النساء کے حق مین اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبَ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ یہ کیا

Marfat.com

کلمہ ہے کہ انکی زبان سے نکلتا ہے قریب ہے کہ آسمان گر جاوے اور زمین پھٹ
جاوے اول سیدہ پاک بضعۂ رسول لخت جگر بتول کی شان مین یہ کیا فحش اور
بے ادبی ہے اور اس طاہرہ مطہرہ کے پاک دامن کی طرف کیسی خبیث خصلت
کی نسبت کرتے ہین اور دوسرے حضرت امیر اور حضرت حسین کی شان مین کیسی
بے ناموسی ثابت کرتے ہین اور اس بات کی تہمت حضرت صادق پر لگاتے ہین
یہ کیا بے حمیتی اور بے غیرتی ہے ایسا لفظ بزرگ زبان پر نہین لے آتے
علی الخصوص ذکر ایسی عفیفہ مستور الاسم والمسمی کا اقارب سے اور خصوصًا انکے
بزرگان سے ایک ایسا امر ہے کہ ارذل اور اوباش بھی اس سے احتراز کرنا
واجب جانتے ہین ہم نے بازاریان دہلی کو دیکھا کہ افاغنۂ قندہار کے ہنگامہ مین
کہ اپنا لقب درانی کہتے ہین عورتونکی بے ناموسی ہوئی مگر اُسکا نام نہ لیا اور عار
سمجھتے تھے اور بضعۂ طاہرہ رسول کی شان مین ایسا کہنا تو بالکل شان اسلام کے
خلاف ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ چوتھا امر یہ ہے کہ کہتے ہین کہ اپنی بنات اور
اخوات کا نکاح کفار فاجرین کے ساتھ کرتے تھے مثلاً حضرت سکینہ کہ مصعب بن
زبیر کے نکاح مین تھین اور ایسا ہی اپنی دیگر قرابت مند عورتونکا نکاح کفرہ نواصب
کے ساتھ کرتے تھے چنانچہ یہ کتب انساب سادات مین شرح وبسط کے ساتھ مذکور
ہے اور پانچوان امر یہ ہی کہ حضرت صادق کی طرف نسبت کرتے ہین کہ معاذ اللہ
کہ قرآن شریف کو زمین پر پھینکدیا اور اہانت کی اور حضرت عثمانؓ کی شان مین
جو طعن کرتے ہین کہ مصحف ابن مسعود کو جلادیا وہی طعن بعینہ حضرت صادق کی
شان مین بھی کرتے ہین رَوَی الْکُلَیْنِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ جَہْمٍ الْہِلَالِیِّ اَنَّہٗ قَرَأَ وَلَا تَکُوْنُوْا
کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَہَا مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ اَنْکَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ
اُمَّۃٌ ہِیَ اَرْبٰی مِنْ اَئِمَّتِکُمْ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ اَئِمَّۃٌ قَالَ اِیْ وَاللّٰہِ
قُلْتُ اِنَّمَا یُقْرَأُ اَرْبٰی قَالَ وَمَا اَرْبٰی وَاَوْمَیٰ بِیَدِہٖ فَطَرَحَہَا اِہَانَۃً
یعنی کلینی نے روایت کی ہے زید بن جہم ہلالی سے اور زید بن جہم ہلالی نے

Marfat.com

ایت کی ہے صادق علیہ السلام سے کہ تحقیق کہ اُنھون نے پڑھا یعنی آیت مذکورہ
ریق مذکور۔ پڑھی کہ اُس کا ترجمہ یہ ہے یعنے اور مت ہو جاؤ تم لوگ اُس عورت
ے مانند کہ اُس نے اپنا تاگا کاتا ہوا توڑ ڈالا بعد مضبوط ہونے کے ریزہ ریزہ پکڑتے ہو
لوگ اپنی قسمون کو دخل رکھنے والا تم لوگون مین اسواسطے کہ ہو وین ائمہ کہ
بہتر ہو وین تمھارے ائمہ سے تو مین نے کہا کہ مین تم پر فدا ہو جاؤن کیا ائمہ کا
ظ ہے تو اُس نے کہا کہ ہان قسم ہے خدا کی تو مین نے کہا کہ یہ تو ارہی پڑھا
تا ہے تو اُس نے کہا کہ ارہی کیا ہے پھر اپنا ہاتھ جھاڑا اور اُس کو اہانت
ے طور پر پھینکدیا اور چھٹا امر یہ ہے کہ حضرت امیرالمومنین کے ساتھ بغض رکھنا
ن کے منافی ہے اور علامت ایمان کے خلاف ہے اور یہ لوگ اُس کی نسبت
ہ کی طرف کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ حضرت امیر کی شہادت سے ائمہ کے
ن مین رخنہ ڈالین کہ حضرت ائمہ نے حضرت امیر کی شان مین اپنی تمام عمر
ہ اور اخفار حق اور اظہار باطل پر اصرار کیا اور حضرت امیرالمومنین کا نص متواتر
نہج البلاغت مین موجود ہے یہ ہے قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَامَةُ الْاِيْمَانِ اَنْ لَا
ثِرَ الصِّدْقَ حَيْثُ يَضُرُّكَ عَلَى الْكِذْبِ حَيْثُ يَنْفَعُكَ یعنی کہا علیہ السلام نے
ایمان کی نشانی یہ ہے کہ پسند نہ کرے تو سچ کو جب اُس سے نقصان ہو بہ نسبت
ٹھ کے جب اُس مین تجھکو فائدہ ہو یہ نہج البلاغت کی عبارت مذکورہ کا ترجمہ
ہے اور ساتوان امر یہ ہے کہ آیات قرآن کی بعضے تفاسیر کی نسبت ائمہ کیطرف
تے ہین کہ ہرگز قواعد عربیت و نحو کے موافق نہین تا سامعین اُس سے استدلال
ہین کہ ان حضرات کو فنون عربیت مین دخل نہ تھا اور قواعد نحو سے ناواقفیت
ں اور ایسا ہی بعضے ایسی تفاسیر کی نسبت ان حضرات کی طرف کرتے ہین کہ اس
ے ربط کلام مین خلل معلوم ہوتا ہے اور انفکاک نظم اور انتشار ضمائر لازم آتا ہے
ر نامناسبت سباق کلام کی ثابت ہوتی ہے تا ان حضرات کی شان مین لوگون کا
را اعتقاد ہووے اور آٹھوان امر یہ ہے کہ ائمہ سے روایت کرتے ہین کہ یہ حضرات

Marfat.com

جہاد سے منع فرماتے تھے حالانکہ اسبارہ مین قرآن شریف مین جسقدر تاکید ہے
وہ ہر طفل مکتب پر ظاہر ہے تو گمان کراتے ہین کہ ثقلین مین مخالفت ہے حالانکہ
حدیث ثقلین کے اخیر مین یہ عبارت بھی روایت مین آئی ہے کہ لَن یَّتَفَرَّقَا
حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ یعنی یہ دونون ہرگز متفرق نہونگے حتی کہ میرے پاس حوض کوثر پر
وارد ہونگے اور اس عبارت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
نے عترت طاہرہ کے اقوال و مذاہب کی معرفت کے لیے قرآن شریف کو معیار
مقرر فرمایا اسواسطے کہ لوگ جھوٹھ امر کی نسبت عترت طاہر کی طرف کرین گے اور
افترا کرینگے تو چاہیے کہ جن روایات کی نسبت ان حضرات کی طرف ہو اُس کی تطبیق
قرآن شریف کے ساتھ دیوین اگر موافق ہووے تو سمجھین کہ فی الواقع ان حضرات
کی وہ روایت ہے اور جو قرآن شریف کے خلاف ہووے تو اُسکو معلوم کرین کہ
وہ روایت ان حضرات کی فی الواقع نہین اور قرآن شریف محفوظ متواتر ہے بہ نسبت
عترت طاہرہ کے وہ زیادہ مناسب ہے کہ معیار قرار دیا جاوے اسواسطے کہ عترت
کے لیے بمقتضاء بشریت موت ضرور ہے اور غیبت مکانی اور بعد زمانی اور دیگر
لواحق ضرور ہے کہ یہ دروغ بندی اور افترا ساز کے دروازہ کے قفل کی کنجی ہے
بخلاف قرآن شریف کے کہ مشہور و متواتر ہے ہر شخص کے پاس ہر وقت اور ہر جگہ
موجود ہے اور اللہ تعالےٰ کی محافظت مین محفوظ ہے لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ یعنی نہ آوے گا قرآن شریف کے
گرد باطل یہ حکیم بزرگ کا نازل کیا ہوا ہے فوآن امر یہ ہے کہ ائمہ کی طرف
نسبت کرتے ہین کہ مطلقہ کے ساتھ جماع کرنا جائز رکھتے ہین اور یہ درحقیقت
زنا کو جائز رکھنا ہے نعوذ باللہ من ذلک اور دسوآن امر یہ ہے کہ عین نماز مین
قضیب و خصیتین کے ساتھ کھیل کرنیکی نسبت جناب ائمہ کی طرف کرتے ہین
نعوذ باللہ من ذلک اول نماز کہ اعظم ارکان دین ہے کھیل کی کیا جگہ ہے دوسرے
یہ کہ ایسی کھیل ہووے نعوذ باللہ من ذلک گیارھوان امر یہ ہے کہ بچہ جانور مردہ کے

Marfat.com

کھانے کی نسبت معاذ اللہ ان حضرات کی طرف کرتے ہین تیرھوان امر یہ ہے
کہ علین نمازہین عورت کے ساتھ بوس وکنار جائز رکھنے کی نسبت ان حضرات
کی طرف کرتے ہین اور انکی کتابون مین ان سب مسائل مین روایات موجود ہین
نشاء اللہ تعالے باب فروع مین نقل کی جاوین گی اور چودھوان امر یہ ہے کہ
ان حضرات کی طرف نسبت کرتے ہین کہ عورتون کو واجبات دین کی تعلیم کرنے
سے لوگون کو منع کیا رَوَی الشَّیْخُ الطَّائِفَةِ عَنْ اَدِیْمِ ابْنِ حُرٍّ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا
عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰی فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ عَلَیْهَا غُسْلٌ
قَالَ نَعَمْ لَا تُحَدِّثُوْهُنَّ فَیَتَّخِذْنَهٗ عِلَّةً یعنی روایت کی ابوجعفر طوسی نے ادیم بن حر سے
کہ کہا کہ مین نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اُس عورت کے بارہ مین کہ
دیکھے اپنے کو اُس حال مین کہ خواب دیکھنے والا اپنے کو اُس حال مین دیکھا کرتا
ہے کیا اُسپر غسل فرض ہے تو کہا کہ ہان اُن سے مت کہنا کہ اُنکے لیے حیلہ ہوجاویگا
اور اس صورت مین لازم آتا ہے کہ جناب ائمہ راضی تھے کہ حالت جنابت مین
نماز پڑھی جاوے حالانکہ یہ بالاتفاق کفر ہے اور کفر پر راضی ہونا بھی بالاتفاق
کفر ہے نعوذ باللہ من ذلک اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ یہ حضرات اس پر راضی تھے
کہ مکلف واجبات شریعت سے ناواقف رہے اور یہ منصب امامت کے خلاف
ہے اُسکے استحقاق مین اس سے نقص لازم آتا ہے اور انصاف اور مروت کے
خلاف ہے اور اس سے بھی زیادہ قبیح اس بارہ مین صاحب المحاسن کی روایت
ہے کہ اُنھون نے حضرت کاظم علیہ السلام کا قول کہا ہے اِنَّهٗ قَالَ لَا تُعَلِّمُوْا هٰؤُلَاءِ
خَلْقَ اُصُوْلَ دِیْنِهِمْ یعنی تحقیق کہ اُنھون نے کہا کہ ان لوگون کو انکے اصول
دین کی تعلیم نہ کرو نعوذ باللہ من ذلک یہ کیا روایت قبیح اور حکایت شنیع ہے کہ
اس کی نسبت آنجناب کی طرف کرتے ہین جب آنجناب لوگون کو اصول دین
کی تعلیم سے منع فرماوین گے تو دوسرے لوگ کس طرح تعلیم کرین گے ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

Marfat.com

اور پندرھوان امر یہ ہے کہ احکام خدا کے ترک عمل کی نسبت جناب ائمہ کی طرف کرتے ہین خصوصًا جناب باقر اور حضرت صادق علیہما السلام کی شان مین کہتے ہین کہ ترک تقیہ کیا حالانکہ حضرت صادق سے روایت کرتے ہین کہ اَلتَّقِیَّۃُ دِیْنُ اٰبَائِیْ یعنی تقیہ ہمارے آباء کا دین ہے تو ان حضرات نے اپنے آباء کے دین مین کیا قبح دیکھا کہ ترک کیا اور سولھوان امر یہ ہے کہ جناب ائمہ کی طرف نص صریح کتاب اللہ کی مخالفت کی نسبت کرتے ہین تالوگون کو گمان ہووے کہ ثقلین مین باہم مخالفت ہے اور لوگ احکام دین مین متحیر ہووین اور کہتے ہین کہ ان حضرات کے نزدیک سونا چاندی مین کہ گلایا ہوا نہو زکوۃ واجب نہین اور خود ان حضرات نے زکوۃ نہین دی ہے معاذ اللہ یہ لوگ چاہتے ہین کہ ان حضرات کو اس آیت کی وعید کا مستوجب قرار دین وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ یعنی اور جو لوگ جمع کرتے ہین سونا اور چاندی اور اللہ کی راہ مین وہ خرچ نہین کرتے تو انکو دردناک عذاب کی بشارت دیدیجیے اور سترھوان امر یہ ہے کہ کہتے ہین کہ حضرات ائمہ نے معاذ اللہ جائز رکھا ہے کہ جب کسی کا لڑکا یا باپ یا دیگر اقارب مرجاوے تو عورت مرد سب کے لیے جائز ہے کہ غم مین اپنا کپڑا پھاڑین اور گریبان چاک کرین تو نعوذ باللہ من ذلک ان حضرات کو بے صبر اور جزع کنندہ قرار دیتے ہین اور بشارت قرآنی ہے کہ صابرین کے حق مین وارد ہے خارج کرتے ہین اور وعید لَیْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُیُوْبَ مین داخل کرتے ہین یعنی وہ ہم سے نہین جو اپنا گریبان چاک کرے اور اٹھارھوان امر یہ ہے کہ کہتے ہین کہ ان حضرات کے نزدیک غیر نابینا کے ساتھ قصاص کا حکم خاص ہے کہ نص قرآنی کے خلاف ہے اور انیسوان امر یہ ہے کہ کہتے ہین کہ حضرات ائمہ کے نزدیک اُس کافر ذمی کا لڑکا غلام قرار دیا جاوے گا کہ اُس نے کسی مسلمان کو قتل کیا ہو اور یہ اصول شرع کے خلاف ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی نفس کسی دوسرے نفس کا بار نہ اُٹھاوے گا وَلَا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ

وَلَدِہٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ ھُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِہٖ - یعنی جزا نہ دیگا والد اپنے ولد کی طرف سے اور نہ ولد جزا دے گا اپنے والد کی طرف سے تو اگر ایسا انتقام شرع مین جائز رکھا جاوے تو وام چنگیز خانی اور شریعت محمدی مین کیا فرق ہو گا اور کافر حربی کی اولاد کو غلام بنانا جائز ہے اسواسطے کہ اُس سے لڑائی کی توقع ہے اور اسواسطے کہ تا اُنکا گردہ کم ہووے اور ذمی کہ اُس نے کسی مسلمان کو قتل کیا اُس کی اولاد سے نہ لڑائی کی توقع ہے اور نہ وہ کفار حربی کے گروہ مین داخل ہین تو اُنکے بارہ مین کس طرح جائز ہو گا کہ وہ غلام بنائے جاوین کہ یہ صراحۃً عہد شکنی ہے اور ہر دین و ملت کے خلاف ہے کہ ہر ملت کے لوگ جانتے ہین کہ عہد پورا کرنا واجب ہے اور نص قرآنی کے بھی خلاف ہے کہ اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ ہے یعنی جان کے عوض مین جان ماری جاوے گی اور بیسوان امر یہ ہے کہ ان حضرات سے نقل کرتے ہین کہ ان حضرات کے گمان مین جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوے کہ نوین تاریخ ربیع الاول کی تھی اُس دن سے تین دن تک یہ حکم شرعًا تھا کہ کوئی شخص اگر گناہ کبیرہ یا صغیرہ اس تین دن کے اندر کرے گا تو وہ گناہ اُس کے ذمہ نہ لکھے جاوین گے تو اُس سے لازم آتا ہے کہ ان حضرات کی طرف یہ نسبت کرتے ہین کہ اُن حضرات کے نزدیک اُس تین دن کے اندر حکم تھا کہ کفر اور ہر گناہ کو مباح جاننا چاہیے اور اکیسوان امر یہ ہے کہ یہ کہتے ہین کہ یہ حضرات اس امر کے قائل تھے کہ استنجا کرنے سے جو پانی مستعمل ہو جاتا ہے یعنی جو پانی بدن سے گرتا ہے وہ پانی پینے مین اور طہارت وغیرہ دیگر حوائج مین صرف کرنا جائز ہے اور بائیسوان امر یہ ہے کہ حضرات ائمہ سے روایت کرتے ہین کہ امت مرحومہ کا لقب امت ملعونہ ہے اس کو صیرفی نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے اور یہ لوگ حضرت صادق سے روایت کرتے ہین کہ اُمت مصطفویہ کی تشبیہ خنزیر کے ساتھ ہے اسکو کلینی نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے حالانکہ قرآن شریف مین اس اُمت کا خطاب خَیْرَ اُمَّۃٍ ہے

Marfat.com

اور اس امت کے حق مین وارد ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا یعنی اور ایسا ہی بنایا ہم نے تم کو بہترین اُمّت حاصل کلام ان لوگون کی غرض یہ ہے کہ لوگون کو گمان کرا دین کہ ثقلین مین باہم مخالفت ہے تا دین شریعت مین خلل واقع ہووے اور کتاب اللہ کے حق مین ادعا کرتے ہین کہ اُس مین تحریف اور زیادت اور نقصان اور تغیر اور تبدیل ہونا ثابت ہے تا لوگ اُسپر عمل نہ کرین اور عترۃ کے بارہ مین تکفیر کرتے ہین تا لوگ اُن حضرات کی اتباع نہ کرین - اور روایات مختلفہ خلاف کلام اللہ کے اختراع کرتے ہین تا لوگ بہایم کی طرح آزاد ہوجاوین اور جو چاہین کرین

Marfat.com

رسالہ وسیلۃ النجاۃ

تصنیف فخر المحدثین ذو العلم والتمیز مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے کہ وہ تعریف اُسی کا حق ہے اور رحمت
ا ملہ نازل ہووے اُسکے حبیبؐ اور اُس کے باقی سب بندون پر اے پروردگار
ے پیرنے والے دلون کے تو ثابت رکھ ہمارا دل اپنے دین پر سبب تالیف
حباب سے ایک شخص نے کہ شیعہ کا مذہب اچھا جانتا تھا مجھ سے استدعا کی کہ فرقۂ
اجیہ کے حق ہونے پر جو دلائل ہین اُس کے بارہ مین کچھ لکھنا چاہیے بحکم اَلدِّیْنُ
یْحَۃٌ کے وہ استدعا قبول کی گئی اور اس رسالہ کا نام وسیلہ النجاۃ رکھا گیا وَالسَّلَامُ
لٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

سوال - درمیان اہل سنت اور شیعہ کے بہت گفتگو واقع ہوئی ہے اہل سنت
عوے کرتے ہین کہ ہمارا مذہب برحق ہے اور قرآن وحدیث کے موافق ہے
ور شیعہ کی سب کتاب باطل ہے اور صرف افترا ہے کہ اپنے مذہب کی نسبت اہلبیت
ی طرف کرتے ہین بلکہ اہلبیت کا مذہب یہی ہے جو مذہب ہمارا ہے اور شیعہ
ھی یہی دعوی کرتے ہین کہ قرآن کے موافق ہمارا مذہب ہے اور ہمارا وہی طریقہ
ہے جو امام جعفر صادقؓ کا طریقہ ہے اور کہتے ہین کہ اہل سنت کی کتابین قابل
عتبار نہین اس بارہ مین جواب شافی آیات قرآنی سے لکھا چاہیے کہ اسمین
سی کے دم مارنے کی جگہ نہو اور عذر باقی نرہے کہ طالبان راہ نجات

Marfat.com

اُس پر عمل کرین اور باطل مذہب سے دست بردار ہو جاوین۔
جواب اے برادر چاہیے کہ پہلے دریافت کرو کہ ہر مذہب کی بنا کس امر پر ہے اور ہر فریق کی کتابون کو چھوڑو اور طاق پر رکھدو اور جب معلوم کر لو کہ ہر مذہب کی بنا کیا ہے تو اُسکو آیات قرآنی سے تطبیق دو اور جس مذہب کی بنا مستحکم اور راسخ دیکھو اُسکو حق سمجھو تو اُسکے بعد اُس مذہب کی کتابون کو دیکھو اور اُسپر عمل کرو اور جس مذہب کی بنا باطل دیکھو اُسکی کتابون کو وسوسۂ شیطانی سمجھو اور پانی مین ڈالدو اور ہرگز اُسکے گرد نہ جاؤ اور اُسکو ٹکڑہ ٹکڑہ کر ڈالو اور یقیناً سمجھو کہ وہ مذہب اہلبیت کا نہین بلکہ شیطان کا مذہب ہے تو جاننا چاہیے کہ مذہب اہلسنت کی بنا ان حضرات کے ایمان وتقویٰ وصلاح وراستی پر ہے یعنی حضرات ابو بکرؓ وعمرؓ وعثمان وعلیؓ وغیرہم رضی اللہ عنہم جو مہاجرین اور انصار سے ہوئے ہین اور دیگر اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ کہ ہزارون صاحب تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہکر راہ خدا مین جہاد کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی وفات تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد اور حمایت مین ہمیشہ مصروف رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنی خلافت مین عدل وانصاف وراستی مین مشغول رہے اور اہلبیت کی خدمت بجا لاتے تھے اور اُن حضرات کے ساتھ محبت رکھتے تھے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام اُن صحابہ کے ساتھ ہمیشہ نشست وبرخاست رکھتے تھے اور اُن صحابہ کے ہمراہ کفار کے ساتھ جہاد کیا اور اُنکے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور اُنکے ساتھ ہمیشہ محبت رکھتے تھے اور اُن صحابہ کی وفات کے بعد اُنکے حق مین دعاء خیر کی اور نہایت انکی مدح کی اور مناقب بیان فرمائے اور مذہب شیعہ کی بنا اس پر ہے کہ وہ خلفاء ثلثہ وغیرہم کے کفر ونفاق کے قائل ہین کہ وہ ہزارون صحابہ سید ابرار کے ہین اور کہتے ہین کہ اُن حضرات نے نفاق سے ایمان ظاہر کیا تھا اور ہجرت بھی ریاست کے لیے کی

Marfat.com

رطع دنیا کا لحاظ تھا اور اُن حضرات کا سب جہاد و عبادت ریا کی غرض سے تھا خدا کے
ہ نہ تھا اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو اہلبیت کو اذیت پہونچائی
ر حضرت مرتضٰی علی کرم اللہ وجہہ کی مدد نہ کی اور آنجناب کا حق بھی لے لیا اور
رت علی علیہ السلام نے خوف سے تقیہ کیا تھا کہ اِن صحابہ کی متابعت کرتے تھے
ر اُنکے پیچھے نماز پڑھتے تھے حتی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسا تقیہ کیا کہ اپنی
ر طاہرہ کا نکاح حضرت عمرؓ کے ساتھ کر دیا اور اپنے صاحبزادون کا نام بھی ابوبکر علی
ر عمر علی اور عثمان علی رکھا اور صحابہ مخلصین کم تھے یعنی حضرت ابوذر اور مقداد اور
مان اور عمار اور جابرؓ اور صرف چند دیگر صحابہ مخلص تھے اے برادر دونون مذہب
بنا معلوم ہوئی تو اب جاننا چاہیے کہ مذہب اہلسنت کے بنا کی دلیل قرآن شریف
اکثر آیات ہین کہ ہر آیت اس بنا کے اثبات اور استحکام کے لیے کافی ہے اور
ر طور پر یہان چند آیات لکھی جاتی ہین قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ
ن الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
ن فرمایا اللہ تعالے نے کہ اور سابقین اولین مہاجرین اور انصار سے اور جن لوگون نے
ر طور پر یعنی ایمان کے ساتھ سابقین کی پیروی اور متابعت کی راضی ہوا خداوند
لے اُن سے اور وہ خداوند تعالے سے راضی ہوے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ اور مہیا کین خداوند تعالے نے اُنکے واسطے بہشتین کہ جاری
نہرین اُن بہشتون کے محل اور درختون کے نیچے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا یہ سب
جرین اور انصار اور اُنکے تابعین ہمیشہ بہشت مین رہین گے اِس آیت سے
یہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سب مہاجرین اور انصار سابقین بہشتی ہین اور اُنکے
عین بھی بہشتی ہین کہ وہ لوگ اُن حضرات کے بعد ہوئے اور اُن حضرات کا طریقہ
ختیار کیا اور اسمین کچھ شک نہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہاجرین
ین سے ہین کہ ہجرت کے وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور
رت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور اکثر دیگر صحابہ مہاجرین اولین سے ہین

Marfat.com

اور جو شخص سمجھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین سے نہین تو وہ
کافر ہے اسواسطے کہ اُسکو آیت سے انکار ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذْ اَخْرَجَهُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ
یعنی جب خارج کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ نے اس حال مین کہ
دو صاحب تھے اُن مین سے دوسرے صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے
جب دونون صاحب غار مین تھے اُسوقت فرماتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالے
علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنے یار سے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین کہ
آپ رنج نکرین تحقیق کہ خدا ہم لوگون کے ساتھ ہے اور اُن حضرت کی اتباع
کرنے والے بھی واقعی مہاجرین اور انصار سے ہین کہ وہ لوگ اُن حضرات کے بعد
ایمان لائے اور ہجرت اور مدد کی اور حق تعالیٰ نے اس آیت مین خبر دی ہے
کہ وہ حضرات ہمیشہ بہشت مین رہین گے تو ثابت ہوا کہ وہ حضرات قطعی بہشتی
ہین جو شخص اُن حضرات کو بہشتی نہ جانے وہ کافر ہے اسواسطے کہ اسکو آیت سے
انکار ہے اور اگر اس مقام مین شیطان وسوسہ دلا دے کہ شاید مراد اس آیت سے
وہ مہاجرین ہون کہ شیعہ اُنکے حق مین حسن ظن رکھتے ہین اسواسطے کہ اُنکی ہجرت
فی سبیل اللہ تھی اور ہجرت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طمع دنیا کی غرض سے تھی
تو اُسکا یہ جواب دینا چاہیے کہ اے ابلیس تو جھوٹھ بولتا ہے بلکہ ہجرت سب مہاجرین
کی خالصًا للہ تھی چنانچہ ہجرت کے بعد پہلے یہ آیت قتال کے بارہ مین نازل ہوئی
اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا یعنی اجازت دی گئی کفار کے ساتھ لڑائی
کرنے کے لیے اُن لوگون کو کہ کفار اُن سے لڑائی کرنا چاہین یعنے مہاجرین کو اسواسطے
کہ کفار کے ہاتھ سے ان لوگون پر ظلم ہوا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ
یعنی اور تحقیق کہ خداوند تعالیٰ اُنکی مدد کرنے پر بلاشبہ قادر ہے اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ یعنی وہ لوگ کہ اپنے گھروان
سے بلا قصور نکالے گئے وہ صرف یہی کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالے ہے

Marfat.com

اُن لوگون سے کوئی گناہ صادر نہوا کہ اُسکے سبب سے نکالے گئے مگر فقط یہ
ہوئی کہ وہ لوگ ایمان لے آئے اور اس واسطے کفار نے اُنکو خارج کیا
س سے معلوم ہوا کہ سب مہاجرین کی ہجرت خالصًا للہ تھی طمع دنیا کے لیے
ی تو ثابت ہوا کہ سب مہاجرینؓ پر اللہ تعالیٰ کی مدد ہے اے برادر جس کا
ن قرآن شریف پر ہے تو جب اُس پر ثابت ہوا کہ خداوند تعالےٰ نے کس کو جنتی
ایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ جنت مین رہین گے تو اُس کے
ین سب اعتراضات ساقط ہو گئے اسواسطے کہ حق تعالیٰ عالم الغیب ہے
وب جانتا ہے کہ فلان بندہ سے فلان وقت مین نیکی ہو گی یا فلان وقت
ن گناہ صادر ہو گا تو اگر وہ فرماوے کہ فلان بندہ کو مین نے جنتی بنایا تو اُس سے
ابت ہو گا کہ اُسکی سب خطائین معاف کر دی گئین تو اگر دوسرے بندے اُسکے
ی مین طعن و تشنیع کرین اُس سے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا لازم آوے گا
س واسطے کہ گویا معترض کہے گا کہ یہ بندہ بد ہے خداوند تعالےٰ اُسکو کیون بہشتی
تا ہے اور ظاہر ہے کہ اِس مقام مین اعتراض کرنا کفر ہے اور جس بندہ کو
اوند تعالےٰ نے بہشتی فرمایا ہے وہ ضرور بہشتی ہے اور اُسکے حق مین اگر کوئی
ص اعتراض کرے تو اُس سے اُس بہشتی بندہ کے حق مین کچھ ضرر نہین اور
کے اعتراض سے وہ دوزخی نہ ہو جاوے گا بلکہ معترض کافر ہے تو اس وجہ سے
طعین کا سب شبہ ساقط ہو گیا اور اب اُسکے لیے دوسرے جواب کی ضرورت
ن لیکن سایل کی تسلی کے لیے کہا جاتا ہے کہ اگر شیطان آوے اور تم کو وسوسہ
وے کہ سورۂ انفال مین بدر کے قصہ مین نازل ہوا ہے قَوْلُہٗ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا
نَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ
ے اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو جب کفار سے مقابلہ کرو تو لڑائی سے پیٹھ
ت پھیرو قولہ تعالےٰ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ
مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمُ یعنی فرمایا

Marfat.com

اللہ تعالےٰ نے کہ جو شخص کفار کی لڑائی سے پیٹھ پھیرے سو اُس حال کے کہ
لڑائی کی غرض سے پیٹھ پھیری ہو یا بغرض شامل ہو جانے کے جماعت مومنین
کے ساتھ تو تحقیق کہ رجوع کیا اُس شخص نے خدا کے غصہ کی طرف اور اُسکی
جگہ جہنم ہے تو یہ لوگ کہتے ہین کہ صحابہ جنگ احد اور حنین مین بھاگے تھے تو اُنکے
جواب مین کہنا چاہیے کہ یہ آیت بدر مین نازل ہوئی اور وہان کوئی نہ بھاگا بلکہ
سب صحابہ ثابت قدم رہے چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ
بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ یعنی اور تحقیق کہ مدد کی تمھاری اللہ تعالےٰ نے بدر مین
حالانکہ تم لوگ کفار کی نظر مین کم ہونے کے سبب سے حقیر معلوم ہوتے تھے اور
اللہ تعالیٰ نے بدر کے قصہ مین فرمایا ہے اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ
یعنی یاد کیجیے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ وقت کہ جب وحی بھیجتا تھا آپ کا
پروردگار فرشتون کے پاس کہ مین تم لوگون کے ساتھ ہون قولہ تعالیٰ فَثَبِّتُوا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی پس ثابت رکھو مسلمانون کو اور آیت مذکورہ سے کفر نہین
ثابت ہوتا بلکہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار کی لڑائی سے بھاگنا حرام ہے
اور حق تعالیٰ کو اختیار ہے اگر چاہے بخشدے اور اگر چاہے عذاب کرے چنانچہ
جب جنگ اُحد مین فرار کا اتفاق ہوا تو حق تعالیٰ نے وہ معاف فرمادیا قولہ تعالیٰ
وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ یعنی اور تحقیق کہ معاف فرمادیا اللہ تعالیٰ نے اُن لوگون کو
تو اعتراض دفع ہوگیا اور روز حنین مین پہلے فرار کا اتفاق ہوا مگر پھر جب حضرت
عباس نے پکارا یٰعِبَادَ اللّٰهِ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ یعنی اے بندگان خدا یہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین تو اُنکے پکارنے سے سب لوگ جمع ہوگئے
اور جنگ عظیم کی اور توبہ ثابت ہوئی اور چونکہ یہ لوگ مددگار ان دین تھے
حق تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اُنکی مدد فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
لَیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ مَنْ یَّنْصُرُهٗ یعنی البتہ اللہ مدد کرتا ہے اُسکی جو اللہ تعالیٰ
کے دین کی مدد کرتا ہے تو غیب سے فرشتون کو اُن لوگون کی مدد کے واسطے بھیجا

Marfat.com

بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے سکینہ یعنی آرام نازل فرمایا اور یہ خاص مومنین کامل
ایمان کے واسطے ہے اور یہ امر اُن لوگون کے لیے نازل فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ یعنی تحقیق
مدد دی تم لوگون کو اللہ تعالیٰ نے اکثر غزوہ مین اور حنین مین اور فرماتا ہے
اللہ تعالیٰ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی
پھر نازل فرمایا خداوند تعالےٰ نے اپنا سکینہ اور آرام اپنے پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر اور مسلمانون پر یعنے اُن مسلمانون پر سکینہ اور آرام
اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ وہ لوگ حضرت عباسؓ کے پکارنے سے پھر آئے اور
کتاب عظیم کی قولہ تعالیٰ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا یعنی اللہ تعالیٰ نے بھیجے فرشتونکے
لشکر کہ اے صحابہؓ تم لوگون نے اُن فرشتون کو اپنی نظر سے نہ دیکھا وقولہ تعالےٰ
وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یعنی اور عذاب کیا اللہ تعالیٰ نے کفار پر اور اُن کو
سزا دست دی تو اے عزیز غور کرنا چاہیے کہ کیا یہ مسلمان کا کام ہے کہ تمام آیات
برکت ورحمت کو فراموش کرے اور ایسے حضرات کی شان مین طعن کرے کہ
جس قدر رحمت الٰہی اُن حضرات کے شامل حال ہے کہ جب کبھی بمقتضاے بشریت
ان حضرات سے لغزش ہو جاوے تو فرشتے اُنکی مدد کے لیے آوین اور سکینہ
بھی اُنکے لیے نازل ہووے یعنی یہ حضرات ہرگز قابل طعن نہین نَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ خُبُثِ الْبَاطِنِ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ یعنی پناہ چاہتے ہین ہم اللہ تعالیٰ
کی درگاہ مین باطن کے خبث سے اور شیطان کی شرارت سے اور اُسکے شرک سے
اور اگر پھر شیطان آوے اور تم کو وسوسہ ڈالدے کہ معاذ اللہ شاید وہ لوگ
متفق رہے ہون کہ اُسوقت منافقین بھی تھے چنانچہ قرآن شریف مین اکثر
مقامات مین منافقین کا ذکر بھی ہے تو چاہیے کہ جواب مین کہو کہ ہان اُسوقت
منافقین بھی تھے لیکن منافقین اعرابی مین تھے اور وہ دیہاتی تھے کہ اُن کا مسکن
مدینہ کے گرد تھا اور اہل مکہ یعنے مہاجرین مین کوئی منافق نہ تھا اور ایسا ہی انصار

کہ اُنکا ایمان اور اُن کا مدد دینا نص سے ثابت ہے اُنمین بھی کوئی منافق نہ تھا
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ یعنی
اے اہل مدینہ بعضے اُن لوگون سے کہ تم لوگون کے گرد ہین اور وہ اعراب سے
ہین منافقین ہین قولہ تعالیٰ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ
لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ یعنی اور بعضے اہل مدینہ سے نفاق کے خوگر ہوے ہین اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اُن لوگون کو نہین جانتے ہم اُن لوگون کو جانتے
ہین پھر اُسکے بعد اللہ تعالےٰ نے اُن لوگون کو علیٰحدہ کردیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ
یعنی نہین سزاوار ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے کہ چھوڑدے مومنین کو اُس حالت پر
تم لوگ جس حالت پر ہو یعنے سزاوار نہین کہ مومنین اور منافقین کو باہم ملا ہوا
چھوڑدے بلکہ علیٰحدہ کرتا ہے پلید کو پاک سے یعنی مومنین سے منافقین کو جدا
کردیتا ہے پھر حق تعالیٰ نے تمیز دیدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین
کے حال سے آگاہ فرمادیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ بن یمان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ صحابہ سے ہین یہ امر ظاہر فرمایا اور اُن منافقین کے
لڑکے خالص مومن تھے تو اس خیال سے کہ اُنکی رُسوائی نہووے اُن منافقین کا
حال دوسرون پر ظاہر نہ فرمایا اگرچہ اکثر منافقین نفاق کی علامت کے سبب سے
فضیحت ہوے اور اُن لوگون کا حال سب لوگون کو معلوم ہوگیا اور اللہ تعالیٰ
نے عام طور پر اُن منافقین کا عیب قرآن شریف مین بیان فرمایا اور اُنکے
حق مین وعید شدید ذکر فرمائی اور صحابہ کہ اہل سنت اُنکے حق مین حسن اعتقاد
رکھتے ہین اُنمین سے کوئی صحابی منافق نہ تھے اور اللہ تعالیٰ منافقین کے حق مین
ارشاد فرماتا ہے فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ یعنی اگر منافقین اپنے نفاق سے
توبہ کرین تو یہ اُنکے حق مین بہتر ہوگا قولہ تعالیٰ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ
عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی اگر وہ توبہ سے روگردانی کرین اور اپنا نفاق

Marfat.com

ں نہ کریں تو اللہ تعالیٰ اُن پر دُنیا اور آخرت مین سخت عذاب کرے گا قولہ ما
لی وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ یعنی اور نہوگا اُنکا زمین پر
ئی یار اور نہ مدد گار یعنے زمین پر کوئی اُنکی مدد نہ کرے گا اور خداوند تعالیٰ نے
سکے خلاف مہاجرین کے حق مین فرمایا ہے یعنی اُنکے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے
ی اور اُنکی مدد کا وعدہ کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ
هِمْ لَقَدِيرٌ یعنی تحقیق کہ خداوند تعالیٰ مہاجرین کی مدد کرنے پر قادر ہے
ی اُنکی مدد کرے گا اور اُنھین مہاجرین کا ذکر اس آیت مین بھی ہے وَ
هُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۚ - یعنی ضرور مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی کہ وہ اللہ
الیٰ کے دین کی مدد کرے گا اور اس مین شک نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
سلم کے بعد جو صحابہ باقی رہے خصوصًا خلفاء راشدین اُن سب صحابہ کی مدد
ح سبحانہ تعالیٰ نے فرمائی کہ ہزارون مشرکین اور مرتدین کو قتل کیا اور کسریٰ
ر قیصر کا ملک درہم وبرہم کر دیا اور سب صحابہ نے خلفاء راشدین کی مدد کی
معلوم ہوا کہ خلفاء ثلثہ مہاجرین فی سبیل اللہ سے ہین کہ حق تعالیٰ نے وعدہ
ایا تھا کہ مہاجرین کی مدد کرینگے وہ وعدہ خلفاء کے حق مین کامل طور پر پورا کیا
ر یہ بھی معلوم ہوا کہ سب اصحاب دین خدا کے مددگار تھے اور اگر معاذ اللہ
منافقین ہوتے تو کوئی اُنکی مدد نہ کرتا اور زمین پر کوئی اُنکا یار و مددگار نہوتا اور
بھی ظاہر ہوا کہ منکرین قرآن کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
ضرت علیؓ نے خلافت طلب کی اور مہاجرین اور انصار کے گھر گھر گئے تا اُنکے
عذر باقی نرہے لیکن کسی نے حضرت علیؓ کی مدد نہ کی کسی کو آپ کی حمایت کا
ال نہوا تو اُن لوگون کا یہ قول سراسر غلط ہے اور صریح کفر ہے اور صراحۃً اس
یت سے انکار ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے اس آیت مین وعدہ فرمایا کہ مہاجرین کی
ی مدد کرین گے اور اس مین شک نہین کہ حضرت علیؓ رئیس مہاجرین اولین سے
ے اور محال ہے کہ کسی نے آنجناب کی مدد نہ کی ہو تو ثابت ہوا کہ جو لوگ یہ بات

Marfat.com

حضرت علیؓ کی شان مین کہتے ہین وہ آنجناب کے دشمن ہین کہ منافقین کے بارہ مین جو آیت ہے وہ آنجناب کی شان مین ثابت کرتے ہین چنانچہ حق تعالیٰ نے منافقین کے بارہ مین فرمایا ہے وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ یعنی زمین پر منافقین کا کوئی یار و مددگار نہین اور ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ کے دوست اہل سنت ہین کہ آنجناب کی طرف نفاق کی نسبت نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ اگر آنجناب طلب خلافت کے لیے اُٹھتے اور اُسکے لیے ارادہ فرماتے اور پیغمبر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے اپنے حق مین اس بارہ مین کچھ سُنے ہوتے تو ضرور آنجناب کا ارادہ پورا ہو جاتا اور آنجناب کا تصرف نافذ ہوتا اور سب آنجناب کی مدد کے لیے مستعد ہو جاتے چنانچہ مہاجرین کے حق مین ایسا ہی وارد ہے تو معلوم ہوا کہ آنجناب نے جانا کہ حضرت صدیقؓ کی خلافت برحق ہے اور ہمیشہ آنجناب حضرت ابو بکرؓ کے ناصر و مددگار رہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى نِعْمَائِهٖ پھر اب جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ منافقین کی فضیحت مین کیا فرماتا ہے قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ ترجمہ البتہ اگر باز نہ آوین منافقین اپنے نفاق سے اور اگر باز نہ آوین وہ لوگ کہ اُنکے دل مین مرض ہے مثلاً ضعف ایمان ہے یا ایسا ہی اور کوئی امر ہے اور اگر باز نہ آوین وہ لوگ کہ مدینہ منورہ مین فتنہ انگیز خبر مشتہر کرتے ہین تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم ضرور آپ کو اِن تینون گروہ پر مسلط کر دینگے اور پھر تھوڑے دن کے بعد یہ لوگ آپ کے نزدیک نہ رہ سکینگے اور ذلیل ہو کر شہر مدینہ سے نکلجاوین گے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ترجمہ منافقین جہان ملین چاہیے کہ گرفتار کیے جاوین اور قتل کر دیے جاوین تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ جن لوگون نے نفاق سے توبہ نہ کی اُن مین سے کوئی مدینہ منورہ مین باقی نہ رہا اور وہ سب خراب ہو گئے اور ہلاک ہو گئے اور قتل کیے گئے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جسقدر صحابہ مدینہ منورہ مین

Marfat.com

ی رہ گئے تھے وہ سب حضرات مددگاران دین خدا تھے اور حق پرست اور مخلصین تھے
جس امر پر اُن حضرات کا اجماع اور اتفاق ہوا وہ عین حق و ہدایت ہے ظلم
ضلالت نہین تو منافقین کے عیوب معلوم ہوئے اب مہاجرین کا وصف بیان
رتا ہون فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا
بَوَّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ترجمہ جن لوگون نے خداوند تعالےٰ کی راہ مین ہجرت
ی اُسکے بعد کہ کفار کی طرف سے اُن لوگون پر ظلم ہوا تو ضرور اُن لوگون کو ہم اچھے
ہر مین یعنی مدینہ منورہ مین جگہ دینگے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ
بَرُ ۔ ترجمہ اور البتہ آخرت کا ثواب زیادہ بہتر ہے یعنی مہاجرین کے لیے آخرت
ن بہت زیادہ ثواب ہے تو اگر کسی کا قرآن شریف پر ایمان ہووے تو صرف
یک آیت کافی ہے کہ اُس سے تمام وسوسۂ شیطانی اُسکا دفع ہو جاوے ہو اسطے
ہ حق تعالیٰ نے اِس آیت مین مہاجرین فی سبیل اللہ کے حق مین دو وعدے
رمائے ایک دنیا مین دوسرا آخرت مین اور بلاشک دنیا کا وعدہ پورا ہوا اور
ب مہاجرین نے مدینہ منورہ مین قیام کیا خصوصًا خلفاے ثلثہ کہ اپنی زندگی مین
ہان رہے اور بعد وفات کے ان حضرات کی وہان قبر مبارک ہوئی شیخینؓ جناب
سالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے مرقد منور سے ملگئے اور
ضرات عثمانؓ بقیع مین رونق افروز ہوے اور اگر معاذ اللہ منافق ہوتے تو آیت
کورہ مین جیسا منافقین کے بارہ مین ذکر ہے حق تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ
یہ وسلم کو اِن حضرات پر غالب کرتا اور یہ حضرات بھی مدینہ منورہ مین نہ رہتے
ر معاذ اللہ جو منافقین کا حال ہوا کہ گرفتار ہوئے اور ذلت و رسوائی کے ساتھ قتل
ے گئے وہی حال اِن حضرات کا بھی ہوا ہوتا اور کوئی اِن حضرات کی بات نہ سنتا
امت اور خلافت کیونکر ہوتی تو شمس نصف نہار کے مانند واضح ولائح ہوا کہ یہ
ضرات مہاجرین فی سبیل اللہ سے ہین اور قطعی بہشتی ہین اور ان حضرات کا اجر
ثواب آخرت مین بہت زیادہ ہوگا اور ایسا ہی دیگر صحابہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ منورہ مین باقی رہ گئے سب مددگار ان دین خدا تھے اور کامل الایمان تھے آیت قرآنی سے ثابت ہے کہ نفاق انکے گرد نہ تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس امر پر اون صحابہ کا اجماع اور اتفاق ہوا وہ عین ہدایت و دیانت ہے اور مسلمان کا کام نہین کہ اُن صحابہ کی فضیلت کہ قرآن شریف سے صراحۃً ثابت ہے اور پھر اُن حضرات پر اعتراض کیا جاوے اور اب بھی اگر پھر شیطان آوے اور وسوسہ دلاوے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان صحابہ کا اقتدار اور غلبہ ہوا تو شاید اسوجہ سے ان حضرات سے کوئی امر خلاف شرع ظہور مین آیا ہو کہ اسوجہ سے شیعہ شبہ مین پڑے ہین تو اُسکے جواب مین کہنا چاہیے کہ تو جھوٹھ کہتا ہے بلکہ اُن حضرات نے اپنے ایام خلافت مین جو کچھ کیا ہے وہ سب اِس غرض سے ہوا کہ احکام شرعی جاری ہووین اور امر معروف اور نہی منکر عمل مین آوے تعصب اور فساد مقصود نہ تھا چنانچہ حق تعالےٰ اس آیت مین مہاجرین کا وصف ارشاد فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ترجمہ بعضی صفت مہاجرین کی یہ ہے کہ اگر ہم اُنکو زمین پر طاقت دیتے ہین تو نماز کو قائم کرتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین اور دوسرون کو احکام شرعی کا حکم دیتے ہین اور امور خلاف شرع سے منع فرماتے ہین تو محال ہے کہ جب مہاجرین کا غلبہ ہوا تو اُن سے ظلم وفساد ظہور مین آیا ہو تو ان حضرات کی طرف ظلم کی نسبت کرنا اس آیت سے انکار کرنا ہے نعوذ باللہ من ذلک پھر اگر کوئی وسوسہ دلاوے کہ قرآن مجید مین وارد ہوا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ترجمہ اے وہ لوگ کہ ایمان لے آئے ہو جو پھر جاوے اور مرتد ہو جاوے تم لوگون سے اپنے دین سے تو قریب ہے کہ لے آوے یعنی قائم کرے اللہ تعالےٰ مرتدین کے قتال کے لیے ایک ایسی قوم کو کہ محبت رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اُس قوم سے اور وہ لوگ اللہ تعالےٰ کے ساتھ محبت

رکھتے ہین مسلمانون پر مہربان ہین اور کافرون پر غالب ہین قولہ تعالیٰ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ترجمہ کہ وہ لوگ جہاد کرین گے اللہ تعالیٰ کی راہ مین اُن قوم مرتدین کے ساتھ اور نہ ڈرین گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے اور اگر معترض کہے کہ اس آیت کا معنی کیا ہے تو اُسکے جواب مین کہنا چاہیے کہ اس آیت مین حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہ کے کمال مناقب مذکور ہین کہ اُن حضرات نے حضرت صدیقؓ کی خلافت مین مسیلمۂ کذاب کو مار ڈالا اور دوسرے لوگ عرب کے کہ اُنکی تفصیل مین طول ہے مرتد ہوئے تھے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا تو اُن صحابہ نے اُنکے ساتھ جہاد کیا اور اُن لوگون کو تہ تیغ کیا اور اکثر اُن مین سے پھر اسلام لے آئے اور صحابہؓ کی شان مین ارتداد کی تہمت ہونا اس آیت سے اس طرح بخوبی باطل ہوئی کہ اس سے بڑھ کر ثبوت متصور نہین اسواسطے کہ معاذ اللہ اگر کوئی صحابی مرتد ہوئے ہوتے تو دوسرے کامل مومنین اُنکے ساتھ جہاد اور اُنکو قتل کرتے اور اسمین کچھ شک نہین کہ کامل مومنین سے کسی نے خلفاء ثلثہ کے ساتھ لڑائی نہین کی بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت ابوذرؓ نے کہ کامل مومن تھے خلفاء ثلثہ کی متابعت کر لی اور اُنکے ساتھ موافقت اختیار کی تو معلوم ہوا کہ خلفائے ثلثہ کامل مومن ہین اور قطعی جنتی ہین اور مہاجرین فی سبیل اللہ سے ہین کہ اُنکے وصف مین بیشمار آیات وارد ہین چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا یعنی مہیا فرمائی ہین اللہ تعالےٰ نے اُن لوگون کے لیے بہشتین کہ جاری ہین اُس مین نہرین وہ لوگ اُس مین ہمیشہ رہین گے یہ صفت مہاجرین کی ہے اور ظاہر ہوا کہ سب مہاجرین اور انصار عین حق اور کمال ایمان اور ہدایت پر تھے اور اُنکا اجماع اور اتفاق اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوا تو جائز نہین کہ کوئی اُن حضرات کی شان مین طعن و تشنیع کرے بلکہ چاہیے کہ مسلمان وظیفہ کر لیوین کہ روز و شب اُن حضرات کے حق مین ترقی درجات کے لیے دعا کرتے رہین اور جو اُن حضرات کی

Marfat.com

شان مین طعن و تشنیع کرے اور دعاء خیر نہ کرے اور اُن حضرات کے ساتھ کینہ رکھے تو وہ کافر ہے اور اہل اسلام سے خارج ہے چنانچہ حق تعالےٰ نے قرآن شریف مین مسلمانونکی تین قسمین فرمائی ہین اور پہلی قسم اس آیت مین مذکور ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ یعنی غنیمت کا مال فقرا کے لیے ہے کہ اُن لوگون نے ہجرت کی ہے اور اُن لوگون کے لیے ہے کہ وہ اپنے گھر اور مال سے نکالدیے گئے اور اُن لوگون کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اُس کی رضامندی چاہتے تھے اور اللہ و رسول کے دین کی مدد کرتے تھے یعنی اُنکی ہجرت خالصًا لِلّٰہ اور اُس کے رسول کے لیے ہوئی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور اُنکی ہجرت اللہ کے دین کی مدد کے لیے ہوئی کوئی دنیاوی غرض نہ تھی اور اُنکی شان مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ یعنی یہ لوگ اپنے قول و فعل مین سچے ہین اور دوسری قسم مومنین کی اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہے وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنی اور مال غنیمت اُن لوگون کے واسطے ہے کہ مہاجرین کے قبل اُن لوگون نے ہجرت اور ایمان کی جگہ مین سکونت اختیار کی اور اُنکی شان مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ یعنی وہ لوگ اُن لوگون کے ساتھ محبت رکھتے ہین کہ وہ لوگ اُنکے یہان ہجرت کرکے آئے ہین یعنی مہاجرین کے ساتھ محبت رکھتے ہین قولہ تعالیٰ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگون کو جو کچھ عطا فرماتے ہین اُس مین انصار حسد نہین کرتے بلکہ اُس پر راضی ہو جاتے ہین اور اُسکو منظور کر لیتے ہین قولہ تعالیٰ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنی اور انصار مقدم سمجھتے ہین مہاجرین کو اپنے اوپر اگرچہ وہ خود بھی حاجتمند ہون یعنے اگرچہ انصار کو خود بھی اپنے لیے مال کی ضرورت رہتی ہے لیکن وہ لوگ ایسے عالی ہمت ہین کہ اپنی ضرورت کا خیال کچھ نہین کرتے بلکہ مہاجرین کی حاجت روائی

Marfat.com

دائی کرتے ہین اور اپنا مال اُنکو دیتے ہین قولہ تعالیٰ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ترجمہ اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے محفوظ
ہے اُسکے لیے فلاح ہے تو اے عزیز حق تعالیٰ نے اس آیت مین انصار کی
شریف کی ہے کہ مہاجرین کے ساتھ وہ لوگ محبت رکھتے ہین اور اُن حضرات
ن خدمت کرتے ہین اور فرمایا کہ اُسکے صلہ مین اُنکے لیے فلاح ہے تو جس کو
نظور ہووے کہ نجات کی راہ پاوے اور اُسکے لیے ہووے فلاح تو چاہیے
جس طرح انصار نے اپنا شیوہ کرلیا تھا کہ مہاجرین کے ساتھ محبت رکھتے تھے
سی طرح وہ شخص بھی اپنا شیوہ کرے کہ مہاجرین کے ساتھ محبت رکھے اور
داوات نہ رکھے اور اُن حضرات کی شان عالی مین طعن و تشنیع نہ کرے اور
ب وروز اُنکی ترقی درجات کے لیے دعا کرتا رہے تا وہ مومنین کی تیسری
م کے زمرہ مین داخل ہوئے اور قیامت مین اُس کا حشر اُن مومنین کے ساتھ
روے اور اللہ تعالیٰ نے تیسری قسم کے مومنین کو اس آیت مین ارشاد فرمایا
وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ترجمہ یعنے اور مال غنیمت اُن لوگون کے واسطے ہے
مہاجرین اور انصار کے بعد آئے اور وہ لوگ کہتے ہین کہ اے پروردگار تو بخشدے
کو اور ہمارے بھائیون کو کہ ہمارے پہلے ایمان سے مشرف ہوئے قولہ تعالیٰ
وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ترجمہ اور ہمارے دل مین اُن کی
رف سے کینہ اور عداوت نہ ڈالنا کہ وہ لوگ ایمان لائے ہین یعنی وہ لوگ انصار
ر مہاجرین اور دیگر صحابہ کے حق مین دعاء خیر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حق تعالیٰ
ارا دل اُن حضرات کے کینہ سے پاک فرماوے قولہ تعالیٰ رَبَّنَآ اِنَّكَ
ترجمہ اے ہمارے پروردگار تحقیق کہ تو مہربان رحمت کرنیوالا ہے یعنے
ری دعا قبول فرماتو ان آیات سے ثابت ہوا کہ صحابہ کے حق مین دعاے خیر کرنا
ہیے اور کینہ نہ رکھنا چاہیے اور اُن حضرات کی شان مین زباندرازی نہ کرنا چاہیے

Marfat.com

اہل اسلام کے زمرہ مین حشر ہووے ورنہ جو شخص اُن حضرات سے کینہ رکھے گا اور اُن حضرات کے حق مین دعاء خیر نہ کرے گا وہ اہل اسلام کی تینون قسمون سے خارج ہوجاوے گا نعوذ باللہ من ذلک اہل سنت وجماعت کے مذہب کی یہی بنا ہے اور الحمد للہ کہ یہ بنا نہایت مستحکم اور مضبوط ہے کہ اگر تمام جن وانس جا ہین کہ اس بنا کو کھودین اور جنبش دیوین تو ممکن نہین کہ اسکو ضرر پہونچا سکین اسواسطے کہ اس بنا کو اُسوقت جنبش ہوسکتی ہے کہ اہل سنت نے مہاجرین اور انصار وغیرہ صحابہ کا ایمان اور اُنکی فضیلت ثابت کی ہے اور اسبارہ مین صریح آیات بینات اور نصوص محکم پیش کی ہین اور شیاطین کا وسوسہ اس طرح دفع کردیا ہے کہ نیست ونابود ہوگیا اور اُسکا کچھ بھی اثر باقی نرہا تو چاہیے کہ اگر مخالفین اپنے دعوے مین صادق ہین تو وہ بھی ثابت کرین کہ صراحۃً کن آیات محکمات سے بلا تاویل سب مہاجرین اور انصار کا نفاق ثابت ہوتا ہے تو اُسوقت بحث وگفتگوے کتابی اور سوال وجواب علمی کی طرف متوجہ ہووین ورنہ عبث ہے کہ زبان درازی کرین اور آیات ونصوص سے انکار کرین کہ اپنے لیے دوزخ کی آگ خرید کرین اور مسلمانونکی تیسری قسم سے بھی خارج ہوجاوین اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی کسی ایک آیت سے بھی مہاجرین اور انصار کا کفر ونفاق ثابت نہین اور یہ کس طرح ہوسکتا ہی اسواسطے کہ حق تعالے نے اکثر مقام مین اُن حضرات کی مدح فرمائی ہے اور اُنکے مناقب ذکر فرمائے ہین اور اُنکا ایمان اور تقویٰ اور جہاد اور نماز وغیرہ اعمال صالحہ بیان فرمائے ہین قولہ تعالے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى یعنے ہر ایک کے حق مین اللہ تعالیٰ نے بہتر وعدہ فرمایا ہے اور اُن حضرات کی شان مین خلود جنت ثابت ہونا ارشاد فرمایا ہی اور اُن حضرات کو نعمت دائمی کی بشارت دی ہے پھر اُن حضرات کا کفر ونفاق کس طرح ثابت ہوسکتا ہے نعوذ باللہ من ذلک تو ظاہر ہوا کہ مذہب منافقین کی بنا آیات قرآنی پر نہین بلکہ صرف واہیات قصہ ہاے تواریخ اور امور موہومہ پر ہے اور قرآن شریف سے وہ سب واہیات قصہ باطل ہوجاتا ہے اور اُنکا باطل وہم

Marfat.com

خیال نیست و نابود ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ انکا مذہب اہل بیت کے مذہب کے
وافق نہین اسواسطے کہ اہل بیت کا مذہب قرآن شریف کے خلاف ہرگز نہین اور
ہ بھی معلوم ہوا کہ اہل بیت کا جو مذہب تھا وہی مذہب اہلسنت کا ہے کہ
قرآن شریف کے موافق ہے اور اگر اب بھی تمھارا وسوسہ کچھ باقی رہجاوے تو
علوم کرنا چاہیے کہ امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام و علی آبائہ الکرام
صیفۂ کاملہ مین کہ شیعہ کے نزدیک معتبر ہے اور اس پر انکا عمل ہے کیا فرماتے ہین
ن زین العابدین علیہ السلام اَللّٰھُمَّ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَ مُصَدِّقُوْھُمْ مِنْ اَھْلِ
کَرْضِ بِالْغَیْبِ عِنْدَ مُعَارَضَۃِ الْمُعَانِدِیْنَ لَھُمْ بِالتَّکْذِیْبِ وَالْاِسْتِبَاقِ
ن الْمُرْسَلِیْنَ کَمَا فَضَلُوْا بِحَقَائِقِ الْاِیْمَانِ فَبِکُلِّ دَھْرٍ وَّ زَمَانٍ اَرْسَلْتَ
یْہِ رَسُوْلًا وَاَقَمْتَ لِاَھْلِہٖ دَلِیْلًا مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ن اَیِمَّۃِ الْھُدٰی وَقَادَۃِ اَھْلِ التُّقٰی عَلٰی جَمِیْعِھِمُ السَّلَامُ فَاَذْکُرْھُمْ
نْکَ بِمَغْفِرَۃٍ وَّ رِضْوَانٍ اس عبارت کا مضمون یہ ہے کہ اے خدا
صحاب سب پیغمبرون کے کہ کفار کی تکذیب کے وقت اُن لوگون نے انبیا کی
صدیق کی اور انبیا پر ایمان لے آئے اُن لوگون کو تو مغفرت اور رضامندی کے
ساتھ یاد فرما اور اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی فضیلت باقی
سب پیغمبرون کے اصحاب پر ہے اور جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
سلم سردار انبیا ہین اُسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب باقی
سب پیغمبرون کے اصحاب کے سردار ہین تو اسواسطے اُنکے حق مین امام زین العابدین
نے خاص طور پر یہ دعا فرمائی ہے کہ اَللّٰھُمَّ وَاَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ خَاصَّۃً یعنی اے خدا علی الخصوص اصحاب محمد صلے اللہ
عالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر نہایت نوازش فرما اور اُن لوگون کو مغفرت
ورضوشی کے ساتھ یاد فرما پھر اُس کے بعد صحابہ کی مدح بیان فرمائی ہے وَالَّذِیْنَ
حَسَنُوا الصُّحْبَۃَ یعنی اور وہ صحابہ کہ اُن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے ساتھ اچھی صحبت رکھی اور حق صحبت بجا لائے پھر یہ ارشاد فرمایا وَالَّذِیْنَ آوَوْا وَالْبَلَاءَ الْحَسَنَ فِیْ نَصْرِہٖ یعنی اور وہ لوگ کہ اُن لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد مین اپنا جان و مال بہتر طور پر صرف کیا قَوْلُہٗ وَکَنَفُوْہُ یعنی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان مین لے لیا اور دشمنون کے شر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محافظت کی قَوْلُہٗ اَسْرَعُوْا اِلٰی وَفَادَتِہٖ وَ سَابَقُوْا اِلٰی دَعْوَتِہٖ ترجمہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہونے مین جلدی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کو جلد قبول کیا قولہ وَاسْتَجَابُوْا لَہٗ حَیْثُ اَسْمَعَھُمْ حُجَّۃَ رِسَالَتِہٖ ترجمہ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رسالت کی حجت فرمائی تو اُن لوگون نے قبول کرلیا اور رسالت کی حجت سے مراد قرآن شریف ہے وَفَارَقُوا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ فِیْ اِظْھَارِ کَلِمَتِہٖ ترجمہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ اور دین ظاہر کرنے مین اپنی عورتون اور لڑکون کو چھوڑ دیا یعنے خدا کے واسطے اظہار اسلام کے لیے ہجرت کی کوئی دنیاوی غرض نہ تھی وَقَاتَلُوا الْاٰبَاءَ وَالْاَبْنَاءَ فِیْ تَثْبِیْتِ نُبُوَّتِہٖ وَاشْتَدَّ بِہٖ اور اس غرض سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت مستحکم ہو جاوے اُن لوگون نے اپنے باپ اور لڑکون کے ساتھ جنگ و جدال کی یعنی اسوجہ سے کہ اُنکے باپ اور لڑکون کو اسلام سے انکار تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد اور خدمت کے سبب سے وہ لوگ کفار پر غالب آئے توجسکو دین و عقل سے واسطہ ہوگا اُسپر مخفی نہ رہے گا کہ یہ سب اوصاف جمیع صحابہ کے ہین کہ مہاجرین اور انصار سے ہوے اسواسطے کہ ان سب حضرات نے حمایت اور مدد کی ہے اور اپنے باپ اور بھائیون کے ساتھ لڑائی کرکے اسلام کو مستحکم کیا ہے اور ہر معرکہ اور غزوہ مین حاضر تھے اور دشمنان دین پر فتح حاصل کی ہے اور ایسا نہین کہ صرف چند صحابہ حضرت جابرؓ اور حضرت ابوذر وغیرہ نے تمام لڑائی فتح کی ہو اور تمام کفار کو قتل کرکے غلبہ حاصل کرلیا ہے چنانچہ غزوۂ بدر مین تین سو تیرہ

Marfat.com

صحابی تھے اور جنگ احد مین ہزار صحابی تھے اور حنین مین بارہ ہزار صحابی تھے
ر تبوک مین تیس ہزار صحابی تھے اور ایسا ہی اکثر غزوہ مین ہزارون صحابی
ہتے تھے اور سب صحابہ مدد اور حمایت مین مصروف رہتے تھے اور سب کو
ہ حاصل ہوتا تھا تو ثابت ہوا کہ حضرت امام زین العابدینؒ کا مذہب یہ ہے کہ
ب صحابہؓ کی مغفرت ہوئی اور وہ سب حضرات بہشتی ہین اور لائق مدح وثنا ہین
ر مخالفین کا مذہب یہ ہے کہ صرف چند حضرات صحابہؓ ہین تو انکے مذہب کی بنیاد
ے کھودی گئی اور ظاہر ہوا کہ اہلبیت کا یہ قول نہین بلکہ وسوسۂ شیطانی ہے
اس سے حق تعالیٰ کی درگاہ مین پناہ مانگنا چاہیے اور حضرت زین العابدینؒ کے
اقوال مندرجہ بھی ہین وَمَنْ كَانُوْا مُنْطَوِيْنَ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ یعنی صحابہ آنحضرت
لے اللہ علیہ وسلم کی محبت مین فدا تھے یعنی آنحضرت صلعم کے عاشق تھے هُوَ كَ
جُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ فِيْ مَوَدَّتِهٖ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بت مین اُس تجارت کے اُمیدوار تھے کہ اس مین نقصان نہین یعنی سب اصحاب
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت آخرت کے لیے اختیار کی تھی اور یہ
شک سودمند ہے اسمین خسارہ نہین قولہ وَالَّذِيْنَ هَجَرَتْهُمُ الْعَشَائِرُ
تَعَلَّقُوْا بِعُرْوَةٍ تَبَرَّتْ ترجمہ اور اُن لوگون کو اُنکے قبیلہ کے لوگون نے چھوڑ دیا
ب اُن لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا حلقہ پکڑا قولہ وَانْشَقَّتِ
قَرَابَاتُ اِذْ سَكَنُوْا فِيْ ظِلِّ قَرَابَتِهٖ ترجمہ اور اُنکی اپنی قرابت نیست ونابود
ہو گئی جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ قرابت مین آئے یعنی
ب صحابہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور آنحضرت صلے اللہ
لیہ وسلم کی خدمت مین کمر باندھی تو تمام کفار عرب اُن حضرات کی عداوت کے
ے اُٹھے اور قرابت کا رشتہ منقطع کیا قولہ فَلَا تَنْسَهُمُ اللّٰهُمَّ مَا تَرَكُوْا لَكَ
شَيْئًا ترجمہ پس فراموش مت فرما صحابہ کے حق مین اے خدا جو کچھ تیرے لیے
ور تیری راہ مین اُن لوگون نے چھوڑ دیا یعنے اُنکی ہجرت اور مدد کرنے کی جزا

Marfat.com

اُن لوگون کو عطا فرما قولہ وَاَرْضِهِمْ مِنْ رِضْوَانِكَ ترجمہ اور اپنی خوشی اور رضامندی سے اُن لوگون کو خوش اور راضی فرما قولہ وَجَازِهِمَا شَوَا الْجَزَاءِ عَلَيْكَ ترجمہ اور اُن لوگون کو اس امر کی جزا عطا فرما کہ اُن لوگون نے تیرے نزدیک خلق کو جمع کیا قَوْلُهٗ وَكَانُوْا مَعَ رَسُوْلِكَ دُعَاةً لَّكَ وَاِلَيْكَ ترجمہ اور وہ لوگ تیرے رسول کے ہمراہ تھے صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم لوگون کو تیری طاعت کی طرف بلاتے تھے تیری رضامندی کے لیے یعنے وہ لوگ جس طرح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین کامل الایمان ہوئے تھے اسی طرح خالصًا لِلّٰہ تعالے دوسرون کو بھی خدا کی طرف بلاتے تھے اور اکثر لوگون کو دین اسلام پر جمع کیا یعنے ہزارون مرد وعورت اُن حضرات کی کوشش سے اسلام سے مشرف ہوئے تو جو راہ قرآن اور راہ اہل بیت کا طالب ہووے تو چاہیے کہ اس بارہ مین غور کرے اور فی الفور وسوسہ شیطانی سے توبہ کرے تو انشاء اللہ تعالے وہ قرآن شریف کی راہ پاوے گا اسواسطے کہ لوگون کو دین اسلام پر سب صحابہ نے جمع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی نہ یہ کہ صرف حضرت ابوذرؓ اور حضرت عمارؓ اور چند دیگر صحابہؓ نے تمام ملک سے کفر مٹا دیا اور سب خلق خدا کو ہدایت کی کوئی احمق بھی ایسی بات نہ کہے گا نہ کہ وہ شخص کہ اُسکو علم قرآن کا دعوے ہو قَوْلُهٗ وَاشْكُرْهُمْ عَلٰى هِجْرَتِكَ فِيْكَ دِيَارَهُمْ مِنْهُمْ ترجمہ اور اُن لوگون کو اس امر کی جزا عطا فرما کہ اُن لوگون نے تیری راہ مین اپنی قوم کے شہرون سے ہجرت کی قَوْلُهٗ وَخُرُوْجِهِمْ مِنْ سَعَةِ الْمَعَاشِ اِلَى الضِّيْقِ ترجمہ اور اُن لوگونکو اسکی جزا عطا فرما کہ ان لوگون نے فراخی معاش سے تنگی معاش کی طرف ہجرت کی یعنے ہجرت کے سبب سے اپنے مکانات اور اپنی معاش کی جگہ سے جدا ہوے اور اجنبی جگہ اختیار کی اور تنگی معاش مین بتلا ہوے قولہ وَمَنَّ عَلٰى مَنْ كَثُرَتْ فِيْ اَعْيُنِهِمْ مِنْ مَظْلُوْمِيْهِمْ ترجمہ اور احسان فرما اُن لوگون پر کہ زیادہ کیا تو نے اِن

Marfat.com

گون سے اپنے فرمان برداروں کو کہ اُن لوگون سے تبرا دین غالب ہوا اور وہ لوگ مظلوم صحابہ تھے
ی مہاجرین پہلے مظلوم تھے تو جب ہجرت کی اور فتح حاصل ہوئی تو دین اُن لوگون کے
ب سے غالب ہوا اور بہت لوگ مسلمان ہوے قولہ اَللّٰھُمَّ وَاَوْصِلْ اِلَی التَّابِعِیْنَ لَھُمْ
حْسَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ خَیْرَ جَزَائِکَ
ہ لے خدا اور عطا فرما بہتر جزا اُن لوگون کو کہ اُن لوگون نے صحابہ کی بخوبی تابعداری کی اور اُنکی
د اختیار کی اور وہ تابعین کہتے ہین کہ اے خدا تو بخشدے ہم کو اور ہمارے بھائیون کو کہ اُن لوگون نے
ان لے آنے مین ہمپر سبقت کی یعنے صحابہ کے حق مین دعائے خیر کرتے ہین یہ کلام امام
یہ السلام کا ہے اس مین یہ اشارہ ہے کہ تیسری قسم کے مسلمان وہ لوگ ہین کہ صحابہ کے حق
ن دعاء خیر کرتے ہین تو ثابت ہوا کہ قرآن شریف اور مذہب اہل بیت کے موافق ثابت ہے
اہل سنت وجماعت صحابہ کے فرمانبردار ہین کہ اُن حضرات کے حق مین دعاء خیر کرتے ہین اور
ن حضرات مین سے کسی صاحب کے ساتھ کینہ نہین رکھتے اور حضرت سجاد علیہ السلام کی دعا
ن حضرات کی مغفرت کے لیے ہے تو اُن حضرات کی مغفرت ہوگئی ہے اور یہ حضرات فرقہ باخیر ہین
اُن حضرات کے مخالفین فرقہ باخیر نہین اب جاننا چاہیے کہ امام علیہ السلام تابعین کی مدح
ن کیا فرماتے ہین تو امام علیہ السلام کے اقوال مندرجہ پر لحاظ کرنا چاہیے قولہ اَلَّذِیْنَ قَصَدُوْا
تَھُمْ یعنے وہ تابعین ہین کہ اُن لوگون نے قصد کیا کہ صحابہ کی حجت اور راہ اختیار کرین قولہ
رَّفُوْا وِجْھَتَھُمْ یعنے اور اُن لوگون نے صحابہ کی طرف قصد کیا اور اُنکی راہ اختیار کی قولہ
نَھُوْا عَلَی الشَّاکِلَتِھِمْ یعنے اور صحابہ کے طریقہ اور مذہب پر رہے قولہ وَلَمْ تُثْبِتْھُمْ رَیْبٌ
صِیْرَتِھِمْ یعنی باز نہ رکھا اُن تابعین کو شک نے یعنی اُن لوگون نے اسمین کچھ شک نہ کیا
صحابہ ہدایت پر ہین اور صاحب بصیرت ہین قولہ وَلَمْ یُخَالِجْھُمْ شَکٌّ فِیْ فَتْوَانَاھِمْ
ہ اور صحابہ کی پیروی کرنے مین اُن لوگون کے دل مین کچھ خطرہ نہ گذرا یعنے اُن لوگون نے صحا
ق جانا اور اُن حضرات کی متابعت کی اور اُن لوگون کو اس مین کچھ شک نہوا کہ صحابہ برحق
قولہ وَالْاِئْتِمَامِ بِھِدَایَةِ مَنَارِھِمْ ترجمہ یعنی اور اُن لوگون نے اس مین کچھ شک
کہ صحابہؓ کی راہ اختیار کرین یعنے صحابہؓ کو برحق سمجھا اور اُنکی اقتدا کی قولہ مُکَافِحِیْنَ

Marfat.com

وَمُوَازِرِيْنَ لَهُمْ ترجمہ وہ تابعین صحابہ کی اعانت اور حمایت کرتے رہے یعنی اگر کوئی ملحد یا گمراہ صحابہ کی شان مین طعن کرتا تھا تو وہ تابعین اُس طعن کو دفع کر دیتے تھے تو مخالفین جو صحابہ کی شان مین طعن کرتے ہین وہ سب شیطانی وسوسہ ہے اس کلام سے باطل ہو جاتا ہے اور مسلمان کا کام نہین کہ صحابہ کی شان مین طعن کرے بلکہ اہل اسلام کا شیوہ یہ ہی کہ اُس طعن کا جواب دیوے اور اُسکو رد کرے اور اس مین کچھ شک نہین کہ یہ وصف صرف اہل سنت مین ہے کسی دوسرے فرقہ مین نہین بلکہ روافض اپنے گمان فاسد کے موافق ہزارون طعن صحابہ کی شان مین کرتے ہین اور یہی حال خوارج کا بھی ہے خَذَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی تو معلوم ہوا کہ فرقۂ ناجیہ اہلسنت ہین اہل سنت کے مخالفین فرقۂ ناجیہ نہین اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا قولہ يَدِيْنُوْنَ بِدِيْنِهِمْ ترجمہ وہ تابعین صحابہ کے دین پر اعتقاد رکھتے ہین قولہ وَيَهْتَدُوْنَ بِهَدْيِهِمْ ترجمہ اور صحابہ کی راہ پر چلتے ہین قولہ وَيَتَّفِقُوْنَ عَلَيْهِمْ اور صحابہ پر اُن لوگون کا اتفاق ہے یعنی صحابہ کی حمایت اور نصرت کرنے مین وہ لوگ متفق ہین اور جو بیدین شیطان کے مانند صحابہؓ کی شان مین شبہ ڈالتا ہے اُس کا جواب دیتے ہین اور اُس کو دفع کرتے ہین قولہ وَلَا يَتَّهِمُوْنَهُمْ فِيْمَا أَدَّوْا إِلَيْهِمْ ترجمہ اور صحابہ پر تہمت نہین لگاتے اس مین کہ صحابہ نے دین کے احکام پہونچائے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کین یعنے صحابہ کو سچا جانتے ہین اُن کی سب روایات واحادیث کو قبول کرتے ہین اور اس پر عمل کرتے ہین تو ثابت ہوا کہ اہل سنت کی کتابون کی سب احادیث معتبر ہین اور قابل قبول ہین اس واسطے کہ وہ سب احادیث اہل بیت اور صحابہ سے مروی ہین اور حضرت امام زین العابدین کے مذہب کے موافق ہین اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ شیعہ اور خوارج کے روایات صحابہ سے مروی نہین اور امام زین العابدین کے نزدیک وہ سب کذب اور افترا ہے اور شیعہ جو اپنے بعضے روایات کی نسبت بعضے صحابہ یا بعضے اہلبیت کی طرف کرتے ہین تو جب وہ روایات قرآن شریف اور حضرت امام زین العابدین کے مذہب کے خلاف ہون تو جاننا چاہیے کہ نہ وہ اہل بیت کا قول ہے اور نہ صحابہ کا قول ہے بلکہ کسی مفتری اور کذاب نے ائمہ طاہرین پر افترا کیا ہے تو امام زین العابدینؑ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ کی سب کتابین اور روایات باطل ہین اور افترا ہے اہل اسلام اور محبان قرآن اور محبان اہل بیت پر فرض عین ہے کہ اس سے کنارہ

Marfat.com

یار کرین اے مومن طالب نجات جو کچھ کلام اللہ اور کلمات حضرت سجادؒ سے مذکور ہوا ہے
ر کوئی راہ جنت کا طالب ہووے تو ان کلمات سے صرف ایک کلمہ اُنکے لیے کافی ہے اور
س کے نصیب مین سعادت ازلی نہین اور بفحوائے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اپنے
پر ثابت رہے تو اُس نے قرآن شریف سے انکار کیا اور اس وجہ سے اُس کے حق مین ثابت ہوا
س نے اپنے لیے دوزخ خرید کیا تو طریقہ اہل اسلام مین بحث کرنے سے اُس کو کیا فائدہ ہوگا
ہُ الْهَادِیْ وَعَلٰی کَرَمِہٖ اِعْتِمَادِیْ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ
مَا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

Marfat.com

رسالۂ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب

در دفع اعتراضات بر بعض عبارات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ چند امور پر اعتراض کیا گیا ہے۔

اول امر - یہ ہے کہ مقام محبت ارفع ہے مقام خلت سے تو جب مقام محبت حاصل ہو جاوے تو مقام خلت حاصل کرنیکی کیا ضرورت ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ معترض نے خود اقرار کیا ہے کہ شب معراج مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مقام محبت عطا ہوا چنانچہ معترض نے کہا ہے کہ یہ خبر بیہقی کی روایت سے ثابت ہے اور جامع صغیر سے نقل کیا ہے اُسکے بعد معترض نے پھر خود نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کو خلیل فرمایا ہے اور کتب صحیحہ مین لکھا ہے اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَنِی خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو اپنا خلیل بنایا جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محبت حاصل تھا کہ ارفع مقام خلت سے ہے مگر باوجود اس کے مقام خلت کا حاصل ہونا بھی درکار تھا ورنہ مقام خلیت کے حاصل ہونے پر فخر نہ فرماتے اور یہ نہ ارشاد فرماتے کہ اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَنِی خَلِیْلًا کَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھکو اپنا خلیل بنایا جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور خود معترض نے احادیث صحیحہ سے یہ بھی سمجھا ہے کہ جمیع کمالات خاتمیت اور اولوالعزمی اور رسالت وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے ہین اور ظاہر ہے کہ ان کمالات مین بعضے ارفع ہین اور بعضے غیر ارفع ہین تو معلوم ہوا کہ اگر ارفع حاصل ہو جاوے تو اُسوقت بھی غیر ارفع درکار ہوتا ہے خصوصًا جب وہ غیر ارفع ایسا کمال ہو کہ اُس سے ارفع حاصل ہوتا ہو اور وہ غیر ارفع اس ارفع کے لیے واسطہ ہو کہ اس صورت مین اُس غیر ارفع کا حاصل ہونا موقوف علیہ ہے اس ارفع کے حاصل ہونے کے لیے تو اگر یہ لحاظ ہووے کہ وہ غیر ارفع فی نفسہ کمال ہے تب بھی وہ مطلوب ہے اور اگر یہ لحاظ ہووے کہ وہ غیر ارفع موقوف علیہ ہے ارفع کے

Marfat.com

حاصل ہونے کے لیے تب بھی وہ مطلوب ہے مثلاً جسم کے لیے نامی ہونا کمال ہے اور حساس ہونا بھی ایک دوسرا کمال ہے کہ اُس سے ارفع ہے اور نطق و تعقل بھی ایک کمال ہے کہ ان دونون کمال کے سوا ہے اور وہ دونون کمال واسطہ ہین اس تیسرے کمال کے لیے تو وہ دونون کمال دونون وجہ سے مطلوب ہین بذاتہا اور بغیرہما اور ایسا ہی مقام خلت کی نسبت مقام محبت کے ساتھ ہے۔

دوسرا امر۔ یہ ہے کہ مقام خلت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا چنانچہ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو ہزار برس کے بعد اُس کے حاصل ہونے کا کیا معنے ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ بلا شبہ یقیناً اور قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام خلت حاصل تھا چنانچہ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ بھی دلیل ہے کہ یہ مقام خلت واسطہ ہے اور موقوف علیہ ہے مقام محبت کے لیے اور جب تک موقوف علیہ حاصل نہو تو محال ہے کہ موقوف حاصل ہووے لیکن وعدہ کیا گیا تھا کہ ہزار برس کے بعد یہ امور حاصل ہون گے یعنی مقام خلت مین تصرف فرمانا اور طالبین کو بالاصالۃ اُس مقام مین پہونچانا اور یہ مقام حاصل کرنے کا طریقہ مدون اور مفصل کرنا چنانچہ احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ خلافت تمام روے زمین کی مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجمالی طور پر حاصل تھی اور اُسکی دلیل یہ حدیث ہے کہ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُنُوْزِ الْاَرْضِ فَوَضَعَ فِیْ یَدَیَّ یعنی مجھکو زمین کے سب خزانون کی کنجیان دی گئین اور دوسری روایت مین ہے کہ وُضِعَتْ مَفَاتِیْحُ کُنُوْزِ الْاَرْضِ فِیْ یَدَیَّ یعنی زمین کے سب خزانون کی کنجیان میرے ہاتھ مین رکھی گئین اور صحیحین مین وارد ہے کہ زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَشَارِقُهَا وَمَغَارِبُهَا وَسَیَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کی گئی میرے لیے سب زمین کہ پورب اور پچھم تک ہے اور قریب ہے کہ میری اُمت کا ملک تمام زمین مین ہوگا کہ وہ سب زمین میرے لیے جمع کی گئی اور دوسری روایت مین ہے اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُنُوْزِ الْاَرْضِ یعنی تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے جمع کی میرے لیے زمین پورب سے پچھم تک اور مجھکو زمین کے خزانہ کی کنجی دی گئی اوضاح کے سوا دوسری بعضی کتاب مین روایت ہے جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ بِمَفَاتِیْحِ کُنُوْزِ الْاَرْضِ عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ یعنی میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین کے

Marfat.com

خزانون کی کنجیان لیکر ابلق گھوڑے پر آئے حالانکہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ظہور مین نہ آیا اور نہ خلفاء راشدین کے وقت مین وقوع مین آیا بلکہ ہندوستان سلطان محمود غزنوی کے ہاتھ سے فتح ہوا اور ترکستان بعضے دوسرے اہل اسلام کے ہاتھ سے فتح ہوا اور روم بالکل عثمان ترکمانی اور اُنکی اولاد کے ہاتھ سے فتح ہوا اور اب تک ملک وسیع چین اور خطا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلمرو سے خارج ہے یعنی اُمت محمدی کا اب تک اُس پر قبضہ نہوا انشاء اللہ تعالے حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے وقت مین یہ سب ملک بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلمرو مین آجاوین گے اور خلافت الارض کہ میراث حضرت ابوالبشر کی ہے ایک عمدہ کمال ہے اور اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتوسط بعضے اشخاص اُمت کے یہ کمال حاصل ہو گا کہ وہ مددگاران امام مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کے ہون گے چنانچہ جامع صغیر مین اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ خَيْرُ أُمَّتِي عِصَابَتَانِ عِصَابَةٌ تَغْزُوا الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت مین زیادہ بہتر دو گروہ ہین ایک وہ گروہ ہے کہ ہند مین غزوہ کرے گا اور دوسرا وہ گروہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہیگا تو اب آفتاب کی طرح ظاہر اور روشن ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کمالات حاصل تھے اور تصرف بعضے کمالات مین بتوسط بعضے اشخاص اُمت کے واقع ہوا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین کا حاصل تھا چنانچہ صحاح ستہ مین وارد ہے کہ اُوتِيتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو علم اولین اور آخرین کا دیا گیا لیکن تصرف علم کلام مین مثلاً بتوسط شیخ ابوالحسن اشعری و شیخ ابومنصور ماتریدی و استاد ابواسحاق اسفرایینی و امام غزالی و امام رازی وغیرہ بعضے دیگر علما کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا اور ایسا ہی تصرف علم فقہ و تفصیل احکام شرعیہ مین کتاب الطہارت سے کتاب السلم اور کتاب الشفعہ اور فرائض اور وصایا تک بتوسط حضرت امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا اور ایسا ہی تصرف آداب اور طریقت مین اور اشغال اور اوراد اور ذکر جہری اور ذکر خفی اور مراقبہ کا طریقہ مقرر کرنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتوسط حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتیؒ کے اور

Marfat.com

ان حضرات کے مانند اور بزرگوارون کے توسط سے حاصل ہوا قولہ اور کمالات مختصہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہ علم مین تھا سب عطا کیا اس مین ظاہر طور پر بحث ہے اسواسطے کہ اگر مراد عطاء
تقدیری ہے تو مسلم ہے لیکن اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا مین بھی عطاء تقدیری مراد ہوگی
اور اگر عطاء وقوعی مراد ہے تو ظاہر ہے کہ یہ مقام تحقیق ہے اسواسطے کہ مقام محمود اور مقام وسیلہ کا
حاصل ہونا بھی وقوع مین نہین آیا چنانچہ اُمت کے حق مین حکم ہے کہ پانچون وقت اذانکے بعد
یہ دعا کرے کہ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ
وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یعنی اے پروردگار عطا فرما تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
درجہ وسیلہ کا اور فضیلت اور پہونچا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن مقام محمود مین
کہ اسکا تو نے وعدہ فرمایا ہے تحقیق کہ تو وعدہ خلافی نہین کرتا اور ایسا ہی ہر نماز مین یہ دعا کرنے کا
حکم ہے یعنی درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
یعنی اے پروردگار درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے آل پر جیسا تو نے درود بھیجا ہمارے سردار حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی آل پر تحقیق کہ تو قابل حمد کے ہے اور بزرگ ہے قولہ اور خلاف مقتضیٰ طبیعت کے
ہونا کہان سے ثابت ہوا اس پر عقلی دلیل لے آنا چاہیے تو اسکا جواب یہ ہے کہ مراد اس جگہ طبیعت سے
طبیعت عنصری نہین ہے بلکہ مراد طبیعت سے طبیعت کمالیہ ہے اور کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا اس امر کے لیے مقتضیٰ ہوا کہ ظاہر کی تہذیب اعمال صالحہ سے فرماوین اور تہذیب قلب
اور نفس اور عقل کی اعمال باطن سے فرماوین اور اُسکے سوا اور کمالات مین تصرف کرنا کاملین اُمت کو
سپرد کیا اسواسطے کہ اہم مقاصد اور موقوف علیہ سب کمالات کا انھین کمالات مذکورہ کو تصور فرماتے تھے
اور یہ امر اُن لوگون پر نہایت ظاہر ہے جو سیرت مصطفوی سے واقف ہین یعنی شغل جہاد اور تعلیم
ارکان اسلام و قواعد اجالیہ سلوک یعنی ہمیشگی ذکر لسانی کی اور تکثیر مناجات و ادعیہ و اذکار اور تفقد
احوال قلب کا یعنے حب اور بغض کا حال اور احوال مدرکہ کا یعنے بیداری اور غفلت اور توجہ اس
مدرکہ کی ضمن مین ہر تغیر کے اور تجدد کے خواہ نفسی ہو خواہ آفاقی ہو مبدء کی طرف اور بہ نسبت

ماسوی اللہ کے اللہ کے ساتھ زیادہ محبت رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی محبت مین جان و مال واہل واولاد فدا کرنا
اور ایسا ہی اور اکثر اعمال مین جو سیرت مصطفوی سے ہین اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا
کی تفسیر مین احادیث مین مذکور ہین اور یہ ظاہر ہے کہ شغل مالوف بھی مقتضی طبیعت کا ہو جاتا ہے
اسواسطے کہ عادت طبیعت ثانیہ ہے اور اُسکا خلاف مقتضی طبیعت کے خلاف نہین یہ اس مطلب کی
دلیل اصلی ہے اور دلیل نقلی یہ ہے کہ صحاح کی احادیث مین موجود ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد مین تشریف لے گئے اور وہان دو مقام مین کچھ لوگ بیٹھے تھے تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونون اچھے شغل مین ہین اور اُن دونون مقام کے لوگون مین ایک
مقام کے لوگ افضل ہین بہ نسبت دوسرے مقام کے لوگون کے تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے
ہین تو اگر چاہے تو اُنکو دیوے اور اگر چاہے تو نہ دیوے اور لیکن وہ لوگ یعنی دوسرے مقام کے لوگ
فقہ یا علم کی تعلیم کرتے ہین جاہلون کو تعلیم دیتے ہین تو وہ لوگ افضل ہین اور مین صرف تعلیم کے لیے
مبعوث ہوا ہون پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھین لوگون کی مجلس مین رونق افروز ہوئے
اور نہایت صریح دلیل اس امر مین یہ ہے کہ حق تعالیٰ مقام عتاب مین فرماتا ہے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ
مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ یعنی اور روک
رکھیے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو اُن لوگون کے ساتھ کہ پکارتے ہین اپنے پروردگار کو صبح و شام
اس غرض سے کہ وہ لوگ اُسکی رضامندی چاہتے ہین تو اگر یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مقتضی طبیعت کے خلاف نہوتا تو اللہ تعالیٰ صبر کا حکم کیون فرماتا اور ایسا ہی یہ آیت ہے وَ
لَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ یعنی
اپنے پاس سے مت ہٹا دیجیے اُن لوگون کو کہ جو پکارتے ہین اپنے پروردگار کو صبح و شام اور اِس
امر کے لیے دلیل لمی یہ ہے کہ ان امور کی تعلیم یعنے تہذیب ظاہر کی اور جو کچھ حکم مین ظاہر کے ہے
مثلاً عقل اور قلب اور نفس کی تہذیب موقوف علیہ ہے سب کمالات کے لیے اور تمام امور دلالت
کی یہی بنیاد ہے تو اگر ان امور کی جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توجہ نفرماتے اور نہایت کوشش
سے اس مین تصرف نفرماتے تو یہ بنیاد ناقص رہتی اور کوئی شخص اس اُمت کا قائم مقام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا اس تعلیم مین نہین ہو سکتا اسواسطے کہ جبتک صاحب شریعت کے جانب سے

Marfat.com

نفس نہ وارد ہوئے یہ امور دریافت نہین ہو سکتے اور کشف اور عرفان ان مطالب تک نہین پہونچ سکتا بخلاف دیگر کمالات کے کہ وہ کشف و فراست سے بھی دریافت ہو سکتے ہین اور دریافت ہوئے ہین لیکن کشف و معرفت بھی اس پر موقوف ہے کہ ظاہر کی تہذیب ہو اور وہ امور جو ظاہر کے حکم مین ہین اُنکی بھی تہذیب ہو اور اس تہذیب کی تعلیم کے بعد تفاصیل مکشوفات کی تعلیم کی ضرورت نہین تو اگر تم یہ کہو کہ ان آیات اور احادیث سے بلکہ آنحضرت صلعم کی سیرت کے تتبع کرنے سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوک طریق خلت مین تصرف نہ فرمایا اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جمیع ولایت مین تصرف نہ فرمایا تو اُسکے جواب مین کہتا ہون کہ فی الواقع جیسا شغل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر کی تہذیب مین تھا اور اُن امور کی تہذیب مین تھا جو ظاہر کے حکم مین ہے اس طرح شغل باطن کی تہذیب کا اور شغل کشف باطن کا نہ تھا اور یہ سیر کے تتبع کرنے سے ظاہر طور پر معلوم ہو جاتا ہے لیکن مقام خلت اور دیگر ولایت مین بدیہی فرق ہے اور اسکی تین وجہ ہے اول وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مقامات کا نشان ارشاد فرمایا ہے اور اُسکے حاصل کرنے کا طریقہ بھی بیان فرمایا ہے کبھی صراحۃً بیان فرمایا ہے اور کبھی کنایۃً بیان فرمایا ہے مثلاً یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ اُن لوگون کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہین وَرَجُلٌ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ یعنی مرد کہ محبت رکھتا ہے اللہ اور رسول کی اور اللہ اور رسول کو اُس کی محبت ہے اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ یعنی راضی ہوا اللہ اُن لوگون سے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوے اور لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ یعنی تحقیق کہ راضی ہوا اللہ مومنین سے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ آپ کی بیعت قبول کرتے ہین درخت کے نیچے تو اللہ تعالیٰ نے جانا اُنکے دل کا حال اور اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ مِّنْ اَصْحَابِيْ وَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو خاص طور پر چار صحابی کی محبت کے بارہ مین حکم فرمایا اور مجھکو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ اُنکی محبت کرتا ہے اور اسکے سوا اور بھی آیات اور احادیث ہین کہ اُن سے معلوم ہوتا ہے بعضے افعال اور اشغال اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہین یعنی ان افعال اور اشغال سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کے

Marfat.com

وہ افعال اور اشغال ہین وہ اللہ تعالیٰ کا محب ہے اور بعضے افعال اور اشغال سے اللہ تعالے کی محبوبیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے بخلاف مقام خلت کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے حاصل کرنیکا طریقہ ارشاد فرمایا ہے اور اُسکے حاصل ہونیکی علامت بھی بیان فرمائی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دیگر ولایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جلد مروج اور متداول ہوگئی چنانچہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے لیکر حضرت جُنید اور آپ کے اقران کے زمانہ تک اور پھر پیشوایان قادریہ وچشتیہ کے زمانہ تک دیگر ولایت کا طریقہ بخوبی متداول ہوگیا اور اُسکے حاصل کرنیکا طریقہ بھی مبوب اور مفصل مرتب ہوگیا بخلاف مقام خلت کے کہ اُس زمانہ دراز تک اسکا ذکر کسی نے نہ کیا اور نہ کسی نے اُسکے حاصل کرنیکا طریقہ کسی سے بیان کیا اور ہزار برس گذر گئے اور اُسکے حاصل کرنیکا طریقہ پردۂ اخفا مین رہا تو حق تعالیٰ نے اس امر کے لیے حضرت مجدد کو پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ جو درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر شریف مین موضوع اور مکنون تھا اُسکے ظہور کے لیے منشاء حضرت مجدد ہوون چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا اور ہزارون طالبین کو آپ کے طفیل سے اس طریقہ کا سلوک میسر ہوا الحمد للہ علی ذلک اب یہ طریقہ ایسے طور پر بیان کرتا ہون کہ انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہوجائے گا کہ یہ طریقہ حاصل کرنے کے لیے ضرور ہے کہ اس طریقۂ مجددیہ کی اتباع کی جاوے حضرت مجدد کے قبل سلوک کے سب طریقہ محبت اور محبوبیت کے ذریعہ سے حاصل کیے جاتے تھے اول محبت کی راہ طے کرتے تھے اور آخر مین محبوبیت کے درجہ سے فائز ہوتے تھے اور لوازم محبت مین نہایت کوشش کرتے تھے مثلاً ان امور کا نہایت لحاظ رکھتے تھے ذکر جہر اور وجد اور شوق اور انکسار اور تضرع اور صبر اور توکل اور رضا جوئی اور مراقبۂ صفات خصوصاً احاطہ اور معیت اور استغراق توحید وجودی اور توحید فعلی مین اور اپنے کو ایسا رکھنا جیسا کہ نہلا نیوالیکے ہاتھ مین میت رہتا ہے اور اپنی صفات اور غیر کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات مین فنا سمجھنا بلکہ اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات مین محو کرنا اور اُسکا حسن وجمال ہر مظہر مین مشاہدہ کرنا حاصل کلام سابق مین لوگ ان امور مین زیادہ کوشش کرتے تھے پھر اُسکے بعد ابتداء سلوک مین انوار وتجلیات سے فیضیاب ہوتے تھے اور انتہائے سلوک مین فنا اور بقا کے درجہ سے فائز ہوتے تھے اور اتحاد کا دم بھرتے تھے اَنَا مَنْ اَهْوٰی وَمَنْ اَهْوٰی اَنَا یعنی مین وہ ہون کہ اسکو چاہتا ہون اور جس کو

Marfat.com

ہتا ہون وہ مین ہون اور یہی طریقہ اُسوقت تک جاری رہا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت
اجہ عجدؒ وانی کو ذکر خفی کی تعلیم کی اور حضرت خواجہ عجدؒ وانی گویا اصل اصول طریقہ مجددیہ کے تھے
ر پھر حضرت خواجہ نقشبند کے وقت مین ذکر خفی کے طریقہ کو ترقی ہوئی لیکن حضرت خواجہ عبید اللہ
ار کے وقت مین علوم توحید اس طریقہ مین شامل ہوے اور علوم توحید کو غلبہ ہوا اور پھر حضرت
دد قدس اللہ سرہ نے اسکو بخوبی شایع فرمایا اور اپنے چاک سینہ سے محبوب کا سراغ ظاہر کیا اب
موقوف ہوا اور شوق و اشتیاق اور وجد اور مناجات و تضرع ایک طرف ہو اجو کچھ ہے قلب اور
ح اور سر اور خفی اور اخفی اور عناصر اور بدن مین ہے حتیٰ کہ انوار اور تجلیات خود اپنے باطن سے اپنے
طن مین پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ مقام خلت تک لیجاتا ہے محبت کا معنے عاشقی ہے اور محبوبیت کا
عنے معشوقی ہے اور خلت کا معنے یارانہ ہے تو مقام خلت مین یارانہ صحبت ہوتی ہے اور
سابق مین عاشقی اور معشوقی تھی مقام خلت مین جانبین سے راز و نیاز ہوتا ہے اور طرفین سے
ر گوشی واقع ہوتی ہے اور عاشقی مین نعرہ اور بیتابی اور در و دیوار پر سر توڑنا ہوتا ہے اور معشوقی مین
ز و ادا اور فخر و مباحات ہوتا ہے یہ طریقہ خلت کا اجمالی بیان ہے اور اگر کوئی چاہے کہ اس کو
مفصل طور پر دریافت کرے تو چاہیے کہ پیروی کنندگان طریقہ مجددیہ کے ساتھ چند سال نشست
و برخاست رکھے اور اپنے وجدان کی جانب نظر کرے کہ کیسا رنگ آتا ہے جو سابقین کے طریقہ کے
والے اور وجدان غیر کے لیے دلیل نہین تو اگر غیر منکر ہووے تو اس مین مضائقہ نہین ؎

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند	کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را
قاصرے گر کند این طائفہ را طعن قصور	حاش للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را
ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند	روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

یعنی نقشبندیہ عجب قافلہ سالار ہین کہ پوشیدہ راہ سے حرم مین قافلہ کو لیجاتے ہین تو اگر کوئی
ہ نظر اس طائفہ کے حق مین قصور کا طعن کرے تو حاشا للہ زبان پر یہ گلہ لے آؤن گا کہ جہان کے
ب شیر اس زنجیر مین بندھے ہوے ہین تو لومڑی اس حیلہ سے کس طرح یہ زنجیر توڑے اور میسری
جہ یہ ہے کہ خلت ایسی حالت ہے کہ اس مین جانبین کی محبت اور محبوبیت شامل ہے تو مقام خلت
ی نسبت مقام محبت و محبوبیت کے ساتھ ایسی ہے کہ جو نسبت مرکب اور بسیط مین ہے اور بسیط

Marfat.com

مقدم ہوتا ہے مرکب پر طبعًا تو وضعًا بھی مقدم کیا گیا پہلے اس اُمت مین محبت صرفہ اور محبوبیت صرف
رائج ہوئی اس طور سے کہ اوائل سلوک مین محبت ہووے اور آخر سلوک مین محبوبیت ہووے
جیسا سالکِ مجذوب مین ہے یا بالعکس ہو جیسا مجذوب سالک مین ہے اور جب دورہ بسائط کا
تمام ہوا تو دورہ مرکب کا شروع ہوا ۵

چون فراغت ز مفردات آمد وقت مشق مرکبات آمد

یعنی جب مفردات حروف کی مشق سے فراغت حاصل ہوئی تو مرکبات مشق کرنے کا وقت آیا
اور قابل تعجب تو یہ ہے کہ اگرچہ اس طریقہ مجددیہ کا رواج اور شیوع اور اس ضمن مین فیوض الٰہی
کا فیضان اُمت مصطفویہ پر پیچھے ہوا ہے لیکن اسکا مبدا مقدم ہے دیگر طرق کے مبادی پر اس
واسطے کہ اس طریقہ کی نسبت حضرت صدیق رضہ کے ساتھ ہے اور آپ اول خلیفہ ہین اور بالغ مردون
مین آپ پہلے اسلام سے مشرف ہوے اور نص سے بھی آپ کا استحقاق خلت ثابت ہے چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ
اَبَابَكْرٍ خَلِیْلًا اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ یعنی اگر مین اپنی اُمت سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت
ابوبکرؓ کو اپنا خلیل بناتا الحدیث تک اور اگر کسی کے دل مین یہ خطرہ گذرے کہ اس صورت مین لازم
آتا ہے کہ عوام پیروی کنندگان مجددیہ افضل ہین اولیاء سابقین سے اور سبحان اللہ یہ بہتان عظیم
ہے تو کہتا ہون کہ اسکا جواب تین وجہ پر ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ اُسوقت لازم آوے گا کہ طریقہ
خلت کو افضل سب طریقہ مین کہین حالانکہ ایسا نہین محبوبیت افضل ہے مقام خلت سے اور یہ
اس کلام سے ثابت ہے کہ لَاُوْثِرَنَّ حَبِیْبِیْ عَلٰی خَلِیْلِیْ یعنے اختیار کرتا ہون اپنے
حبیب کو اپنے خلیل پر اور دوسری وجہ یہ ہے کہ افضلیت باعتبار علو مرتبہ کے ہوتی ہے جس مقام
مین ہو خواہ خلت ہو خواہ محبوبیت ہو اُسکی مثال یہ ہے کہ بادشاہون اور امرا کے یار اور مصاحب
ہوتے ہین کہ ہمیشہ حضور مین حاضر رہتے ہین اور اُنکے ساتھ راز و نیاز رہتا ہے اور امرا کے صوبہ دار
اور رسالہ دار اور کارخانہ کے داروغہ اور دفتر کے متصدی بھی ہوتے ہین اور اُن اشخاص کا مرتبہ
زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت مصاحب اور یار کے مرتبہ کے اگرچہ دوام حضور اور صحبت دائمی خاص مصاحبون
اور یارون کے حق مین ثابت ہے بلکہ خواص اور خدمت گارون کے ساتھ زیادہ مخصوص ہے اور

Marfat.com

ری وجہ یہ ہے کہ ہر طریقے کے منتہی کو یہ امر یعنی دوام حضور اور قرب دائمی حاصل ہے تو ہس
ب دائمی کا سبب دوسرے طریقہ مین بھی منتہی ہونا ہے البتہ اس طریقہ کے مبتدی کو اسوجہ سے
یح اور زیادہ فضیلت ہو سکتی تھی کہ مجاہدات اور ریاضات اور کشف وکرامات اور ظہور خوارق
ات مین اس طریقہ کے مبتدی کو بہ نسبت دیگر طرق مبتدی کے ارجح ہوتے چنانچہ کسی قائل کا قول ہے

اول ما آخر ھر منتہی است وآخر ما جیب تمنا منتہی است

یعنی ہمارا اول ہر منتہی کا آخر ہے اور ہمارے آخر سے تمنا کا جیب خالی ہے حاصل کلام یہ کہ فضل
ئی کو بجائے فضل کلی کے اختیار کرنا اور اسکی فضیلت کے وجود پر نظر کرنا کوتاہ نظرون کا کام ہے
لہ پس چاہیے کہ ہر متوسط اشخاص اُمت محمدیہ کا دوسرے راہ سے محیط کے ساتھ مناسبت رکھتا ہوتا
س مرتبہ کا کمال حاصل کرے اور حقیقت مین وہ مرتبہ متحقق ہووے اور یہ الفاظ کس عالم سے ظاہر ہوئے
ین اس سے تشویش ہوتی ہے تو کہتا ہون کہ یہ کوئی مقام تشویش نہین اسواسطے کہ مراد راہ دیگر سے
بت اور محبوبیت کی راہ ہے اور ان دونون طریق سے دائرہ خلت کی محیط کے ساتھ مناسبت ہو سکتی ہے
سواسطے کہ اوپر مذکور ہوا ہے کہ خلت وہ ماہیت ہے کہ ممتزج ہے محبت اور محبوبیت سے اور کسی شئے کے
وجز ہون اور اُسکا ایک جز حاصل ہو جاوے تو اُس شئے کے ساتھ مناسبت ہو جاتی ہے اور یہ امر بدیہی
کے مانند ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے سمجھا ہے کہ راہ دیگر سے مراد وہ راہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی اتباع کے سوا ہے اور اسوجہ سے معترض تشویش مین پڑا ہے حالانکہ خود معترض نے اپنی سابق
کی تقریر مین اقرار کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے سب راہ واضح فرما دی ہے کوئی
راہ باقی نہ رہ گئی پھر معترض کو یہ وہم کیون ہو گیا اور اگرچہ اس عبارت سے صراحۃً ظاہر نہین ہوتا کہ مراد اس
ایک شخص سے اپنی ذات شریف کو قرار دیا ہے لیکن فی الواقع یہی امر ہے اور جو شخص معترض کے احوال
سے آگاہ ہے وہ جانتا ہے کہ یہ سب امور معترض مین متحقق تھے اسواسطے کہ یہ طریقہ حاصل کرنے کے قبل
معترض نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ سے طریقہ قادریہ حاصل کیا تھا اور طریقہ
قادریہ کی بنا محبوبیت پر ہے اور حضرت شیخ عبدالاحدؒ نے یہ طریقہ شاہ کمال کنتلی سے حاصل کیا تھا
اور شاہ کمال کنتلی نے یہ طریقہ سید فضیل سے حاصل کیا تھا اور اسی طرح درجہ بدرجہ آخر سلسلہ تک
یہ طریقہ حاصل ہوا اور تعجب تو اس امر سے ہوتا ہے کہ جب اُنکو یہ طریقہ عنایت ہوا اور برسون

اس طریقہ کی تعلیم فرمائی تو اُسکے بعد حضرت شیخ سکندر قدس سرہٗ حضرت کمال کنتھلی قدس اللہ سرہما صاحب طریقۂ محبوبیت کی اجازت اور حکم سے خرقہ لے آئے اور سرہند مین انکو پہنایا تو مقام خلت کی راہ سے مقام محبوبیت مین پہونچے جیساکہ پہلے محبوبیت کی راہ سے مقام خلت مین پہونچے تھے اور اس طرح کی نیرنگی عجائب معاملات خدا سے ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندگان برگزیدہ کے ساتھ اس طرح کا معاملہ رکھتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدا مین بنا کعبہ مین شریک ہوئے اور حجر اسود رکھا اور اسوجہ سے اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام ابراہیمی حاصل ہوا پھر مدینہ منورہ مین جہاد مین مشغول رہے اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ مقابلہ کیا اور اسوجہ سے مقام موسوی اور مقام عیسوی حاصل ہوا اور شب معراج مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس مین تشریف لے گئے اُس وقت اس درجہ کا آغاز ہوا اور غروب تک کہ اول غروب شام سے ہے اُسوقت تک اس درجہ مین بہت ترقی ہوگئی حتیٰ کہ حجۃ الوداع مین پھر کمال ابراہیمی سے مشرف ہوئے اور مقام ابراہیمی نے اُسدن نہایت جلوہ دکھلایا اور نہایت کہ رجوع ہو طرف بدایت کے متحقق ہوئے قولہ اور بعضے مقام مین حضرت مجدد نے لکھا ہے کہ وہ فرد خضر ہو یا الیاس ہو تو اُس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مراد اس سے خود اپنی ذات ہے تو اسکے جواب مین کہتا ہون کہ اس کلام مین تناقض نہین اسواسطے کہ مکشوفات مین اکثر مبہم القا ہوتا ہے پھر اس مبہم کا تعین کیا جاتا ہے اور جب مبہم شئے القا ہوتی ہے تو اُسکی تعیین مین عقل کو جولانی ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کا ابہام اور تعیین وقوع مین آیا ہے صحیحین مین موجود ہے اِنِّیْ اُرِیْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ مَابَيْنَ نَخْلٍ وَّمَاءٍ فَذَهَبَ وَهْلِیْ اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِیَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو تم لوگونکی ہجرت کا مقام دکھلایا گیا درمیان درخت خرما اور پانی کے تو مجھکو خیال ہوا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے تو معلوم ہوا کہ وہ مدینہ یعنی یثرب ہے اور ایسا ہی حال حضرت مجدد کا اس کشف مین ہے کہ پہلے آپ کو بطور الہام کے معلوم ہوا کہ فرد متوسط ایسا ہونا چاہیے پھر جب دیکھا کہ اس طریقہ کی بنیاد حضرت خضر علیہ السلام نے ڈالی ہے تو حضرت خضر علیہ السلام کا خیال ہوا پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام لوگون کے ساتھ اختلاط بہت رکھتے ہین اور طریقہ خلت کو

Marfat.com

ت اور گوشہ نشینی لازم ہے حضرت الیاس علیہ السلام کی طرف خیال گیا اور یہ سب خیال اسوجہ
ے ہوا کہ جو کمال واسطے پیغمبر عظیم الشان کے ہے اُسکے حصول کے لیے متوسط کسی پیغمبر کے سوا کوئی
سر انہین ہو سکتا اور دنیا مین ان دو پیغمبر کے سوا کوئی دوسرا پیغمبر نہین اور پھر آخر مین معلوم ہوا کہ
ضرور نہین کہ یہ متوسط پیغمبر ہووین بلکہ اس امر مین اپنے پیغمبر کی کمال متابعت کافی ہے اور اس امر
ین مقصود گوشہ نشینی و خلوت در انجمن ہے کہ طریقہ حضرت خواجگان کی بنا اس پر ہے خلوت در مانق
ین اور بہر حال یقینًا معلوم ہوا کہ وہ متوسط خود آپ ہین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ
رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کی نعمت بیان کیجیے تو اس سے معلوم
ہوا کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہووے تو اُس کے لیے حکم ہے کہ وہ نعمت بیان کرے تو اسوجہ سے
حضرت مجدد نے یہ امر بیان فرمایا ایسے اختلافات کو تناقض سمجھنا اسکا کام ہے کہ ایسے حضرات کے
کشوفات سے اسکو مناسبت نہین ورنہ شیخ اکبر کے کلام سے اکثر مقام مین مفہوم ہوتا ہے کہ خاتم الاولیا
اس امت مین حضرت امام مہدی ہین اور شیخ اکبر نے اکثر مقام مین اپنے کو خاتم الاولیا قرار دیا ہی ہے

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست | سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست

یعنی جب اہل دل کی بات تو سنے تو مت کہہ کہ خطا ہے تو سخن شناس نہین خطا اس مقام
ین ہے قولہ مین ہون کہ یہ کمالات رسول خدا کو کسب کرایا ہے تو اسکا جواب دیتا ہون کہ اس
عبارت مین نقل کرنے مین صراحۃً خیانت اور تحریف واقع ہوئی ہے اسواسطے کہ کسب کرانے سے
متبادر یہ ہوتا ہے کہ یہ فرد بجاے شیخ اور مرشد کے ہے اور معاذ اللہ رسول خدا بجاے طالب اور تلمیذ
کے ہین اور ہرگز حضرت مجدد کے کلام کا یہ مفہوم نہین اور صحیح عبارت اس طور پر ہے کہ مین ہون
کہ یہ کمالات کسب کر کے جناب رسول خدا کے ساتھ منسوب کیا ہے اور آنجناب کے کمالات مین
بطور نیاز کے گذرانا ہے اور آنجناب کے دفتر اعمال مین لکھوایا ہے اگر زبان طالب علمانہ مین یہ
مضمون ادا کیا جاوے تو کہنا چاہیے کہ جب کہا جاتا ہے کہ یہ صفت فلان کو بواسطۂ فلان کے
حاصل ہوئی تو اس کے دو معنی ہوتے ہین اول یہ کہ وہ واسطہ واسطۂ فی الثبوت ہو یعنی وہ صفت
پہلے واسطہ کو حاصل ہوئی ہو پھر اس واسطہ سے بطور سببیت کے وہ صفت ذی واسطہ کو حاصل ہوئی
جس طرح پانی کی حرارت بواسطہ آگ کے ہوتی ہے تو وہان دو طرح کی حرارت ہوتی ہی ایک حرارت

Marfat.com

آگ کے ساتھ قائم رہتی ہے اور دوسری حرارت پانی کے ساتھ رہتی ہے کہ وہ حرارت پانے کی آگ کی حرارت سے حاصل ہوتی رہتی ہے اور یہ معنی ہرگز مراد حضرت مجدد کی نہین اور دوسرا معنی یہ ہے کہ واسطۂ فی العروض ہو یعنی صفت واحدہ درحقیقت واسطہ کے ساتھ قایم ہووے اور وہی صفت واحدہ واسطے کے ذریعہ سے ذی واسطہ کے ساتھ منسوب ہووے مثلاً حرکت جالس سفینہ کی بواسطہ سفینہ کے تو وہان حرکت واحدہ سفینہ کے ساتھ قائم ہے جالس کے ساتھ قائم نہین البتہ یہ حرکت جالس سفینہ کی طرف بھی منسوب ہوتی ہے مگر بالعرض والمجاز منسوب ہوتی ہے اور حضرت مجدد کی مراد یہی معنی ہین یعنی یہ کمالات مین نے حاصل کیے اور یہ کمالات مجھ مین قائم ہوے اور جناب رسولؐ کے ساتھ منسوب ہوئے ہین بحکم اسکے کہ اُمت کے اعمال پیغمبر کے دفتر اعمال مین محسوب ہوتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ ان کمالات کے کسب سے مستغنی ہین سوا اسطے کہ اس سے رفع کمال حاصل ہے اور یہ معنی مراد ہونے مین کوئی قباحت لازم نہین آتی اور اسکو دلائل سے بھی ثابت کردیتا ہون بعون اللہ وتوفیقہ چنانچہ اس مدعی پر دلیل یہ ہے کہ خزانہ زمین کی کنجی آنحضرت صلعم کے تابعین کو حاصل ہوئی اور ایسا ہی تصرف تمام زمین مین بھی آنحضرت صلعم کے تابعین کو حاصل ہوا اور یہ امر بواسطہ ان تابعین کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب ہوا اور سیکڑون برس کے بعد بلکہ ہزار برس سے زیادہ زمانہ کے بعد زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا متحقق ہوا اور یہ بھی دلیل ہے کہ فتح فارس وروم اور ہلاکت کسریٰ وقیصر حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ وقوع مین آئی اور یہ امر آنحضرت صلعم کی وفات سے چند سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب ہوا اور یہ بھی دلیل ہے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ یَا عَلِیُّ اِنَّكَ تُقَاتِلُ عَلٰى تَاوِيْلِ الْقُرْاٰنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلٰى تَنْزِيْلِهٖ یعنی اے علی تم قتال کروگے بعضے لوگون کے ساتھ اس سبب سے کہ وہ لوگ تاویل قرآن سے جو حکم ثابت ہوگا اُس سے وہ انکار کرین گے جیسا مین نے قتال کیا بعضے لوگون کے ساتھ اسوجہ سے کہ قرآن شریف مین جو حکم نازل ہوا ہے اُس سے اُن لوگون نے انکار کیا اور یہ امر تیس برس کے بعد حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے وقوع مین آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفتر اعمال مین محسوب ہوا تو اس مقام مین نہین کہا جاسکتا ہے کہ قتال علیٰ تاویل القرآن ایک

Marfat.com

عدہ کمال تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہوا مگر بواسطۂ حضرت علیؓ کے اسواسطے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال کہ قتال علیٰ تنزیل القرآن ہے ارفع اور اکمل ہے قتال علیٰ تاویل القرآن
سے لیکن ممکن نہ تھا کہ یہ قتال یعنی قتال علیٰ تاویل القرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین
ثابت ہووے تاوقتیکہ کوئی متوسط افراد اُمت سے واسطہ نہووے تو اسوجہ سے ایک متوسط قرار دیے
گئے کہ بواسطہ اُنکے یہ قتال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب ہووے اور عدم امکان کی وجہ
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین قتال علیٰ تاویل القرآن کی کوئی صورت نہ تھی اسواسطے
کہ جو تاویل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے فرماتے وہ تاویل تنزیل ہوجاتی تو اسکے
انکار سے جو قتال ہوتا وہ قتال بوجہ تنزیل کے ہوجاتا نہ بوجہ تاویل کے اور اُس تاویل کا منکر کافر ہوجاتا
اسواسطے کہ وہ گویا نص صریح قرآن کا منکر ہوتا تو متوسط کی ضرورت ہوئی کہ ذوجہتین ہو ایک جہت
سے مجتہد ہووے تا اسکی تاویل کا انکار کفر نہووے اور اس سے تنزیل کا انکار لازم نہ آوے اور دوسری
جہت سے اسکا حکم بمنزلۂ حکم پیغمبر کے ہو اسواسطے کہ خلیفہ حکم مین مستخلف کے ہے اور اسوجہ سے جو شخص
اسکے حکم سے انکار کرے تو اُس کے ساتھ قتال کرنے کا حکم ہے اور یہ قتال بالعرض آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف منسوب ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفتر اعمال مین لکھا جاتا ہے تو ایسا ہی یہ
قتال حضرت مجدد کا بھی ہے قولہ وہ راہ کہان سے وہ لے آئے اسکا جواب یہ ہے کہ مراد عالم دیگر سے عالم
امتزاج محبت ومحبوبیت ہے کہ اسکی تعبیر مقام خلت کے ساتھ کی جاتی ہے تو یہ راہ خدا کے یہان سے لے
آئے جیساکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قتال علیٰ تاویل القرآن خدا کے یہان سے لے آئے اور وہ قتال عالم
دیگر سے ہے جہاد کفار کے قبیل سے بھی نہین اور قتال مسلمین کے قبیل سے بھی نہین بلکہ اُسکی ہیئت
مندرجہ ہے اور یہ امر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بوجہ خلافت نبوت ومتابعت آنحضرت کے حاصل ہوا
تانچہ حضرت مجدد کو بھی بسبب کمال متابعت آنحضرت کے یہ کمال میسر ہوا اور ان لوگون کے حال پر
تعجب ہے کہ آپ پر طعن کرتے ہین اس حیلہ سے کہ آپ استقلال کا دم بھرتے ہین اور برزخ کو درمیان
سے اُٹھا دیتے ہین اور نہ سنتے ہین اور نہ دیکھتے ہین کہ آپ کا کلام مکتوبات وغیرہ مین مالا مال ہے اس سے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت تابعداری کرنا چاہیے اور جابجا اپنے حق مین اور اپنے تابعین
کے حق مین اسی امر کے لیے خدا سے دعا کی ہے اور اکثر مقام مین فرماتے ہین کہ ہمارے طریق کی بنا اسپر ہے

Marfat.com

کہ سنت کی کامل متابعت کی جاوے اور بدعت سے نہایت پرہیز کیا جاوے قولہ برزخ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیان سے نہین اُٹھتا اور سب مراتب ولایت خلیلی کے اُسکے واسطے سے ہوتے ہین ولایت موسوی سے حاصل ہونے کا کچھ معنی نہین تو اُسکے جواب مین کہتا ہون کہ ابھی بیان کیا گیا ہے کہ ولایت خلیلی کا تصرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا مگر اُس سے زیادہ اہم شغل تھا اسواسطے اس مین تصرف نہ فرمایا تھا اور حضرت مجدد نے نہایت اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا تو صرف اس اتباع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور سے مجدد کو ولایت خلیلی کا تصرف حاصل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب ہوا چنانچہ مولانا رومی قدس اللہ سرہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت متابعت کی اور اسوجہ سے حضور خداوندی سے آپ کو توفیق مرحمت ہوئی کہ آپنے مثنوی شریف تصنیف کی کہ جواہر گوناگون علم سلوک وعلم معرفت سے پُر ہے اور وہ مثنوی حضرت رسالت پناہ کے ساتھ منسوب ہوئی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تصنیف نہین فرمائی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ یعنی ہم نے آنحضرت کو شعر نہ سکھلایا نہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین سزاوار ہے اور ارتفاع برزخ کا سمجھنا اوہام شیطانی سے ہے نعوذ باللہ من ذلک اور یہ شبہ بالکلیہ اس طور سے حاصل ہو جاتا ہے کہ مثنوی کا سب معنی اور مضمون مشکوۃ نبوت سے ماخوذ ہے اور مولانا جلال الدین رومی نے وہ معنی اور مضمون شعر مین بیان فرمائے ہین اور ایسا ہی اجزاء مقام خلت یعنی محبت اور محبوبیت سب ماخوذ جناب پیغمبر سے ہے اور حضرت مجدد نے ہیئت ممزجہ مین تصرف کیا ہے اور یہ وجہ اس امر کے لیے کافی ہے کہ اس مقام کا اختصاص آپ کے ساتھ ہووے چنانچہ سکنجبین کا واضع دعویٰ اختصاص سکنجبین کا اپنے حق مین کرے تو یہ اُس کو سزاوار ہے اگرچہ سرکہ اور شہد کی خصوصیت اُس کے ساتھ نہین اور سرکہ اور شہد کے خواص کو کسی دوسرے سے سیکھا ہو مگر اس کا دعویٰ اختصاص کا صحیح ہے ایسا ہی یہ مقام بھی ہے قولہ اور دعائے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ ہزار برس کے بعد قبول ہوئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ بعید نہین ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے امر کی آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ امر اُس کی طرف دن مین کہ اس کی
ر ہزار برس ہے اس حساب سے کہ تم شمار کرتے ہو تو اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ خداوند
ی کا بعض کام بامتزاج فیض سماوی وارضی معہود اً وہبوطاً ہزار سال کی مدت مین تمام ہوتا ہے
و سکتا ہے کہ یہ دعا بھی اسی قبیل سے ہو اور یہ بھی جواب ہے کہ بعضے مواعید الٰہی کہ دربارۂ پیغمبر اور
ت پیغمبر کے ہین حضرت امام مہدی کے زمانہ مین وقوع مین آوین گے تو اگر ان مطالب کے لیے دعا
وے تو ظاہر ہے کہ وہ دعا بہت دنون کے بعد قبول ہوگی یعنی حضرت امام مہدی کے زمانہ مین
ں ہوگی اور تفاسیر اور روایات صحیحہ مین آیا ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
اپنے حق مین اور اپنے ذریات کے حق مین بہت دعا کی تھی اور ان دعاؤن سے بعضی دعا
رت سلیمان علیہ السلام کے وقت مین قبول ہوئی اور ایسا ہی حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل
ما السلام نے دعا کی تھی رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً
اس قول تک رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ یعنی اے پروردگار ہم کو اور اسمٰعیل کو اپنا فرمانبردار بنا
میری اولاد سے فرمانبردار اُمت تو بنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا بھی مانگی رَبَّنَا
وَابْعَثْ فِيهِمْ یعنی اے پروردگار اور بھیج پیغمبر اُن لوگون مین اُنھین لوگون مین سے کہ وہ پیغمبر
ن لوگون کو تیری آیات سُناوین اور اُن لوگون کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیوین اور اون
ون کو پاک کرین اور یہ دعا ہزارون برس کے بعد قبول ہوئی اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ
یا تھا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ
الصَّالِحُونَ یعنی تحقیق کہ لکھا ہے ہم نے زبور مین بعد ذکر کے یہ کہ زمین کے وارث میرے بندگان صالحین
ن گے اور یہ وعدہ ہزارون برس کے بعد پورا کیا گیا قولہ اس مدت مین ہزارون اولیا اور
لفائے راشدین ہوئے اور کسی سے یہ کام انجام نہوا تعجب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقام تعجب
مین یہ شخص مبہوت ہے سمجھتا نہین کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ بعضے حوادث کے بارہ مین ہوتا ہے کہ
فلان وقت فلان مقام مین فلان فلان اشخاص سے وہ صادر ہون گے ہم کے سوال کا وہان گنجایش نہین
اور چون وچرا کو اس مین گنجایش نہین یہ نہین کہہ سکتے کہ اہل ہند کے ارشاد کے لیے خاص

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کیون مخصوص ہوے چنانچہ شہرۂ آفاق ہے کہ آپ کو ولی ہند کہتے ہین اور آپ سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے چھہ سو برس کا زمانہ تقریبًا گذرا تھا اور اس مدت مین ہزارہا اولیا گذرے اور خلفائے راشدین گذرے تو چاہیے کہ معترض اس مقام مین بھی کہتے کہ یہ کام کسی سے نہوا تعجب ہے اور ملک ہندوستان کی ظاہری فتح سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ سے ہوئی اور اُن کے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تقریبًا تین سو برس کا زمانہ گذرا تھا تو چاہیے کہ معترض اس مقام مین بھی کہے کہ اس زمانہ مین اکثر بادشاہ اور خلفا گذرے اور کسی سے یہ کام نہوا تعجب ہے قولہ اور اُس اکتساب کے آثار کہان ہین کہ اُس کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہین نہایت تعجب ہے اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے سے کیا مقصود ہے اس کا مطلب اوپر بیان کیا گیا حضرت مجددؒ واسطہ فی العروض ہین یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اضافیہ سے ایک صفت کے لاحق ہونے کے لیے متوسط ہوئے ہین اور اپنے اُس کمال مکتسبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فیضیاب کرتے ہین اُس کے آثار صرف یہ ہین کہ باطن کی تہذیب یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ملکہ حاصل ہووے وحضور دائمی کا مرتبہ حاصل ہووے اور الحمد للہ کہ یہ امر آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور معترض نے جو سوال کیا ہے کہ اسکے آثار کہان ہین تو اس سوال کے جواب مین کہا جا سکتا ہے کہ بخارا اور سمرقند اور بلخ اور بدخشان اور قندھار اور کابل اور غزنی اور تاشکند اور یارکند اور شہر سبز اور حصار شادمان کہ اہل اسلام کا مسکن ہے وہان ہنود اور نصاریٰ اور روافض نہین اور ان مقامات مین اس طریقہ کے سوا کوئی دوسرا طریقہ کثرت سے مروج نہین شاذ و نادر کوئی دوسرا طریقہ ہے اس فرد کی اُمّت کی نگہبانی کے لیے بھیجا اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہر ہے کہ آپ کی ذات مبارک سے ملاحدہ اور روافض اور غالیان توحید اور مبتدعین اور معتقدین شرک جلی و خفی کے شبہات بالکلیہ رد کیے گئے اور بفضلہ تعالےٰ آپ کے تابعین سنت کی پیروی کرنے مین نہایت سرگرم ہین اور بدعت سے پرہیز کرنے مین نہایت مستعد ہین تو آپ کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کہین سے آوے اور دعوے کرے کہ مجھکو فلان حکیم نے اپنا نائب

Marfat.com

مقرر کرکے اس شہر مین بھیجا ہے اور لوگون کو اُس کے علاج سے فائدہ ہووے اور وہ علاج
عمدہ طور سے کرے تو تیقن ہو جاوے گا کہ یہ شخص صادق القول ہے کہ اپنے منصب مین
یکنام ہوا اور یہ کام بخوبی بجالایا اور اگر معترض حکیم مطلق کی سند چاہتا ہے تو وہ بھی موجود
ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع مین حدیث بیان کی ہے یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ
رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا عَنِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زَیْدِ بْنِ جَابِرٍ بَلَاغًا اِنْتَھٰی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میری اُمت مین ایک شخص ہوگا کہ اُس کو لوگ صلہ کہین گے اُس کی شفاعت سے
بہشت مین لوگ داخل ہون گے اسقدر اور اس قدر یہ روایت ہے ابن سعد سے اور اُنھون
نے روایت کی عبدالرحمٰن سے اور اُنھون نے روایت کی زید بن جابر سے اور یہ روایت مرفوع
ہے اور شیخ بدرالدین نے کتاب حضرات القدوس مین لکھا ہے کہ یہ حضرت مجدد کے بارہ مین
بشارت ہے اسواسطے کہ علما اور صوفیہ کے درمیان مین آپ صلہ تھے کہ فریقین مین جو وحدت
وجود کے مسئلہ مین خلاف ہے تو اس کو نزاع لفظی پر حمل فرمایا ہے اور آپ نے خود تحریر فرمایا ہے
کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَۃً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَمُصْلِحًا بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ یعنی سب
تعریف ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے کہ اُس نے مجھکو صلہ بنایا دو دریا کے درمیان مین اور صلح
کرانے والا بنایا دو گروہ مین اور آپ کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت فرمائی
ہے کہ کل یعنے قیامت مین اس قدر ہزار آدمی آپ کی شفاعت سے بخشے جاوین گے اور حدیث
مذکور کا مضمون اور اس بشارت سے آنجناب پر صادق آتا ہے اور اس ہزار سال کے زمانہ مین
کوئی ایسا نہ گذرا ہے کہ اُس کا لقب صلہ رہا ہو اور اُس کا ثبوت نقلیات اور کشفیات سے
بھی ہوتا ہے اور یہ آنجناب کے کسی مکتوبات مین بھی مرقوم ہے قولہ اگر یہ نعمت کا شکر ہے تو کون
قبول کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ طرفہ ماجرا ہے کہ نعمت کا شکر چاہیے کہ صاحب نعمت قبول
فرماوے اور دوسرون کے قبول یا نہ قبول کرنے سے کیا حاصل ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَئِنْ
شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنے اگر شکر کروگے تو تم کو ہم اور زیادہ دین گے تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے
موافق آنجناب کا شکر قبول فرمایا گیا اور دوسرے لوگون کے قبول سے کام نہین ہے

Marfat.com

اذا رضیت عنی کرام عشیرتی	فلا زال غضبانا علیّ لیانها

یعنی جب مجھ سے میرے بہترین ہم صحبت راضی ہین تو چاہیے کہ بدترین ہم صحبت مجھ پر خشمناک رہین یعنے اُن کے برہم ہونے کا مجھکو کچھ خوف نہین الحمد للہ کہ جلد اول فتاویٰ عزیزی کا ترجمہ اکیسوین ذیقعدہ روز شنبہ ۲۲ سنہ ۱۳۴۲ھ تیرہ سو بائیس ہجری کو انجام مع الخیر کو پہونچا وَتَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاتمۃ الطبع

لائق تعریف وہی معبود حقیقی ہے جسنے محض اپنے فضل وکرم سے اس انسان ضعیف البنیا کو خلعت وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ سے اعزاز بخشا اور درود وسلام نازل ہو جیو اُس رسولؐ برحق پر جس کے فیض صحبت نے قلوب قاسیہ کو نور عرفان سے منور فرمایا۔ اور اُس کے آل واصحابؓ پر جنھون نے اُس سچے دین کی کامل کوشش فرمائی اور رحمت کاملہ نازل ہو جیو اُن فقہاء ومجتہدین پر جنھون نے سعی بلیغ فرما کر استخراج مسائل کیا **اما بعد** اس زمان خیر وبرکت وآوان نزہت وبہجت مین جلد اول **سرور عزیزی** ترجمہ اُردو **فتاویٰ عزیزی** مصنفہ حضرت مولانا شاہ **عبد العزیز** صاحب رحمۃ اللہ محدث دہلوی **مطبع مجیدی** واقع کانپور مین باہتمام تمام جناب حاجی **محمد شفیع** صاحب خلف الرشید جناب حاجی **محمد سعید** مالک مطبع ہذا بماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق مارچ سنہ ۱۹۲۳ء طبع ہوکر کحل الجواہر انظار ذوی البصائر ہوئی

Marfat.com

مما شاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ ملاصی ٹولہ نمبر (۵۰)

سرور عزیزی

جلد | ترجمۂ اردو | دوم

فتاوی عزیزی

باہتمام اخص العبید حاجی رحمت اللہ برادر رشید محمد عبد المجید غفرلہ اللہ المجید

مطبع مجتبائی دہلی میں پہلی دفعہ طبع ہوئی

ناظرین کرام غازی قسم کی کتابیں نرخ تاجرانہ بکفایت جلد دستیاب ہوتی ہیں المشتہر محمد سعید تاجر کتب و مالک مطبع مجتبائی

Marfat.com

Marfat.com